جوازِ میلاد اور بیانِ میلاد کے متعلق

نادر و نایاب رسائل کا گلدستہ

مِیلادُ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

منانا اُمتِ محمدیہ کا متفقہ عمل

- اِرغامُ الفجرۃ فی قیامِ البررۃ — شیخ طریقت مظہر مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد رجب علی قادری نانپاروی قدس سرہ العزیز
- دافع الاوہام فی محفل خیر الانام — فاضل اجل عالم بے بدل ادیب اہل سنت حضرت علامہ مولانا عبد السمیع رامپوری رحمۃ اللہ علیہ
- سلسبیل فی مولد ہادی السبیل — فاضل اجل عالم بے بدل مبلغ اہل سنت حضرت مولانا عبد السمیع رام پوری رحمۃ اللہ علیہ
- مثنوی جوہر لطیف فی میلادِ الحنیف — فاضل اجل عالم بے بدل مولانا عبد السمیع رام پوری رحمۃ اللہ علیہ
- میلاد نامہ ملقب بہ شرح ن والقلم — حضرت مولانا میاں علی محمد صاحب چشتی نظامی سجادہ نشین بسی شریف
- میلادِ اشرف المخلوقات — خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ مولانا حکیم غلام احمد شوق فریدی سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ
- دلائل ساطعہ براہین قاطعہ — ناصر الاسلام حضرت مولانا شفیع ناصر رامپوری رحمۃ اللہ علیہ
- کتاب مولدِ مصطفوی — صدر المحققین راس المتکلمین فاتح عیسائیت حضرت مولانا آلِ حسن مہانی رضوی رحمۃ اللہ علیہ
- میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — مولانا پروفیسر نور بخش توکلی
- راحۃ القلوب فی مولد المحبوب — فاضل اجل عالم بے بدل مولانا عبد السمیع رام پوری رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

میثم عباس قادری رضوی

والضحیٰ پبلی کیشنز

جوازِ میلاد اور بیانِ میلاد کے متعلق نادر و نایاب رسائل کا گلدستہ

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

منانا امتِ محمدیہ کا متفقہ عمل

- ارغام الفجرۃ فی قیام البررۃ — مفتی محمد رجب علی قادری نانپاروی قدس سرہ العزیز
- دافع الاوہام فی محفل خیر الانام — مولانا عبدالسمیع رامپوری رحمۃ اللہ علیہ
- سلسبیل فی مولد ہادی السبیل — مولانا عبدالسمیع رامپوری رحمۃ اللہ علیہ
- مثنوی جوہر لطیف فی میلاد الحنیف — مولانا عبدالسمیع رامپوری رحمۃ اللہ علیہ
- میلاد نامہ ملقب بہ شرح ن والقلم — حضرت مولانا میاں علی محمد صاحب چشتی نظامی، سجادہ نشین بسی شریف
- میلاد اشرف المخلوقات — خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ مولانا حکیم غلام احمد شوق فریدی سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ
- دلائل ساطعہ براہین قاطعہ — حجۃ الاسلام حضرت مولانا شفیع ناصر رحمۃ اللہ علیہ
- کتاب مولد مصطفوی — حضرت مولانا آل حسن مہانی رضوی رحمۃ اللہ علیہ
- میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — مولانا پروفیسر نور بخش توکلی
- راحۃ القلوب فی مولد المحبوب — مولانا عبدالسمیع رامپوری رحمۃ اللہ علیہ

مرتب
میثم عباس قادری رضوی

والضحیٰ پبلی کیشنز
ہادیہ حلیمہ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان
Ph:042-37361363

مِیلادُ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

منانا اُمّتِ مُحمّدیہ کا مُتفقہ عمل

والضحٰی پبلی کیشنز

سیل پوائنٹ
مکتبہ فیضانِ مدینہ
نزد فیضان مدینہ، مدینہ ٹاؤن فیصل آباد
0311-3161574

والضحٰی پبلی کیشنز
بادیہ حلیمہ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان
0300-7259263,0315-4959263

مرتب : میثم عباس قادری رضوی
لیگل ایڈوائزر : محمد صدیق الحسنات ڈوگر، ایڈووکیٹ ہائی لاہور
تاریخ اشاعت : نومبر 2016ء صفر المظفر 1438ھ
قیمت : =/480

فہرست

شرفِ انتساب

راقم الحروف اس مجموعے کا انتساب

☆ مخدوم العلماء شہزادۂ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام حضرت علامہ مولانا مفتی الشاہ محمد حامد رضا خان قادری برکاتی بریلوی

☆ شیرِ بیشۂ اہلِ سنت مظہرِ اعلیٰ حضرت امام المناظرین ابوالفتح حضرت علامہ مولانا حافظ قاری محمد حشمت علی خان قادری برکاتی مجددی لکھنوی

اوراہلِ سنت کی گم کردہ دو عظیم شخصیات

☆ صدرالمحققین رأس المتکلمین فاتح عیسائیت حضرت مولانا آلِ حسن مُہانی رضوی

☆ عالمِ کامل قاطع بد مذہبیت حضرت علامہ مولانا حافظ محمد عبدالسمیع بنارسی حنفی رحمھم اللّٰہ تعالیٰ علیھم

کے اسمائے گرامی سے کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

گر قبول افتد زہے عز وشرف

میثم عباس قادِری رضوی

تقاریظ علمائے اہلِ سُنّت و جماعت

مصنف کتبِ کثیرہ فاضلِ جلیل حضرت علامہ مولانا افروز قادری چریاکوٹی مدظلہ العالی

تقریب رسائل

الحمد للّٰہ والشکر للّٰہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللّٰہ وعلیٰ آلہ وأصحابہ ومن والاہ۔أما بعد !

مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم سے بےلوث محبت کرنا، اُن سے اَٹوٹ رشتۂ عقیدت اُستوار رکھنا اور اُن کی عزت وناموس کے تحفظ ودفاع میں سب کچھ وار دینا ہر کسی کا نصیب کہاں!، یہ تو خاصانِ خدا اور مقربانِ بارگاہِ حبیب کبریا صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا مقسوم ہے۔اوراس عطاونیاز پروہ جتنا بھی فخروناز کریں انھیں روا ہے۔تاریخی حقائق شاہد ہیں کہ کائنات میں کسی بھی ہستی کی ایسی جامع تاریخ اور ایسا مبسوط سوانحی خاکہ مدوّن ومرتب نہیں ہوا جو سیرتِ مصطفیٰ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کے بالمقابل کھڑے ہونے کی تاب وجرأت رکھے۔نوابغ دہر کے سوانحی خاکوں پرنظر ڈالیں تو دہلیز مصطفیٰ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم پرآکروہ بونے سے لگنے لگتے ہیں۔مشاہیر زمانہ پررچ رچ کے لکھی گئیں سوانح عمریاں بابِ نبوت پرآکرایک ذرۂ بےمقدار معلوم ہوتی ہیں،اور قلزمِ سیرتِ مصطفیٰ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنےلِعاظم اَعلام کے طول طویل تذکرہ ہائے گوناگوں آبِ بےتاب سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔بابِ سیرت میں اَلفاظ وتراکیب کا جو رکھ رکھاؤ اور شاہدِ معنی کا جو

نکھار ور چاؤ دیکھنے کو ملتا ہے وہ بس بابِ سیرت ہی کا حصہ ہے، سلطانانِ عرب و عجم کے شاہانہ تذکار کو اگر اُس کی گردِ راہ ہونا بھی نصیب ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اُن کے لیے باعث اِعزاز و شرف ہوگا۔ اور پھر موضوعِ سیرتِ نبوی کی بے کراں وسعت و تنوع اور بے پناہ ہمہ گیریت اس پر مستزاد ہے۔ خوش آئند اَمر یہ ہے کہ مرورِ ایام کے ساتھ اس میں خاطر خواہ اِضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے۔

بڑی قابل رشک ہے وہ فکر جو حیاتِ طیبہ کو نئی جہتوں سے آشنا کرنے کی سعی و جتن میں سرگرداں رہتی ہے۔ اور ڈھیروں مبارکبادیوں کا مستحق ہے وہ قلم حق رقم جو سیرتِ محمدی کو مدارجِ کمال تک لے جانے کی للک میں پہروں بے تکان چلتا رہتا ہے۔ ایک لکھاری شب و روز کے چین کو تج دیتا ہے۔ اُجلے دن کی رعنائیاں بھلا دیتا ہے اور آنکھ کٹوری کی نیند سکھا سکھا مارتا ہے، تاکہ گلشن سیرت کے پھولوں کو تر و تازگی ملتی رہے اور بادِ بہاراں سدا اُن کی زلفیں سنوارتی رہے۔ ایسے سعادت نصیب اور فرخندہ فال لوگ ممکن ہے کہ آج کی آنکھ میں 'ذرۂ بے مقدار' بن کر کھٹک رہے ہوں؛ مگر میں یقین کی ہمالیائی قوت کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ کل کی آنکھیں انھیں 'آفتابِ ضیا بار' ہوتا دیکھ کر اُن پر سو جان سے فدا ہونے کو اَپنے لیے سرمایۂ افتخار تصور کریں گی۔

ایسے ہی بلند بختوں میں ایک اُبھرتا ہوا نام میثم عباس رضوی کا بھی ہے، جس کا لحہ لحہ تحفظ ناموسِ رسالت اور فروغِ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لیے رہن ہے۔ سیرت نبوی کے کینوس پر وہ منفرد اَنداز میں نقش اُبھارتا ہے اور دشمنانِ پیغمبر اِسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دسیسہ کاریوں سے جہاں کہیں بُردۂ سیرت کا بخیہ اُدھڑنے کا خطرہ محسوس ہوتا ہے اُن کی رفو گری بھی کرتا جاتا ہے، اس طرح وہ قصر سیرتِ نبوی کے اِرد گرد شیشہ پلائی ہوئی دیوار کھڑی کرنے کی دھن میں دیوانہ وار مصروفِ عمل ہے۔ اس کا یہ زہرہ گداز کام دیکھ کر تحفظ تربتِ پیمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حوالے سے سلطان نور الدین زنگی کا مجاہدانہ کردار نگاہوں میں رقص کرنے لگتا

ہے۔ خداوند قدوس ایسی دیوانگی کا روگ ہمارے عہد کے ہر نوجوان کو لگا دے۔

معمولاتِ اہلِ سنت و جماعت خصوصاً میلادِ خاتم پیغمبراں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عشق و محبت کی وارفتگی اور ذوق و شوق کی فراوانی کے ساتھ ہر دور کے خوش عقیدہ مسلمان علیٰ رؤوس الاشہاد انجام دیتے چلے آ رہے ہیں؛ مگر کچھ کور بختوں نے اپنے خودساختہ معتقدات و نظریات کا بھرم رکھنے کے لیے اور اپنے مفادات پر کسی طرح کی آنچ نہ آنے دینے کی غرض سے جیسے صدیوں سے مروّج و معمول بہا مسائل میں رخنہ اندازی شروع کر دی، یوں ہی میلاد کے تعلق سے بھی چہ می گوئیوں کا بازار گرم کر دیا، اور وہ طوفانِ بدتمیزی بپا کیا کہ آج بھی اس کا زور تھمنے کا نام لیتا دکھائی نہیں دیتا۔ ہر چند کہ علماے اعلام اہلِ سنت نے ہر دور میں ان کے علمی محاسبہ و محاکمہ میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ فرمایا اور اس مسئلے کو مہر نیم روز کی طرح بالکل بے غبار کر دیا ہے؛ لیکن چونکہ اُن کے یہ علمی و تحقیقی فن پارے پردۂ خمول میں چھپے ہوئے تھے۔

ضرورت تھی کہ کوئی مردِ مجاہد اُٹھتا اور تاریخ کے لق و دق گلیاروں کی سیر کر کے اُن کرم خوردہ کتب اور دیمک زدہ رسائل کو جھاڑ پونچھ کر معرضِ ظہور میں لاتا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس پانی پتہ کر دینے والے کام کا قرعۂ فال ہمارے دیرینہ ہم کار و دمساز فضیلت مآب میثم عباس رضوی کے حصے میں پڑا، اور انھوں نے پوری دیانت داری کے ساتھ اس فریضے کی اَدائیگی میں اَپنا مؤمنانہ کردار اَدا کیا۔ اور ان رسائل کو تصحیح و تحقیق کے مراحل سے گزارتے ہوئے قدیم کتب کے کئی کئی نسخوں سے ان کا تقابل و موازنہ بھی کر ڈالا۔ اس طرح موصوف نے ان رسائل میلاد کو صوری و معنوی جملہ خوبیوں سے مرصع کرنے میں اپنے تئیں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور بساط بھر کوشش کی ہے کہ یہ پیشکش تاریخی حیثیت حاصل کرے۔ نیز اس سے جہاں بہت سی غلط فہمیوں کا اِزالہ ہوگا، وہیں حق کا بول بالا اور باطل کا منہ کالا بھی ہوگا۔

رسائل میلاد کی شیرازہ بندی کر دینے سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ ایک ہی موضوع

پر علمائے اہل سنت و جماعت کے نوادراتِ علمیہ اور شذراتِ پریشاں اب یکجا شکل میں بیش از بیش قارئین کے مطالعے کی میز تک بآسانی پہنچائے جاسکیں گے۔ اس طرح اگر دیگر علمی و اِعتقادی موضوعات کو بھی زیرِ تحقیق لاکر ان پر جنگی پیمانے پر کام کا آغاز کردیا جائے تو بعید نہیں کہ معاشرے میں صالح فکری اِنقلاب آجائے اور ہمارا تعاقب کرتیں بہت سی اَفواہیں اپنی موت آپ مرجائیں۔ خداوند جلیل ہماری نوجوان نسل کو ایسی نیک توفیقات سے بہرہ افروز کرے۔

زیرِنظر مجموعے میں شامل رسائل وکتب کی تفصیلات حسبِ ذیل ہیں:

1۔رَاحَةُ الْقُلُوْب فِیْ مَولدِ الْمَحْبُوب" 2۔"دافع الاوہام فی محفل خیر الانام" 3۔"ارغام الفجرة فی قیام البررة" 4۔"دلائلِ ساطعہ قاطعہٗ براہینِ قاطعہ" 5۔"میلاد اشرف المخلوقات" 6۔"عید میلاد النبی" 7۔"میلاد نامہ" مُلقّب بہ "شرحِ نٓ والقلم" 8۔"مولدِ مصطفوی" 9۔"سلسبیل فی مولد ہادی السبیل" 10۔"مثنوی جوہرِ لطیف فی میلاد الحنیف"

اتنے عظیم وجلیل اور ہمہ گیر کام کے لیے ظاہر ہے کہ ایک منظّم ٹیم کی ضرورت تھی، یہ کوئی فردِ واحد کا کام نہ تھا؛ مگر میثم عباس چونکہ اپنی ذات میں ایک انجمن ہیں؛ اس لیے اگر وہ یہ کام وارفتگیِ شوق میں تن تنہا کر گزریں تو تعجب نہیں ہونا چاہیے کہ یہ اُن کا حق تھا، جسے انھوں نے خوب نبھایا۔ دعا ہے کہ خداوندِ قدوس اس کارِ سعادت مندی میں لمحہ لمحہ اُن کا حامی وناصر ہو، اور دارین کی سرخروئی بٹورنے والے اعمال سرانجام دینے کی توفیق ہم سب کے رفیق حال فرمادے۔ آمین یاربّ العالمین بجاہِ سید المرسلین علیہ وعلٰی آلہ اکرم الصلوٰة وافضل التسلیم۔

-: خویدم کتاب وسنت :-

محمد افروز قادری چریاکوٹی

دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاوَن۔ یکشنبہ، ۱۰رد سمبر ۲۰۱۴ء

خلیفۂ امینِ شریعت ومحدثِ کبیر حضرت مولانا ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری مدظلہ العالی

ناظمِ اعلی دار العلوم رضویہ حبیبیہ جوبرا، کٹک، اڑیسہ

تقریظ

سارے جن وبشر کی نظر تھک گئی راہِ خیر الوریٰ دیکھتے دیکھتے
سر پہ رحمت کا سہرا سجائے ہوئے آگئے مصطفیٰ دیکھتے دیکھتے
آئے دنیا میں جس دم حبیبِ خدا فرش سے عرش تک نور ہی نور تھا
ذرّہ ذرّہ جہاں کا درخشاں ہوا، کیف میں کھو گیا دیکھتے دیکھتے
(نجم القادری)

لوح وقلم سے عشق، خامہ وقرطاس سے رشتہ، کتب اندوزی کی امنگ، مطالعہ کا ذوق اور حاصلِ مطالعہ کو محفوظ کر لینے کا شوق، یہ نوازشِ پروردگار ہے، بڑے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس سِلکِ نورانی وروحانی سے لگے بندھے ہیں، ہاں مگر ایک بات ہے قلم کا رُخ اگر شیطان کی طرف ہو جائے تو پھر زحمت ہی زحمت ہے، پھر تو ’’حفظ الایمان‘‘، ’’تحذیر الناس‘‘، ’’براہینِ قاطعہ‘‘ وغیرہ جیسی کتابیں وجود میں آتی ہیں اور فتنے کا دروازہ کھول دیتی ہیں اور اگر قلم کا رُخ رحمان کی طرف ہے تو پھر مدارج النبوت، فتاویٰ رضویہ اور مجموعہ میلادِ مصطفیٰ جیسی کتابیں منصۂ شہود پر آتی ہیں، اور فتنوں کا سدِ باب کر کے ایمان وعمل کی حفاظت کا سامان کرنے لگتی ہیں اور یہ کتابیں جن جن ہاتھوں میں ہوتی ہیں اُن کو اللہ کی تائید حاصل ہوتی ہے جس گھر میں ہوتی ہیں بدعقیدگی کی بلائیں چوکھٹ کے قریب

آکر دہلیز سے سرٹکرا کر واپس ہو جاتی ہیں، ان کے مطالعے سے دل میں خوفِ خدا روح میں عشقِ مصطفیٰ کے گلاب کھلتے رہتے ہیں قوموں کی تقدیریں سنورتی ہیں، سماج میں نئی جان پڑتی ہے اور عقیدت کے جلتے بجھتے دیئے نئی شان دل افروزی کے ساتھ نور افشاں ہو جاتے ہیں۔ اس وقت میرے ہاتھ میں ایک کتاب ہے جس کے نام ہی سے اس کے معنوی محاسن کی خوشبو پھوٹتی ہے، وہ مبارک نام ہے مجموعۂ میلادِ مصطفیٰ۔ یہ نام بول رہا ہے کہ کئی کوہِ نور ہیروں سے مزیّن یہ علم وادب کا تاج ہے، اس کے جمع وترتیب اور پیشکش میں جس شخصیت کا ہاتھ کارفرما ہے، جس مرنجانِ مرنج انسان نے یہ قاشہائے جگر نذرِ مومنین کیا ہے وہ ہیں جناب محترم میثم عباس قادری صاحب، یہ ایک ایسا نام ہے جس کے گرداگرد کتابوں کی دنیا آباد ہے، جو کتابیں جمع کرنے کا شوقین ہی نہیں ہے مطالعہ کا دیوانہ بھی ہے، یہی وجہ ہے کہ تحقیقی دنیا میں جب اچانک کسی حوالے کی ضرورت پڑتی ہے تو دوسرے لوگ ابھی سوچ ہی رہے ہوتے ہیں کہ حوالۂ کتاب سے سجا ہوا ایک ہاتھ فضا میں بلند ہوتا ہے اور متجسس نظریں دیکھ کے ششدر رہ جاتی ہیں، وہی ہاتھ میثم عباس کا ہے، حافظہ اتنا قوی ہے کہ ادھر سوال ہوا اور ادھر جواب حاضر۔ اسے فیضانِ نظر کہئے یا مکتب کی کرامت! اور سونے پر سہاگہ یہ کہ یہ ذکرِ رضا کے امین ہیں، فکرِ رضا کے اسیر ہیں میرا وجدان کہتا ہے اسی وجہ سے قافلۂ تحقیقاتِ رضا کے انٹرنیٹ کی دنیا میں امیر ہیں، ظاہر ہے ایسے ایسے اوصاف کے حامل جس شخص نے کتاب کو ترتیب دیا ہوگا وہ کتنی خوبیوں سے مرصع ہوگی اس کی کتاب ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ ان اکابر ومشائخ کے گلہائے افکار کا گلدستہ ہے جن کی تحریر کی رگ رگ میں خلوص وللّٰہیت کا خون دوڑتا تھا نگاہِ بصیرت اگر وا ہو تو آج بھی تحریر کی زیریں لہروں میں ان محاسن کو دیکھا جاسکتا ہے یہاں پر ہم ان مبارک ناموں کو پیسعادت سمجھتے ہی پیش کرنا اپنی سعادت سمجھتے ہیں جن کے علمی، فکری عشقی جواہر پاروں کا مجموعہ یہ کتاب ہے دیکھیے، دیکھتے ہی آپ بھی مچل اُٹھیں گے اور جذباتِ خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے بے تاب ہو جائیں گے۔

1۔ فاضلِ اجل عالمِ بے بدل ادیب اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا عبدالسمیع رام پوری
2۔ شیخِ طریقت مظہرِ مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد رجب علی قادری نانپاروی
3۔ ناصر الاسلام حضرت مولانا شفیع ناصر رام پوری
4۔ پروفیسر مولانا نور بخش توکلی
5۔ صدر المحققین رئیس المتکلمین فاتح عیسائیت حضرت مولانا آلِ حسن مُہانی رضوی
6۔ ”خلیفۂ اعلیٰ حضرت علامہ مولانا حکیم غلام احمد شوق فریدی سنبھلی
7۔ مولانا میاں علی محمد صاحب چشتی نظامی سجادہ نشین ،بسّی شریف، (ہندوستان)

رحمھم اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین

یہ وہ حضراتِ گرامی ہیں اپنے اپنے عہد میں عقیدۂ اہلِ سنت کی سر بلندی کے حوالے سے جن کے کارنامے لوحِ سیمیں پر آبِ زر کے ساتھ لکھنے کے قابل ہیں، یہ وہ ہیں جو کمالِ علم اور جمالِ عمل کی تابانیوں سے آراستہ ہیں یہ وہ ہیں جن کی نظریں عقیدہ وعمل دونوں کے حدودِ اربعہ پر رہا کرتی تھیں، جہاں کسی نے شب خون مارنے کی کوشش کی اور یہ مضطرب ہوئے ، جہاں کہیں سے بھی کوئی ناگیانی دیکھنے میں آئی اور انہوں نے قلمی محاذ سنبھالا ،الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کے یہ مظہرِ اتم تھے،ابحاثِ اسلامی کے بند دروازے جن کے نوکِ قلم سے کھلتے اور بند ہوتے تھے اس لئے ان کی تحریر میں اثر ونفوذ ہے۔اخلاص کی روشنی ہے سوز وساز ہے، میٹھا میٹھا درد ہے، کمال یہ ہے کہ مجموعہ میں شامل یہ سب کتابیں ایک ہی عنوان پر ہوتے ہوئے بھی متنوع ہیں رنگا رنگ ہیں قوسِ قزحی دلکشی کا پیکر ہیں۔ گویا یہ وہ انگشتری عشق ووارفتگی ہے جس میں ہفت رنگی نگینے جڑے ہوئے ہیں ایک جگہ ہوتے ہوئے بھی سب کی جھلک الگ الگ، سب کی چمک الگ الگ، سب کی للک الگ الگ، سب کی مہک الگ الگ۔ محبّ محترم میثم عباس صاحب اپنی اس کاوِش میں پوری دنیائے سنیت کی طرف سے مبارکباد کے مستحق ہیں انہوں نے یہ کام کر کے ہم

سب کی طرف سے کفارۂ محبت ادا کیا ہے ان کی کوشش کی دو نمایاں خوبی نہ جانے کتنی مرئی وغیر مرئی خوبیوں سے انہیں نوازے گی، پہلی تو یہ کہ میلادِ مصطفیٰ علیہ التحیّة و الثناء پر غیروں کے جو اعتراضات ہوتے رہتے ہیں اور اب بھی وقفے وقفے سے ان کے عناد کے سمندر میں جو اُبال آتا رہتا ہے، اور آئندہ جو بھی ان کے دل کی بھڑاس ہوگی سب کا کامل حل، تسلی بخش جواب، اور خوش عقیدہ مسلمانوں کے لیے مستند دستاویزات ایک جگہ اس کتاب میں ہیں، اس طرح میلادِ مصطفیٰ علیہ التحیة و الثناء کے ثبوت و دفاع میں جو موصوف نے بشکل کتاب مورچہ سنبھالا ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے تو اجرِ عظیم ملے گا ہی ،میری چھٹی حس بولتی ہے کہ نگاہِ مصطفیٰ بھی متبسمانہ ان کو دیکھتی ہوگی یہ وفا آشنا قلب کی جستجو ہے مجھے یقین ہے ان کا گل تمنا ستم خزاں سے مامون ہی رہے گا، دوسرا جو بڑا کام ہوا ہے بلکہ کارنامہ بن گیا ہے وہ یہ ہے کہ پاکانِ امت کا فکری سرمایہ جو تسبیح کے بکھرے دانوں کی شکل میں یہاں وہاں الماریوں کی زینت تھا یا یہ کہیے کہ نذرِ تغافل ہو رہا تھا آپ نے ان کو یکجا کر کے نئی زندگی دے دی ہے وہ جو شیخ سعدی نے کہا ہے:

نام نیک رفتگان ضائع مکن
تابماند نام نیکت برقرار

موصوف محترم نے یہ کام کر کے اپنا نام دفتر جاوید میں محفوظ کرلیا ہے، کتاب کا عنوان ایسا ہے کہ غور کیجیے تو یہی پوری کائنات کا عنوان ہے عنوان کو پھیلا دیجیے تو کائنات بن جائے اور کائنات کو سمیٹ دیجیے تو عنوان بن جائے، حضور جانِ جاں، جانِ جانان، جانِ جہاں، جانِ کون و مکان، آن چنیں و چناں، شانِ زمین و زماں صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد کا عنوان سبحان اللہ دیوانگانِ کوچہ رسالت تو اس آمد کی گھڑی کو بھی سلام بھیجتے ہیں

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

عشاق ہی جانتے ہیں کہ میلادِ مصطفیٰ کا تصور ان کے لیے کتنا دل نواز اور جاں بخش ہے، یہ

سُنّیوں ہی کا مقدر ہے کہ پورے سال عموماً اور ماہِ مبارک ربیع الاول شریف میں خصوصاً! جشن آمدِ سرکار نامدار صلی اللہ علیہ وسلم مناتے، بے پناہ فیوض و برکات حاصل کرتے اور حضور جانِ نور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خوشی میں شریک ہونے کی سعی محمود کرتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سوموار کو روزہ رکھ کر مناتے تھے آقا کی مسرّت میں غلاموں کی شرکت یہ سعادت الحمدللّٰہ ہم سُنّیوں کا مقدر ہے، میرے فرزندِ ارجمند عزیزم حافظ وقاری طارق رضا نجمی سلمہ ربہ نے جب بذریعہ فون مجھے یہ خبر دی کہ محترم میثم عباس صاحب نے کتاب پر تقریظ لکھنے کا حکم دیا ہے تو میں حیرت ومسرّت کی ملی جلی کیفیات میں گم ہو گیا حیرت اس بات پر کہ کہاں میں بے بضاعت اور کہاں عظمتوں کی بلندی کو چھوتی ہوئی کتاب میں لکھوں تو کیا لکھوں، کروں تو کیا کروں اور مسرّت اس بات پر کہ میلادِ رسول علیہ الصلاۃ والسلام کے عنوان پر لکھی گئی اس کتاب پر میرے اکھڑے بکھرے، روکھے پھیکے چند جملے اس کتاب کے ساتھ رسولِ مقبول کی بارگاہ میں قبول ہو گئے تو میری معراج ہو جائے گی جو کچھ پیش ہے بس اسی خوبصورت لالچ میں پیش ہے، چلتے چلتے ایک بار پھر میں بصمیمِ قلب مرتب وجامع کتاب جناب میثم عباس صاحب کو شادمانیوں شادکامیوں کے پھول پیش کرتا ہوں اور متمنی ہوں کہ یہ کتاب قبولیتِ خاص وعام کی دولت سے فائز المرام ہو، یہ دیکھئے اعلیٰ حضرت کا شعر بار بار ذہن کے چلمن سے سینۂ کاغذ پر اُترنے کے لیے بے قرار ہے۔

دل کے ٹکڑے نذر حاضر لائے ہیں
اے سگانِ کوچۂ دلدار ہم

نجم القادری 13/10/2015

9199464147

خلیفہ حضرت تاج الشریعہ مفتیٔ اعظم اُتر اکھنڈ حضرت مولانا مفتی ذوالفقار خان نعیمی مدظلہ العالی

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولیٰ کی دھوم

اس خوشی کا عالم کیا ہوگا کہ جب غمزدہ کو، خوشی مل جائے، ظلمت زدہ کو چاند کی چاندنی اور سورج کی روشنی مل جائے نیم مردہ کو زندگی مل جائے بے سہاروں کو سہارا مل جائے بے چاروں کو چارہ مل جائے ڈوبتے کو کنارہ مل جائے گمگشتہ راہ کو راستہ مل جائے، بھٹکے ہوئے کو پتہ مل جائے، بیماروں کو علاج مل جائے فقیروں کو تاج مل جائے غریبوں کو راج مل جائے، بے قراروں کو قرار مل جائے غم کے ماروں کو غمخوار مل جائے، خزاں کو فصل بہار مل جائے، تاروں کو چمک مل جائے پھولوں کو مہک مل جائے زمیں والوں کو فلک مل جائے یتیموں کو چارہ گر مل جائے قافلہ والوں کو رہبر مل جائے بروں کو بہتر مل جائے پکارنے والوں فریادرس مل جائے مانگنے والوں کو دادرس مل جائے گلِ بے رنگ کو رنگ مل جائے کانٹوں کو پھولوں کا سنگ مل جائے، غلام کو غلامی سے آزادی مل جائے ویرانوں کو آبادی مل جائے بھٹکے کو ہادی مل جائے،

اس سے بڑھ کر بھلا خوشی کیا ہوسکتی ہے کہ بے شعوروں کو شعور مل جائے، چشمہائے بے نور کو نور مل جائے خادم کو مخدوم مل جائے الفاظ کو مفہوم مل جائے، غریبوں کو دولت مل جائے گمناموں کو شہرت مل جائے ذلیلوں کو عزت مل جائے ہاں ہاں اس سے بڑھ کر کوئی خوشی ہو ہی نہیں سکتی، نبیوں کو سردار مل جائے رسولوں کو تاجدار مل جائے فرشتوں کو عقیدتوں کا محور مل جائے، مخلوق کو پیمبر مل جائے، امت کو نبی مل جائے اور خود ولادت نبی پر خوشی کو خوشی مل جائے۔ یقیناً نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت طیبہ کائنات کی سب سے بڑی خوشی ہے جو نبی کے چاہنے والوں کا حق ہے ہر خوشی کی ایک میعاد متعین ہے مگر بس ایک یہی خوشی ہے کہ جس کی کوئی میعاد نہیں وجود کے بعد عدم خوشی کا اختتام

کردیتا ہے مگر میلاد مصطفیٰ کی خوشی اس وجود سے شروع ہے جس کا عدم ہی نہیں۔اور جب اس خوشی کا عدم نہیں اور اس کی کوئی میعاد نہیں تو پھر اس پر پابندی لگانے کا حق کس کو ہے۔پھر بھی اگر کوئی پابندی لگانے کی کوشش کرے،خوشی کی میعاد متعین کرنا چاہئے اس کے جواز کا مطالبہ کرے اہل محبت سے خوشیوں کو چھیننے کی ناپاک سعی کرے اور اس خوشی کے موقع پر صف ماتم بچھا کر اپنی بربادی کا سوگ منائے تو منایا کرے ہم تو بس اعلیٰ حضرت کی زبان میں اس کے بارے میں اتنا ہی کہیں گے:

خاک ہو جائیں جل کر ہم تو رضؔا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

میلاد مصطفیٰ پر چاہنے والوں نے اپنے اپنے طور پر خوشی منائی ہے۔سنانے والوں نے سنایا سننے والوں نے سنا اور لکھنے والوں نے میلاد پر دل کھول کر لکھا نبی کی ولادت طیبہ سے اب تک نہ جانے کتنی زبانیں رطب اللسان ہوئیں اور نہ جانے کتنے کان لطف اندور ہوئے اور نہ جانے کتنے ہاتھوں نے قلم کے سہارے خراج عقیدت پیش کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔مگر آخر کو میلاد مصطفیٰ کے اس سنہرے باب سے متعلق یہی کہنا پڑا:

زندگیاں ختم ہوئیں اور قلم ٹوٹ گئے
تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہو

یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے اور ان شاء اللّٰہ تاقیام قیامت جاری رہے گا۔
اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی زیر نظر مجموعہ بنام ''میلادِ مصطفیٰ قرآن وسنت کی روشنی میں'' ہے جس میں میلاد رسول صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم کے ہر گوشہ ہر زاویہ پر سیر حاصل بحث موجود ہے،
جام ہائے نور سے لبالب دلائل و براہین سے مزین یہ نو نایاب وکمیاب رسائل منیفه عتیقه کا مجموعہ یقیناً تشنہ لب اہل محبت کی تشنگی بجھانے میں کافی مددگار ثابت ہوگا۔اس مجموعہ کی وصولیابی سے لے کر ترتیب، تحقیق،تحشیہ،تذہیب،اور طباعت واشاعت تک کی ساری

ذمہ داریاں محترم مکرم ناشر مسلک اعلیٰ حضرت پیکر خلوص ومحبت حضرت جناب میثم عباس قادری ازہری صاحب نے اٹھائی ہیں۔موصوف محترم اس اہم کام کے لئے بہت بہت مبارکباد کے مستحق ہیں فقیر دعا گو ہے کہ مولیٰ پاک جل جلالہ اپنے فضل وکرم سے موصوف محترم کومزید کامیابیوں سے ہمکنار فرمائے،دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کی توفیق بخشے،اور موصوف کے علم،عمل،عمر،اوررزق میں بے پناہ برکتیں عطافرمائے۔حوادث زمانہ سے دشمنوں کے شر سے حاسدین کے حسد سے محفوظ فرمائے،مسلک اعلیٰ حضرت پر زندگی اوراسی مسلک پر خاتمہ عطافرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم

احقر العباد محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی غفرلہ

مورخہ ۲۰/ذی الحجہ ۱۴۳۶ھ بروز دوشنبہ مبارکہ

حضرت علامہ مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی مدظلہ العالی

ایڈیٹر سہ ماہی سوادِ اعظم دہلی

خلیفہ مجاز نبیرانِ حضرت صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مرآدآبادی

اظہارِ خیال

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر جمیل، ان کے اخلاق حسنہ کا بیان، ان کے جودوکرم کا چرچا اور ان کے احسان وعطا کا تذکرہ اہل اسلام صدرِ اسلام سے کرتے آئے ہیں۔ اور اسی مبارک تذکرہ کو امت کے پاکباز افراد نے میلاد النبی کے مبارک نام سے موسوم کیا۔ خیرالقرون سے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد ہوتا رہا ہے ہاں ہر دور میں طریقہ کار تھوڑا بہت بدلتا رہا مگر جذبہ وخلوص اور ذکر جمیل سے والہانہ لگاؤ ہر جگہ اور ہر زمانے میں مشترک رہا۔ بفرمان ربی لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا۔ (آل عمران:۱۶۴)

ترجمہ: ’’بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا‘‘ (کنزالایمان)

خدائے لم یزل نے اپنے محبوب کی آمد وعطا کو اہل اسلام پر احسان سے تعبیر فرمایا ہے، اور منت شناسی انسانی فطرت کا حصہ ہے، وہ انسان ہی کیا جو احسان کو بھول جائے؟ انسان کو تو اللہ تعالیٰ نے عزت وکرامت سے نوازا، تاج اشرفیت پہنایا اور اشرف المخلوقات کا رتبہ عطا کیا ہے، جانور جیسی مخلوق بھی احسان شناسی کا جذبہ رکھتی ہے۔ کتنے نادان ہیں وہ لوگ جنہیں جامہ انسانیت ملا، ظاہراً کلمہ گوئی کا ماحول بھی نصیب ہوا مگر وہ انسانی فطرت کے برخلاف منت شناسی بھول کر مجرمین کی صفوں میں داخل ہوگئے اور بربادی ان کا مقدر ہوگئی۔

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسا مبارک عنوان ہے جس پر دماغ نہیں دل سے فیصلہ لیا جائے۔

ع عقل عیار ہے سو بھیس بنالیتی ہے: عشق پر ایمان کی بنیاد رکھ

زمانہ خوب جانتا ہے عشق کی مدّھم اور گلابی لہریں دماغ سے نہیں، نہاں خانہ دل سے اٹھتی ہیں اور صاحب دل کے پورے وجود کو اپنی آغوش میں لے کر محبت رسول کے اس دھارے تک پہنچا دیتی ہیں جہاں روح کو سیرابی اور انسانیت کو سربلندی کی معراج ہوتی ہے۔

ہر دور میں صاحبان دل اپنے زبان وقلم سے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر عقیدتوں کا نذرانہ پیش کرتے رہے ہیں مگر! عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعتوں کا کیا کہنا، صدیاں گزر گئیں، اہل زبان رطب اللسان ہیں، صاحبانِ قلم کی روشنائی سوکھنے کا نام نہیں لیتی مگر مدحتِ مصطفیٰ کا حق کہاں ادا ہو پاتا ہے، سیرت حلبی میں ہے:

حضرت امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں مجلس میلاد پاک سجی ہوئی تھی ایک نعت خواں نے یہ اشعار پڑھے:

قلیل لمدح المصطفی الخط بالذهب
علیٰ ورق من خط احسن من کتب
وان تَنهض الاشراف عند سماعه
قیاماً صفوفاً او جثیا علی الرکب

ترجمہ: مدح مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ بھی تھوڑا ہے کہ سب سے اچھا خوش نویس ہو اس کے ہاتھ سے چاندی کے پتر پر سونے کے پانی سے لکھی جائے اور جو لوگ شرف دینی رکھتے ہیں وہ ان کی نعت سن کر صف باندھ کر سر وقد یا گھٹنوں کے بل کھڑے ہو جاتے ہیں۔

سن کر امام سبکی اور تمام علما وحاضرین نے قیام کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ میلاد مبارک

منانا آج سے نہیں صدیوں سے رائج ہے۔تاج العلما حضرت مفتی محمد عمر نعیمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''امام سماوی نے فرمایا کہ مولود شریف کی محفلیں قرون ثلثہ کے بعد پیدا ہوئیں اور اس وقت سے ہر شہر و دیار اور تمام اقطار میں مسلمانوں کا معمول رہیں کہ اس روز مسلمان مجلسیں منعقد کر کے طرح طرح کے تصدق کرتے ہیں،مولود شریف پڑھواتے ہیں اور اس کی برکت سے فضل عظیم پاتے ہیں۔ابن جوزی نے کہا ہے کہ:مولود شریف کی خاصیت یہ ہے کہ اس کی برکت سے سال بھر امن رہتی ہے اور مرادیں حاصل ہوتی ہیں''۔

زیر نظر کتاب کچھ اہم رسائل میلاد کا حسین گلدستہ ہے،جو عاشقان وفا کیش کے لئے راحت جاں ہے تو غداران حبیب کے لئے تازیانہ بھی ہے۔میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض جتا کر احسان فراموشوں میں اپنا نام لکھانے والے آج کل یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ سلسلہ چند سالوں سے ہی رائج ہوا ہے حالانکہ تاریخی تسلسل ان کے اس دعوے کی تکذیب کرتا ہے،ایسے ماحول میں اہل سنت کے ایک جواں سال فاضل،برادر گرامی وقار سراپا اخلاص ابو الرضا محمد میثم عباس رضوی نے اکابر علمائے اسلام کے ان رسائل کو کتب خانوں کی الماریوں میں سے ڈھونڈ نکالا جو میلاد مصطفیٰ کے عنوان پر تحریر کئے گئے تھے مگر جماعت کی بے توجہی کے باعث دیمک کی خوراک بنے ہوئے تھے،مگر اس مردِ مجاہد نے اپنے حوصلوں سے کام لیتے ہوئے ان رسائل کو چھان پھٹک کر کام شروع کر دیا،اس طرح اس مجموعہ کتاب میں کل نو رسائل کو شامل کیا گیا ہے۔اس پر تحقیق و تخریج اور حواشی کا جاں گسل کام بھی انہوں نے ہی انجام دیا ہے،اس طرح جو کام کئی افراد کا تھا اسے جناب میثم عباس نے تنہا ہی انجام دے دیا،آفریں ہے اس ہمتِ مردانہ پر۔

محترم میثم عباس جماعت اہل سنت کے وہ محسن ہیں جو نہ صرف خود سرگرم عمل رہتے ہیں بلکہ دیگر نوجوانانِ اہل سنت کا علمی قلمی تعاون بھی خوب کرتے ہیں،اسلاف کی قدیم کتابوں کی تلاش تو گویا ان کی زندگی کا حصہ ہے،بڑی سے بڑی نایاب کتاب کی ضرورت ہو کہیں ملے نہ ملے مگر ''مذہبی دنیا کے گوگل''،میثم عباس صاحب کی زنبیل میں ضرور ملے

گی۔ان کا علمی دستر خوان بڑا وسیع ہے رہتے لاہور میں مگر ہمیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دہلی کے بغل میں ہی ہیں۔ان کے محبتوں نے سرحدوں کے فاصلے سمیٹ دئے ہیں، اللہ کریم ان کو عمر خضر عطا فرمائے تا کہ وہ دور تک اور دیر تک جماعت کی خدمت انجام دیتے رہیں۔

اس مجموعہ کی تیاری کے مراحل عرضِ مرتب کے عنوان سے خود مرتب کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں، فقیر نعیمی اس اہم مجموعہ کی ترتیب پر محترم ومکرم میثم عباس رضوی صاحب کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے جن کی مساعی جمیلہ کی بدولت قوم کو ایک علمی ذخیرہ دستیاب ہوا۔اللہ تعالیٰ مرتب موصوف کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور نجات اخروی کا ضامن بنائے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

سگِ بارگاہِ نعیم ورضا

غلام مصطفیٰ نعیمی

خادم سوادِ اعظم دہلی۔ای میل gmnaimi@gmail.com

مؤرخہ ۱۰ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۴ اکتوبر ۲۰۱۵ء بروز ہفتہ

حضرت علامہ مولانا مفتی راحت خان قادری شاہجہانپوری مدظلہ العالی

بانی وناظمِ اعلیٰ دارالعلوم فیضانِ تاج الشریعہ، بریلی شریف

وخلیفہ مجاز خانقاہِ عالیہ قادریہ واحدیہ چشتیہ، بلگرام شریف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

گر ارض وسما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

ایک محبّ جب اپنے محبوب کا ذکر کرتا ہے یا سنتا ہے تو یہ مقام اس کے لیے مقام اطناب ہوا کرتا ہے عشق ومحبت کی جو آگ اس کے دل میں ہوتی ہے وہ محبوب کا تذکرہ چھڑتے ہی بھڑک اٹھتی ہے، اسی عشق ومحبت میں مست ہوکر وہ اپنے محبوب کی خوبیوں کو بیان کر کے اپنی روح وقلب کو سامان تسکین مہیّا کرتا ہے۔ محفل میلاد رسول میں نور مجسم باعث تخلیق عالم حضور صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موقع پر عشاق پاک وصاف ہوکر کثرت سے درود شریف پڑھتے ہیں، بیان ہوتا ہے نور وظہور اور معجزات وکرامات کا جو وقت ولادت ورضاع اور قبل اعلان نبوت وبعد اعلان نبوت ظاہر ہوئے، حضور صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جو کچھ معجزات وفضائل بیان کیے جاتے ہیں وہ یا تو روایتیں ہوتی ہیں یا ان سے ماخوذ کہ جن کو صحابہ نے مجالس تابعین میں بیان فرمایا اور تابعین نے مجالس تبع تابعین میں بیان کیا اس طرح قرناً بعد قرنٍ یہ ذکر ہوتا ہوا ہم تک پہونچا۔ اگر یہ ذکر مبارک ممنوع ہوتا تو صحابۂ کرام رضوان اللّٰہ تعالیٰ علیہم اجمعین قرن اول میں ہی زبان کو اس سے بند کر لیتے، نہ وہ فضائل ومناقب ہم تک

پہونچتے نہ ہم ان کو محافل ومجالس سجا کر بیان کر پاتے۔حضور سرورِعالم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد مبارک کو منانا یہ سرکار مصطفیٰ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم اور آپ سے غایت درجہ محبت کے اظہار کے لیے ہوتا ہے جو کہ شریعت مطہرہ میں مطلوب ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱) وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُم (البقرۃ ۲/۲۳۱) اور یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہے۔(کنز الایمان)

(۲) وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا (النحل ۱۶/ ۱۸) اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو انہیں شمار نہ کرسکو گے۔(کنز الایمان)

(۳) يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنكِرُونَهَا (النحل ۱۶/۸۳) اللہ کی نعمت پہچانتے ہیں پھر اس سے منکر ہوتے ہیں۔(کنز الایمان)

(۴) وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ (النحل ۱۶/۱۱۴) اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو۔(کنز الایمان)

(۵) أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ (ابراھیم ۱۴/ ۲۸) کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت ناشکری سے بدل دی اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر لا اتارا۔(کنز الایمان)

مذکورہ آیات میں رب تبارک وتعالیٰ نے نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے۔سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما وامام بخاری اور علامہ زرقانی وغیرہ نے فرمایا ہے کہ ''نعمت اللہ'' سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔لہٰذا ان آیات سے معلوم یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو یاد کرنے کا ہمیں جا بجا حکم فرمایا ہے۔

(۱) لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُوفٌ رَّحِيم (التوبۃ ۱۲۸/۹) بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔ (کنزالایمان)

(۲) لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ آيٰتِهِ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (آل عمران ۱۶۴/۳) بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور ضرور اس سے پہلے گمراہی میں تھے۔ (کنزالایمان)

(۳) قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَكِتَابٌ مُّبِيْنٌ (المائدۃ ۱۵/۵) بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔ (کنزالایمان)

(۴) وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (انبیاء ۱۰۷/۲۱) اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔ (کنزالایمان)

(۵) إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ شَاهِداً وَمُبَشِّراً وَنَذِيْراً (الفتح ۸/۴۸) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا۔ (کنزالایمان)

بنظر اختصار مذکورہ پانچ ہی آیات پر اقتصار کہ جن سے معلوم چلتا ہے کہ خود قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہم کو میلاد رسول صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خوشیوں کے ساتھ منانے کی ترغیب عنایت فرمائی ہے۔

(۱) حضرت مطلب بن ابی وداعہ سے روایت ہے: جاء العباس الیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فکأنہ سمع شیئا، فقام النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی المنبر، فقال من انا؟ فقالوا انت رسول اللہ علیک السلام۔ قال انا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب، ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی

خيرهم فرقة، ثم جعلهم فرقتين فجعلني في خيرهم فرقة، ثم جعلهم قبائل فجعلني في خيرهم قبيلة، ثم جعلهم بيوتاً، فجعلني في خيرهم بيتاً وخيرهم نسباً۔(الجامع للترمذی کتاب الدعوات رقم الحدیث:۳۵۳۲)

حضرت عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ حضور صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے (اس وقت ان کی کیفیت ایسی تھی) گویا انہوں نے کچھ سن رکھا تھا تو حضور صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا: میں کون ہوں؟ سب نے عرض کیا آپ پر سلام ہو، آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔آپ نے فرمایا میں عبداللہ کا بیٹا محمد (صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم) ہوں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور اس مخلوق میں سے بہترین گروہ کے اندر مجھے پیدا فرمایا اور پھر اس کو دو گروہوں میں تقسیم فرمایا اور ان میں سے بہترین گروہ میں مجھے پیدا فرمایا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس حصے کے قبائل بنائے اور ان میں سے بہترین قبیلہ کے اندر مجھے پیدا کیا اور پھر اس بہترین قبیلہ کے گھر بنائے تو مجھے بہترین گھر اور نسب میں پیدا فرمایا۔

(۲) عن المطلب بن عبد الله بن قيس بن مخرمة عن ابيه عن جده قال ولدت انا و رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالٰى عليه وسلم عام الفيل۔الحديث(الجامع للترمذی باب ماجاء فی میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رقم الحدیث:۱۵۵۱)

مطلب بواسطۂ والد اپنے دادا قیس بن مخرمہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں اور رسول اللہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم عام الفیل میں پیدا ہوئے۔

(۳) عن واثلة بن الاسقع يقول سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالٰى عليه وسلم يقول "ان اللّٰه اصطفىٰ كنانة من ولد اسمٰعيل و اصطفىٰ قريشا من كنانة و اصطفىٰ من قريش بنى هاشم و اصطفانى من بنى هاشم"۔(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضل نسب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رقم الحدیث:۵۹۳۸)

واثلہ بن الاسقع سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسماعیل علیہ السلام کو برگزیدہ کیا، اور اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں اولاد کنانہ کو، اور کنانہ کی اولاد سے قریش کو، اور قریش سے اولاد ہاشم کو، اور اولاد ہاشم سے مجھ کو۔

(۴) عن ابی سعید الخدری قال لما نزلت بنو قریظة علیٰ حکم سعد بعث رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم الیہ قریبا منه فجاء علیٰ حمار فلما دنا من المسجد قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم قومو سید کم (مشکوۃ المصابیح ۴۰۳)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه سے روایت ہے کہ جب بنی قریظہ نے حضرت سعد کو اپنا حکم تجویز کیا تو رسول اللہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے پاس اطلاع بھیجی اور وہ عنقریب ہی تھے تو وہ دراز گوش پر سوار ہو کر حاضر ہوئے جب دربار رسالت کے قریب پہنچے تو حضور صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انصار کو حکم دیا کہ اپنے سردار کے لئے قیام کرو۔

(۵) عن عائشة کان النبی علیہ السلام اذا دخل علیھا (الفاطمة) قامت الیہ فاخذت بیدہ فقبلته و اجلسته فی مجلسھا۔ (مشکوۃ المصابیح ۴۰۲)

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھا سے مروی کہ جب حضور نبی کریم حضرت فاطمہ کے پاس تشریف لاتے تو وہ حضور کے لئے قیام کرتیں اور آپ کا دستِ مبارک لے کر اس کو بوسہ دیتیں اور آپ کو اپنی خاص جگہ میں بٹھاتیں۔

مذکورہ احادیث سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے اپنے میلاد کا تذکرہ فرمایا۔

تفسیر روح البیان میں زیر آیت کریمہ "مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ" (الفتح ۴۸/۲۹) یوں ہے:

(۱) ومن تعظیمه عمل المولد اذالم یکن فیه منکر (تفسیر روح البیان ۹/۵٦) یعنی عمل مولد شریف حضور صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم کی تعظیم میں سے ہے جب تک اس میں منکر نہ ہو۔

(۲) ثویبة عتیقة ابی لهب اعتقها حین بشته بولادته علیه السلام وقد رئی ابولهب بعد موته فی النوم فقیل له ما حالك فقال فی النار الا انه خفف عنی کل لیلة اثنین۔(مواهب اللدنیة ۱/ ۲۷)

ثویبہ (ابولہب کی لونڈی) کو ابولہب نے حضرت صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم کی ولادت کی خوشی میں جو اس نے ابولہب کو خوش خبری پہنچائی تھی آزاد کردیا تھا۔ ابولہب کو اس کے مرنے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ (ابولہب) کہا کہ دوزخ میں ہوں لیکن ہر دوشنبہ کی رات کو میرا عذاب ہلکا کردیا جاتا ہے۔

(۳) ولا زال اهل الاسلام یحتفلون بشهر مولده علیه السلام و یعملون الولائم و یتصدقون فی لیاله بانواع الصدقات و یظهرون السرور و یزیدون فی المبرات ویعتنون لقرابة مولده الکریم و یظهر علیهم من برکاته کل فضل عمیم۔(مرجع سابق)

تمام اہل اسلام ہمیشہ سے اس ماہ مبارک میں جس میں حضور رحمۃ للعالمین نے ظہور فرمایا بڑی بڑی محفلیں کرتے ہیں اور نہایت خوشی سے کھانے کھلانے اور تمام راتوں میں فقرا پر طرح طرح کے صدقات وخیرات کرکے خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور نیکیوں میں زیادتی کرتے ہیں اور مولد شریف میں نعت خوانی کرتے ہیں اس لیے ان پر تمام قسم کی برکتیں اور فضل ظاہر ہوتے ہیں۔

(۴) و مما جرب من خواصه انه امان فی ذلك العام و بشری عاجلة بنیل البغیة والمرام فرحم اللّٰه امرأ اتخذ لیالی شهر مولده المبارك اعیادا لیکون اشد علة علیٰ من فی قلبه مرض و عناد۔(مرجع سابق)

(مولود شریف کے کرنے میں) تجربہ کیا گیا ہے کہ کرنے والے کے لیے اس سال ان کے گھر میں امن رہتا ہے اور دنیا کی تمام مرادیں اور مطلب اور حاجتیں حاصل ہونے کی خوشی ہے پس رحم کرے اللہ تعالیٰ ان پر جو مولود شریف کے مہینے کی راتوں کو عید بناتے ہیں تاکہ جن لوگوں کے دلوں میں حضور صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عداوت اور بغض کی بیماری ہے ان کے لیے شدت سے بیماری ہو۔

(۵) لا زال اهل الحرمين الشريفين والمصر واليمن والشام وسائر البلاد العرب من المشرق والمغرب يحتفلون بمجلس مولد النبی صلی الله علیه وسلم و يفرحون بقدوم هلال ربيع الأول و يلبثون بالثياب الفاخرة و يتزينون بانواع الزيت و يتطيبون و يكتحلون و ياتون بالسرور فی هذه الأيام ويبذلون على الناس بما كان عندهم ويهتمون اهتماماً بليغاً علىٰ اسماع قرأة مولد النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وينالون بذلك اجراً جزيلاً وفوزاً عظيماً۔ ومما جرب عن ذلك انه وجد فی تلك الأيام كثرة الخير والبركة مع السلامة والعافية وسعة الرزق وازدياد المال والأولاد ودوام الأمن والأمان فی البلاد والأمصار والسكون والقرار فی البيوت والدار ببركة مولد النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم (مولد النبی، للشيخ ابن جرير الشافعی)

ہمیشہ سے اہل حرمین شریفین، (زادهما اللّٰه تعالیٰ شرفا وتعظيما) اہل مصر ویمن وشام اور تمام ملک عرب مشرق سے مغرب تک مولود شریف کی مجلس کرتے ہیں اور ماہ ربیع الاول کے آنے کی خوشیاں مناتے ہیں اور عمدہ عمدہ فاخرہ لباس پہنتے اور قسم قسم کی زینتیں روشنی اور خوشبوؤں سے کرتے اور سرمہ لگاتے ہیں، خوشی اور خرمی کرتے ہوئے آتے ہیں اور لوگوں کو جو کچھ ان کے پاس ہے بذل اور بخشش کرتے ہیں اور بڑے بڑے اہتمام مولود شریف کے سننے میں بجالاتے ہیں اور اس سے اجر جزیل اور مراد عظیم کو حاصل

کرتے ہیں اور مولود شریف کا عمل مجرب ہے جو ان دنوں میں کیا جاتا ہے۔ مال میں کثرت اور برکت مع سلامتی اور عافیت کے اور کشادگی رزق اور زیادتی مال واولاد کی اور ہمیشہ رہتا ہے امن وامان اس ملک یا شہروں میں اور مولود شریف کی برکت سے گھروں میں سکون وقرار ہوتا ہے۔

(۶) ولازال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده صلى الله عليه وسلم ويعملون الولائم ويتصدقون فى لياليه بانواع الصدقات ويظهرون السرور و يزيدون فى المبرات ويعتنون لقرأة مولده الكريم ويظهر عليهم من بركاته كل فضل عميم ومما جرب من خواصه أنه أمان فى زلك العام وبشرى عاجل بنيل البغية والمرام فرحم الله امرأ اتخذ ليالى شهر مولده المبارك اعيادا ليكون اشد علة على من فى قلبه مرض وعناد۔(ماثبت بالسنة ص:۷۹)

اور اہل اسلام ہمیشہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی پیدائش کے مہینے میں محفل کرتے ہیں، کھانے کھلاتے ہیں، اس مہنے کی راتوں میں طرح طرح کے سدقات کرتے ہیں، خوشیاں مناتے ہیں، اچھے اچھے کاروبارِ نیک میں زیادتی پکڑتے ہیں، حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مولود شریف پڑھتے ہیں، ان پر ہر ایک قسم کے فضل عمیم کی برکتیں ظاہر ہوتی ہیں اور مولود شریف کی مجرب خاصیت یہ ہے کہ اس سال بھر میں امن وامان ہے اور حاجت روائی اور مطلب برآری کی بڑی بشارت ہے۔ پس اس شخص پر رحم کرے جو مولد کے مہینہ کی راتوں کو عید بنائے تا کہ اس پر جس کے دل میں مرض عدوات (رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) اور عناد ہے سخت علت ہو۔

(۷) فانه شهر امرنا باظهار الحبور فيه كل عام۔ (مجمع البحار ص:۵۵۰)

یعنی یہ ماہ (ربیع الاول) ایسا ہے کہ ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ ہر سال (میلادِ رسول کے موقع پر) خوشی واکرام ظاہر کیا کریں۔

(۸) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں: ''کنت اصنع فی ایام المولد طعاماً صلة بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلم یفتح لی فی سنة من السنین شیٔ اصنع به طعاماً فلم اجد الا حمصا مقلیا فقسمته بین الناس فرأیته صلی اللہ علیہ وسلم وبین یدیه هذه الحمص مبتهجا بشاشاً''۔ (در ثمین فی مبشرات النبی الأمین ص:۸)

یعنی میں ایام مولد شریف میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیاز کا لنگر کیا کرتا تھا ایک سال بھنے ہوئے چنوں کے سوا کچھ میسر نہ ہوا، میں نے لوگوں میں وہی چنے تقسیم کر دیے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا اور دیکھا کہ وہی چنے سرکار کے سامنے رکھے ہوئے ہیں اور سرکار شاد و مسرور ہیں۔

مذکورہ آثار اور اقوال خلف وسلف سے یہ ثابت ہوا کہ سرکار کا میلاد مبارک منانا صحابہ تابعین بلکہ تمام مسلمانوں کے اجماع سے ثابت ہے، اور یہی حقیقت ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تبارك وتعالیٰ علیہ وسلم کا میلاد مبارک منانا اللہ رب العزت کی سنت، خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت بلکہ سارے انبیائے کرام کی سنت ہے۔ یہ وہی ذات بالا صفات ہی تو ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے محبوب ہمارے ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کیا، جہاں جہاں مجھے یاد کیا جائے گا تمہارا بھی چرچا ہوگا بے تمہاری یاد کے ایمان ہرگز پورا نہ ہوگا۔ آسمانوں کے طبقات اور زمینوں کے تمام پردے تمہارے ہی نامِ نامی سے گونجیں گے، موذن اذانوں میں اور خطبا و ذاکرین اپنی مجالس ومحافل میں، واعظین منابر پر، طلبا و مدرسین مدارس میں ہمارے ذکر کے ساتھ تمہیں یاد کریں گے، میں آسمانی کتابیں نازل کروں گا ان میں

تمہاری میلاد کے ذکر کے ساتھ تمہاری مدح وستائش اور جمال صورت وکمال سیرت ایسی توضیح سے بیان کروں گا کہ سننے والوں کے دل بے اختیار تمہاری جانب جھک جائیں گے، ایک عالم اگر تمہارا دشمن ہوکر تمہاری عظمت شان کو گھٹانا چاہے یا تمہارے فضائل وکمالات کو مٹانا چاہے وہ کامیاب نہ ہوسکیں گے۔ اسی وعدے کا نتیجہ ہے کہ یہود ونصاریٰ صدہا برس سے اپنی کتابوں سے ان کا ذکر نکالنے کے لیے کوشاں ہیں اور چاند پر خاک ڈالنے کی ناکام کوشش میں لگے رہے لیکن اپنے غلیظ مقصد میں کامیاب نہ ہوسکے آج بھی چہاردانگ عالم میں ہرسوان کی ہی عظمت کا چرچا ہے۔ حضور صلی اللّٰہ تبارك و تعالٰی علیه وسلم کے عاشقوں نے آپ سے اپنی محبتوں کا خراج مختلف انداز میں پیش کیا ہے اور قیام قیامت تک اپنی الفت ومحبت کا اظہار کرتے رہیں گے۔ محفل میلاد کا قیام بھی اسی جذبے کے تحت ہوتا ہے جوکہ مسلمان اور عاشقین مصطفٰی کے باعث خوشی ہے اور دشمنان رسول صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم کے لئے پریشانی کیا سبب۔

میلاد رسول کی عظمت وفوائد بیان کرنے کے لیے ہزاروں کتابیں لکھی گئیں دشمنان رسول صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم نے محافل میلادو قیام پر طرح طرح کے اعتراضات کئے اور آج بھی وہابیہ دیابنہ اس کو شرک وبدعت ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جس کے جواب میں عاشقان مصطفٰی صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم نے بہت ساری کتابیں تحریر فرمائیں جوآج بھی شیطانی ذریت کے لئے زہر میں بجھے ہوئے کسی خونی خنجر سے کم نہیں۔ الحمدللّٰہ! آج بھی اہل ایمان برابر محافل میلاد مقدس سجاتے ہیں اور سرکار کی نعتوں کے نغموں کی شیریں آواز بلند کرتے رہتے ہیں۔

قابل مبارک باد ہیں مجاہد سنیت، عاشق رسول، فاضل نوجوان محترم محمد میثم عباس رضوی صاحب کہ جو ہمہ وقت دشمنان رسول کی سرکوبی اور فروغ اسلام وسنیت کے لئے کوشاں رہتے ہیں ''کلمۂ حق'' نام سے سہ ماہی رسالہ آپ کی ادارت میں شائع ہوتا ہے موصوف ایک بے مثال اور عمدہ قلم کار ہیں جس پر آپ کی مندرجہ ذیل تالیفات شاہد ہیں:

۱۔ میلادِ مصطفیٰ قرآن وسنت کی روشنی میں

۲۔ مولانا وصی احمد محدثِ سورتی، ایک شبہہ کا اِزالہ

۳۔ تحقیق مسلکِ دبیر

۴۔ میلا دُالنبی منانا، اُمتِ محمدیہ کا مُتَّفَقَہ عمل

۵۔ اہلِ سنت کی حقانیت کا غیر مقلدین سے ثبوت

اہلِ سنت کے ہندوپاک میں شائع ہونے والے رسائل مجلّہ کلمۂ حق، لاہور، ماہنامہ معارفِ رضا، کراچی، ماہنامہ چاریارِ مصطفیٰ، راولپنڈی، ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف، سالنامہ یادگارِ رضا، بمبئی، سہ ماہی سوادِ اعظم، دہلی، ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور میں شائع ہونے والے مقالات کی تفصیل بیان کی گئی تو بات مزید طویل ہوجائے گی۔ مقالات کے علاوہ علمائے اہلِ سنت کی مندرجہ ذیل کتب کی تخر یج وحواشی کا کام بھی کیا ہے۔

۱۔ بیانِ قدرِ شبِ برات از مفتی عنایت اللہ کاکوروی

۲۔ قِرَانُ النَّیِّرَیْن فِیْ اِیْمَانِ الْاَبَوَیْنِ الْکَرِیْمَیْن

۳۔ اِرْشَادُ أَهْلِ الرَّشَادِ إِلٰی بَابِ مَجَالِسِ الْمِیْلَادِ

۴۔ قہرِ واجد دیان بر ہمشیر بسط البنان

۵۔ تقریرِ منیرِ قلب

۶۔ راز سیرت کمیٹی

۷۔ الانوارُ الغیبیۃ

۸۔ صمصام المدینة علی الدیو بندیة المهینة

۹۔ ''جوامع الاحکام دررد ِتعلیم الاسلام''

متعدد کتب ومقالات ابھی زیرِ ترتیب ہیں۔

موصوف کے اندر ''اسلاف شناسی'' کا جذبۂ بے کراں موجزن ہے (لیکن یہ ان لوگوں سے بیزار ونفور ہیں کہ جنھوں نے ابھی چند سالوں کے اندر ''اسلاف شناسی'' کا بینر لگا کر دنیاوی جاہ و منفعت کے حصول کے لئے ''اسلاف بیزاری'' کا کارنامہ انجام دیا۔) ہمیشہ بزرگوں کی تصانیف کی جستجو میں رہتے ہیں اور کوشاں رہتے ہیں کہ کس طرح سے اسلاف کی کتابوں کو عام کیا جائے۔اسی جذبہ کی وجہ سے بہت سی کتابوں کو اپنی انتھک کوششوں کے بل بوتے شائع کر چکے ہیں اسی کی زندۂ وجاوید منہ بولتی مثال زیر نظر مجموعہ بنام ''میلادالنبی منانا امت محمدیہ کا متفقہ عمل '' ہے جب کہ اس سے قبل اس موضوع پر دس رسائلِ علمائے اہلسنت پر مشتمل ایک اور مجموعہ بنام ''میلاد مصطفیٰ قرآن وسنت کی روشنی میں'' شائع کر چکے ہیں۔زیر نظر مجموعہ میلاد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موضوع پر نوا کا بر علمائے اہل سنت کے رسائل پر مشتمل ہے، اس مجموعہ کو موصوف تحقیق و ترتیب اور قدیم نسخوں سے تقابل کے بعد جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کر کے شائع کر رہے ہیں۔اسی ذوق اور مثالی ضذبے کی برکت ہے کہ موصوف کے سامنے جب کسی بزرگ کا نام لیا جاتا ہے تو فوراً ان کی تصانیف کو ذکر کرنے لگتے ہیں اور ان میں سے اکثر ان کے ذخیرۂ کتب میں موجود ہوتی ہیں جب سوشل سائٹس پر اہلسنت کی کتب کو تلاش کیا جائے تو بہت سی کتب ایسی ملتی ہیں کہ جن پر لکھا ہوا ملتا ہے ''ذخیرۂ کتب میثم عباس قادری رضوی'' کثرت سے نایاب وکم یاب کتب ہونے کی وجہ سے سوشل میڈیا پر اہل علم نے یہ تأثر دیا ہے کہ کتابوں کی بازیابی کے سلسلے میں جہاں پر گوگل کام کرنا بند کر دیتا ہے وہاں پر موصوف کام آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ موصوف کی کاوشوں کو قبول فرمائے، اور اس مجموعہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادتی محبت کا سبب بنائے اور مزید دینی وقلمی خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔اللھم ارزقنا حب حبیبه هذا النبی الأمین الکریم علیه وعلیٰ

آلہ اکرم الصلاۃ والتسلیم۔ آمین یا رب العالمین۔

غبارِ درِ اولیا وسادات

محمد راحت خاں قادری غفرلہ

۲۲/ذی الحجہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۷/اکتوبر ۲۰۱۵ء

ضروری نوٹ:

قارئینِ کرام! مندرجہ بالا تقاریظ میں معزز ومحترم علمائے اہلِ سُنّت نے بوجہ حُسنِ ظن مجھے جن القابات سے نوازا ہے میں اُن کا اہل نہیں ہوں۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ ان کے یہ الفاظ میرے لیے مقبول دعا بن جائیں۔ میثم قادری۔

تقدیم

تمام تعریفیں اُس پروردگار کے لیے ہیں جو تمام کائنات کا خالق ہے اُس کا کوئی شریک نہیں، وہ اپنی صفات میں یکتا ہے، زبانیں اُس کی حمد بیان کرنے اور قلم اُس کی تعریف لکھنے سے عاجز ہیں، ہر قسم کے خیر کی توفیق اُسی کی جناب سے ہے، وہ اپنے گناہ گار بندوں پر نہایت شفیق ہے۔

اما بعد! میرے لیے یہ نہایت خوشی کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ عزّو جلّ نے اپنی رحمت وکرم سے مجھے یہ توفیق عنایت کی کہ میں حضور نبی مکرم نورِ مجسم شفیع معظم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه و آله واصحابه وسلّم کے میلاد شریف کے بابرکت عنوان پر کام کرنے کی سعادت حاصل کر سکوں۔اس سلسلے میں رسائلِ میلاد کاایک مجموعہ بنام "میلادِ مصطفیٰ قرآن وسنت کی روشنی میں" ۲۰۱۳ء میں "والضحیٰ پبلی کیشنز، لاہور" سے شائع ہو کر دادِ تحسین وصول کر چکا ہے۔اس وقت دوسرا مجموعہ بنام "میلا دُالنبی منانا اُمتِ محمد یہ کا مُتّفقہ عمل" آپ کے سامنے ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ۔ اِس احسان کا میں جتنا شکرادا کروں کم ہے، اللہ تعالیٰ میری اس کوشش کو قبول فرمائے، اوراہلِ سُنّت کے لیے نافع بنائے۔آمین۔(قارئین کے لیے ایک خوشخبری ہے کہ نایاب رسائلِ میلاد کا تیسرا مجموعہ بھی کمپوز ہو چکا ہے، وقت کی کمی کے باعث اس کی پروف ریڈنگ کر کے اس سال آپ کے سامنے پیش نہ کر سکا، دعافرمائیں اللہ تعالیٰ جلد تکمیل کی توفیق دے۔توفیقِ خداوندی شاملِ حال رہی تو آئندہ سال یہ مجموعہ بھی آپ کے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔اِنْ شَاءَ اللّٰہ تَعَالٰی۔) اس مجموعہ میں شامل رسائل اوراُن کے مؤلفین کا تعارف پیشِ خدمت ہے۔

1۔ "دَافِعُ الْاَوْهَام فِي مَحْفِلِ خَيْرِ الْاَنَام" مؤلف

حضرت علامہ مولانا عبدالسمیع بیدلؔ رامپوری خلیفہ حاجی امداداللہ مہاجر مکی۔ یہ کتاب راقم کے پاس ""مطبع منشی علی حسین، لکھنؤ"" کی مطبوعہ موجود ہے، چار سال قبل راقم نے ایک صاحب کو یہ کتاب دی اور خواہش ظاہر کی کہ اس کتاب کی جدید اشاعت ہو جائے تو بہت اچھا ہو، ان صاحب نے کتاب کی تخریج کی، (اس تخریج میں راقم نے ان کی مدد کی) کچھ مقامات پر حواشی لکھے (اس طباعت میں ایک مقام پر حاشیہ راقم نے لکھا ہے) اور اردو متن کے الفاظ کی تقدیم و تاخیر کی۔ مؤلف ومترجم کتبِ کثیرہ حضرت مولانا افروز قادری مدظلہ العالی نے عربی، فارسی عبارات کی تصحیح کا کام سرانجام دیا۔ یہ جدید نسخہ "مکتبہ اعلیٰ حضرت، دربار مارکیٹ، لاہور" سے ۲۰۱۲ء/۱۴۳۳ھ میں شائع ہوا، اس جدید طباعت میں الفاظ کی تقدیم وتاخیر کے علاوہ کچھ اغلاط بھی تھیں۔ اسی وجہ سے اس مجموعہ میں "دافع الاوہام" کو اصل متن کے مطابق (الفاظ کی تقدیم وتاخیر کے بغیر) شائع کیا جارہا ہے۔ "دافع الاوہام" میں جن حواشی کے آخر میں "۱۲منہ" لکھا ہے وہ (حواشی) قدیم نسخہ سے لیے گئے ہیں باقی تمام حواشی جدید ہیں۔ مؤلف کا تعارف "دافع الاوہام" کے شروع میں ملاحظہ فرمائیں۔

2۔ رَاحَةُ الْقُلُوْب فِيْ مَولد الْمَحْبُوب" مؤلف

حضرت علامہ مولانا عبدالسمیع بیدلؔ رامپوری خلیفہ حاجی امداداللہ مہاجر مکی ۔راقم کے پیشِ نظر اس کتاب کا ""مطبع نظامی واقع کانپور" سے ۱۲۹۸ ہجری میں شائع ہونے والا نسخہ ہے جو۱۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب صلاح الدین سعیدی صاحب نے اپنے مجموعۂ رسائلِ میلاد میں شائع کی تھی، رَاحَةُ الْقُلُوْب فِيْ مَولد الْمَحْبُوب" کی اس جدید طباعت کا جب قدیم مطبوعہ نسخہ سے تقابل کیا گیا تو یہ جان کر بے حد افسوس ہوا کہ کتاب میں اغلاط کی کثرت ہے اور نسخہ بھی ناقص الآخر ہے۔ اسی وجہ سے اس کتاب کو اصل متن کے مطابق شائع کرنے کا ارادہ کیا۔

حضرت مولانا عبدالسمیع رام پوری کی تین کتب اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی کی نظر میں:

سیدی اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت مولانا مفتی الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، عالمِ بے بدل حضرت مولانا عبدالسمیع رام پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتابِ مستطاب ''انوارِ ساطعہ'' پر تقریظ لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''اس زمانہ میں ایک ہمارے دینی بھائی ہیں بزرگی اور مرتبہ والے، صاحبِ عقلِ محکم وعلمِ وسیع مولوی محمد عبدالسمیع، اللہ ان کو بچائیو ہر شنیع سے، میں نے دیکھے اُن کے پاکیزہ کلام مثل ''دافع الاوہام''، راحۃ القلوب'' و''انوارِ ساطعہ''، اللہ تعالیٰ اُن کو جزائے خیر دے''

(انوارِ ساطعہ صفحہ ۵۵۵ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، داتا دربار روڈ، لاہور۔ جولائی ۲۰۰۳ء)

اکابرِ دیوبند کے پیرومُرشد حاجی امداداللہ مہاجر مکی کی طرف سے حضرت مولانا عبدالسمیع رام پوری اور آپ کی کتاب ''رَاحَۃُ الْقُلُوْب فِیْ مَوْلِد الْمَحْبُوْب'' کی تعریف وتوصیف:

مولانا نورالحسن صدیقی حنفی چشتی رام پوری اپنی کتاب ''امداد اللّٰہ العظیم فی میلادُالنبیّ الکَرِیْم''، میں لکھتے ہیں:

''بندہ ناچیز احقر الزمن نورالحسن ابن پیر جی مہدی حسن صاحب صدیقی حنفی چشتی صابری ابراہیمی غفر اللہ لھما ساکن قصبۂ رام پور ضلع سہارن پور بہ خدمت اربابِ اسلام مودّبانہ عرض کرتا ہے کہ 1313 ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بندہ کو حرمین شریفین زاد اللہ شرفھما کی حاضری کا اتفاق ہوا۔ جناب زبدۃ السالکین عمدۃ الواصلین وَسِیْلَتَنَا فِی الدارین سیدنا ومرشدنا ومولانا الحاج محمد امداداللہ صاحب فاروقی چشتی مہاجر عمّ فیوضھم کے ارشاد کے موافق خاص جنابِ ممدوح کے درِ دولت پر اور

نیز مدینۂ طیبہ میں حسبِ اصرار بعض حجاج خاص روضۂ منورہ کے سامنے بندہ نے جناب مولانا مولوی محمد عبدالسمیع صاحب دامت بر کاتھم کا رسالہ "راحة القلوب" مجلسِ مولود میں پڑھا۔ بعد اختتام حضرت ممدوح مطاعِ زمن نے رسالۂ مذکور کی تعریف اور مولانا موصوف کی توصیف فرمائی"

(امداداللہ العظیم فی میلادالنبی الکریم صفحہ۲ مطبوعہ مطبع خادم الاسلام، دہلی)

حضرت مولانا عبدالسمیع رام پوری کی جانب سے سیدی اعلیٰ حضرت کی تعریف وتوثیق اورآپ پر اظہارِ اعتماد:

حضرت مولانا عبدالسمیع رام پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چار خطوط دستیاب ہوے ،ان خطوط میں آپ نے سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت مولانا مفتی الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ بہت عقیدت ومحبت کا اظہار کیا ہے اورآپ کے دین وملت کو اپنا دین وملت قرار دیا ہے۔ ذیل میں پہلا خط مکمل اور بقیہ تین خطوط کے متعلقہ اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:

(۱)

"جناب مولوی مومن سجاد صاحب مہتمم مجلس ومطبع اہلِ سنت دامت الطافھم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جناب کا "فتاوی السنہ" پہنچا، چاہا کہ اُس کو دیکھوں، نہ دیکھ سکا اور عقیدہ میں میرا وہی دین وملت ہے جو کہ جناب مولوی احمد رضا خان صاحب تحریر فرما چکے ہیں اس وقت بھی میری آنکھ کام نہیں دیتی مگر جناب کے رفع انتظار کے لیے لاچار لکھنا ضرور ہے۔ ۱۰ رمضان ۱۳۱۴ھ عبدالسمیع از کیمپ میرٹھ"

(صفحہ ۳۰ مکتوباتِ علماء وکلام اہلِ صفا مرتب جناب مولانا حافظ سید محمد عبدالکریم قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مطبوعہ مطبع اہلِ سُنّت وجماعت، بریلی)

(۲)

''محقق مدقق موئدعقائدِ سلف جناب مولانا احمد رضا خان صاحب دامت برکاتھم۔
عبدالسمیع ۱۱شوال۱۳۱۴ھ''۔

(صفحہ ۳۰ مکتوباتِ علماء وکلام اہلِ صفا مرتب جناب مولانا حافظ سید محمد عبدالکریم قادری رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ مطبوعہ مطبع اہلِ سُنّت و جماعت، بریلی)

(۳)

''محقق مدقق موئدعقائدِ سلف ذِی شرف جناب مولانا احمد رضا خان صاحب دامت افاداتھم۔۔۔۔۔۔۔آپ کے رسائل بندہ زادہ میاں محمد صاحب سَلّمہٗ نے دیکھے ہیں اُن کا خط رام پور سے آیا ہے کہ اہلِ ندوہ کا قول ظاہر میں چکنا چپڑ امعلوم ہوتا ہے درحقیقت نتیجہ بد رکھتا ہے جناب مولوی احمد رضا خان صاحب اُن کے رگ وریشہ سے واقف ہیں ۔عبدالسمیع ۱۳شوال۱۳۱۴ھ''۔

(صفحہ ۳۱ مکتوباتِ علماء وکلام اہلِ صفا مرتب جناب مولانا حافظ سید محمد عبدالکریم قادری رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ مطبوعہ مطبع اہلِ سُنّت و جماعت، بریلی)

(۴)

''بخدمت سراپا برکت محقق مدقق ناصرالاسلام جناب مولانا احمد رضا خان صاحب قادری دامت افاداتھم وافاضاتھم۔بعد تقدیم ہدیہ اسلام التماس مرام آنکہ صحیفہ شریفہ بصحابت مولوی محمد حسین صاحب صادر ہوا لیکن اُس وقت بندہ مجلسِ ندوہ میں دو گھنٹہ شریک ہوکر واپس آچکا تھا۔اگر روز یکشنبہ آٹھ بجے بھی والا نامہ مجھ کو مل جاتا تو خداع اس فریق کا کہ اقرار کرتے ہیں پھر وفا نہیں کرتے مجھ پر کھُل جاتا، میں ہرگز شریک نہ ہوتا۔۔۔۔رسائل جناب کے میں نے دیکھے واقعی اپنی اصلاح میں کوئی دقیقہ سعی کا باقی نہیں رکھا حق سُبحانہٗ اس نیّتِ خیر کی جزاءعطا فرمائے۔عبدالسمیع روز پنج شنبہ 21 شوال 1314ھ''

(صفحہ ۳۱، ۳۲، ۳۳ مکتوباتِ علماء وکلام اہلِ صفا مرتب جناب مولانا حافظ سید محمد عبدالکریم قادری رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ مطبوعہ مطبع اہلِ سُنّت و جماعت، بریلی)

3۔ "ارغام الفجرة فی قیام البررة

مؤلف شیخِ طریقت مظہرِ مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد رجب علی قادری نانپاروی قدس سرہ العزیز۔

یہ کتاب ہندوستان سے ''المجمع الرجبی، جامعہ عزیز العلوم، محلّہ گھوسی ٹولہ ضلع بہرائچ شریف، یوپی'' کے مطبوعہ نسخہ سے کمپوز کروا کر شامل کی گئی ہے جس میں حضرت مؤلف کا مکمل رسالہ شامل کیا گیا ہے۔ اس کی تقدیم میں مفتی ابوالحسن قادری مصباحی، دار الافتاء و التدریس جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی مئو (یو۔پی) نے حضرت مؤلف کے حالاتِ زندگی تحریر فرمائے ہیں، تقدیم طویل ہونے کی وجہ سے صرف حضرت مؤلف کے حالاتِ زندگی کو یہاں نقل کیا جاتا ہے، ملاحظہ فرمائیے۔

''حضرت مفتی اعظم نانپارہ، مختصر تعارف: چوں کہ مصنف کی علمی سطوت، فکری وسعت، ذہنی ثقاہت، فنی عظمت سے کتاب کی عظمت و اہمیت کا پتہ لگتا ہے، لہٰذا ذیل میں زیرِ نظر کتاب ''ارغام الفجرة'' کے مصنف قدوة السالکین زبدة العارفین جلوة الالیاء الکاملین مفتی اعظم نانپارہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد رجب علی قادری عزیزی کا مختصر تعارف پیش کرنا مناسب ہوتا ہے۔

جلوہ افروزی:

آپ ۲۸ رجب المرجب ۱۳۴۳ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۲۳ء کو ضلع بہرائچ شریف کے مشہور قصبہ نانپارہ میں جلوہ افروز ہوئے۔ نام: محمد رجب علی تخلص ''رجب نانپاروی'' ہے القاب ''بلبلِ ہند، مفتیٔ اعظم نانپارہ'' آپ کے پدرِ بزرگوار عالی جناب صوفی نبی بخش بن شیخ علی بخش نہایت شریف، متین، سنجیدہ، متقی پابندِ شریعت تھے۔

سراپا:

قد میانہ، بدن نحیف، سر گول، چہرہ گول، رنگ سانولا، پیشانی اونچی چمکدار، کشادہ بھنویں، گنجان پلکیں نور افشاں، آنکھیں بڑی بڑی سرمگیں، ناک پتلی قدرے اوپر اُٹھی

ہوئی، مونچھ متوسط، لب خوبصورت اور نرم، دانت سفید چمکدار، کان مناسب دراز، گردن معتدل، سینہ کشادہ، کمر خمیدہ، ہاتھ لمبے، کلائیاں چوڑی، ہتھیلیاں گداز گوشت سے بھری ہوئیں۔

اوصافِ جمیلہ:

ولیس علی اللّٰہ بمستنکر
ان یجمع العالم فی واحد

حضرت مفتی اعظم نانپارہ کے اوصافِ جمیلہ کو کماحقہ بیان کرنے کے لیے دفتر درکار ہے، مختصراً یوں کہا جاسکتا ہے کہ آپ بہترین عالم وفاضل، عظیم مبلغ وداعی، بے باک مقرر، ایک نڈر مناظر، باکمال محدث، لاجواب متکلم، بے نظیر شاعر، دل آویز نعت خواں، سچے عاشقِ رسول واولیاء، صاحبِ طرز ادیب وانشا پرداز، بلند پایہ محقق ومفتی، عمدہ مصنف، راست گو، تقوی شعار، متصلب، پابندِ شریعت، مہمان نواز انسان تھے، الغرض مولائے قدیر نے بہت سے محاسن سے اُنہیں نوازا تھا ان اوصاف کو ملاحظہ کرنے کے بعد برجستہ زباں پر آتا ہے کہ حضور مفتی اعظم نانپارہ تنہا ایک انجمن اور علوم وفنون کی لائبریری تھے۔

تعلیم وتربیت:

آپ اپنے والد گرامی کے زیرنگرانی پروان چڑھے اور جب چار سال چار ماہ چار دن کے ہوئے تو رسمِ تسمیہ خوانی عمل میں آئی اس کے بعد آپ نے نانپارہ کے ایک مکتب میں قاعدۂ بغدادی سے ناظرہ قرآنِ پاک تک تعلیم حاصل کی، پھر پرائمری اسکول میں داخلہ لیا وہاں درجہ چہارم تک پڑھا، پھر مڈل اسکول میں داخلہ لیا تین سال میں وہاں اردو، دینیات اور ضرورت بھر ہندی انگریزی کی تعلیم حاصل کی، اس کے بعد حفظِ قرآنِ کریم شروع کردیا اور بہت مختصر مدت میں آپ نے چودہ پارے حفظ کرلیے، مگر بعض محبین و مخلصین کے مشورہ پر والدِ گرامی نے حفظ بند کرا کے عربی، فارسی کی تعلیم شروع کرا

دی۔ بہر کیف آپ نے اپنی ذہنی قوت، فکری ذکاوت، طبعی جودت کی بنا پر درجۂ عالمیت و فضیلت کم سے کم مدت میں پوری کر لی اور اپنے تمام ساتھیوں پر فائق اور سب میں ممتاز رہے۔

اساتذہ:

(۱) حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خاں قادری (۲) مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں قادری (۳) ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری (۴) بدر الطریقہ علامہ عبدالعزیز بجنوری (۵) استاذ العلما علامہ تقدس علی خان (۶) ادیبِ وقت حضرت علامہ شمس الحسن شمس بریلوی (۷) محدثِ بہار علامہ احسان علی (۸) حضرت مولانا نواب مرزا بریلوی (۹) مولانا عبدالغفور بنگالی (۱۰) مولانا مفتی عبدالحمید آنولوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اساتذہ کرام کی علمی جلالت اوران کی شانِ بلند سے ان کے تلامذہ کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے حضرت مفتی اعظم نانپارہ کو شرابِ علم ومعرفت پلانے والے ایسے رندانِ شریعت اور ایسے آفتابِ علم وفضل تھے جن پر خود فضل ومعرفت کو ناز تھا یہی وجہ ہے کہ حضرت مفتی اعظم نانپارہ نے علم وفضل سے اتنا وافر حصہ پایا کہ آج ان کی بلندی اوجِ ثریا کو چھو رہی ہے۔

خدمات:

دین کی خدمات کے مضبوط اور مستحکم چار طریقے ہیں:

(۱) تدریس (۲) تقریر (۳) بیعت وارشاد (۴) تحریر

حضرت مفتی اعظم نانپارہ میں دین کی خدمت کا ایسا جذبہ بیکراں تھا کہ آپ نے اپنی زندگی کا تمامی حصہ خالص دینِ حنیف کی خدمت کے لیے وقف کر دیا تھا یہی وجہ ہے کہ خدماتِ دین کے جملہ طریقوں کے ذریعہ آپ نے نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔

(۱) تدریس: درجہ فضیلت سے فارغ ہو کر آپ نے تدریسی خدمت انجام دی۔ (۱) انجمن حنفیہ، مصباح العلوم، نانپارہ (۲) مدرسہ رضویہ، تکیہ مسجد، بیسل پور، پیلی بھیت۔

اس کے علاوہ دوجگہوں پر امامت کا فریضہ انجام دیا پھر آپ نے مستقل اپنی علمی تعمیری یادگار قائم کرنے کا عزمِ مصمم کرلیا اور نانپارہ کے اندر ایک عظیم الشان ادارہ ''جامعہ عالیہ مصطفویہ عزیز العلوم'' کے نام سے قائم فرمایا جو آج تک ضلع بہرائچ کے اندر اہلِ سنت وجماعت کی شان اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کا سچا پاسبان ہے، اس کے علاوہ دو اور دانش گاہیں قائم فرمائی تھیں جو آج بھی مینارۂ نور کا درجہ رکھتی ہیں (۱) دارالعلوم اہلِ سنت شاہی مسجد، گھاس بازار، ناسک، سٹی مہاراشٹر (۲) الدائرۃ القادریہ، پریمی دوارکھر گاپور، ایم پی

(۲) تقریر:

آپ میدانِ خطابت کے شہسوار تھے ایسے سحر انگیز خطیب تھے کہ لوگ آپ کی تقریر بڑی توجہ اور لگن سے سنا کرتے تھے آپ نے تقریر کے ذریعہ بے شمار گم گشتگانِ راہ کو صحیح منزل عطا فرمائی اور متعدد تاریک دلوں کو انوارِ توحید سے مجلی کر دیا اور مسلمانوں میں محبت رسول وعشقِ مصطفیٰ کی جوت جگا دی، ملک کے کونے کونے میں، خصوصیت کے ساتھ عروس البلاد شہر ممبئی اور ناسک وغیرہ میں آپ کی خطابت کا سکہ رائج الوقت رہا۔

(۳) بیعت وارشاد۔

دین کی تبلیغ واشاعت کا اہم ذریعہ بیعت وارشاد بھی ہے آپ نے اس کے ذریعہ بھی گراں قدر خدمتِ دین انجام دی ہے کانپور، ناسک، ممبئی وغیرہ میں آپ کے بے شمار مریدین ومتوسلین ہیں جن کو آپ کے ذریعہ دینِ اسلام کی سچی رہنمائی حاصل ہوئی۔ پھر اس کے ذریعہ خدمتِ دین کا سلسلہ وسیع کرتے ہوئے آپ نے بہت سے اہلِ استعداد وصلاحیت حضرات کو خلافت واجازت سے بھی نوازا جو آپ کے طریقے کے مطابق حسبِ وسعت اپنی ذمہ داری انجام دے رہے ہیں۔

(۴) تحریر۔

سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے **قید وا العلم بالکتابة** (کنز العمال جلد ۵) اس حدیثِ پاک پر عمل کرتے ہوئے تحریر کے ذریعے آپ نے دین

کے زریں کارنامے انجام دیے ہیں آپ کی جملہ تالیفات وتصنیفات حقیقت وواقعیت پر مبنی ہوتے ہوئے اس قدر پُر تاثیر ہیں کہ بوقتِ مطالعہ دل کے پردۂ احساس پر ایک ایسا فطری لمس محسوس ہوتا ہے کہ قلب کے جذبات رقص میں آجاتے اور اضافۂ علم پر دل ابرِ بہاری کی طرح جھومنے لگتا ہے، اردو، عربی فارسی، ہندی ہر ایک میں آپ کی نظماً ونثراً تحریریں یادگاریں موجود ہیں۔ وفورِ علم، زورِ قلم، جرأتِ نقد ونظر، وسعتِ فکر وفن، تاریخ و سیر سے آشنائی، حُسنِ ترتیب کی چاشنی، تحریر کی شستگی، بیان کی برجستگی، حُسنِ تفہیم ہر ایک آپ کے اشہبِ قلم میں موجود ہے۔ آپ کے چند قلمی شہ پارے یہ ہیں۔

(۱) کنز الخیرات فی التضرع الی مجیب الدعوات۔

(۲) قوامع السنة السنیة علی رؤوس الرفضة الشنیعة۔

(۳) رضوان قدیر (۴) انوارالقدس (العطاء الجمیل) عربی

(۵) حیاتِ مسلم (۶) ریاضِ عقیدت

(۷) اظہارِ حق وصواب دربیانِ ایصالِ ثواب (۸) فتاویٰ رجبیہ

(۹) دیوانِ رجب علی عربی وفارسی (۱۰) ارغام الفجرة فی قیام البررة۔

مذکورہ تصنیفات میں بعض ایک بار طبع ہو کر مقبولِ انام ہو چکی ہیں۔ متاخر الذکر ''ارغام الفجرة فی قیام البررة'' بھی زیورِ طباعت سے آراستہ ہوکر منظرِ عام پر آچکی ہے لیکن پہلی اشاعت میں کتابت اچھی نہ تھی کتابت میں بے شمار اغلاط تھے نیز عربی حوالہ جات کی تخریج بھی نہ تھی۔ قابلِ مبارکباد ہیں محترم ومکرم شہزادۂ بلبلِ ہند حضرت مولانا محمود رضا قادری دام مجدہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ رجبیہ ومہتمم جامعہ عالیہ مصطفویہ عزیز العلوم، نانپارہ جنھوں نے لوگوں کے فائدہ کے پیشِ نظر اس عظیم علمی تحقیقی فکری گلدستے کو عمدہ کتابت، دیدہ زیب طباعت اور تعلیق وتخریج کے ساتھ چھپانے کا عزمِ کامل کیا، حقیر راقم السطور کی خوش نصیبی کہیے یا حضرت مفتی اعظم نانپارہ کا روحانی تصرف یا شہزادۂ بُلبلِ ہند کا کرم فراواں کہ حوالہ جات کی تخریج وتعلیق، پھر کتابت کی پروف ریڈنگ

کا قرعۂ فال میرے نام نکلا اور میں نے اپنی وسعت بھر کتاب کو اغلاط سے پاک رکھنے، عربی حوالوں کو اصل کتاب یا اس کے بدل کسی اور اہم کتاب کے صفحات وجلد کے ذکر سے مزیّن کر کے کتاب کو موثق کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے لیکن بشری تقاضے کے پیشِ نظر دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اب کوئی غلطی نہیں ہوگی، ممکن ہے پھر بھی کہیں کتابت وغیرہ میں کمی رہ گئی ہو، تو اہلِ نظر حضرات سے گذارش ہے کہ اگر غلطی پائیں تو مطلع فرمائیں اور یہ ہمارا قصور جانیں حضرت مفتی اعظم نانپارہ کی ذاتِ گرامی اس سے پاک ہے، یہ چند سطور حضرت مفتی اعظم نانپارہ کی خدماتِ دین سے متعلق ضبطِ تحریر میں آئے، حق تو یہ تھا کہ ان کے جملہ گوشہائے حیات پر تفصیلی نہیں تو اجمالی روشنی ضرور ڈالی جاتی لیکن قلّتِ وقت و کثرتِ کار دامن گیر ہے اس لیے انہیں چند جملوں کا خراج لے کر ان کی روحانی بارگاہ میں حاضر ہوں۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

آخر میں مشکور ہوں محبِّ مکرم حضرت علامہ محمود رضا قادری **مدظلہ العالی** سجادہ نشین و مہتمم جامعہ عزیز العلوم، نانپارہ کا جنہوں نے مجھ بے مایہ سے اس کتاب کی تعلیق وتخریج کا کام لے کر اجرِ آخرت کا مستحق بنایا، موصوف اس وقت مفتی اعظم نانپارہ کی سچی جانشینی کرتے ہوئے ان کے مشن کو فروغ دینے اور ان کے منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں سرگرمِ عمل ہیں مولیٰ تعالیٰ ان کے عزم وحوصلہ جذبہ وولولہ میں استحکام بخشے۔

آمین بجاہ سیدنا النبی الامین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

غبارِ راہ اولیا محمد ابوالحسن قادری مصباحی **غفرلہ القوی**

۲۰۰۲ء/۸/۳۰ ۱۴۲۳ھ

خادم الافتاء والتدریس، جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی مئو (یو۔ پی)

صدر المجمع المسعودی بہرائچ شریف یوپی ملحق جامعہ امجدیہ گھوسی۔}

(ارغام الفجرة فی قیام البررة صفحہ ۲۶ تا ۳۴ مطبوعہ المَجْمَعُ الرَّجِبی، جامعہ عزیز العلوم، محلّہ گھوسی ٹولہ، بھرائچ شریف، یوپی۔ ۱۴۲۳ھ)

حضرت مولانا مفتی رجب علی قادری نانپاروی، حضرت شیر بیشۂ اہلِ سنت کے شاگردِ رشید حضرت مولانا طیب دانا پوری رحمة اللّٰہ تعالٰی علیه کی کتاب ''صمصام المدينة على الديو بندية المهينة '' (مطبوعہ ماہنامہ نوری کرن، بریلی شریف۔ جولائی ۱۹۶۲ء) پر اپنی تقریظ میں یوں فرماتے ہیں:

''باسمه سبحانه الحمد لِلّٰه على ما اجاب به مولانا العلام و محترم المقام حيث الى بالحق والصواب ورد على الوهابيه الكاذبة المسحقة للحدو العقاب فهذ الجواب هو الصواب واللّٰه تعالٰى و سيدنا و مولانا ملجانا ماوانا رسولهٗ المحترم صلى اللّٰه تعالٰى عليه وعلٰى آله الكرام وبارك وسلم اعلم۔ الفقير القادرى محمد رجب على القادرى الرضوى العزيزى النا نپاروى غفرله خادم المدرسه مصباح العلوم الواقع فى نانپاره ضلع بہرائچ شریف۔''

ماہنامہ نوری کرن، بریلی شریف بابت اگست ستمبر ۱۹۶۰ء میں امام المناظرین فاتح مذاہبِ باطلہ حضرت شیر بیشہ اہلِ سنت مولانا حشمت علی لکھنوی رحمة اللّٰه تعالٰى عليه کے متعلق آپ کا تحریر کردہ ایک مقالہ بھی راقم کے پاس موجود ہے۔

4۔ دلائلِ ساطعہ قاطعۂ براہینِ قاطعہ

مؤلف ناصر الاسلام مولانا شفیع ناصر رام پوری کے حالاتِ زندگی ''تذکرہ کاملانِ رام پور'' مؤلفہ حافظ احمد علی خان میں تلاش کیے گئے لیکن نہ مل سکے، عجلت کی بنا پر مزید تحقیق نہ کر سکا۔ علامہ مشتاق احمد انبیٹھوی کی کتاب ''التسہید'' پر مولانا شفیع ناصر رام پوری کی تقریظ درج ہے۔ حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی کے مرزا قادیانی کے رد میں لکھے گئے فتوی پر بھی آپ کا تائیدی فتوی درج ہے جس میں آپ فرماتے ہیں:

''مرزا غلام احمد قادیانی جامع فنونِ شیطانی ملعون ومقہور بارگاہِ یزدانی فتنہ انداز، شعبدہ پرداز، عربدہ ساز، چالاک وسفّاک وبے باک، عیّار وبے کار از دین واسلام سید ابرار ہے، فقیر اس شخص سے تین مرتبہ ملا، دو مرتبہ شہر لدھیانہ میں اور اپنی قصیدہ مسمّٰی بہ ''موجِ کوثر در نعت سید البشر'' اس کو دیا اور سُنایا اور اس مقہور نے اُس کی بہت کچھ ثنا وصفت کی، اُس وقت میرے سامنے یہ تلاش میں ایک نابینا کی تھا جو اعمالِ سِفلی میں مشہور تھا اور الا ئچی اور پُرانے سکے کے روپے منگوایا کرتا تھا میرے سامنے جلال شاہ سہارن پوری کو جو سہارن پور میں محلّہ قاضی میں رہتا تھا تار دیا اور اُس کو لدھیانہ بُلایا، جلال شاہ اعمالِ سِفلی میں مشہور تھا چنانچہ اُسی مجلس میں میرے اخِ مکرم اُستاذنا المعظم جامع معقول ومنقول رئیس العلما مولانا حافظ مشتاق احمد صاحب چشتی صابری انبیٹھوی دامت مجدھم نے فرمایا کہ آپ کو ان اعمالِ خبیثہ سے کیا تعلق اور اس کے سیکھنے سے کیا علاقہ؟ کہا کہ ''آریوں اور نیچریوں کے واسطے سیکھتا ہوں وہ کہتے ہیں کہ اعمال میں تاثیر نہیں ہے۔ برادرانِ اسلام! جس شخص کی یہ حالت ہو اُس کو مقبولیت سے درگاہِ الٰہی میں کیا تعلق۔ پھر ایک مرتبہ تبدیلِ صورت ولباس کر کے قادیان گیا اور اُس کی وہ حالت دیکھی کہ معاذاللّٰہ غرض کہ یہ شخص ہر طرح سے مرتد ہے اور جو اس کا معتقد ہے وہ بھی مُرتد ہے اُس کو اسلام اور اہلِ اسلام سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ نیز ان سو برس کے اجماعی اہلِ اسلام کا اس نے خرق کیا ہے اس کے کفر میں موافق حدیثِ نبوی محبوبِ خدا صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ کلام نہیں ہے وہ حدیث یہ ہے فی المشکواہ من فارق الجماعة شبراً فقد خلع رقته الاسلام عن عنقه ترجمہ: ''جس شخص نے جماعتِ اہلِ اسلام میں تفرقہ ایک بالشت بھر بھی ڈالا اُس کی گردن سے پٹّا اسلام کا تحقیقاً نکل گیا'' اہلِ اسلام کو چاہیے کہ اس کی تحریر اور اس سے ملنے سے اور اس کے معتقدین کے ملنے سے پرہیز کریں اور خدا ورسول سے ڈریں۔' راقم ابوالفیضان محمد شفیع ناصر چشتی صابری قادری رام پوری حصل اللّٰہ مرادہ''

(فتاویٰ علمائے اہلِ سنت وجماعت مرزا غلام احمد قادیانی اور اُس کے پیروکار کافر صفحہ ۷، ۸ مطبوعہ وکٹوریہ پریس، بدایوں)

مولانا شفیع ناصر رام پوری کی یہ کتاب عالمِ اجل ادیبِ اہلِ سنت حضرت مولانا عبد السمیع رام پوری رحمۃ اللّٰہ علیہ کی منکرینِ میلاد و فاتحہ کے رد میں لکھی گئی بے مثل کتاب ''انوارِ ساطعہ'' کے جواب میں مولوی عبد الجبار عمر پوری غیر مقلد کی کتاب ''براہینِ قاطعہ'' کا مختصر مگر جامع رد ہے۔

5۔ ''عید میلاد النبی''

مؤلف پروفیسر مولانا نور بخش توکلی۔

یہ کتاب ماہ ربیع الاول ۱۳۳۳ہجری میں ''رفاہِ عام سٹیم پریس، لاہور'' سے شائع ہوئی تھی اُسی نسخے سے کمپوز کروا کر اس مجموعے میں شامل کی گئی ہے۔ جناب صلاح الدین سعیدی صاحب نے اس کتاب کو اپنے ایک مجموعۂ رسائلِ میلاد میں شامل کیا تھا لیکن اس میں بہت سی اغلاط موجود ہیں۔ صحتِ متن کے لحاظ سے یہ نسخہ تمام نسخوں سے بہتر ہوگا۔ ان شاء اللّٰہ تعالیٰ۔

مولانا پروفیسر نور بخش توکلی کے حالاتِ زندگی جناب حافظ محمد شاہد اقبال (ناظم تعلیم جامعہ رفیق الاسلام، کالا شاہ کاکو، لاہور) نے تحریر کیے ہیں ان کا خلاصہ یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

ولادت:

مولانا پروفیسر محمد نور بخش توکلی ۱۲/ ربیع الاوّل ۱۲۸۸ھ جون ۱۸۷۱ء بروز جمعۃ المبارک چک قاضیاں، ضلع لدھیانہ (مشرقی پنجاب) ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی میاں شادی شاہ صاحب ایک صوفی منش، زراعت پیشہ انسان تھے اور حضرت خواجہ عبد الخالق جہاں خیلاں نقشبندی علیہ الرحمۃ کے مرید خاص تھے۔

تعلیم و تربیت:

علامہ توکلی نے ابتدائی تعلیم اپنے مقامی سکول و مدرسہ میں حاصل کی۔ سکول میں اپنی خداداد صلاحیت و ذہانت، محنت اور شرافت کی وجہ سے مقبول تھے۔ مقامی سکول و کالج اور

مدارس سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں داخل ہوئے اور ایم اے عربی میں نمایاں اور امتیازی حیثیت سے کامیابی حاصل کی۔ تعلیم کے دوران آپ تنظیمی وتحریکی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیتے رہے۔

غالباً ۱۹۱۲ء کے آخر یا ۱۹۱۳ء کے شروع میں گورنمنٹ کالج لاہور میں عربی کے پروفیسر مقرر ہوئے اس دوران آپ دینی وعلمی مجالس میں سرگرمی سے حصہ لیتے تھے۔

دارالعلوم انجمن نعمانیہ لاہور کے ساتھ وابستگی:

شہر لاہور میں چند اہلِ درد، علم دوست اور دین سے محبت رکھنے والے بزرگوں نے ۱۳۰۵ھ، ۱۸۸۷ء میں برصغیر پاک وہند کی قدیمی دینی اسلامی درسگاہ ''دارالعلوم انجمن نعمانیہ لاہور'' کی تاریخی عالمگیری بادشاہی مسجد لاہور میں بنیاد رکھی، مسجد کے وسیع وعریض صحن اور برامدوں میں درس نظامی اور حفظ وقرات کی کلاسوں کا آغاز کیا۔ اس دارالعلوم کو ایسے جلیل القدر اور جید نابغہء روزگار علمائے کرام کی ایک جماعت میسر آگئی، جن کی شبانہ روز کاوشوں سے تشنگان علوم اسلامیہ اِدھر متوجہ ہوئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں دارالعلوم کی حسن کارکردگی کا چرچا سارے ہندوستان میں پھیل گیا۔

مولانا پرفیسر محمد نور بخش توکلی آپ گورنمنٹ کالج لاہور میں پروفیسر مقرر ہونے کے ساتھ ہی دارالعلوم انجمن نعمانیہ، لاہور کے ساتھ وابستہ ہوگئے۔

کتب خانہ:

آپ نے اپنے گاؤں چک قاضیاں میں اپنا بہت بڑا کتب خانہ بنایا ہوا تھا۔ پاکستان بننے کے بعد آپ کا کتب خانہ جلا دیا گیا۔ جناب سراج الدین چوہدری صاحب بیان کرتے ہیں کہ ہم ۱۷ ستمبر ۱۹۴۷ء کو ہجرت کر کے براستہ لاہور فیصل آباد پہنچے۔ چوہدری محمد سلیمان ایڈوکیٹ کو کہا کہ گاؤں کے سکھ نمبر دار کو تار بھیج کر پوچھو کہ تم نے تو کہا تھا کہ ہم تمہارے مال واسباب، گاؤں کے مکانات اور کتب خانہ کی حفاظت کریں گے تو یہ کتب خانہ کس نے جلایا ہے؟ اس سکھ سردار نے جواباً تار بھیجا اور نہایت دکھ اور افسوس کا

اظہار کرتے ہوئے کہا کہ واقعہ بالکل درست ہے، مگر کتب خانہ جلانے میں ہمارے گاؤں کے لوگ ملوث نہیں۔ بلوائیوں اور حملہ آوروں کا ایک ٹول باہر سے آیا، اور انہوں نے یہ افسوس ناک حرکت کی ہے۔آپ پہلے ہی خاموش طبع تھے۔اس واقعہ اور صدمے کے بعد آپ نے بالکل ہی خاموشی اختیار کرلی۔

تصنیف وتالیف:

دارالعلوم انجمن نعمانیہ لاہور کے ماہناموں میں آپ کے اکثر وبیشتر علمی وتحقیقی مضامین شائع ہوتے تھے۔آپ کی علمی اور تحریری کاوشوں کا سلسلہ کافی طویل ہے۔

انتقال:

قیام پاکستان کے بعد آپ لائلپور (فیصل آباد) منتقل ہو گئے۔اپنی عمر کے آخری ایام میں بھی آپ نے سلسلہ تصنیف جاری رکھا ہوا تھا۔سورۃ فاتحہ کی تفسیر کے بعد سورۃ البقرہ کی تفسیر کے چند رکوع ہی لکھے تھے کہ ۲۴/مارچ ۱۹۴۸ءکو آپ کا انتقال ہوگیا آپ کی وصیت کے مطابق فیصل آباد میں حضرت نورشاہ ولی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار شریف کے احاطہ میں آپ کو دفن کیا گیا۔آپ کے برادری نسبتی چوہدری محمد سلیمان صاحب ایڈوکیٹ نے آپ کا خوبصورت مزار وگنبد تعمیر کروایا۔"

6۔کتاب "مولدِ مصطفوی"

مؤلف فاتح عیسائیت حضرت مولانا آلِ حسن موہانی رضوی۔

"اردو پریس، علی گڑھ" سے شائع ہوئی تھی "اس کا راقم کے پاس موجود نسخہ دو مقامات سے ناقص تھا، کوششِ بسیار کے باوجود اس کا دوسرا نسخہ نہ مل سکا، اس لیے ناقص مقامات پر نقطے لگا کر جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہے۔

صدرالمحققین راس المتکلمین فاتحِ عیسائیت حضرت علامہ مولانا مولوی سید آلِ حسن رضوی موہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکابر علماء اہلِ سنت میں سے ہیں، آپ نے

اپنی تصانیف کے ذریعے عیسائیت اوراوراسلام کے نام پر پائے جانے والے باطل فرقوں کا بہترین رد کیا۔اہلِ سنت کی طرف سے آپ کے حالات وافکار کا کماحقہ تعارف پیش نہیں کیا جاسکا،جس کی وجہ سے عوام تو دور کی بات ہے علماء کی اکثریت آپ کے نام سے بھی ناواقف ہے۔حضرت کے حالاتِ زندگی آپ کے نبیرہ (پوتے) مولانا حیات الحسن موہانی نے کتاب ''تنقیح العبادات'' کے شروع میں لکھے ہیں بقدرِضرورت ان کا انتخاب پیش ہے،ملاحظہ فرمائیے:۔

''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم حامداًومصلیاًومسلماً،بعض لوگ ایسے ہیں جن میں یہ خاص ملکہ ہوتا ہے کہ جتنے وہ ہیں اُس سے کہیں بڑھ کر اپنے آپ کو دِکھاتے ہیں اور اپنی تھوڑی سی پونجی کو اس ڈھب اور پہلو سے پیش کرتے ہیں کہ رتی کا تولہ اور تولہ کا سیر ہو جاتا ہے لیکن بعض خدا کے بندے ایسے بھی ہیں کہ جن میں خداداد جوہر اور استعداد موجود ہے مگر کچھ تو تساہل کی وجہ سے اور زیادہ تر انکسار کے باعث نمایاں نہیں ہوتے غرض یہ کہ اُنہیں دوکان جمانی نہیں آتی اور خودفروشی سے عار آتا ہے اس لیے گاہک کی نظر نہیں پڑتی اور وہ گمنامی اور کسمپُرسی کی حالت میں رہ جاتے ہیں۔بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جو باوجود فیوز بہ منتہائے کمال اس کوشش میں رہتے ہیں کہ اُن کی ہستی اور اُن کا نام وغیرہ جو کچھ ہو وہ بھی بالکل مٹ جائے انہیں میں مولوی سیّد آلِ حسن صاحب قبلہ موہانی تھے کہ اپنی مقبول تصانیف میں نام تک شائع کرنا پسند نہ کیا جب ایسی کوشش ہو تو ایسے شخص کے حالاتِ زندگی کیونکر باقی رہ سکیں گے اور خصوصاً ایسی حالت میں کہ اُن کے دوست احباب اور اخلاف بھی اسی رنگ میں ڈوبے ہوئے ہوں،چنانچہ راقم الحروف اپنا ایک چشم دید واقعہ بیان کرتا ہے جس سے ناظرین اندازہ فرمائیں گے کہ یہ لوگ کس قدر مٹنے کے شائق تھے عرصہ ۱۲ ؍سال کا ہوتا ہے کہ ہمارے قصبہ موہان کے ایک عزیز سید شبیر حسین صاحب محسن تاریخ لکھ رہے تھے وہ راقم الحروف کے ذریعہ سے چاہتے تھے کہ مولانا مولوی آلِ حسن صاحب کا حلیہ معلوم ہوجائے تاکہ اُس کے انداز سے آپ کی تصویر بنا کر اُس کے

فوٹو تاریخِ مذکورہ میں درج کریں اس غرض سے راقم الحروف نے والد مرحوم مولوی سید احمد سعید صاحب سے حلیہ دریافت کیا۔ وجہ پوچھی وجہ معلوم ہونے پر اِس قدر اظہارِ خفگی فرمایا کہ والد مرحوم کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ اور فرمایا ''دنیا مٹنے کے لیے ہے اس کو مٹنے میں مدد دینی چاہیے''۔ ایسی حالت میں مولانا مولوی سیّد آلِ حسن صاحب قبلہ مرحوم کی سوانح زندگی کچھ بھی لکھنا مشکل کیا بالکل محال ہے۔ کچھ سرسری طرزِ زندگی حالات اور سلسلہ معاش بلا قیدِ تاریخ وسنہ جو راقم الحروف کو والد اور چچا صاحب مرحوم و پھوپھی صاحبہ سے معلوم ہوئے ہیں قلمبند کئے دیتا ہے، اُمید ہے کہ مرحوم کی تصانیف کے مطالعہ فرمانے والے حضرات کے لئے باعثِ دلچسپی ہوگا۔

نام وخاندان:

آلِ حسن نام خلف مولوی سید غلام سعید خاں، منصب دار سلطنتِ اودھ۔ قصبہ موہان ضلع اناو ملک اودھ کے رہنے والے تھے آپ کے والد بعہد نواب سعادت علی خان بہادر شاہِ اودھ تمامی عدالتوں کے افسرِ اعلیٰ تھے اور مقربینِ خاص شاہِ اودھ موصوف سے تھے جس کی وجہ سے آپ کا قیام خاص لکھنو میں رہتا تھا عالمِ جوانی اور اُسی عہدِ سلطنت میں مولوی سید غلام سعید خاں کا انتقال ہوگیا، خان صرف خطابی تھا۔ مولوی غلام سعید خاں کے والد کا اسمِ گرامی حضرت سید شاہ وجیہ الدین ہے اسی طرح نسب حضرت امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اس سلسلہ سے پہنچتا ہے، مولوی سید آلِ حسن بن مولوی سید غلام سعید خاں بن مولوی سید شاہ وجیہ الدین...... مولانا مرحوم کی صحیح تاریخِ ولادت معلوم نہیں قیاسی سنہ ولادت ۱۲۰۲ھ بمطابق ۱۸۰۷ء ہے۔ بوقت وفات مولوی غلام سعید خاں صاحب مولانا کی عمر صرف دس سال کی تھی اور آپ سے چھوٹے بھائی مولوی اوصاف حسن صاحب کی عمر ۴؍ چار سال کی تھی عبداللہ نامی ایک پروردہ کے سپرد گھر اور کُل مال و اسباب رہتا تھا، ایک عالی شان مکان موہان میں تعمیر ہو رہا تھا تعمیر بند ہوگئی مال واسباب عبداللہ و دیگر ملازمین لے کر معلوم نہیں کہاں چنپت ہوگئے......

علمی و مذہبی خدمات:

مولانا کو مناظرہ مذہبی میں خاص ملکہ حاصل تھا لیکن چونکہ آپ کو غصہ بہت جلد آجاتا تھا لہٰذا زبانی مناظرہ سے محترز رہتے تھے مشہور مناظرہ مسیحی و اسلام آگرہ میں جس میں مسلمان کامیاب اور مسیحی ناکام رہے، مسیحیوں کی طرف سے پادری فنڈر صاحب اور مسلمانوں کی طرف سے مولانا آلِ حسن صاحب مناظرہ کے روحِ رواں تھے، اگرچہ مسلمانوں کی طرف سے مناظرہ زبانی مولانا رحمت اللہ (کیرانوی) مرحوم فرماتے تھے مولانا کی زیادہ تر تصانیف فنِ مناظرہ ہی میں ہیں جن میں کتاب ''استفسار'' و ''استبشار'' خاص شہرت رکھتی ہیں یہ کتابیں ہندوستان میں مسیحیوں کے مقابلہ میں اب تک بے مثل ولاجواب ہیں۔

سرکار نظام کی ملازمت:

مذہبی خدمات سے باوجود ڈاک اور تار کے انتظام نہ ہونے کے اُسی زمانہ میں مولانا کا شہرہ تمام ہندوستان میں ایک کونے سے لے کر دوسرے کونے تک ہوگیا تھا سرکار نظام حیدرآباد میں نواب محمد یار خاں محی الدولہ اول کا۔ بعہد نواب افضل الدولہ بہادر مرحوم نظام خاس خاص اقتدار تھا، نظام الملک خاس مرحوم ے مزاج میں ی الدولہ مرحوم کا سب سے زیادہ رسوخ تھا انتہا یہ ہے کہ سر سالار جنگ اول مرحوم وزیر اعظم تک کو اُن کی مزاج داری کرنی پڑتی تھی محی الدولہ مرحوم ایک مذہبی آدمی تھے، علما و صلحا کے بڑے قدردان تھے مولانا کی شہرت سن کر کوشش کی کہ مولانا حیدرآباد آجائیں سفر خرچ کے لیے اپنے پاس سے ایک معقول رقم موہان اور بہت اشتیاق کے ساتھ حیدرآباد آنے کی ترغیب لکھی۔ شاید بُعدِ مسافت کی وجہ سے مولانا نے باوجود عُسرَت (مفلسی) سفر خرچ شکریہ کے ساتھ واپس کر دیا۔ نواب صاحب موصوف نے دوبارہ سفر خرچ بھیج کر بہت اصرار سے اشتیاق ظاہر کیا۔ اس زمانے میں مولانا کا دہلی میں وکالت کا شغل تھا اس نوبت پر دوستوں کی رائے سے

حیدر آباد کے لئے دہلی سے قصبہ کسمنڈی آئے اور کسمنڈی سے حیدر آباد گئے، حیدر آباد میں مولانا نواب محی الدولہ مرحوم کے مہمان رہے اور بہت جلد بمشاہرہ ماہوار ملازم ہو گئے اِس کو ایک سال کا عرصہ گذرا تھا کہ وطن میں مولانا کے گھر کے لوگوں اور ایک صاجبزادی اور صاجبزادہ مولوی انوار الحسن کا انتقال ہو گیا جن کو نواب صاحب نے سفر خرچ بھیج کر زمرۂ اطباء میں ملازمت کے لیے طلب کیا تھا مولانا پریشان ہو کر حیدر آباد چھوڑ کر وطن میں واپس آ گئے چند دنوں موہان میں رہنے کے بعد نواب صاحب موصوف نے تیسری مرتبہ سفر خرچ بھیج کر مولانا کو طلب کیا مولانا ناظم صدارت العالیہ حیدر آباد بمشاہرہ ۶۰۰ رسما مقرر ہوئے مولانا بہت جلد کسی بہت ہی جلیل القدر عہدہ پر مقرر ہونے والے تھے اور بہت بڑی جاگیر ملنے کو تھی کہ دفعتہً بعارضہ تپ ولرزہ نواب محی الدولہ بہادر کا انتقال ہو گیا مولانا خدمتِ متذکرہ صدر ہی پر آخر تک رہے ایک زمانہ کے بعد بوجہ پیرانہ سالی (بُڑھاپا) ترک ملازمت کر کے موہان ہی میں آ کر رہنے لگے اور وہیں بتاریخ ۱۷ ربیع الثانی ۱۲۸۷ھ تخمیناً بعمر ۸۵ رسال بعارضہ فالج انتقال فرمایا۔ اور قصبہ موہان ہی میں خاندانی قبرستان میں بمقام محلّہ پکرا مدفون ہوئے۔

حلیہ:

پیشانی کشادہ، گورا رنگ بہت کھلا ہوا، بہت بڑی بڑی نہایت خوبصورت آنکھیں، بھنویں گھنی ہوئی لیکن بیچ میں فاصلہ تھا، بنی بلند و دراز کسی قدر آگے کو جھکی ہوئی، داڑھی بڑی اور گھنی نیچی، قد متوسط، ہاتھ پیر چھوٹے چھوٹے گداز بہت ہی خوبصورت و نرم، آنکھوں کا خاص وصف تھا کہ عاشقِ رسول وآلِ رسول تھیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم یا اہلِ بیت کے نام لینے پر فوراً اشکبار ہوتیں، دل ہمیشہ اسی محبت میں سوزاں وگداز رہا۔ مولانا وفورِ محبت اہلِ بیت میں آخر آخر بالکل ہی اہلِ بیت کے لیے رہ گئے تھے کسی بزرگ کا اہلِ بیت سے نام لیتے یا سنتے ہی مولانا کی بڑی بڑی خوبصورت نرگس شہلا (نرگس ایک پھول ہے جس کو شعراء آنکھ سے تشبیہ دیتے ہیں اور نرگسِ شہلا نرگس کے پھول کی ایک قسم کو کہتے

ہیں جس کا درمیانی حصہ زرد کی بجائے سیاہ ہوتا ہے۔ مستفاد از ''فیروز اللغات''۔میثم قادِری) آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا جاری ہو جاتا تھا باوجود انتہائے زہد وتقوی عشرۂ محرم میں اختیار سے کسی قدر باہر ہو جاتے، تعزیہ رکھنے کو بدعت و گناہ سمجھتے تھے۔ مولانا کی تصانیف میں ایک کتاب کا ذکرولادت حضرت پیغمبر صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم میں ہے کتاب مذکوراس شعر سے شروع ہوتی ہے ؎

امروز شاہِ شاہاں مہماں شدہ است مارا

جبریل باملائك دربان شدہ است مارا

اکثر مجالسِ میلاد میں مولانا اپنی کتاب پڑھا کرتے تھے آخر آخر میں یہ حال ہو گیا تھا کہ اپنے گھر میں سال میں ایک مرتبہ ضرور مجلسِ میلادِ نبوی منعقد کرتے اور خود ہی منبر پر پڑھنے کو بیٹھتے بیتِ متذکرہ کے پہلے ہی مصرعہ پر ہچکیاں لگ جاتیں اور گھنٹوں رہتیں کہ مولانا پڑھنے سے مجبور ہو جاتے اور کسی دوسرے شخص کو پڑھنا پڑتا تھا، مولانا کو بیعت ارادت مولانا انوار الحق قدس اللّٰہ سرہ لکھنوی فرنگی محلی سے تھی جن کو آپ ''میاں'' کے لفظ سے یاد کیا کرتے تھے۔

تصنیفات:

مولانا کے قلم کی جس قدر تحریریں مجھے ملی ہیں اُن کی تقسیم کر کے حسبِ ذیل تصانیف میں نے جمع کی ہیں (۱) کتاب مرغوب در ماخذ جواباتِ نصاریٰ (۲) رسالہ اردو وحدت وجود (۳) تقریر در بحث لا تناہی (۴) مولد نامہ مصطفوی (۵) دامغہ علویہ (۶) انتخاب ترجمہ ارشاداتِ عیسویہ (۷) تنقیح العبادات (۸) مجمع النورین در بیان الوہیت ورسالت (۹) رسالہ نجاتِ اُخروی (۱۰) استفسار (۱۱) استبشار (۱۲) تذکرہ شہادت سید الشہدا (۱۳) تذکرۃ المولیٰ (۱۴) فواعد مثنوی مولانا روم (۱[illegible] [illegible]ریر در بحث لا تناہی [illegible]جمہ بعض آیاتِ قرآنی درباب اعتقادات (۱۷[illegible] [illegible]ے

اولاد:

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کی اولاد کا اختصار کے ساتھ لکھ دوں کہ خالی از دلچسپی نہ ہو گا۔ (۱) اولاد حسن مرحوم (۲) عارف حسن مرحوم (۳) انوار الحسن مرحوم (۴) لطف حسن مرحوم (۵) شریف الحسن مرحوم (۶) احمد سعید مرحوم (۷) دختر کلاں مرحومہ عقد بہ حافظ نیاز حسن مرحوم (۸) دختر دوم مرحومہ عقد بہ مولوی محبوب الحسن مرحوم لاولد (۹) دختر سوم عقد بہ حافظ محمد ابراہیم صاحب۔ فقط تحریر ۱۷ ذوالحجہ ۱۳۲۹ھ

سید محمد حیات الحسن موہانی۔ اورنگ آباد، دکن

ملخصاً (تنقیح العبادات صفحہ ۱ تا ۸ مطبوعہ اردو پریس، علی گڑھ)

7۔ ''میلادِ اشرف المخلوقات''

مؤلف حضرت علامہ مولانا حکیم غلام احمد شوق فریدی سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہٗ اعلیٰ حضرت مجددِ دین وملت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ متعدد کتب کے مؤلف ہیں جن میں سے کچھ کے نام یہ ہیں (۱) ''انوار الحسنات فی رد البدعات'' (۲) ''احسن التواریخ سنبھل'' (۳) ''الاسرار والنکات فی الاسماء'' (۴) ''الصلوٰۃ'' (۵) اور ''میلادِ اشرف المخلوقات'' شامل ہے۔ یہ کتاب پہلی بار ۱۹۱۰ء میں ''مطبع گلزارِ احمدی واقع مراد آباد، محلّہ نواب پورہ'' سے تین رسائل کے مجموعہ میں شائع ہوئی تھی، موضوع کی مناسبت سے اس مجموعہ میں صرف میلاد شریف کے متعلق رسالہ کو ہی شامل کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں آپ نے حضور سرورِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میلاد شریف مختصر لیکن خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے۔ آپ کی کتاب ''انوار الحسنات'' میں دیگر علماء کے ساتھ امام اہلِ سنت مجددِ دین وملت سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کی تقریظ بھی شامل ہے جس میں سیدی اعلیٰ حضرت نے آپ کا اسم گرامی یوں لکھا ہے:

"فاضلِ مکرم ذی اللطف و الکرم مکرمی مولوی غلام احمد صاحب سنبھلی سلّمہ اللہ العلی الولی"۔

راقم کے پاس ردِّ وہابیہ میں ایک قدیم کتاب موجود ہے جس کا نام "بعمدۃ المرام فی اخبار بلدالحرام الملقبۃ ببشری للمؤ منین فی اخراج الوھابین" ہے یہ کتاب پہلے "مطبع سلطانی، حسب الحکم خاقانی واقع قلعہ مبارک، دہلی" سے ۱۲۶۸ھ میں شائع ہوئی تھی، اس کا یہ نسخہ حضرت مولانا غلام احمد شوق فریدی رحمۃ اللّٰہ علیہ کو ایک اہلِ سنت عالم کی لائبریری سے ملا، جسے انہوں نے اپنے اہتمام سے "مطبع گلزارِ احمدی، مرادآباد" سے "مرقع وہابیہ" کے نام سے ۱۳۳۰ھ ہجری میں شائع کروایا، مولانا غلام احمد شوق فریدی نے اس کتاب کے صفحہ ۲ پر سیدی اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی کی ۳۰ اشعار میں منقبت درج کی ہے۔ منقبت سے پہلے آپ کا اسمِ گرامی اِن القابات کے ساتھ لکھا ہے:

"نظم در مدحت وشکریہ برکات وجود سراپا مقصود مجدد مایہ حاضرہ عالمِ اہلِ سنت سراجِ شریعت ماحی بدعت ظلِ ظلیل حضرت رحمٰن جناب مخدوم ومکرم قبلہ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی سلمہ اللہ بالمجد و الفیض و الاحسان"

اِن الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مولانا غلام احمد شوق فریدی سنبھلی رحمۃ اللّٰہ علیہ کو سیدی اعلیٰ حضرت سے بہت عقیدت اور محبت تھی۔ حضرت علامہ مولانا غلام احمد شوق فریدی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۳۶۲ھ ہجری بمطابق ۱۹۴۳ء میں ہوا۔

8۔ "میلاد نامہ" ملقّب بہ "شرح نٓ و القلم"

مولف حضرت مولانا میاں علی محمد چشتی نظامی سجادہ نشین، بسّی شریف۔

یہ کتاب پہلی بار حکیم غلام قادر امرتسری نے امرتسر سے شائع کی تھی، دوسری بار سید محمد مسلم نظامی دہلوی خواہر زادہ حضرت محبوبِ الٰہی نے "حمایت اسلام پریس، لاہور" سے شائع

کروائی، (اس مجموعے میں یہ رسالہ دوسری بار کے مطبوعہ نسخے سے کمپوز کروا کر شامل کیا گیا ہے) سائیں نذیر حسین فریدی (بانی و مہتمم جامعہ چشتیہ فریدیہ، سرپرستِ اعلیٰ الفرید سوسائٹی، خطیب جامع مسجد مبین، نور شاہ روڈ، گیمبر اوکاڑہ چھاؤنی) نے مؤلف رسالہ کے حالات تحریر کیے ہیں، ملاحظہ کریں:

''جبلِ استقامت، بحرِ کرامت، صاحبِ فضل وکمال، سراپا عشق ومستی، قلزم سرورِ سرمدی، بحر شناور حقیقت و معرفت، شہبازِ روحانیت ومحبت، مظہرِ ولایت، ماہتابِ طریقت، قدوۃ السالکین، عمدۃ العارفین قطب الوقت فرید العصر الحاج الشاہ خواجہ میاں علی محمد خان چشتی نظامی فخری (قدس سرہٗ) سجادہ نشین بسی شریف، ہوشیار پور، (بھارت) جلیل القدر عالمِ دین اور عظیم المرتبت روحانی پیشوا ہونے کے ساتھ ساتھ اَن گنت فضائلِ حمیدہ وفضائلِ پسندیدہ کے جامع تھے اس دورِ قحط الرجال میں برِ صغیر پاک وہند میں جو چند اہل اللہ پائے جاتے تھے ان میں سے ایک آپ تھے۔ سلسلہ چشتیہ بہشتیہ میں تو آپ کو جو بلند مقام ومرتبہ حاصل تھا وہ اہلِ نظر سے مخفی نہیں سلطان الاولیاء حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر ومرشد خواجۂ خواجگان حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہٗ کے محبوب ومنظورِ نظر تھے۔ ہجرت کے بعد حضور سیّدنا گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنی عافیت میں لے لیا تھا اور ایسی نگاہِ کرم کی کہ بعد از وصال بھی اپنے سے جدا کرنا گوارا نہ کیا۔ چنانچہ آخری آرام گاہ بھی اپنے دربار شریف کے احاطہ کے اندر ہی بنوائی (نوّر اللہ مرقدہ الشریف) حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وقت کے جیّد علماء کرام سے اکتسابِ علوم کیا تھا اور روحانی تربیت اپنے پیر ومرشد جنیدِ وقت قطب الاقطاب شیخ المشائخ حضرت خواجہ میاں محمد شاہ چشتی نظامی فخری رحمۃ اللہ علیہ (جو آپ کے نانا جان بھی تھے) سے کی اور خلافت وسجادہ نشینی سے مفتخر وممتاز ہوئے۔ حضور فرید العصر ممتاز جلیل القدر عالمِ دین تو تھے مگر ان کی مصروفیات اور مخلوقِ خدا کے بے پناہ رجوع نے تالیف وتصنیف کے لئے وقت بہت ہی کم کر دیا تھا، بے

حدوحساب اشغال ومصروفیات کے باوجود کبھی نہ کبھی تالیف وتصنیف کے لئے وقت نکال ہی لیتے تھے مگر مطالعۂ کتب تو ان کی زندگی کا لازمہ تھا، فصوص الحکم، مثنوی مولانا روم، کشف المحجوب، فوائد الفواد ایسی ادق کتب پڑھانے کے لئے ضرور وقت نکال لیتے تھے، آپ نے سب سے پہلے مولانا شیخ غلام قادر گرامی مرحوم کی منظوم مدح سلطان الھند عطائے رسول خواجہ خواجگان حضور خواجہ غریب نواز سیّد معین الدین چشتی اجمیری رضی اللّٰہ عنه کی شرح ''راہِ فردا'' کے نام سے فارسی میں تحریر فرمائی جو کہ اس سے پہلے تین بار چھپ چکی ہے پھر پیشِ نظر مقالہ ''میلادنامہ'' لکھ کر کسی محفلِ میلاد شریف میں پڑھا۔ آخر میں ''مکتوب درمسئلہ وحدت الوجود والشہود'' سپردِ قلم فرمایا''۔

9۔ ''سلسبیل فی مولد هادی السبیل''

مؤلف حضرت علامہ مولانا عبدالسمیع بیدلؔ رامپوری خلیفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی.

یہ کتاب بمطبع قاسمی، میرٹھ سے شائع ہوئی۔۔ اس مجموعہ میں اس کتاب کے اسی قدیم مطبوعہ نسخہ کا عکس شائع کیا جارہا ہے۔ یہ کتاب شیر بیشۂ اہلِ سنت مظہرِ اعلیٰ حضرت امام المناظرین، ابوالفتح حضرت علامہ مولانا حافظ قاری محمد حشمت علی خان قادری برکاتی مجددی لکھنوی رحمة اللّٰہ علیہ کی زیرِ تربیت نکلنے والے مجلّہ ''ترجمانِ اہلِ سنت، پیلی بھیت'' جلد دوم، حصۂ سوم میں بھی شائع ہوئی تھی۔

10۔ ''مثنوی جوهرِ لطیف فی میلاد الحنیف''

مؤلف حضرت علامہ مولانا عبدالسمیع بیدلؔ رامپوری خلیفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی۔

یہ کتاب ۱۳۲۷ہجری میں ''مطبع قاسمی، میرٹھ'' سے شائع ہوئی۔ اس مجموعہ میں شامل یہ کتاب بھی اسی قدیم مطبوعہ نسخہ کا عکس لے کر شائع کی جارہی ہے۔

حضرت علامہ مولانا عبدالسمیع بیدلؔ رامپوری رحمة اللّٰہ تعالیٰ علیہ نے میلاد

شریف کے عنوان پر پانچ کتب تحریر فرمائیں۔اس مجموعہ کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ اس میں(میلادشریف کے متعلق) آپ کی چار کتب شامل ہیں، پانچویں کتاب ''انوارِ ساطعہ'' مکتبہ ضیاء القرآن، گنج بخش روڈ، لاہور سے دستیاب ہے۔

ضروری گذارشات

ا۔ یہ رسائل قدیم اردو زبان میں ہیں ان کی عبارت کو قدیم نسخے کے مطابق ہی برقرار رکھا گیا ہے لیکن کوشش کی گئی ہے کہ ان الفاظ کو جدید رسم الخط میں لکھا جائے جیسے ''جاوے'' کو ''جائے''، ''آویں'' کو ''آئیں'' اور ''وے'' کو ''وہ''۔ ''رَاحَۃُ الْقُلُوْب فِیْ مَولد الْمَحْبُوب'' میں شامل درج ذیل الفاظ کی املا کو جدید املا کے مطابق تبدیل کیا گیا ہے:

''اون'' کو ''اُن''، ''اوس'' کو ''اُس''، ''اوترے'' کو ''اُترے''، ''اوتارا'' کو ''اُتارا''، ''اوتارتا'' کو ''اُتارتا''، ''اوترتا'' کو ''اُترتا''، ''اوبلتا'' کو ''اُبلتا''، ''اونہوں'' کو ''اُنہوں''، ''اوٹھ'' کو ''اُٹھ''، ''اوٹھے'' کو ''اُٹھے''، ''اوٹھا'' کو ''اُٹھا''، ''اوٹھائی'' کو ''اُٹھائی''، ''اونگلی'' کو ''اُنگلی'' (سے تبدیل کیا گیا ہے)۔

۲۔ مجموعہ میں شامل رسائل کے متن میں جو الفاظ یا سرخیاں ڈبل قوسین (( )) میں لکھی گئی ہیں وہ راقم کی طرف سے ہیں کیونکہ بعض رسائل میں کچھ الفاظ قوسین میں درج تھے اس لیے راقم نے جہاں اپنی طرف سے الفاظ یا سرخی قائم کرنے کی ضرورت سمجھی وہاں امتیاز کے لیے ڈبل قوسین (( )) لگادیے تاکہ فرق رہے۔

۳۔ وقت کی قلت کی وجہ سے مکمل تخریج نہیں کی جاسکی البتہ بعض مقامات پر تخریج کردی گئی ہے۔

۴۔ بعض رسائل میں راقم نے حواشی درج کیے تو ان کے آگے ''میثم قادری'' لکھ دیا ہے تاکہ مؤلف اور راقم کے حواشی میں فرق ہو سکے۔

۵۔ ''مولدِ مصطفوی'' کی حتی المقدور تصحیح کرنے کی کوشش کی گئی ہے، دو مقامات پر عبارت ناقص ہے وہاں نقطے لگا کر جگہ چھوڑ دی گئی ہے۔

۶۔ ''دلائلِ ساطعہ قاطعہ براہینِ قاطعہ'' کی فوٹو کاپی کافی سال قبل دستیاب ہوئی تھی لیکن افسوس کہ یہ فوٹو کاپی کچھ مقامات سے پڑھی نہیں جا سکتی تھی۔ راقم نے اس کتاب کو ناقص ہونے کے باوجود ''انوارِ ساطعہ'' کے بہترین دفاع کی وجہ سے اس مجموعہ میں شامل کرنا ضروری سمجھا۔ مختلف اہلِ علم دوست احباب کے ذریعے اس کتاب کے دوسرے نسخے کی تلاش کی گئی تا کہ اس کو مکمل کیا جا سکے لیکن افسوس اس کا دوسرا نسخہ ہمیں تا حال دستیاب نہ ہو سکا، اس لیے جن مقامات سے عبارت ناقص ہے وہاں نقطے لگا کر جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہے۔

۷۔ اس مجموعہ میں میلاد شریف کے متعلق ایک دیوبندی سائل کے چودہ سوالات کے جواب میں حضرت شیر بیشۂ اہلِ سنت مظہرِ اعلیٰ حضرت امام المناظرین ابو الفتح حضرت علامہ مولانا حافظ محمد حشمت علی خان قادری برکاتی مجددی لکھنوی کی تحریر فرمودہ معرکۃ الآراء کتاب ''إِرْشَادُ أَهْلِ الرَّشَادِ إِلٰى بَابِ مَجَالِسِ الْمِيْلَادِ'' (مع تخریج وحواشی مفیدہ) شامل تھی۔ اس کے علاوہ تقدیم میں مولانا نور بخش توکلی کے حوالے سے دیوبندیہ کے ایک اعتراض کے مدلل اور مسکت جواب پر مشتمل راقم کا مقالہ شامل تھا (یہ مقالہ ماہنامہ ''اعلیٰ حضرت''، بریلی شریف، جنوری ۲۰۱۶ء میں شائع ہو چکا ہے) تقدیم میں راقم کا ایک اور مقالہ شامل تھا جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت مولانا آلِ حسن موہانی رضوی کے عقائد ونظریات مسلکِ اہلِ سنت وجماعت (بریلوی) کے مطابق تھے۔ (یہ مقالہ (۱) ماہنامہ معارفِ رضا، کراچی نومبر ۲۰۱۵ء (۲) دو ماہی مجلّہ الرضا، پٹنہ شمارہ جنوری فروری ۲۰۱۵ء (۳) ماہنامہ ''اعلیٰ حضرت''، بریلی شریف ۲۰۱۶ء میں شائع ہو چکا ہے) لیکن کچھ ناگزیر وجوہات کی بنا پر حضرت شیر بیشہ اہل سنت کی کتاب اور راقم کے دو مقالے اس مجموعہ میں شائع نہ ہو سکے۔

۸۔ اس مجموعہ میں شامل تین رسائل (۱) ''دافع الاوہام''، (۲) ''راحۃ القلوب'' اور

(۳)''عید میلاد النبی'' کی کچھ عرصہ قبل جدید اشاعتیں ہوچکی ہیں لیکن ان میں موجود اغلاط کی کثرت کے سبب یہ نسخے کالعدم ہیں۔راقم نے ان تینوں رسائل کو اس لیے اس مجموعہ میں شامل کیا ہے تا کہ ان کو اصل متن کے مطابق شائع کیا جائے۔

ایک اپیل:

اس مجموعہ میں شامل دو رسائل ''دلائلِ ساطعہ قاطعہ براہینِ قاطعہ''اور''مولدِ مصطفوی'' کے قدیم اور مکمل نسخوں کی ضرورت ہے تا کہ اگلے ایڈیشن میں ان کو مکمل کر کے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاسکے،اگر کسی صاحب کے پاس یہ کتب موجود ہوں تو ان کو اسکین scan کر کے massam.rizvi@gmail.com پر email ای میل کردیں۔کتاب مہیا کرنے والے بھائی کا اگلے ایڈیشن میں نام ذکر کر کے شکریہ ادا کیا جائے گا۔ان شاء اللّٰہ عزَّ وجلَّ۔

اظہارِ تشکر

گرامی قدر مؤلف ومترجم کتبِ کثیرہ حضرت مولانا افروز قادری چریا کوٹی مدظلہ العالی کا مشکور وممنون ہوں جنہوں نے اپنی مصروفیات کے باوجود اس مجموعہ ''رسائلِ میلاد'' میں شامل ۹ رسائل کی عربی فارسی عبارات کی تصحیح فرمائی، اللہ تعالیٰ ان کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔ خلیفہ حضرت تاج الشریعہ مفتیٔ اعظم اُتر اکھنڈ حضرت مولانا مفتی ذوالفقار خان نعیمی مدظلہ العالی نے اس مجموعہ میں شامل کتاب ''رَاحَةُ الْقُلُوْب فِيْ مَولد الْمَحْبُوب'' کی عربی فارسی عبارات کی تصحیح فرمائی۔ فاضلِ نوجوان مولانا مزمل رضا قادری مدظلہ العالی کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے ''رسائلِ میلاد'' کی تصحیح میں مدد کی۔ حضرت مولانا آلِ حسن موہانی رضوی کی تالیف ''مولدِ مصطفوی'' کی عربی فارسی عبارات کی تصحیح محترم مولانا حافظ شاہد اقبال جلالی سابق مدرس انجمنِ نعمانیہ، لاہور اور بالخصوص مولانا محمد وارث مدظلہ العالی (مترجم ''امتناع النظیر'' از حضرت علامہ فضلِ حق خیر آبادی رحمة اللّٰه تعالیٰ علیه) نے کی۔

مذکورہ بالا تمام محترم ومکرم احبابِ گرامی وقار کی مدد سے یہ مجموعہ آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ ان کو اس دینی تعاون اور کارِ خیر کی بہترین جزا عطا فرمائے ۔آمین۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو راقم کے لیے آخرت میں ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

میثم عباس قادِری رضوی، لاہور، پاکستان

massam.rizvi@gmail.com

۱۲محرم ۱۴۳۷/۱۴/۱۱ کتوبر ۲۰۱۶

دافع الاوہام فی محفل خیر الانام

نسخہ شفاے اسقام مجموعہ نافع اہل اسلام گلدستہ ریاحین

ذکر شفیع یوم القیام حدیقہ گلہای بیان میلاد و برکت انضمام

جسکو

فاضل اکمل عالم عامل مولانا مولوی محمد عبد السمیع صاحب بیدل نے

واسطے ثابت کرنے احکام متعلقہ میلاد خیر العباد مثل اجتماع

سامعین و زینت محفل و تقسیم شیرینی و اطعام طعام و قیام تعظیمی

و تطئیب عطر و گلاب و لوبان و پھول و بیان ولادت

و رضاعت و معجزات و بساط فرش چوکی یا منبر و روشنی وغیرہ

آرایش مجلس کے تصنیف فرمایا اور منکرین کے زنگ شکوک کو قرآن

و حدیث کے صیقل سے صاف کر کے ہر بات کو مثال آئینہ کی چمکایا

مطبع منشی علی حسین لکھنؤ میں مطبوع ہوا

اَحوالِ مصنف

از: پیکرِ اخلاص حضرت علامہ محمد افروز قادری چریاکوٹی مد ظلہ العالی

محقق دوراں مفتی زماں حضرت علامہ مولانا حافظ محمد عبد السمیع بیدلؔ سہارن پوری ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ خلیفہ: حضرت مولانا حاجی محمد اِمداد اللہ مہاجر مکی - ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء - کا نام اَب کسی تعارف کامحتاج نہیں رہا۔ اُن کی مقبول ترین کتاب 'انوارِ ساطعہ' نے ان کی شہرت وپذیرائی کا جو باب قائم کر دیا ہے اس کے سدباب کی خدا معلوم کیا کچھ کاوشیں ہوئیں؛ مگر سب بے کار و بے اِعتبار و ناپائیدار۔ اور پھر نورِ آفتاب مٹھیوں میں کب قید ہوسکا ہے!، یا بوے گل کو ہوا کے پروں پر تیرنے سے کب کوئی روک پایا ہے!!۔

مولفِ موصوف نے اپنا تخلص بیدلؔ رکھا تھا؛ شاید اس لیے کہ اُن کا دل، بسمل مدحتِ پیغمبر تھا، اور آقاے کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سنت وشریعت کے فروغ اور مسلک ومذہب کی ترویج واشاعت کے لیے وقف۔ اُن کی ہشت پہلو شخصیت اپنی تصنیفات کی روشنی میں اب نکھر سنور کر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو رہی ہے۔ اپنوں کے دل ٹھنڈے ہو رہے ہیں، اور غیروں کے سینوں پر سانپ لوٹ رہے ہیں۔

دشمن اپنی شاطرانہ چالوں کے باعث سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ جس مصنف کو ہم نے اس کی کتابوں کے کفن میں لپیٹ کر دفن کر دیا تھا، وہ پھر کبھی اُبھر سکے گا، اور اس کی کاوشیں پھر کبھی منظر عام پر آسکیں گی؛ لیکن خداوندِ عالم اپنے دین کی حفاظت اور اپنے محبوب کی سنت کی صیانت کے لیے ہمیشہ ایسے اسباب بہم پہنچاتا رہا ہے، اور اس راہ کے جملہ اندھیروں کو ہمیشہ کافور فرماتا رہا ہے۔

بلاشبہہ وہ جماعتِ اہل سنت کے بے باک ترجمان اور ناموسِ رسالت کے عظیم محافظ تھے۔ سنّت وسنّیت کے دفاع وبچاؤ کے لیے جس دور میں بریلی وبدایوں کی سرزمین سے

علمی وفکری کمک فراہم کی جارہی تھی، ٹھیک اسی دور میں سہارن پور سے بھی ایک مردِ مجاہد بڑی خاموشی سے اپنا قلمی وتحقیقی تعاون پیش کررہا تھا، اور ملت کے زخمی بدن پر مرہم رکھ رہا تھا۔ اس کی باتیں قصرِ باطل میں لرزہ بپا کردینے والی، تاثیر کا تیر بن کر دلوں میں اُتر جانے والی، اور عاشقانِ رسول کے شگوفۂ دل کو چٹکا دینے والی تھیں۔

سوانحی خاکہ : موصوف اپنے وطن رام پور منیہاران، ضلع سہارن پور میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نسبی رشتہ شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری کے واسطے سے مشہور صحابیِ رسول حضرت ابوایوب انصاری رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے ملتا ہے۔ (تذکرۂ علماے اہل سنت، مولانا محمود احمد قادری، ص:۱۶۷، مطبوعہ سنی دارالاشاعت، فیصل آباد، پاکستان، ۱۹۹۲ء)

ابتدائی تعلیم وتربیت کا شرف پایۂ حرمین حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی (م ۱۳۰۸ھ) سے حاصل کیا۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے ۱۲۷۰ھ سے قبل قصبہ کیرانہ میں ایک دینی مدرسہ قائم کیا تھا جس سے سیکڑوں تشنگانِ علوم نے پیاس بجھائی۔ اسی مدرسے میں مولانا رام پوری نے مولانا کیرانوی سے تعلیم حاصل کی۔ پھر ہجرتِ مکہ فرما جانے کے بعد آپ نے وہاں معروف دینی اِدارہ 'مدرسہ صولتیہ' قائم فرمایا۔

پھر ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۴ء میں موصوف نے میدانِ تعلیم کے مزید زینے طے کرنے کے لیے مرکزِ علم وادب دہلی کا رخ کیا، اور علماے دہلی خصوصاً صدرالصدور حضرت مولانا مفتی صدرالدین آزردہ دہلوی سے عربی علوم وفنون کی کتابیں پڑھیں۔

انہیں ایام میں شعر گوئی کے شوق نے چٹکی لی تو اُردو کے مشہور شاعر مرزا اسداللہ خاں غالبؔ دہلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی شاگردی اختیار کی۔

'بیدلؔ' تخلص تھا۔ ابتدا میں طبیعت غزل کی طرف زیادہ مائل رہی۔ بعد میں اس رسمی شاعری کو چھوڑ کر اپنی تمام تر توجہ مذہبی علوم ومسائل پر مرکوز ومحدود کردی۔ (مفتی صدرالدین آزردہؔ، از عبدالرحمٰن پرواز اصلاحی، ص۱۲۹، مکتبہ جامعہ نئی دہلی طبع اول، جولائی ۱۹۷۷ء)

''حمدِ باری''، ''نورِ ایمان'' اور ''سلسبیل'' جیسے منظوم رسالے آپ کی شاعرانہ مہارت

کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ان کے علاوہ ایک نعتیہ دیوان بھی ہے۔((الف) مصدر سابق (ب) تذکرہ علمائے اہل سنت از مولانا محمود احمد قادری، ص ۱۶۸، (ج) ''ایک مجاہد معمار'' بحوالہ بائبل سے قرآن تک ''ص ۱۶۷)

مولانا رام پوری سلسلۂ چشتیہ صابریہ میں اپنے وقت کے مشہور مرشدِ طریقت شیخ المشائخ حضرت مولانا الحاج امداداللہ فاروقی چشتی تھانوی مہاجر مکی علیہ الرحمہ (م ۱۳۱۷ھ) سے بیعت تھے۔آپ کو حضرت حاجی صاحب موصوف سے اجازت وخلافت بھی حاصل تھی، آپ نہایت محتاط، تقویٰ شعار، پرہیز گار اور کامل الاحوال بزرگ تھے۔

مشہور مخیرّ رئیس حافظ عبدالکریم، رئیس لال کرتی میرٹھ نے اپنے لڑکوں کی تعلیم و تربیت کے لیے آپ کو بارہ روپے اور روٹی پر مدرس رکھ لیا۔مدرس ہونے کے بعد دونوں وقت انواع واقسام کے کھانے پہنچنے لگے؛ مگر آپ کا معمول یہ رہا کہ ان میں سے کچھ بھی تناول نہ فرماتے، صرف روٹی کھا کر پانی پی لیتے۔حافظ عبدالکریم صاحب کو خبر ہوئی۔بلا کر تحقیقِ حال کرنی چاہی اور پوچھا کہ کیا کھانا پسند نہیں آتا کہ آپ ایسا کرتے ہیں؟ آپ نے بڑی سادگی سے دوٹوک جواب دیا: کھانے میں کوئی کمی نہیں، بات دراصل یہ ہے کہ معاملہ طے کرنے کے وقت صرف ''روٹی'' طے ہوئی تھی؛ اس لیے باقی چیزوں کے کھانے کا مجھے حق نہ تھا۔(تذکرہ علمائے اہلِ سنت، ص ۱۶۷)

آپ حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی کے ان خلفا میں تھے جنھیں حاجی صاحب نے از خود خلافت دی تھی۔آپ نے پوری طرح مذہب اہلِ سنت کے عقائد وافکار اور مشربِ صوفیہ کے وظائف ومعمولات میں اپنے شیخ ومرشد کی پیروی کی۔اور مشائخ کے روحانی فیوض وبرکات سے بہرہ ور ہوئے۔

''امدادُ المشتاق'' میں خود حاجی امداداللہ مہاجر مکی نے اپنے خلفا کے بارے میں فرمایا:

''میرے خلفا دو قسم کے ہیں: ایک وہ جنھیں میں نے از خود خلافت دی ہے۔ دوسرے وہ جن کو تبلیغِ دین کے لیے ان کی درخواست پر اجازت دی ہے۔''

جن خلفا کو از خود خلافت دی ہے انھوں نے پوری طرح حاجی صاحب کی اتباع کی۔ مثلاً مولانا لطف اللہ علی گڑھی (متوفی ۱۳۳۴ھ)، مولانا احمد حسن کان پوری (متوفی ۱۳۲۲ھ)، مولانا محمد حسین الٰہ آبادی (متوفی ۱۳۲۲ھ) اور مولانا محمد عبد السمیع رام پوری (متوفی ۱۳۱۸ھ)۔

اور جن خلفا نے حاجی صاحب سے اختلاف کیا ان میں مولوی محمد قاسم نانوتوی (م ۱۲۹۷ھ)، مولوی رشید احمد گنگوہی (م ۱۳۲۲ھ) اور مولوی اشرف علی تھانوی (م ۱۳۶۲ھ) کے نام سرِ فہرست ہیں۔ (مفتی صدر الدین آزردہ، از عبد الرحمان پرواز، ص ۱۲۹)

اردو کے مشہور ادیب اور قلم کار مالک رام نے ''تلامذۂ غالب'' میں لکھا کہ مولانا رام پوری کی فارسی اور عربی کی استعداد بہت اچھی تھی۔ (صابری سلسلہ، از وحید احمد مسعود، بدایوں، ۱۹۷۱ء۔)

خود آپ کی کتاب ''انوارِ ساطعہ'' کا انصاف و دیانت کے ساتھ مطالعہ کرنے والا اس نتیجے پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ مذہبی علوم وفنون اور علومِ عقلیہ میں آپ کا پایہ بہت بلند اور آپ کا مطالعہ بہت وسیع تھا، جیسا کہ ان کے بزرگوں اور معاصر علماے کرام نے انوارِ ساطعہ پر اپنی تقریظات میں کھلے دل سے ان کے علمی تبحر و کمال کا اعتراف کیا ہے۔ انوارِ ساطعہ میں مولانا نے اس عالمانہ اسلوب میں بحث کی ہے کہ طبیعت پھڑک اٹھتی ہے، اور دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ان کے لیے دعا نکلتی ہے۔

مولانا رام پوری علیہ الرحمہ نے اسّی، نوّے کے درمیان عمر پائی اور میرٹھ میں ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۹۰۰ء میں انتقال ہوا اور وہیں قبرستان حضرت شاہ ولایت قدس سرہ میں مدفون ہوئے۔ مولانا حکیم محمد میاں آپ کے فرزند تھے ۱۹۴۰ء میں ان کی رحلت ہوگئی۔ حکیم صاحب کی اولاد میں صرف دو لڑکیاں تھیں، اولادِ نرینہ کوئی نہ تھی۔

مولانا عبد السمیع رام پوری علیہ الرحمہ نے درجِ ذیل کتابیں یادگار چھوڑی ہیں:

۱: انوارِ ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ (۷)

۲: نور ایمان (منظوم) (۸)

۳: سلسبیل (منظوم) (۹)

۴: راحت القلوب فی مولد المحبوب

۵: بہارِ جنت

۶: مظہر حق

۷: حمد باری (۱۰)

۸: دافع الاوہام فی محفل خیر الانام (۱۱)

۹: قول النبی فی تحقیق السلام علیك ایها النبی۔ (تذکرہ علمائے اہلِ سنت، ص ۱۶۸)

۱۰: جوہر لطیف فی میلاد الحنیف (۱۲)

۱۱: فیضان قدسی (۱۳)

---

(۷) پاکستان میں یہ کتاب ''مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ، لاہور''۔ مکتبہ ''ضیاء القرآن داتا دربار روڈ، لاہور'' سے اور جدید تسہیل و تخریج کے ساتھ ''فیض گنج بخش دربار مارکیٹ، لاہور'' سے شائع ہو چکی ہے

(۸) یہ کتاب مکتبہ ''دارالاسلام، C-8 پہلی منزل محی الدین بلڈنگ، داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ، لاہور'' سے عکسی شائع ہو چکی ہے (میثم قادری)

(۹) یہ کتاب اس مجموعہ رسائل میلاد میں عکس شامل کی گئی ہے (میثم قادری)

(۱۰) یہ کتاب راقم کے پاس موجود ہے (میثم قادری)

(۱۱) یہ کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے (میثم قادری)

(۱۲) یہ کتاب بھی اس مجموعہ رسائلِ میلاد میں (عکسی) شامل ہے۔ (میثم قادری)

(۱۳) یہ کتاب راقم کے پاس ''مطبع نامی، میرٹھ'' کی مطبوعہ موجود ہے اپنے موضوع پر بہترین کتاب ہے لیکن راقم کے پاس موجود نسخہ میں صفحہ ۶۰ کے بعد والے صفحات نہیں ہیں ناقص الآخر ہے، اگر کسی صاحب کے پاس یہ نسخہ موجود ہو تو وہ اس email پر مطلع فرمائیں (massam.rizvi@gmail.com) ممنون ہوں گا (میثم قادری)

کلماتِ تبریک

از: اعلیٰ حضرت امامِ اہل سنت مجدد دین وملت

مولانا الشاہ احمد رضا خان قادری علیہ الرحمۃ

ایمان کے چاند کی چمک سے روشنیاں اُٹھیں، اور سینائے سنیۂ یقین کے پہاڑ سے چمکتے ہوئے چاند روشن ہوئے، پھر دورہ کیا انھوں نے اور سیر کی اور خود روشن ہوئیں اور دوسروں کو بھی روشن کیا، جنگل کی طرف جھکیں، اور دریا پر جلوہ کیا، پھر بہت پانی کا جوش ابھارا، اور ابر تیار کیا اور خوش خبری دی قطعاتِ زمین میں، باغوں اور میدانوں کو لالہ زار کردیا، پے در پے ہوائیں چلائیں اور زور سے جھونکے دیے، پھر اس نے بوجھ اُٹھوایا اور اس کو نرمی سے چلایا، پھر کاموں کی تقسیم کی، تو بوندیں ٹپکائیں پھر مینہ برسائے، بلاشبہہ حمد وستائش کی سزاوار وہی ذات ہے جو دنیا جہاں کی پالن ہار ہے اور درود وسلام کے تحفے آقائے کریم -صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم- پر نچھاور ہیں۔اے پروردگار! (اپنے احمد حبیب مختار) پر وہ درود وسلام نازل فرما جن سے پاکیزہ مقامات میں عظمت محمدی کی سربلندی کے واسطے اُنس کی محفلیں منعقد ہوتی رہیں اور عشق ومحبت اور قلبی جھکاؤ کے ساتھ بصد تکریم نوریوں کی انجمن اور آسمان کی محفلوں میں قیام ہوتا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شعر کے کہنے والے کی تربت آب ہائے زلال افضال سے سیراب کردے۔

اگر کوئی ماہر خطاط ورق سیمیں پر آب زریں سے نعت مصطفیٰ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم رقم کرے تو بھی کم ہے اور حق نعت ادا ہونے سے رہا۔اور اہل شرف ومجد مدحِ حبیب کی تعظیم میں صف بستہ اور گھٹنے کے بل کھڑے ہوئے تب بھی سماعِ نعت کا حق کما حقہ ادا نہ ہوا۔اور میں نے اس پر تضمین کہی ہے:

نوٹ: یہ تحریر عربی زبان میں ہے۔ ہم صرف اس کا خلاصہ اُردو میں پیش کر رہے ہیں۔عربی متن کے لیے علامہ عبدالسمیع رام پوری کی معرکہ آرا کتاب ''انوار ساطعہ'' ملاحظہ فرمائیں۔ افروز قادری

حورِ عین کی آنکھوں کی سیاہی اگر آب زریں بن جائے اور ان کے سینے خوبصورت تختیاں بن جائیں اور جبرئیل امین اس پر حرفِ نعت اجالیں (تب بھی نعت گوئی کا حق نہیں ادا ہو سکتا) اور شاعر وافر تمیز کہہ اٹھے گا: قلیل لمدح المصطفیٰ ....

ذرا دیکھو! سرکار کی مدحت ونعت تعظیم تمام کے ساتھ وجد میں آکر اور والہ وشیفتہ ہوکر لوگ کس طرح کررہے ہیں تو تمہارے لیے اس سے غفلت زیبا نہیں ہے۔ سچ یہ ہے کہ مدح یوں ہی ٹوٹ کر کرنی چاہیے، خواہ جلنے والے غیظ میں جلتے مرتے رہیں کہ وأن ينهض الأشراف ....

حمد وصلاۃ کے بعد، اے بلند بخت سن! اللہ تعالیٰ آسمان کے پیدا ہونے سے پہلے یہ حکم دے چکا کہ تمام عبادت کرنے والوں پر واجب ہے کہ خدائے پاک کے ذکر کے بعد سرورِ عالم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وعلی آله وسلم کی مدح ونعت کیا کریں۔ رسول کریم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وعلی آله وسلم کی ذات گرامی بڑی بخشش وجود، نعمت فراواں، رحمت بیکراں اور واضح خوبیوں کی حامل ہے۔ انبیا ورسل کے سردار، نیک راہ بتانے والے، سب کے امام وپیشوا، قلت کو کثرت سے بدلنے والے، قید کا بند اٹھا دینے والے، گمراہی دور کرنے والے احمد محمود امجد مولود اسعد مسعود بخشش کے سرچشمہ، وجود کے منبع، خدا کی نعمت، دعائے خلیل، بشارت عیسیٰ، نوید ذبیح، تمنائے کلیم، اپنے رب کے تئیں بڑی عظمت وکرامت والے سیدنا ومولانا محمد مصطفیٰ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وعلی آله وسلم ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا ۔ کیا تم نے انھیں نہ دیکھا جنھوں نے اللہ کی نعمت ناشکری سے بدل دی۔

صحیح بخاری میں ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ نعمۃ اللہ محمد صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وعلی آله وسلم ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ أَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۔ اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ تو رحمت عالم صلی اللّٰہ علیه وسلم کے وجود مبارک کی شکل میں اللہ

تعالیٰ نے مومنین پر جو احسان عظیم فرمایا ہے اس کا چرچا ہم پر ضروری ہے۔

اور اللہ نے فرمایا:

وَ ذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللّٰهِ۔ اور انھیں اللہ کے دنوں کی یاد دلاتے رہو۔

تو سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے یوم ولادت سے بڑھ کر اور کون سا دن بڑا ہوگا۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا۔

تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں۔

اہل ایمان کا ہمیشہ سے یہ عقیدہ رہا ہے کہ نبی کریم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم رحمت ربانی اور فضل الٰہی کا سرچشمہ ہیں اور قرآن وحدیث اس پر گواہ ہیں جیسا کہ ماوردی نے رب تعالیٰ کے اس قول: وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ وَ رَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ فضل اللہ، محمد صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم ہیں۔تو گویا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اعظم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ولادت پر اظہار مسرت امت پر واجب فرمادیا تو ہمیں چاہیے کہ ہم سرکار کے مولودِ مبارک کو عید بنالیں، اور امت کے بڑے بڑے ائمہ کا یہی موقف رہا ہے۔ اللہ انھیں رحمت ورضوان سے نوازے۔ پھر کچھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے جو قرآن پڑھتے ہیں مگر ان کے گلے سے اوپر نہیں چڑھتا، حدیث پڑھتے ہیں مگر اس سے نفع اندوز نہیں ہو پاتے، ان لوگوں نے ایسے قاعدے گڑھ لیے ہیں جن سے ان کے سب خادم ومخدوم گمراہ ہو گئے اور ایسے دستور وضع کر لیے جس سے ان کے دین میں بگاڑ پیدا ہو گیا حالاں کہ وہ بظاہر پیروانِ دین سے گنے جاتے ہیں۔ ان کی اصل نکاسی نجد سے ہوئی جیسا کہ غیب داں نبی۔ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم۔ نے پیش آگاہی فرمادی تھی کہ یہاں سے زلزلے اور فتنے رونما ہوں گے تو وہ لوگ نجد سے موج در موج نکلے، ظلم

وتعدی کا بازار گرم کیا، لوٹ مار عام کردی، اور حرمین شریفین پر چڑھائی کردی، خونِ ناحق کی ندیاں بہائیں، مالوں پر قبضے جمائے، اور مسلمانوں کو ہلاکت کے گھاٹ اتارا، قابل عظمت چیزوں کے تارو پود بکھیر کر رکھ دیے، اپنے زعم میں وہ مسلمانوں کو نابود کر چکے مگر ہلاکت ان کے قریب بھی نہ آئی، دراصل یہ لوگ خود ہی لقمہ ہلاکت بن گئے، اور قیامت کو اپنا کیا پائیں گے۔ ان کا اصل مقصد یہ تھا کہ وہ اس ذکر کو گل کر دیں جسے اللہ بلند فرمانا چاہتا ہے، فرمایا حق تعالیٰ نے: وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ۔ اور ناقدری کریں ان کی جن کی قدر و منزلت اللہ نے بڑھائی ہے: وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ۔ اور بجھا دیں ان کا نور جن کو فرمایا: وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهٖ وَلَوۡ كَرِهَ الۡكَافِرُونَ۔ اور زندہ مردہ مسلمانوں کو ایذا پہنچائیں تو ان لوگوں نے یہ لڑائی در اصل اللہ عزّوجلّ سے باندھی، انبیا کی بے ادبی، اولیا کی ناقدری، اسلام کی تراش خراش اور دامن الحاد میں بودوباش! گویا دین ہی اور ہوگیا، پھر مجلس میلاد کا انکار، اور ایصال ثواب سے بیزاری چہ معنی دارد؟ اللہ ان کی تہمتوں کا انھیں خمیازہ چکھائے۔ عنقریب یہ عقل کے دشمن جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ گرتے ہیں۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاکت کی وادی میں اتار دیا اور نجد میں کہرام مچ گیا، تب بقیہ ماندہ دور دراز شہروں میں پھیل گئے، ان کی کھوپڑی میں یہ بات نہ آئی کہ ہر وقت میں اللہ تعالیٰ کے کچھ نیک بندے اور برگزیدہ بندے رہے ہیں جو ایمان ویقین کی کشت کو شاداب رکھتے اور دین متین کی حفاظت میں سرگرداں رہتے ہیں تو اللہ کا شکر واحسان کہ ان کے واسطے بھی اللہ نے جھٹ ایسی فوجیں تیار کر دیں جنھوں نے اللہ کی طرف سے تائید یافتہ شمشیر براں کے ذریعہ مفاسد ومکائد کے پرخچے اڑا دیے اور ان کی فتنہ سامانیوں کو آتش سوزاں کی نذر کر دیا، تب ان کے بچے بچائے اس بات پر آئے کہ جنگ وجدل اور بہتان وافترا میں حد سے گزر گئے، کتابیں گڑھ ڈالیں، نئے نئے ملا پیدا کیے اور شرم وحیا کا قلادہ اُتار پھینکا، ایک ظاہر بیں ان کا ظاہری پوشاک اور پر مطلب اخلاق و کردار دیکھ کر حیرت میں پڑ جاتا ہے۔ سچ یہ ہے کہ وہ دلیلوں سے بالکل بے چارے اور

ہارے ہوئے مگر بیوقوفوں کے بہکانے اور پھسلانے پر تیار اور بڑے مغالطہ باز اور مکار وعیار ہیں۔ کسی دانائے راز نے درست فرمایا ہے:

مجھے نہیں معلوم کہ یہ نجدی مرد ہیں یا عورتیں۔ جن کے ہاتھ حنا آشنا ہیں اور جن ہاتھوں میں نیزے حمائل ہیں کیا وہ برابر ہو سکتے ہیں؟

اگر تم ان میں کسی کو بہ نظر ظاہر رشید خیال کرو تو ادنیٰ تامل کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ رشد نے انھیں چھوا تک نہیں۔

غرض کہ ان میں کوئی رشد سچا نہیں سب کے سب دغاباز، غارت گر اور مکار ہیں۔

پھر اگر ان لوگوں نے جور و جفا اور ظلم و ستم کیا تو یہی ان کے لائق تھا۔ اللہ انھیں ہدایت سے نوازے۔

الحاصل! دو فوجیں جنھوں نے منکرین کو ٹھکانے لگا دیا، ان میں سے اس زمانہ میں ایک ہمارے دینی بھائی صاحب عظمت وکرامت اور بہت ساری خوبیوں کے مالک مولانا مولوی محمد عبدالسمیع صاحب ہیں۔ اللہ انھیں تمام آفات وخرافات سے بچائے۔ مجھے ان کے کچھ پاکیزہ کلام مثلا: ''دافع الاوہام''، ''راحت القلوب'' اور ''انوار ساطعہ'' دیکھنے کا اتفاق ہوا جنھیں میں نے اسم بامسمّٰی پایا۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو بہترین جزاعطا فرمائے۔ اور ظاہر وباطن ہر حال میں اللہ کا شکر کرتا ہوں۔ اے اللہ! اپنے حبیب اعظم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم اور ان کی اولاد واصحاب پر لگاتار درودوں کے پھول اور سلاموں کے گجرے نچھاور فرما جب تک ستارۂ سہیل وادیِ یمن میں چملتا دمکتا رہے۔

قاله بفمه و رقمه بقلمه عبده الفقير الذليل الحقير

عبد المصطفیٰ أحمد رضا

المحمّدي السني ، الحنفي ، القادري ، البر كاتي ، البريلوي

– غفر الله له و حقق أمله ، و أصلح عمله ، و لم شته و في الصلحاء بعثه– آمين

☆☆☆☆☆

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کر کے مالک کا شکر پڑھ کے درود ❁ کرتا ہوں ذکر محفلِ مولود
مومنو یاں ادب سے آؤ تم ❁ عطر خلعت بسا کے لاؤ تم
ذکرِ خیرالوریٰ کی محفل ہے ❁ مولدِ مصطفٰے کی محفل ہے
محفل اُس شاہِ ذی حشم کی ہے ❁ محفل اُس شافعِ اُمم کی ہے
پھیلا آفاق میں ہے جس کا نور ❁ اُسی نورِ خدا کا ہے مذکور
ہو گی جن سے نجات عالم کی ❁ ہے خوشی اُن کے خیر مقدم کی
جن کو سب انبیا نے مانا ہے ❁ اُن کے مولد کا شادیانہ ہے
جہاں یہ ذکرِ خیر پاتے ہیں ❁ لے کے رحمت فرشتے آتے ہیں
پڑھتے کثرت سے ہیں درود اِس میں ❁ کیوں نہ رحمت کا ہو ورود اِس میں
عشق ہے جن کو ذکرِ حضرت سے ❁ دوڑے آتے ہیں یاں محبت سے
آؤ آداب سے مسلمانو! ❁ شان اپنے نبی کی پہچانو
وصف حضرت کا جان سے دل سے ❁ سنو آ کر زبانِ بے دل سے

اِثباتِ ذکرِ ولادت شریف از قرآن وحدیث

یہ بیان مصطفٰے سے ثابت ہے ❁ خاص خیرالوریٰ سے ثابت ہے
آپ نے ذکر اپنے مولد کا ❁ خود صحابہ میں شرح فرمایا

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و اٰلہ وسلم اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰہِ مَکْتُوْبٌ خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ وَ اِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ وَ سَاُخْبِرُکُمْ بِاَوَّلِ اَمْرِیْ دَعْوَۃُ اِبْرَاھِیْمَ وَ بِشَارَۃُ عِیْسٰی وَ رُؤْیَا اُمِّیَ الَّتِیْ رَأَتْ حِیْنَ وَضَعَتْنِیْ وَ قَدْ خَرَجَ لَھَا نُوْرًا اَضَاءَ لَھَا مِنْہُ قُصُوْرُ الشَّامَ ؁ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْبَزَّارُ وَالطَّبْرَانِیُّ وَالْحَاکِمُ وَالْبَیْھَقِیُّ وَابْنُ حِبَّانِ

ذِکْرُہُ الْقُسْطَلَانِیُّ فِیْ مَوَاھِبِ اللَّدُنِّیَہ۔ ((مسند احمد، حدیث: ۱۶۵۲۵، مستدرک للحاکم: ۴۱۴۰، معجم الکبیر للطبرانی: ۱۵۰۳۲، دلائل النبوۃ للبیہقی: جلد ۱ ص ۲۰، شعب الایمان: ۱۳۷۴، صحیح ابن حبان: ۶۱۵۰))

قسطلانی نے یوں کیا ترقیم ❁ کہ یہ فرماتے ہیں رسولِ کریم
تھی نہ جب روح تن میں آدم کے ❁ مجھ کو ختم الرسل لکھا تب سے
اے صحابہ تمہیں خبر دوں میں ❁ حال اول کا کھولتا ہوں میں
میں وہی ہوں دعاے ابراھیم ❁ جس کی قرآں (1) میں ہے خبر ترقیم
وہی عیسیٰ (2) کی میں بشارت ہوں ❁ وہی احمد میں ذِی شرافت ہوں
جب ہوا میں باذنِ حق پیدا ❁ عجب ایک جلوہ نور کا پھیلا
روشنی ہو گئی تمام اُس سے ❁ ہوئے روشن قصورِ شام اُس سے
دیکھو ذکرِ ولادتِ مقبول ❁ خاص خیرالوریٰ سے ہے منقول
اس کے راوی ہیں یہ اولی الابصار ❁ ابن حِبَّان و حاکم و بزّار
اور دانائے علم ربانی ❁ احمد و بیہقی و طبرانی
ایسے ایسے محدثینِ فحول ❁ کرتے ہیں اس حدیث کو منقول
اب ذرا پڑھ کے تم کلام اللہ ❁ دیکھو اپنے نبی کا شوکت و جاہ
آپ فرماتا ہے خداے کریم ❁ خاص قرآن میں یہ ذکرِ عظیم

---

(1) یعنی پارہ الــم کے رکوع 15 میں: ''اے رب ہمارے بھیج ان میں رسول ان ہی میں کا، پڑھے ان پر آیتیں تیری اور سکھائے ان کو کتاب اور حکمت''۔۱۲ منہ ((رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلاً مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ۔ پارہ:۱، سورۃ البقرہ:۱۲۹))

(2) پارہ 28 سورۂ صف میں ہے کہ ''عیسی بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل بے شک میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف، تصدیق کرتا ہوں توریت کی اور خوشخبری سناتا ہوں میں ایک رسول کی کہ آئے گا وہ میرے بعد، نام اُن کا احمد ہے''۔۱۲ ((قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰۃِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ ۔ پارہ 28، الصّف:6))

قَدْ جَآءَ کُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ ط (3)

یعنی احمد ہوا جو پیدا ہے ۞ گویا اک نور تم پہ آیا ہے
دوسری جا میں وہ خدائے غفور ۞ کرتا اس ڈھنگ سے ہے یہ مذکور

لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ ط (4)

تم میں آیا ہے یہ رسولِ کریم ۞ مومنوں کے لیے رؤف و رحیم
الغرض ایسی ہیں بہت امثال ۞ آیا قرآں میں جا بجا یہ حال
ہم جو کرتے ہیں محفلِ میلاد ۞ اُس سے ہے بس یہی ہماری مراد
یعنی دنیا میں آپ یوں آئے ۞ آپ تشریف اس طرح لائے
آپ کے ساتھ آیا ایسا نور ۞ ہو گیا نور سے جہاں معمور
دیکھو انصاف کر کے ایماں سے ۞ ہے یہ ثابت حدیث و قرآں سے
جس کا ماخذ کتاب و سنت ہو ۞ کہو کیوں کر وہ ذکر بدعت ہو

((محفلِ میلاد میں آرائش اور کھانے کھلائے وغیرہ کے متعلق منکرین کے اعتراض کا جواب:))

فائدہ : اگر کوئی یہ کہے کہ اس ذکر کی اصلیت بلا شک ثابت ہوئی اِن دلائل سے اور نیز اس دلیل سے کہ حضرت کا پیدا ہونا البتہ بڑی نعمت ہے اور نعمت کا شکر کرنا اور ذکر کرنا قرآن سے ثابت ہے:

وَاذْکُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ (5) ((پارہ:4،سورۂ آل عمران، آیت:103))

اور دوسری جگہ اِرشاد ہوا ہے:

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ (6) ((پارہ:30،سورۂ الضحیٰ، آیت:11))

---

(3) یہ آیت رکوع ۳ سورۂ مائدہ میں ہے یعنی ''تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور'' ۔۱۲

(4) ''تحقیق آیا تمہارے پاس رسول تمہیں میں کا'' ۔ یہ آیت سورۂ توبہ کے آخر میں ہے ۔۱۲

(5) ''ذکر کرو نعمتِ الٰہی کا جو تمہارے اوپر ہے'' ۔۱۲

(6) ''اپنے پروردگار کی نعمت کا بیان کر'' ۔۱۲

لیکن ہم نہیں جانتے کہ قیودِ بالائی محفلِ میلاد کی کہاں سے نکالی ہیں؟؟؟

ہم جواب دیتے ہیں کہ اِن سب چیزوں کی اصل قرآن میں ہے، زینتِ محفل اور تقسیمِ شیرینی کے منع نہ ہونے پر یہ آیت صریح دلیل ہے: قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ۔ (7) ((پارہ:8،سورۂ اعراف،آیت:32))

اس آیتِ کریمہ کے عمومِ الفاظ سے ثابت ہوا کہ تجمل اور زیبائش کرنا اور طیباتِ رزق یعنی عمدہ کھانے کی چیز خود کھانا دوسرے کو کھلانا کسی وقت میں حرام نہیں؛ لیکن ہر وقت تو کوئی شخص یہ امور نہیں کرسکتا البتہ مواقع فرحت وسُرور میں کرتے ہیں اور حضرت صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ذکر مقدم شریف سے بہتر کون سا فرحت وسُرور کا موقع ہوگا!۔

مولوی اسحٰق صاحب ''مائۃ مسائل'' صفحہ ۱۳۱ میں لکھتے ہیں:

وفی الواقع فرحت مثل فرحت ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در دیگر امر نیست الخ ((امداد السائل ترجمہ مائۃ مسائل، ص ۱۳۳ مطبوعہ الرحیم اکیڈمی، کراچی))

((ترجمہ: ''اور حقیقت میں حضور صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ولادت شریفہ کی خوشی جیسی خوشی کسی اور کام میں نہیں''۔)) بھلا اگر ایسے موقع فرحت وسرور میں تجمُّل کرنی اور طیبات رزق کے استعمال کرنے کو کوئی شخص حرام کہے، کس قدر جرأت کرتا ہے کہ جس کو اللہ تعالی نے حرام نہیں کیا وہ حرام کرتا ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ (8) ((پارہ:28،سورۂ الصف،آیت:7))

(7) ''کہہ، کس نے حرام کی زینت اللہ تعالی کی جو نکالی ہے اپنے بندوں کے واسطے اور پاکیزہ رزق کو'' ۔۱۲

(8) ''اس سے زیادہ ظالم کون جو افترا کرے اللہ تعالی پر جھوٹ ((کا))''۔ یعنی وہ سب سے زیادہ ظالم ہے جو جھوٹا حکمِ شرعی بیان کرے، حرام اُس (کام) کو کہتے ہیں جس کے فاعل (یعنی کرنے والے) کو عذاب ہو جب اِن امور کو حرام کہا تو یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالی اِن کو عذاب کرے گا حالاں کہ اللہ تعالی نے ان پر عذاب کرنے کی خبر نہیں دی بلکہ یہ فرمایا ہے کس نے حرام کیا زینت اللہ کو، پس حرام کہنا اُس کا افترا ہے ((اللہ پر))۔ اور نیز مقابلہ ہے آیت قرآنی کا لاتحرموا الطیبات ما احل اللہ لکم و لا تعتدوا ((پارہ:7،سورۂ مائدہ،آیت:87)) یعنی ''مت حرام کرو عمدہ لذیذ چیزوں کو جن کو حلال کیا ہے اللہ نے واسطے تمہارے اور مت حد سے بڑھو'' ۔۱۲

صاحبِ دُرِمختار نے مسائل شتیٰ میں دلیل پکڑی ہے اس آیت سے، اور کہا ہے کہ مستحب ہے تجمّل یعنی زیبائش اور مباح کیا اللہ تعالیٰ نے زینت کو اپنے کلام سے ''قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ''۔ اور ''فتاوی عالمگیریہ'' کی جلد خامس باب الزینة میں مرقوم ہے:

وَ یَجُوْزُ لِلْاِنْسَانِ اَنْ یَّبْسُطَ فِیْ بَیْتِہٖ مَاشَاءَ مِنَ الثِّیَابِ الْمُتَّخِذَةِ مِنَ الصُّوْفِ وَالْقُطْنِ الْمَصْبُوْغَةِ وَغَیْرِهَا وَالْمُنَقَّشَةِ وَغَیْرِهَا (9)

اور کہا امام نووی کے اُستاد حافظ ابو شامہ نے:

مَا یُفْعَلُ فِی الْیَوْمِ (کُلِّ عَامٍ) الْمُوَافِقِ لِیَوْمِ مَوْلِدِہٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ مِنَ الصَّدَقَاتِ (وَالْمَعْرُوْفِ) وَاِظْهَارِ الزِّیْنَةِ وَالسُّرُوْرِ فَاِنَّ ذٰلِكَ مَعَ مَا فِیْهِ مِنَ الْاِحْسَانِ (لِلْفُقَرَاءِ) مُشْعِرٌ بِمُحَبَّةِ (النَّبِی) صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ وَ تَعْظِیْمِہٖ فِیْ قَلْبِ فَاعِلِ ذٰلِكَ وَ شُكْرِ اللّٰهِ عَلٰی مَا مَنَّ بِہٖ مِنْ اِیْجَادِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ ط (10)

---

(9) درست ہے آدمی کو کہ بچھائے اپنے گھر میں جو چاہے کپڑے پشمینہ کے یا روئی کے رنگین ہوں یا سادہ نقش دار ہوں یا بے نقش۔۱۲ ((فتاوی ہندیہ، جلد۵، ص۴۴))

(10) جو کچھ کہا جاتا ہے تاریخ ولادت صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم میں صدقات اور زیبائش اور خوشی پس یہ کام باوجود یہ کہ اس میں بھلائی ہے ایک اور بھی فائدہ ہے کہ خبر دیتا ہے کہ محبت اور تعظیم رسول کی اس کے دل میں ہے اور یہ کہ اس نے شکر ادا کیا اللہ تعالیٰ کا جو اُس نے ہم پر احسان کیا ہے کہ ایسا رسول ہماری ہدایت کو بھیجا۔ ((اعانة الطالبین، جلد۳، ص:۴۱۴، سبل الهدی والرشاد، جلد۱، ص۳۶۵)) قال الله تعالی: لقد من الله علی المؤمنین اذبعث فیهم رسولا۔۱۲ ((''بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا''))

اور نیز جمع کرنا احباب کا اور کھانا کھلانا یا شیرینی بانٹنا اور محفل کا سجانا یہ سب فرحت اور سُرور کا سامان ہے اور فرحت ساتھ حصول رحمتِ الٰہی کے کرنا قرآن شریف سے ثابت ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ (11)

((پارہ:11،سورۂ یونس،آیت:58))

اور آنحضرت صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وعلی آله وسلم خود رحمت ہیں اور آپ کا تشریف لانا دنیامیں رحمت ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (12) ((پارہ:17،سورۂ انبیاء،آیت:107))

اور جبکہ آپ کا تشریف لانا اِس عالم میں اور پیدا ہونا رحمت ہوا اور موجب کمال عظمت ٹھہرا تو اس تشریف آوری کو عظیم جاننا اور جس وقت یہ ذکر آئے بتعظیم و آداب کھڑے ہوکر درود و سلام یا مدح و مناقب پڑھنا اِس میں تعظیم ہے رسول اللہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وعلی آله وسلم کی اور تعظیم آپ کی ثابت الاصل ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : "وَتُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ" ((پارہ:26 سورۂ فتح آیت:۹))۔ قَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ فِيْ تَفْسِيْرِ تُعَزِّرُوْهُ اَيْ تُجِلُّوْهُ وَ قَالَ الْمُبَرَّدُ فِيْهِ اَيْ تُبَالِغُوْا فِيْ تَعْظِيْمِهٖ وَ قُرِئَ تُعَزِّزُوْهُ مِنَ الْعِزِّ كَذَا فِي الشِّفَاءِ وَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ (13)

---

(11) کہہ، ساتھ فضلِ خدا اور رحمت اُس کی کے خوشی کریں مومنین"۔۱۲

(12) "اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو اے محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم مگر رحمت واسطے کُل عالم کے"۔۱۲

(13) فرمایا اللہ تعالیٰ نے: "مدد کرو اس کی اور توقیر کرو"۔ کہا ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه نے لفظ "تُعَزِّرُوْهُ" کی تفسیر میں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اجلال اور بزرگی کرو اُس کی اور کہا مُبَرِّد نے کہ مبالغہ کرو اُس کی تعظیم میں اور بعض قاریوں نے اس طرح بھی پڑھا ہے کہ تُعَزِّزُوْهُ کی "راءِ مہملہ" کو "راءِ معجمہ" پڑھا ہے یعنی تُعَزِّزُوْهُ۔ یہ عزت سے نکلا ہے یعنی "عزت کرو اُس کی"، یہ سب کتاب "شفاء" ((قاضی عیاض)) میں ہے۔((شفاء جلد۲،ص ۳۵)) اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو تعظیم دے نشانیوں اللہ تعالیٰ کی کو پس تحقیق یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔۱۲ منه

اورواضح ہوکہ آنحضرت صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم معظم شعائر اللّٰہ میں ہیں چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ کی کتاب ''حجۃ اللہ البالغہ'' کے صفحہ ۷۰ مطبوعہ بریلی میں یہ مضمون تصریحاً مرقوم ہے۔ ((''حجۃ اللہ البالغہ''، باب شعائر اللہ کی تعظیم کے بیان میں، صفحہ ۱۲۷، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ، لاہور))

اور ''مُنیہ'' کی ''شرح کبیر'' میں ابراہیم حلبی نے لکھا ہے:

وَنَحْنُ اُمِرْنَا بِتَعْظِیْمِ الْاَنْبِیَاءِ وَ تَوْقِیْرِھِمْ۔ (14)

اورشفاعیاض میں ہے:

وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ عِنْدَ ذِکْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمْ اَنْ یَتَوَقَّرَ وَ یَأْخُذَ فِیْ ھَیْبَتِہٖ وَ اِجْلَالِہٖ۔ انتھی۔ (15) ملخصاً

اورشک نہیں اس میں کہ یہ قیام جومروّج ہے محفل مولد شریف میں اس میں تعظیم اور اجلال ہے رسول اللہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کااوراسی واسطے صاحبِ ''تفسیر روح البیان'' نے ((تفسیر)) سورۂ فتح میں لکھا ہے:

وَمِنْ تَعْظِیْمِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وآلِہٖ وَسَلَّمْ عَمَلُ الْمُوْلِدْ۔ الخ (16)

اب اگرکوئی یہ کہے کہ واقعی ان سب امور کی اصلیت دین سے ثابت ہے لیکن یہ ہیئتِ کذائی اورصورتِ مجموعی حضرت کے وقت میں نہ تھی۔ ہم کہتے ہیں کہ جس چیز کی اصلیت ثابت ہو وہ کسی ہیئتِ مباح کے لاحق ہونے سے ممنوع نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے رسالہ ''انتباہ'' کے مقدمہ میں اس کو تحقیق کیا ہے:

---

(14) صفحہ ۳۸۲ میں ہے کہ ''ہم حکم کئے گئے ہیں واسطے تعظیم اورتوقیر پیغمبروں کے''۔

(15) ''واجب ہے ہرمسلمان پرجب ذکرہونبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ آلہ وسلم کا یہ کہ توقیر کرے اوردل میں ہیبت اوربزرگی بٹھائے اُن کی''۔۱۲ ((الشفاء جلد۲، ص۴۰ ملخصاً))

(16) یعنی ''حضرت صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ آلہ وسلم کی تعظیم میں داخل ہے یہ بات کہ آدمی مولد شریف کیا کرے''۔ ((تفسیر روح البیان، جلد۱۴، ص۴۱))

باید دانست که یکی از نعم خدا تعالی بر امۃ مصطفویه علی صاحبها الصلوٰۃ والتسلیمات آنست که تا امروز سلسلهائے ایشان تا حضرت پیغمبر صحیح و ثابت است و اگرچه اوائلِ امت و آخر امت در بعض امور اختلاف بوده است پس صوفیه صافیه ارتباط ایشاں در زمن اول بصحبت وتعلیم و تادب بآداب و تهذیب نفس بوده است نه بخرقه و بیعت و در زمن سیدالطائفه جنید بغدادی رسم خرقه ظاهر شد و بعد ازاں رسمِ بیعت پیدا گشت و ارتباط سلسله بهیّة ایں امور متحقق است واختلافِ صور ارتباط ضرر نمی کند و خرقه و بیعت را اصلے هست۔ از سُنّتِ سنیه اما خرقه پس اصلش الباس آنحضرت است صلی الله علیه وسلم عمامه رابه عبدالرحمن بن عوف در وقتیکه امیر لشکر گردانید۔ و اما بیعت پس وجود آں و اعتبار بآن از آنحضرت صلی الله علیه وسلم مستفیض یقینی است کمالا یخفی و علمائے کرام ارتباط ایشاں در زمنِ اول بناستماع احادیث و حفظ آں در دعا قلب بود بعد ازاں تصنیف کتب وقراۃ و منادله و اجازت ودجادہ آن پیدا شد و ارتباط سلسله بهمه نوع ایں امور صحیح است و اختلاف صور را اثری نیست الٰی آخره۔ ملتقطاً" ("جاننا چاہیے کہ اللہ تعالی کی جو نعمتیں اس اُمّتِ محمدی پر ہیں صلی الله علیه وسلم ان میں سے ایک یہ ہے کہ سلسلوں کا ربط آنحضرت صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه آله وسلم تک صحیح وثابت ہے اگرچہ بعض امور میں اوائل امت اور اواخرِ امت میں اختلاف ہوا ہو۔ تو حضرات

صوفیہ صافیہ جو اوّل زمانہ میں ہوئے ہیں تو ان کا ارتباط صحبت اور تعلیم اور نفس کی تہذیب کے آداب سے مؤدّب ہونے سے تھا۔ اس وقت خرقہ اور بیعت نہ تھی اور سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ کے زمانہ میں خرقہ کی رسم ظاہر ہوئی اور بعد اس کے بیعت کا دستور جاری ہوا اور ارتباط اُن امور کے سلسلہء روشن کا متحقق یعنی صحیح و ثابت ہے اور ارتباط یعنی رابطے کی صورتیں جو مختلف ہیں اُن سے کچھ ضرر نہیں۔ اور خرقہ اور بیعت کی اصل ہے سنیتِ سنیہ۔ تو خرقہ کی اصل تو الباسِ عمامہ (عمامہ پہننا) ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ آلہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو عطا فرمایا تھا جب ان کو امیر لشکر کیا تھا اور بیعت کی اصل خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ آلہ وسلم سے مستفیض اور متواتر یقینی ہے کچھ پوشیدہ نہیں۔ پس زمانہء اول میں علمائے کرام کا ارتباط حدیثیں سُننے اور ان کو اپنے دل میں محفوظ کرنا تھا بعد اس کے کتابیں تصنیف ہوئیں اور قرأۃ منادلہ اور اجازت اور وجادت جاری ہوئی اور سلسلوں کا ارتباط ان سب امور میں صحیح ہے اور صورتوں کے اختلاف کا اس میں کچھ مضائقہ نہیں''۔ ترجمہ منقول از: انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، صفحہ ۳۔۲، مطبوعہ ادارہ ضیاء السنۃ، جامع مسجد شاہ سلطان کالونی ریلوے روڈ، ملتان))

((ہر نئی چیز کو بُری بدعت کہنا صحیح نہیں، مسئلہ بدعت کی نفیس تحقیق))

علاوہ اِس کے یہ بھی جان لینا چاہیے کہ ہر امرِ جدید کو گمراہی اور موجبِ عذاب کہنا صحیح نہیں

☆ ''فتاوی عالمگیریہ'' کی جلد خامس باب آداب المسجد والمصحف میں ہے:

لَا بَاسَ بِكِتَابَةِ اَسَامِي السُّوَرِ وَعَدَدِ الْآيِ وَ هُوَ وَاِنْ كَانَ اِحْدَاثًا فَهُوَ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ وَ كَمْ مِنْ شَئْيءٍ كَانَ اِحْدَاثًا وَ هُوَ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ۔ (17)

(17) ''نہیں مضائقہ واسطے لکھ دینے نام سورتوں کا اور شمار آیتوں کا قرآن میں، اور یہ اگرچہ نئی بات ہے لیکن وہ اچھی ہے اور بہتیری نئی نکالی چیزیں اچھی ہوتی ہیں یعنی اُن کو بدعتِ حسنہ کہتے ہیں''۔۱۲

☆ اور ''احیاء العلوم'' کی جلد اوّل بیان کتابتِ قرآن میں ہے :

وَلَا یَمْنَعُ ذَالِكَ مِنْ کَوْنِهٖ مُحْدَثًا فَکَمْ مِنْ مُحْدَثٍ حَسَنٌ۔ (18)

☆ اور صاحبِ ''کبیری'' نے تحقیق تلفظ بالنیت میں لکھا ہے :

وَهٰذِهٖ بِدْعَةٌ لٰكِنَّ عَدَمَ النَّقْلِ وَکَوْنَهٗ بِدْعَةً لَا یُنَافِیْ کَوْنَهٗ حَسَنًا لِقَصْدِ اِجْتِمَاعِ الْعَزِیْمَةِ عَلٰی مَا اَشَارَ اِلَیْهِ فِی الْهِدَایَةِ وَ صَرَّحَ بِهٖ فِی التَّجْنِیْسِ وَ هٰذَا هُوَ الْمُخْتَارُ۔(19)

پس معلوم ہوا کہ ہر امرِ جدید قبیح وضلالت نہیں ہوتا ورنہ یہ مدرسوں کی ہیئت کذائی یعنی گرد آوری ((چار دیواری)) چندہ اور فقہ پڑھانے والوں کو تنخواہ مقرر کرنا اور تعیین کتبِ صَرف ونحو ومنطق وغیرہ جو ہرگز یہ امور قرونِ ثلاثہ سے بایں صورتِ مجموعی تعلیم دین کے واسطے ثابت نہیں بالکل ضلالت اور موجبِ عذاب ہوتے۔ حاشا وکلا امرِ حق اور تحقیقِ صحیح یہ ہے کہ جو امرِ جدید مخالفِ دین ہو یعنی اُس سے کوئی حکم کتاب وسنت کا ٹوٹتا ہو وہ بدعت ضلالت ہے ورنہ محمود اور حسن ہے۔

☆ ''سیرتِ حلبی'' وغیرہ میں ہے :

قَالَ الشَّافِعِیُّ قُدِّسَ اللّٰهُ سِرَّهٗ: مَا اُحْدِثَ وَ خَالَفَ کِتَابًا اَوْ سُنَّةً اَوْ اِجْمَاعًا اَوْ اَثَرًا فَهُوَ الْبِدْعَةُ الضَّلَالَةُ وَ مَا اُحْدِثَ مِنَ الْخَیْرِ وَ لَمْ یُخَالِفْ مِنْ ذٰلِكَ فَهُوَ الْبِدْعَةُ الْمَحْمُوْدَةُ۔(20)

---

(18) ''اور نہیں منع ہے یہ بسبب نئی بات ہونے کے، بہتیری نئی باتیں اچھی ہوتی ہیں'' ۔۱۲

(19) ''اور یہ یعنی نیت نماز کی زبان سے کہنا بدعت ہے لیکن منقول ہونا اس کا دین میں اور بدعت ہونا اس کا نہیں نقصان کرتا اچھا ہونے کو واسطے ارادہ دل جمعی کے جیسا کہ اشارہ کیا ہے اس طرف ''ہدایہ'' میں اور صاف لکھا ہے تجنیس میں اور یہی پسند اور مختار ہے'' ۔۱۲

(20) ''جو بات نئی نکالی گئی اور وہ مخالف ہوئی کتاب اللہ یا حدیث یا اجماع یا قولِ صحابہ کے تو وہ بدعت گمراہی ہے اور جو نئی بات نکالی گئی خیر اور نہ مخالف ہے کسی کو اِن میں سے تو وہ بدعت محمود پسندیدہ ہے'' ۔۱۲

☆ اور ''احیاء العلوم'' کی جلد دوسری صفحہ ۷۲ امطبوعہ نولکشور میں ہے :

اِنَّمَا الْمَحْذُوْرُ بِدْعَةٌ تُرَاغِمُ سُنَّةً مَامُوْرًا بِهَا(21)۔((احیاء العلوم، جلد ۲ ص ۱۴۱ ملخصاً))

اور یہی بیان ہے علامہ عینی ''شارحِ بخاری'' اور ''ابوشکور سالمی'' اور شارحِ ''درمختار'' اور صاحب ''مجمع البحار'' وغیرہم جمہور اُمّتِ محمدیہ کا اور اجماع کیا ہے اہلِ اسلام نے اس بات پر کہ جو امر جدید ایسا ہو کہ اُس میں خیر ہوتی ہے وہ بالاتفاق جائز بلکہ مستحسن ہے چنانچہ ''سیرتِ حلبی'' وغیرہ کتبِ دین میں اس کی تصریح موجود ہے۔

☆ اور شیخ ابنِ حجر نے لکھا ہے :

وَ عَمَلُ الْمَوْلِدِ وَ اِجْتِمَاعُ النَّاسِ لَهٗ كَذٰلِكَ ۔

یعنی ''یہ محفل کرنی مولد شریف کی اسی قسم کے امورِ جدیدہ سے ہے کہ جس کے جواز پر اتفاق ہے''۔

اور باقی تحقیق بدعت کی درباب قیام نثر میں بطور فائدہ کے مذکور ہوگی۔

((بدعت کے متعلق شریعت کا اہم اصول))

یہ بھی جان لینا چاہیے کہ ان امور پر جو لوگ اعتراض کرتے ہیں یہ امور ایسے ہیں کہ یا خود ثابت ہے اُن کا مسنون ہونا یا ایسے ہیں کہ نہیں ثابت منع ہونا اُن کا شرعاً پس وہ بھی جائز اور مباح ہیں بحسبِ قاعدہ اصول کے جس کو ''شامی'' اور ''ابن ہمام'' وغیرہ نے بیان کیا ہے:

اَلْمُخْتَارُ عِنْدَ الْجَمْهُوْرِ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ وَالْحَنَفِيَّةِ اِنَّ الْاَصْلَ فِي الْاَشْيَاءِ الْاِبَاحَةُ۔

((''ائمہ حنفیہ و شافعیہ کے نزدیک مختار قول یہ ہے کہ تمام اشیاء میں اصل اباحت ہے''۔ مرقاۃ المفاتیح، کتاب الاطعمہ، جلد ۸، ص ۵۷ مطبوعہ المکتبۃ الحبیبیہ، کوئٹہ))

علاوہ اس قاعدہ کے کچھ کچھ بیان اُن امور کا جداگانہ بھی مؤلف نے اشعارِ آئندہ میں بیان کیا ہے اور یہ بھی معلوم ہو کہ ارادہ اس عاجز کا یہ تھا کہ بعض باتیں جو اس مثنوی سے

---

(21) ''اندیشہ اسی بدعت کا ہے جو پامال کرے اور مٹا دے کسی سنت حکم کی ہوئی کو''۔۱۲

متعلق ہیں اُن کو حاشیہ میں لکھے لیکن اِس میں بعض خرابیاں معلوم ہوئیں۔

ناگزیر مصلحت یہ ٹھہری کہ جس مقام پر کوئی فائدہ یا نقل عبارتِ سلف منظور ہو وہ اُسی مقام پر اشعارِ مثنوی کے ذیل میں بعبارتِ نثر لکھ کر بطور فائدہ عین متن میں درج کیا جائے۔

بعض کہتے ہیں مولد شریف مجمع میں پڑھنا منع ہے:

یہ بیان گر کیا مجالس میں ✿ کہو کیا عیب آ گیا اِس میں
مومنوں کا ہے اجتماع حرام ✿ یا ہے ذکرِ نبی میں تم کو کلام
خیر ہے (22) مومنوں کی جمعیت ✿ ذکر حضرت (23) ہے موجبِ رحمت
پڑھنا مجمع میں جانو سنت تم ✿ ہے مشیر اس طرف سَاُخْبِرُکُمْ (24)

بیان تقسیم شیرینی:

سب میں تقسیم اگر مٹھائی ہوئی ✿ تم کہو اس میں کیا بُرائی ہوئی
کرتے ہیں یوں روایت اہلِ تمیز ✿ رکھتا (25) مومن ہے دوست شیریں چیز
وہ نبی جو خدا کے تھے محبوب ✿ شہد و شیرینی اُن کو تھی مرغوب

---

(22) دیکھو نماز میں ایک آدمی کو ایک نماز کا ثواب ملتا ہے اور جب دو ہو گئے ستائیس درجہ بڑھ جاتے ہیں اور جس قدر زیادہ ہوں اس قدر اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں اور ''حصن حصین'' میں ہے صحاح ستہ سے کہ دعا مقبول ہوتی ہے عند الاجتماع المسلمین۔۱۲

(23) اس واسطے کہ تَنْزِیْلُ الرَّحْمَۃ عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ ((کشف الخفاء رقم الحدیث: ۱۷۷۰، جلد۲ ص ۶۵)) یعنی ''اُترتی ہے رحمت وقت ذکرِ صالحین کے'' اور حضرت تو سید الصالحین ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ آپ کے ذکر میں تو رحمت کا نزول بدرجۂ اولیٰ ہوگا۔۱۲

(24) شروع اس مثنوی میں جو حدیث ہے اس میں یہ لفظ ہے سَاُخْبِرُکُمْ۔ اُس میں ضمیر جمع تخاطب کی موجود ہے معلوم ہوا کہ حضرت نے جمعیت کے سامنے حال ولادت شریف بیان کیا۔۱۲

(25) روح البیان کی جلد دوسری جلد صفحہ ۹ میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق مومن شیریں ہے وہ دوست رکھتا ہے شیرینی کو۔۱۲

كَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ (26)۔ رواہ البخاری۔

ایسی محبوب چیز (27) کا دینا ✺ ہے ثوابِ عظیم کا لینا
ہے حدیثِ صحیح میں آیا ✺ سید المرسلیں نے فرمایا
مومنو تم عذاب سے بچ جاؤ ✺ آدھا خُرما بھی گر کسی کو کھلاؤ

اِتَّقُوْا النَّارَ وَ لَوْبِشِقِّ تَمْرَةٍ۔(28)

آدھے خرمے میں جب ہو ٹلتا عذاب ✺ کیوں نہ شیرینی بانٹنا ہو ثواب (29)

ذکر خوشبو مثل عطر و گلاب ولوبان:

اور نیا طرفہ ماجرا دیکھو ✺ منع کرتے ہیں لوگ خوشبو کو
جس سے روح اور دماغ ہو تازہ ✺ کِھل کے دل مثلِ باغ ہو تازہ
دیتی خوشبو ہے نزہتِ انفاس ✺ تیز کرتی ہے عقل و ہوش و حواس
ہے حدیثِ صحیح میں مذکور ✺ تھے رسولِ خدا جلاتے بخور

---

(26) ''دوست رکھتے تھے رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شہد اور مٹھائی کو، روایت کی یہ بخاری نے''۔۱۲ (بخاری، رقم الحدیث: ۵۰۱۱، ۵۱۷۰، مسلم: ۲۶۹۵، سنن ابی داود: ۳۲۲۷، سنن الترمذی: ۱۷۵۴)

(27) قرآن شریف میں ہے: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ یعنی تم ہرگز بھلائی اور نیکی نہ پاؤ گے جب نہ کرو گے خرچ وہ چیز جس کو تم محبوب رکھتے ہو۔۱۲

(28) ''بچو آگ سے اگرچہ آدھا ہی چھوہارا دے کر''۔ روایت کی یہ حدیث شاہ ولی اللہ نے باسنادِ صحیح اپنی ''چہل حدیث'' میں۔۱۲ (بخاری: رقم الحدیث: ۱۳۲۸، ۵۵۶۴، ۶۰۵۸، ۶۰۷۸، مسلم: ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، سنن النسائی: ۲۵۰۵، ۲۵۰۶)

(29) قدیم نسخہ میں یہاں کاتب کی غلطی سے ''ثواب'' کی بجائے ''عذاب'' لکھا گیا ہے۔ (قادری)

كَانَ اِبْنُ عُمَرَ اِذَا اسْتَجْمَرَاسْتَجْمَرَ بِالْأَلُوَّةِ غَيْرَ مُطَرَّاةٍ وَ بِكَافُوْرٍ يَطْرَحُهُ مَعَ الْاَلُوَّةِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا كَانَ يَسْتَجْمِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ۔ رواہ مسلم (30)

دیکھو خوشبو پسندِ حضرت ہے ❁ اس کو محبوب رکھنا سنت ہے

ہیں یہ فرماتے مصطفیٰ کہ ہمیں ❁ آئی خوشبو پسند دنیا میں

فِى الْمُنَبِّهَاتِ حُبِّبَ اِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمْ ثَلٰثٌ: اَلطِّيْبُ وَالنِّسَاءُ وَ جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِىْ فِى الصَّلٰوةِ۔ وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِيْنَ: اَلْخِتَانُ وَالتَّعَطُّرُ وَالسِّوَاكُ وَالنِّكَاحُ ۔ كَذَا فِى الْمِشْكٰوةِ۔ (31)

جو مجامع ہیں مثل جمعہ و عید ❁ سب میں خوشبو کی آئی ہے تاکید

وصف حضرت کا پڑھتے ہوں جس جائے ❁ کیوں نہ عطر و گلاب چھڑکا جائے

ذکر جس جائے ہو پیمبر کا ❁ کیوں نہ ہو عطر مشک و عنبر کا

---

(30) ''ابن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ جس وقت دھونی خوشبو کی لیتے تھے تو دھونی لیتے تھے ''اگر'' خالص کے بغیر ملانے اور چیز کے اور کبھی ''اگر'' کے ساتھ'' کافور'' بھی ڈالتے اور فرماتے کہ اسی طرح دھونی خوشبو کی لیتے رسول اللہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم روایت کی یہ حدیث مسلم نے۔'' ((مسلم: رقم الحدیث: ۲۱۸۴))

(31) ''منبّہات'' میں ہے کہ محبوب ہوئیں مجھ کو تمہاری دنیا میں تین چیزیں: ایک خوشبو، دوسرے عورتیں کہ سبب ہیں ترقی نسل کی، تیسری یہ کہ میری روشنی اور خنکی ((تازگی)) آنکھوں کی نماز میں ہے۔ ((نسائی: ۳۸۷۸، مسند احمد: ۱۱۸۴۵، ۱۲۵۸۴، سنن الکبریٰ للبیہقی، جلد ۷ ص ۷۸، مصنف عبدالرزاق: ۷۹۳۹، مستدرک للحاکم: ۲۶۲۷)) اور فرمایا آپ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے: چار چیزیں سنت پیغمبروں کی ہیں: ختنہ کرانا اور خوشبو لگانا، مسواک کرنا، نکاح کرنا یعنی تاکہ اولاد پیدا ہو اور وہ ذکر اللہ کریں اور اسلام کی مدد کریں۔ روایت کی یہ ''ترمذی'' نے جیسا کہ ''مشکوۃ'' میں ہے۔۱۲ ((ترمذی: ۱۰۸۰، مصنف عبدالرزاق: ۱۰۳۹۰))

اگر کوئی شخص اس محفل میں پھول لے آئے، رد نہ کرنا چاہیے:

رکھے گر کوئی پھول مجلس میں ✿ کیوں عبث شور کرتے ہو اِس میں
پھول رکھنے میں کیا بُرائی ہے ✿ رنگ و خوشبو ہی خوشنمائی ہے
بوئے خوش تھی پسند طبع رسول ✿ پھول ہیں بوئے خوش کی اصلِ اصول
کُل نباتات کے بہار ہیں پھول ✿ باغِ جنت کے یادگار ہیں پھول
ترمذی کی حدیث پڑھ دیکھو ✿ ہے یہ حکم آپ کا صحابہ کو
پھول کو دیکھو کوئی رد نہ کرے ✿ کیونکہ نکلا ہے پھول جنت سے

اِذَا اُعْطِیَ اَحَدَکُمُ الرَّیْحَانَ فَلَا یَرُدَّہٗ فَاِنَّہٗ خَرَجَ مِنَ الْجَنَّۃِ۔(32)

جس سے جنت کی یاد ہو دل میں ✿ جرم کیا ہے جو رکھیں محفل میں

قیامِ تعظیمی کا بیان:

کرتے ہیں مفتیانِ دیں ترقیم ✿ یُسْتَحَبُّ الْقِیَامَ لِلتَّعْظِیْمِ
اپنے مخدوم پیشوا کے لیے ✿ اہلِ دل ہوتے ہیں ادب سے کھڑے
لاتے تشریف جب نبیِ کریم ✿ اُٹھ کے دیتی تھیں فاطمہ تعظیم

کَانَ اِذَا دَخَلَ عَلَیْھَا قَامَتْ اِلَیْہِ فَاَخَذَتْ بِیَدِہٖ فَقَبَّلَتْ وَاَجْلَسَتْہُ فِیْ مَجْلِسِھَا وَ اَمَرَ النَّبِیُّ عَلَیْہِ السَّلَامُ قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ وَاَقَرَّہُ الشَّیْخُ وَلِیُّ اللّٰہِ فِی بَیَانِ الْقِیَامِ فِی حُجَّۃِ اللّٰہِ الْبَالِغَۃِ وَاحْتَجَّ بِہِ الْجَمَاھِیْرُ لِاسْتِحْبَابِ الْقِیَامِ تَعْظِیْمًا کَمَا فِی مَجْمَعِ الْبِحَارِ فَمَا ذَھَبَ اِلَیْہِ الْبَعْضُ اِنَّہٗ کَانَ لِاِعَانَۃِ سَعْدٍ وَّاِنْزَالِہٖ مِنَ الْحِمَارِ

---

(32) جس وقت تم میں سے کسی کو پھول دیا جائے چاہیے کہ رد نہ کرے اس واسطے کہ پھول جنت سے نکلا ہے۔روایت کی یہ ترمذی نے ''شمائل'' میں۔۱۲((ترمذی:۲۷۱۵،شمائل المحمدیہ للترمذی،ص۲۵۰))

ضَعِیفٌ لَا یُسْمَعُ فِی مُقَابَلَةِ الْجَمَاهِیْر ۔ (33)

جب شریعت سے ہو چکا معلوم ❁ مستحب ہے قیام بہرِ قدوم
اُٹھتے مولد میں ہیں جو باتکریم ❁ یہ بھی سمجھو قدوم کی تعظیم
یہی معنی ہیں بس ولادت کے ❁ یعنی آپ اس جہان میں آئے
دارِ دنیا میں آنا حضرت کا ❁ تھا نہایت جلال و عظمت کا
لکھتے راوی ہیں اُس گھڑی کا حال ❁ کیا حوروں نے آ کے استقبال
تھے فرشتے کھڑے ادب کے ساتھ ❁ تھا ادب سیّدِ عرب کے ساتھ
سامنے آمنہ کے تھے جبریل ❁ دہنی جانب کھڑے تھے میکائیل
لبِ ہاتف پہ ہر طرف تھی ندا ❁ آج احمد نبی ہوئے پیدا
جب یہ آوازہ پھیلا دنیا میں ❁ زلزلہ آیا قصرِ کسریٰ میں
کیا کعبہ نے سجدہ با تکریم ❁ جھک کے سُوئے مقامِ ابراہیم
آپ کی ذات ازل میں تھی اک نور ❁ اور حجابوں میں تہ با تہ مستور
پھر جو اُترا وہ نور دنیا میں ❁ تھا چھپا امہات و آباء میں

---

(33) ''تحقیق رسولِ خدا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم جس وقت جاتے حضرت فاطمہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھا کے پاس وہ کھڑی ہو جاتی تھیں اُن کے واسطے اور پکڑتیں ہاتھ حضرت کا اور بوسہ دیتیں اور بٹھلاتیں اُن کو اپنے بیٹھنے کی جگہ اور حکم کیا نبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے صحابہ کو کہ کھڑے ہو جاؤ واسطے سردار اپنے کے اور مان لیا قیامِ تعظیمی کو شیخ ولی اللہ نے بیانِ قیام میں اپنی کتاب ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں اور دلیل پکڑی ہے اس حدیث سے گروہ کے گروہ نے مستحب ہونے قیامِ تعظیمی پر جیسا کہ ''مجمع البحار'' میں لکھا ہے پھر وہ جو بعضے کہتے ہیں کہ حضرت کا حکم دینا قیام کے لیے اس واسطے تھا کہ سعد کی مدد کریں اور حمار کے اوپر سے اُتار لیں یہ اُن کا تاویل کرنا ضعیف ہے نہیں سُنا جاتا جمہوروں کے مقابلے میں۔۱۲

اب وہ نور آیا قطع کر کے حجاب ۞ نکلے بدلی سے جس طرح مہتاب
حق نے ہم پر کیا بڑا احسان ۞ بھیجا ایسا رسولِ عالی شان
حشر تک بھی نہ ہو گا ہم سے ادا ۞ شکر حضرت کی خیر مقدم کا
الغرض مولدِ رسول کا حال ۞ پڑھتے ہیں جب بعزّت و اجلال
مصطفیٰ کا جلال و شوکت و فر ۞ ہوتا ہے اہلِ دین کے پیشِ نظر
غالب آتی ہے دل پہ شانِ عظیم ۞ سب کھڑے ہو کے دیتے ہیں تعظیم
پڑھتے ہیں اُس گھڑی درود وسلام ۞ کھڑے ہو کر بعزت و اکرام
شرک اس میں خدا کے ساتھ نہیں ۞ اور نہ بدعت کا یاں پتا ہے کہیں
کیا اسی کا ہے شرک و بدعت نام ۞ کھڑے ہو کر پڑھیں درود وسلام
جس میں حاصل نبی کی عظمت ہو ۞ کہو کیوں کر وہ شرک و بدعت ہو

((مسئلہ بدعت کی دلائل سے مزید وضاحت))

فائدہ: یہ جو لکھا ہے کہ اِس قیام میں بدعت کا کچھ نشان نہیں یہ اس لیے کہ جس مقام پر لفظ بدعت بغیر لفظ حَسَنہ کے بولتے ہیں اس سے مراد بدعتِ سیّئہ ہوتی ہے۔ چنانچہ ''مأتہ مسائل''، مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۹۵ میں یہ قاعدہ مولوی اسحٰق صاحب نے لکھا ہے اور یہ تحقیق فائدۂ سابقہ میں گزر چکی کہ بدعتِ سیّئہ وہ ہے جس سے کوئی حکم قرآن یا حدیث یا اجماع کا ٹوٹتا ہو اور ظاہر ہے کہ اس قیام میں یہ بات نہیں بلکہ اِس کا ثبوت قاعدۂ شرعیہ سے علمائے سابقین نے استنباط کیا ہے، اور ابن حجر اور سیوطی وغیرہ بہت اجلہ علماء نے اُس کو جائز رکھا ہے۔ اور ''مأتہ مسائل'' مذکورہ کے صفحہ ۹۴ میں درباب بدعت نہ ہونے اصطلاحاتِ فقہا اور علماء کے مذکور ہے:

چیزیکہ مجتہدین و علماء سابقین استنباط فرمودہ باشند پس اور ابدعت نتوان گفت انتھی

اس سے معلوم ہوا کہ ماسوا علمائے مجتہدین کے اگر علمائے سلف بھی کچھ استنباط کریں

وہ بدعت نہیں ہوتا چنانچہ اسی قاعدہ کے موافق مولوی اسحٰق صاحب نے استنباط کیا ہے اور مسئلہ چہارم ''مسائلِ اربعین'' میں ''رسم چھوچھک'' کولکھا ہے کہ اگر قیدادائے رسمِ جہالت کی نیت سے نہ ہو بلکہ اپنی اولاد کی خبر گیری اور نفع رسانی کی نیت سے ہوتو جائز ہے موافق حکم: وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّه‘۔ ((ترجمہ: ''اور رشتہ داروں کوان کا حق دے''۔ پارہ:۱۵، بنی اسرائیل آیت:۲۶))

اوراس کے جواز پر یہ دلیل کافی ہے: وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ انتھی ملخصاً ((ترجمہ: ''اور بھلے کام کرو اس امید پر کہ تمھیں چھٹکارا ہو۔'' (پارہ:۱۷، سورۂ حج آیت:۲۲))

((قیامِ میلاد کے متعلق مدلل تحقیق))

جب یہ فوائد معلوم ہو چکے اب معلوم کرنا چاہیے کہ اس قیام میں قاریانِ مولد درود و سلام پڑھا کرتے ہیں اور کچھ مدح بھی عرب اپنی زبان میں اور عجمی اور ہندی اپنی زبان میں اور حاضرین جن کا دل حاضر ہے وہ بھی اُس وقت درود پڑھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ حضرت کا ذکر اور درود وسلام ذکر اللہ میں داخل ہیں۔

کتاب ''الشفاء'' میں ابن عطا سے درباب معنیٰ آیہ کریمہ وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔

((ترجمہ: ''اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کردیا''۔ پارہ ۳۰، الشرح:۴))

کے روایت ہے کہ ''جَعَلْتُكَ ذِكْرًا مِّنْ ذِكْرِیْ فَمَنْ ذَكَرَكَ ذَكَرَنِیْ۔ یعنی کیا میں نے تجھ کو اے ذکر اپنا، جس نے یاد کیا تجھ کو یاد کیا مجھ کو''

((الشفاء باب اول، فصل اول، صفحہ ۱۲ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان))

اس سے معلوم ہوا کہ جس نے رسولِ خدا کو بطور مدح وثنا کے یا بصیغۂ درود وسلام یاد کیا اور ذکر کیا اُس نے خدا کا ذکر کیا اور ذکر اللہ ہر طرح جائز ہے، خواہ کھڑے ہو کر کریں خواہ بیٹھ کر۔

كَمَا قَالَ: فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا۔

((ترجمہ))''ذکر کرو اللہ کا، کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے''۔۱۲((پارہ۵،النساء:۱۰۳))

اس آیت سے صاف ثابت ہوا کہ کھڑے ہو کر ذکر کرنے کا ہم کو اللہ کی طرف سے اختیار ہے اس لیے یہ ہمارا کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھنا کہ بحسب توفیق کتاب ''الشفاء'' ذکر اللہ میں داخل ہے اور آیتِ قرآنی بِعُمُومِھَا اس کو شامل ہے۔کسی طرح بدعت نہیں ہوسکتا۔

((بدعتِ حَسَنہ کے منکرین کے دلائل کا جائزہ))

بدعت وہ ہے جس کے لیے کچھ بھی سند نہ ہو صریحًا نہ اشارۃً۔اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم نے خاص اُسی نئی بات کو منع فرمایا ہے جس کو دین سے مخالفت ہو ہر نئی بات کو منع نہیں فرمایا۔''بخاری''اور''مسلم'' کی حدیث میں دیکھو،آپ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم فرماتے ہیں :

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ ۔ ((بخاری:۲۴۹۹، مسلم:۳۲۴۲،سنن ابی داود:۳۹۹۰))

یعنی''جس نے دین میں وہ بات پیدا کی جو دین کی قسم سے نہیں بلکہ اُس کی ضد اور مخالف ہے وہ مردود ہے''۔

اور اگر ہر نئی بات ناپسند ہوتی تو آپ فرماتے: مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا شَیْئًا فَهُوَ رَدٌّ۔اور ہرگز''مَا لَیْسَ مِنْهُ'' کی قید نہ بڑھاتے چنانچہ''مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ''جس کو نواب قطب الدین خان صاحب دہلوی نے تالیف کیا ہے اور مولوی اسحٰق صاحب نے اُس کو حرفًا حرفًا ملاحظہ فرمالیا ہے۔اُس کے صفحہ ۷۵ مطبوعہ میرٹھ میں لکھا ہے کہ''لفظ مَا لَیْسَ مِنْهُ میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ نکالنا اُس چیز کا کہ مخالف کتاب وسنت کے نہ ہو بُرا نہیں''۔انتہی

لیکن جاننا چاہیے کہ وہ محدثات مخالف کتاب وسنت کئی قِسم ہیں بعضی فعلی ہیں اور بعضی قولی اور بعضے اعتقادی اِس واسطے آپ نے دوسری حدیث میں ایسا ارشاد کیا کہ

كُلُّ مُحْدَثٍ بِدْعَةٌ وَ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔ ((سنن ابن ماجہ: ۱۴، مسند احمد: ۲۴۸۴۰))

یعنی وہ احداث جو مردود اور مالیس منہ اور مخالفِ دین ہے وہ سب بدعت ہے خواہ فعلی ہو، خواہ قولی، خواہ اعتقادی ہو اُسی قسم کی کُل بدعتیں گمراہی ہیں بعض ناواقف یوں کہتے ہیں کہ ہر نئی بات خواہ موافق دین کے خواہ مخالف دین کے ہو وہ سب منع ہے۔ حاشا وکلا یہ بات نہیں جو احداث ((نئی باتیں)) امرِ جدید مخالف دین کے نہ ہو وہ ہرگز منع نہیں بلکہ اُس پر وعدہ اجر اور ثواب کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهٗ كُتِبَ لَهٗ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَ لَا يُنْقَصُ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ۔ رواه مسلم

((صحیح مسلم: حدیث: ۴۸۳۰، سنن ابن ماجہ: حدیث: ۲۰۳، مسند احمد: حدیث: ۱۸۳۸۷، مصنف ابن ابی شیبہ: حدیث: ۱۸۳۸۷، مصنف عبدالرزاق: حدیث: ۲۱۰۲۵، معجم کبیر طبرانی: حدیث: ۲۳۸۴، سنن دارمی: حدیث: ۵۲۱))

''مجمع البحار'' کی جلد دوسری صفحہ ۱۴۷ اور ''شرح مسلم'' کی جلد ثانی صفحہ ۳۴۱ میں اس حدیث شریف کے معنی یہ لکھے ہیں کہ جس نے کوئی طریقہ پسندیدہ جاری کیا پھر اُس پر عمل کیا گیا اُس کے بعد تو لکھا جائے گا اُس کو ثواب اُن سب عمل کرنے والوں کے برابر اور اُن کے ثواب میں سے کچھ کاٹا نہ جائے گا یعنی اُن کو بھی ثواب پورا ملے گا اور وہ طریقہ جو اُس نے جاری کیا ہے وہ خواہ اُسی کا نیا ایجاد کیا ہوا ہو خواہ ایجاد پہلا ہو اور اُس کی طرف سے اجرا ہو اور وہ طریقہ خواہ علم ہو خواہ عبادت خواہ کوئی ادب ہو''۔

اور عبارت ''شرح مسلم'' کی یہ ہے:

كَانَ ذَالِكَ تَعْلِيمُ عِلْمٍ اَوْ عِبَادَةٍ، اَوْ اَدَبٍ۔ انتهى

((شرح مسلم للنووی، جلد ۹ ص ۳۳، زیر حدیث ۴۸۳۰))

ان بزرگوں کی تحقیق سے صاف معلوم ہو گیا کہ اگر کوئی شخص نئی بات قسم آداب سے نکالے گا اور جاری کرے گا اُس کو ثواب ملے گا۔ اب سمجھنا چاہیے کہ امت کو رسول صلی

اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی تعظیم کرنی قرآن شریف سے ثابت ہے چنانچہ فائدۂ سابقہ میں گزر چکا اور حکم خدا کا ہے کہ جس طرح ہو سکے تعظیمِ رسول کیجیے اور فقہاء زیارتِ مدینہ میں لکھتے ہیں:

وَ کُلُّ مَا کَانَ اَدْخَلَ فِی الْاَدَبِ وَالْاِجْلَالِ کَانَ حَسَنًا۔ کَذَا فِیْ فَتْحِ الْقَدِیْرِ۔ ((فتح القدیر، جلد ۶، ص ۲۴۷))

یعنی ’’جس حرکات اور سکنات میں ادب اور بزرگی رسول کی نکلے وہ سب اچھی اور حَسَن ہیں‘‘۔ انتہی

اس سے معلوم ہوا کہ تعظیم اور آدابِ رسول مطلوب ہے شرعاً پس یہ قیام اگرچہ بظاہر امرِ محدث اور جدید ہے لیکن اس میں ادا ہوتی ہے وہ جو بات شرع میں مطلوب ہے یعنی تعظیمِ رسول۔

اب اس کی بھی وہی مثال ہوئی جس طرح محدثین اور فقہا لکھتے ہیں کہ مینارہ واسطے اذان کے اگرچہ حضرت کے وقت میں نہ تھا لیکن اس میں نکلتی ہے وہ بات جو حضرت کو مطلوب تھی یعنی خبر ہو جانا مسلمانوں کو کہ وقت نماز کا آ گیا ہے، سو مینارہ پر چڑھ کے اذان کہنے میں یہ مقصود حاصل ہوتا ہے اس لیے یہ مینارہ جائز ہے اور اس کے امرِ جدید ہونے سے کچھ قباحت نہیں۔ اسی طرح یہ قیام گو امرِ جدید ہو لیکن اس میں نکلتی ہے تعظیم رسول کی جو مطلوب ہے شرعاً، اس واسطے اس کو مطلق بدعت کہنا یعنی سیّئہ اور ضلالت قرار دینا سراسر باطل ہے۔

((قیامِ میلاد کو شرک کہنا کسی طرح درست نہیں))

اور یہ جو بعض صاحب اس قیام کو شرک کہتے ہیں، یہ بھی کسی طرح صحیح نہیں اس لیے کہ شرک کے معنی علمِ عقائد میں یہ قرار دیے گئے ہیں:

اَلْاِشْرَاکُ هُوَ اِثْبَاتُ الشَّرِیْكِ فِی الْاُلُوْهِیَّةِ بِمَعْنٰی وُجُوْبِ الْوُجُوْدِ کَمَا لِلْمَجُوْسِ اَوْ بِمَعْنٰی اِسْتِحْقَاقِ الْعِبَادَةِ کَمَا لِعَبَدَةِ

الْاَصْنَامُ۔ کذا فی شرح العقائد للنسفی۔

((''شرک یہ ہے کہ کسی کو اُلوہیت میں شریک کیا جائے اس معنی میں کہ اس کا وجود واجب ہے جیسا مجوس کرتے ہیں یا ان معنوں میں کہ کسی کو مستحق عبادت مانا جائے، جیسا کہ بت پرست کرتے ہیں''۔شرح العقائد النسفیہ،ص۲۰۱،مکتبۃ المدینہ،کراچی،پاکستان))

اور حالتِ قیام میں نہ حضرت کو کوئی واجب الوجود سمجھتا ہے نہ مستحقِ معبودیت جانتا ہے اور خود قیام میں فی نفسہ معنی عبادت کے موجود نہیں اس لیے کہ خالی کھڑا ہو جانا بغیر ملنے کسی اور شے کے شریعت میں عبادت نہیں قرار دیا گیا البتہ اگر کھڑا ہونے والا ارادہٴ تعظیم سے کھڑا ہو اُس وقت ایک قسم کی تعظیم نکلتی ہے سو وہ بھی ایسی تعظیم کہ مخصوص بذاتِ باری تعالیٰ نہیں۔

ابراہیم حلبی نے ''شرح کبیر منیہ''میں درباب تحقیق فرض ہونے قیام نماز کے لکھا ہے:

اِنَّ الْقِیَامَ وَسِیْلَۃٌ اِلٰی السُّجُوْدِ وَالرُّکُوعِ وَالسُّجُوْدُ اَصْلٌ بِدَلِیْلِ اَنَّ السُّجُوْدَ شَرْعًا عِبَادَۃٌ بِدُوْنِ الْقِیَامِ کَمَا فِیْ سَجْدَۃِ التِّلَاوَۃِ وَالْقِیَامُ لَمْ یَشْرَعْ عِبَادَۃً وَحْدَہٗ وَ ذٰلِکَ لِاَنَّ السُّجُوْدَ غَایَۃُ الْخُضُوْعِ حَتّٰی لَوْسَجَدَ لِغَیْرِ اللّٰہِ یُکْفَرُ بِخِلَافِ الْقِیَامِ۔

((ترجمہ:''بے شک قیام سجدہ کی طرف وسیلہ ہے جبکہ سجدہ اور رکوع کی اصل دلیل سے ثابت ہے۔بے شک سجدہ قیام کے بغیر بھی عبادت ہے جیسا کہ سجدہٴ تلاوت۔اور فی نفسہ صرف قیام شرعاً عبادت نہیں ہے کیونکہ سجدہ عاجزی کی انتہا ہے یہاں تک کہ اگر کسی نے غیر اللہ کو سجدہ (سجدہٴ عبادت) کیا تو اس کی تکفیر کی جائے گی بخلاف قیام کے''))

اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ قیام للغیر ہرگز ہرگز شرک نہیں اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ اگر قیام شرک ہوتا تو ہرگز علمائے دین روضہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی زیارت میں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا جائز نہ رکھتے۔حالانکہ حضرت محدث دہلوی

نے ''جذب القلوب''میں اور ملا علی قاری نے ''دُرَّۃُ المضیہ''میں لکھا ہے :

وَ قَدْ ذَکَرَ الْکِرْمَانِیُّ اِنَّہٗ یَضَعُ یَمِیْنِہٖ عَلٰی شِمَالِہٖ کَالصَّلٰوۃِ (34)

اور اسی پر آج تک عمل ہے اس کے خلاف پر عمل نہیں۔اور ''فتاوی عالمگیریہ''میں ہے:

وَ یَقِفُ کَمَا یَقِفُ فِی الصَّلٰوۃِ۔ (35) ((فتاویٰ ہندیہ جلد 6 صفحہ 409))

ان تحقیقاتِ سلف سے خوب روشن ہوگیا کہ قولِ مؤلف در باب قیامِ مولد صحیح ہے ؎

شرک اس میں خدا کے ساتھ نہیں
اور نہ بدعت کا یاں پتا ہے کہیں

((منکرین قیامِ میلاد کے پہلے اعتراض کا جواب))

اب باقی رہی یہ بات کہ بعض آدمی کہا کرتے ہیں کہ صاحب تم محفل مولد شریف میں کھڑے ہوتے ہو کیوں ہر جگہ جب نام حضرت کا آئے کھڑے نہیں ہوتے ؟

جواب اس کا یہ ہے کہ قیام اختیار کرنا ہمارا خاص اس موقع میں اس مناسبت سے ہے کہ ولادت کے معنی یہ ہیں کہ آپ اس عالم میں تشریف لائے اور تشریف آوری کی تعظیم کو شرعاً مناسبت ہے قیام سے اور ہر دفعہ کے نام لینے میں یہ مناسبت نہیں۔

دوسرے یہ کہ آپ کا پیدا ہونا رحمت عام ہے:

وَ مَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ .

((ترجمہ: ''اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے''))

اور رحمت پر فرحت وسُرور کرنا ثابت ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَ بِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا (36)

((پارہ:۱۱، سورۂ یونس، آیت:۸۸))

---

(34) ترجمہ: ''تحقیق ذکر کیا کرمانی نے کہ رکھے داہنا ہاتھ اپنا بائیں ہاتھ پر جس طرح نماز میں رکھتے ہیں''۔۱۲

(35) ترجمہ: ''اور کھڑا ہو جس طرح کھڑا ہوتا ہے نماز میں''۔۱۲

(36) ''کہہ ساتھ فضل اور رحمتِ الٰہی کے فرحت کریں مومنین''۔۱۲

پس یہ ذکر بشارت رسان یعنی ولادت شریف کا بیان سن کر اظہارِ فرحت وسُرور کے لیے قیام کرنا اور بات ہے اور خواہی نخواہی جا بجا کھڑا ہونا اور بات۔ اور یہی وجہ ہے کہ جس وقت کوئی شخص روایتِ میلاد کو بطور کتبِ تواریخ مطالعہ کرے یا دوسرے کو تعلیم کرے یا بطریق اخبار خوانی پڑھ کر سنائے یا درمیان کسی اور ذکر کے اتفاقاً اور تبعاً بیان کرے ان صورتوں میں قیام کا دستور نہیں اس لیے کہ یہاں مذکر اور سامع کا قصد صرف اطلاعِ حال ہے نہ اظہارِ سُرور اور جلسہ میلاد شریف موضوع ہے اس لیے کہ اس میں فرحت وسُرور ہوا کرے اور شکر کیا جائے منتِ الٰہی کا جو قرآن شریف میں فرمایا ہے:

كَمَا تَقَدَّمَ مِنْ قَوْلِ اَبِىْ شَامَه۔

پس جس وقت اس جلسہء فرحت وسُرور میں ذکر آپ کی پیدائش اور ظہور کا ہوتا ہے اُس وقت اظہارِ فرحت وسُرور کیا جاتا ہے بخلاف اور مجالس کے کہ اُن میں یہ علت موجود نہیں۔

((منکرین قیامِ میلاد کے دوسرے اعتراض کا جواب))

اگر کوئی یہ کہے کہ دونوں جلسوں میں ذکر ایک ہے پھر نیتِ سُرور فرحت سے جلسہ منعقد کرنے اور نہ کرنے سے کیوں حکم بدل جاتا ہے؟

ہم کہتے ہیں کہ نیت بدلنے سے حکم بدل جانا مسئلہ شرعی ہے۔ قال علیہ السلام

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔

((ترجمہ: ''بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر''۔ بخاری: رقم الحدیث: ۱))

اور اسی حدیث کے سبب فقہا لکھتے ہیں کہ ''اگر کوئی حاجتِ غسل میں الحمد (یعنی سورہ فاتحہ) دعا وثنا کی نیت سے پڑھے، جائز ہے اور اگر قرأتِ قرآن کی نیت سے پڑھے، ممنوع ہے''۔ حالانکہ ذکر وہی ایک ہے چنانچہ ''شامی'' اور ''حلبی'' اور ''دُرمختار'' وغیرہ میں یہ مسئلہ موجود ہے پس اس ذکر میں بھی اگر اختلافِ نیت سے حکم بدل جائے ((تو)) کیا اشکال ہے!!!

تیسرے یہ کہ اہلِ ایمان میں نام اور ذکر آپ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کا روز وشب رہتا ہے پھر اگر ہر بار آدمی قیام کرے تو دم بدم اُٹھنے بیٹھنے میں رہے گا اس میں حرج ہے اور حرج معاف ہے۔

وَ مَا جَعَلَ عَلَیۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ مِنۡ حَرَجٍ۔

((ترجمہ: ''اور اللہ عزّوجلّ نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی''۔ پارہ ۱۷، الحج:۷۸))

فقہائے شرعِ متین مسئلہ درود میں حکم دیتے ہیں کہ اگر مجلس میں چند بار حضرت کا نامِ مبارک آئے تو صحیح یہ ہے کہ ایک ہی مرتبہ درود پڑھنا واجب ہوگا باقی ہر بار اگر درود پڑھے، بہتر ہے؛ ورنہ واجب نہیں۔ اس لیے کہ آپ کے نام کی بار بار یادگاری اُمّت پر واجب ہے واسطے محافظتِ سُنن اور احکام شریعت کے پھر اگر واجب ہو جائے، ہر مرتبہ درود پڑھنا اس میں بڑا حرج ہے یہ ترجمہ ہے عبارت ''شرح کبیر'' ابراہیم حلبی کا جو صفحہ ۳۸۱ مطبوعہ دہلی میں موجود ہے۔

پس یہ قاعدہ فقہاء کا بھی مقتضی ہے اس بات کو کہ بار بار کا حرج معاف کیا جائے اور محفل مولد شریف بہت قلیل ہوتی ہے ایک آدمی سال بھر میں شاید ایک دوبار محفل کرتا ہوگا اور ذکر نامِ مبارک کا سال بھر میں لاکھوں بار کرتا ہے پس بار بار کا قیام البتہ موجبِ حرج ہے۔

((منکرین قیامِ میلاد کے تیسرے اعتراض کا جواب))

اور بعضے معترض یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم نے خود حالتِ حیات میں قیام کو منع کیا ہے اب بعد وفات کس طرح جائز ہو؟۔

یہ بھی بڑا مغالطہ ہے بھلا حضرت کس طرح منع فرماتے اُس کام کو جو خود آپ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم سے روایت ہے یعنی آپ صلی اللّٰہ علیہ وسلم واسطے فاطمہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا کے قیام کرتے تھے چنانچہ ''مشکوۃ''، مطبوعہ احمدی کے صفحہ ۳۹۴ میں موجود ہے۔ اور نیز آپ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم

نے حلیمہ سعدیہ کے واسطے ایامِ حُنَین میں قیام کیا چنانچہ ''شرح مواہب زرقانی'' مطبوعہ مصر کی جلد اول صفحہ ۱۷۰ میں موجود ہے اور نیز آپ نے اپنے باپ رضاعی کے واسطے قیام کیا چنانچہ ''انسان العیون'' مشہور بہ ''سیرتِ حلبی'' مطبوعہ مصر کی جلد اول صفحہ ۱۲۱ میں موجود ہے اور نیز صحابۂ کرام آپ کی تعظیم کے واسطے قیام کرتے تھے فَاِذَا قَامَ قُمْنَا قِیَامًا۔ ''مشکوۃ'' کے صفحہ ۳۹۵ میں ہے۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا بھی آپ کے واسطے قیام کرتی تھیں چنانچہ ''مشکوۃ'' کے صفحہ ۳۹۴ میں ہے اور نیز صحابہ کو آپ نے فرمایا کہ ''کھڑے ہو جاؤ اپنے سردار سعد کے واسطے''۔ چنانچہ ''مشکوۃ'' کے صفحہ ۳۹۵ میں موجود ہے۔

بھلا باوجود موجود ہونے اس قدر روایتوں کے کس طرح یقین ہوسکتا ہے کہ آپ نے منع کیا ہوگا۔ ہاں البتہ آپ نے اُس قیام کو منع فرمایا ہے جو عجمی لوگ اپنے بادشاہوں کی تعظیم میں کھڑے رہتے تھے تصویر کی طرح بے حس وحرکت اور بادشاہ اُن کے بکمال نخوت وتکبّر بیٹھے رہتے تھے۔

چنانچہ شاہ ولی اللہ کی ''حجۃ اللہ البالغہ'' مطبوعہ بریلی کے صفحہ ۳۸۰ میں یہ مضمون مرقوم ہے اور شاہ صاحب موصوف نے قیامِ تعظیمی کو از روئے احادیث مسلّم رکھا ہے (37) پس یہ مغالطہ ان لوگوں کا سخت بے جا ہے اور نیز اسامہ بن شریک سے بسندِ قوی روایت ہے کہ ''کھڑے ہوئے ہم واسطے رسول اللہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وعلی آلہ وسلم کے اور بوسہ دیا ہم نے آپ کے ہاتھ کو''۔

چنانچہ ''قسطلانی شرح بخاری'' جلدِ تاسع مطبوعۂ مصر کے صفحہ ۱۴۵ میں ہے اور واضح ہو کہ بعض علماء اثباتِ قیام میں یوں تقریر کرتے ہیں اور وقت ولادت شریف کے ملائکہ کھڑے ہوئے تھے چنانچہ ''شرف الانام'' تصنیف علامہ شیخ قاسم بخاری میں یہ روایت موجود ہے؛ اس لیے ہم جب یہ ذکر کرتے ہیں تو اُن ملائکہ کے قیام کی شکل پیدا کرتے ہیں

---

(37) تفصیل کے لئے حجۃ اللہ البالغہ، باب آداب محبت کا بیان، ص ۶۱۵، مکتبہ رحمانیہ، اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور ملاحظہ کریں۔ (قادری)

کیونکہ اہلِ حدیث ((یعنی محدثین کرام ۔ وہابی نجدی فرقہ مرادنہیں کیونکہ اس وقت ان کا وجودنہیں تھا)) کے نزدیک شکل اورصورت بنادیناواقعہ مرویہ کامستحب ہے۔

چنانچہ ''صحیح بخاری'' کے صفحہ۳ میں روایت ہے کہ وہ جو وقت نزولِ وحی کے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلی آلہ وسلم جبرئیل کے ساتھ ساتھ دل میں قرآن پڑھنے لگتے تھے اورلبوں کوہلاتے تھے، ابن عباس جس وقت یہ روایت کرتے اپنے لبوں کوہلادیتے تھے جس طرح رسولِ خداہلاتے تھے۔اورسعید بن جبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جس طرح ابن عباس کواس روایت میں لب ہِلاتے دیکھا تھا جب یہ حال روایت کرتے وہ بھی یعنی سعیداپنے لبوں کوہلادیتے تھے پس جبکہ صحابہ اورتابعین سے تشکّل اور تمثیل واقعہ مرویہ کی ثابت ہوئی تو ہم بھی واقعہ میلادمیں قیامِ ملائکہ کی شکل بنادیتے ہیں۔

((حضورکامحفلِ میلادمیں تشریف لاناممکن ہے))

اوربعض اہلِ کشف قیام کی وجہ یہ فرماتے ہیں کہ حاضرہوتی ہے اس محفل میں روح نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلی آلہ وسلم کی اورہم تعظیم دیتے ہیں اُس کی۔

مؤلف کہتاہے کہ ہم یہ دعوی زبان پرنہیں لاسکتے اس لیے کہ ہم اربابِ کشف وشہود میں نہیں جو مشاہدہ کر کے بیان کریں ہاں البتہ اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے رسالہ 'انباہ الاذکیا فی حیات الانبیاء' مطبوعہ مطبع جمالی کے صفحہ۷ میں یہ لکھاہے کہ ''نظرکرنااعمالِ اُمت میں اوراُمت کی برائیوں کے واسطے استغفار کرنا اور بلیات دورہونے کی دعا کرنا اوراطرافِ زمین میں آمدورفت کرنا برکت کے ساتھ اورجوکوئی نیک بندہ امتی مرجائے اُس کے جنازے پرآنایہ حضرت کے بعض شغل ہیں عالمِ برزخ میں من جملہ اوراشغال کے چنانچہ اس میں حدیثیں اورآثاروارد ہوئے ہیں۔'' انتہی۔

اوراسی رسالہ کے صفحہ۳ میں ہے کہ ''ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلی آلہ وسلم زندہ ہیں اورخوش ہوتے ہیں اُمت کی عبادات سے اورغمگین ہوتے ہیں نافرمانیوں سے''

((انباہ الاذکیا فی حیات الانبیاء للسیوطی، ص۲۱ مطبوعہ ادارہ اسلامیات، لاہور))

اوراسی صفحہ میں ہے کہ ''انبیا کا مر جانا صرف اتنا ہے کہ وہ ہماری نظر سے چُھپ گئے اور وہ واقع میں زندہ موجود ہیں، مثل فرشتوں کے کہ وہ موجود ہیں اور نظر نہیں آتے مگر جس ولی اللہ کو بطورِ کرامت خداوند کریم دکھلا دے وہ دیکھ لیتے ہیں''۔انتھی کلامہ۔((انباہ الاذکیا فی حیات الانبیاء للسیوطی، ص ۲۱ مطبوعہ ادارہ اسلامیات، لاہور))

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی اہلِ کشف حضرت کی روح مبارک کو اس مجمع میں دیکھ لے کچھ عجب نہیں؛ لیکن بعض وہ آدمی جو لیاقت مشاہدہ کی نہیں رکھتے وہ بھی اُن اہلِ کشف کی پیروی اور اتباع میں اپنا عقیدہ ایسا ہی رکھتے ہیں سو یہ عقیدہ بھی جس کسی کا ہے اس کا نام 'شرک' نہیں رکھ سکتے: اس واسطے کہ شرک کے معنی اوپر بیان ہو چکے وہ اس پر مطابق نہیں ہو سکتے اور نیز جب اُن کا یہ اعتقاد ہوا کہ روحِ مبارک ایک جلسہ خاص میں حاضر ہوتی ہے اور خدا تعالی ہر وقت حاضر ہے دائماً۔خواہ ہم اس کو یاد کریں یا نہیں، اُس کا ذکر کریں یا نہیں، اُس کی ثنا وصفت کریں یا نہیں؛ تو خدا تعالی کے حاضر ناظر ہونے **(38)** اور روح مبارک کے حاضر ہونے میں بڑا فرق ہوا اور ایک صفت میں عبد اور معبود کو برابر نہیں کیا پھر یہ اعتقاد کس طرح شرک ہو؟

---

(38) غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے لیے حاضر و ناظر کے الفاظ استعمال کرنے کے متعلق فرماتے ہیں:

''یہ مسئلہ کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا کفر ہے یا نہیں؟ جمہور علماً کے سامنے پیش ہوا تو اُنہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ چونکہ اس میں تاویل ہو سکتی ہے اس لئے یہ اطلاق کُفر نہیں اور تاویل یہ کی کہ حضور کو مجازاً علم کے معنی میں لیا جائے اور نظر کے مجازی معنی رُویت مراد لے لیے جائیں اس تاویل کے بعد جب اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہا جائے گا تو یہ اطلاق سمیع وبصیر اور عالم من یریٰ کے معنی میں ہوگا۔ملاحظہ فرمائیے درمختار اور شامی''۔

اس کے حاشیے میں حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حاشیہ شامی سے نقل کیا ہے وہ بھی نقل کرتا ہوں۔

''شامی جلد۳ صفحہ ۳۳۷ (ویاحاضر ویاناظر لیس بکفر) صاحبِ درمختار فرماتے ہیں کہ (اللہ تعالیٰ) کو یا حاضر و یا ناظر کہنا کفر نہیں

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ہے۔۔۔)

((محفلِ میلاد میں حضور کے تشریف لانے سے متعلق منکرین کے اعتراض کا ان کے پیشوا سے جواب))

اور اگر یہ کہیں کہ حضرت کی روح کو غیب کی خبر اتنی دور سے کس طرح ہوتی ہے کہ فلانے مقام پر محفل ہے، وہاں چلیے۔

جواب یہ ہے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب ''صراط مستقیم''، مطبوعہ میرٹھ کے صفحہ ۱۷۷ میں لکھتے ہیں کہ ''روح مقدس حضرت غوث الثقلین اور خواجہ بہاء الدین کی سید احمد صاحب پر ظاہر ہوئی اور ایک پہر تک سید صاحب کو دونوں اماموں نے توجہ قوی دی''۔ انتہی

((صراط مستقیم، ص ۲۲۳، مطبوعہ ادارہ نشریات اسلام، لاہور۔ صراط مستقیم، ص ۳۱۸ مطبوعہ اسلامی اکادمی، اردو بازار، لاہور))

(۔۔۔ پچھلے صفحہ کا بقیہ حاشیہ 38) اس پر علامہ شامی رقم طراز ہیں (قوله ليس بكفر) فان الحضور بمعنى العلم شائع مَايَكُوْنُ مِنْ نَجْوَىٰ ثَلَاثَةٍ اِلَّا وَهُوَ رَابِعُهُمْ والنظر بمعنى الروية اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرىٰ فالمعنى ياعالم يامن يرىٰ بزازيه (ليس بكفر) کی وجہ یہ ہے کہ یا حاضر و یا ناظر میں تاویل ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ ''حضور''، علم کے معنی میں عام طور پر مستعمل ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَايَكُوْنُ مِنْ نَجْوَىٰ ثَلَاثَةٍ اِلَّا وَهُوَ رَابِعُهُمْ ''کوئی سرگوشی تین افراد کی نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ ان کا چوتھا ہوتا ہے''۔ معلوم ہوا کہ کوئی فرد علمِ الٰہی سے باہر نہیں۔ اس طرح یا حاضر یا عالم کے معنی میں ہو گیا اور نظر رویۃ کے معنی میں مستعمل ہے اور رویۃ اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہے قرآن کریم میں ہے اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرىٰ لہٰذا یا حاضر یا عالم یامن یَریٰ کے معنی میں ہوا۔۱۲

(تسکین الخواطر فی مسئلہ الحاضر والناظر صفحہ ۸، ۹ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، وکٹوریہ مارکیٹ، سکھر)

اللہ تعالیٰ کے لیے حاضر و ناضر کے اطلاق کے متعلق مزید فرماتے ہیں:

''جمہور علماً نے ان کو لغوی معنی سے پھیر کر تاویل کر لی اور تاویل کے بعد حاضر و ناظر کے اطلاق کو اللہ تعالیٰ کے حق میں جائز رکھا''

(تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر صفحہ ۸، ۹ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، وکٹوریہ مارکیٹ، سکھر)

(میثم قادری)

دیکھو سید صاحب مقام دہلی میں تھے اور کس قدر رستۂ دُور دراز سے یعنی بخارا اور بغداد سے پاک روحیں آئیں اور توجہ قوی دی اور اُن کو کس طرح غیب کی خبر ہوگئی کہ دہلی میں فلاں شخص سید احمد نام مردِ صالح ہے۔ آؤ وہاں جا کر اُن کو اپنے فیض سے مشرف کریں جب اُن کو خبر ہوگئی حضرت کو خبر ہونا تو بہت سہل ہے، اس لیے کہ اعمالِ امت آپ پر پیش کئے جاتے ہیں اور محفل مولد شریف بھی ایک عمل ہے امت کا اور ملائکہ آپ کو درود وسلام پہنچانے پر معین ہیں اور اس محفل میں درود بکثرت ہوتا ہے اور آپ کی صفائے باطن سب اولیا بلکہ سب انبیا سے افضل اور اعلیٰ ہے اور آپ اپنا فیض پہنچانا اپنی امت کو بجان و دل چاہتے ہیں اگر آپ کو خبر محفل کی ہو جائے کسی واسطے سے وسائطِ مذکور سے اور آپ کی توجہ روحی اس طرف کو ملتفت ہو جائے اور آپ اپنے امتیوں کو برکات سے مستفیض فرمائیں ((تو)) کیا بعید ہے!!!

آخر روایت جلال الدین سیوطی اوپر گزر چکی اُس میں ان سب باتوں کا ثبوت ہے نئی لائن اور بعض معترض کہتے ہیں کہ کبھی ایک وقت میں چند مکان پر مولد شریف ہوتا ہے تو آپ کی ایک روح کس طرح سب جگہ حاضر ہوتی ہوگی؟

جواب اس کا یہ ہے کہ جسمِ عنصری ہیولاتی کا حاضر ہونا ایک آن میں چند مقام پر البتہ مُحال ہے لیکن نفسِ ناطقہ کا ابدانِ مثالیہ میں چند مکان پر ظاہر ہونا اور لطائف کا متجسد ہو کر ظاہر ہونا مسلّم الثبوت ہے اگرچہ بہت علما اور اولیا اس مسئلہ کے قائل ہیں۔

((حضرت مجدد الف ثانی سے ثبوت))

لیکن اس مقام پر نقل کیا جاتا ہے کلام اُس عارفِ ربانی کا جو مولوی محمد اسمٰعیل کے پیرانِ پیر ہیں یعنی حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی جو ساتویں طبقہ (39) میں ان کے پیر

---

(39) اور شجرہ اُن کا یہ ہے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی مرید ہیں سید احمد صاحب سے اور وہ شاہ عبدالعزیز صاحب سے اور وہ شاہ ولی اللہ صاحب سے اور وہ سید عبداللہ سے اور وہ سید آدم بنوری سے اور وہ شیخ ربانی احمد مجدد الف ثانی سے۔ الیٰ آخرہ ۱۲

طریقت ہیں وہ اپنے ''مکتوبات'' مطبوعہ دہلی جلد ثانی صفحہ ۱۱۵ میں بیان فرماتے ہیں:

هر گاه جنبان را بتقدیر الله سبحانه ایں قدرت بود که متشکل اشکال گشته اعمال غریبه بوقوع آرندا روح کمل ، ااگ اب قد، ت عطاف مانند جه محا تعجب است وجه احتیاج ببدن دیگر ازیں قبیله است انچه بعضے از اولیاالله نقل میکنند که در یك آن در امکنه متعدده حاضر میگردند و افعال متبائنه بوقوع می آرند ایں جا نیز لطائف ایشاں متجسد باجساد مختلفه و متشکل باشکال متبائنه میشوند۔

((ترجمہ: ''جب کہ جنات بتقدیرِ خداوندی یہ طاقت رکھتے ہیں کہ مختلف شکلوں میں متشکّل ہو کر عجیب عجیب کام کر لیتے ہیں ارواحِ کاملین کو اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ طاقت وقدرت مل جائے تو اس میں تعجب کی کون سی بات ہے اور کسی دوسرے جسم میں منتقل ہو کر افعال صادر کرنے کی کیا حاجت ہے چنانچہ اسی سلسلے کی کڑی ہیں وہ واقعات جو بعض اولیاء اللہ سے منقول ہیں کہ وہ ایک ہی وقت میں متعدد مقامات کے اندر موجود اور حاضر ہوتے ہیں اور مختلف کام انجام دیتے ہیں''))

اور اس عبارت سے آٹھ سطر بعد لکھتے ہیں :

این تشکل گاه در عالم شهادت بودو گاه در عالمِ مثال چنانچه دریکشب هزار کس آن سروررا علیه وعلی آله الصلٰوة و السلام بصور مختلفه درخواب می بینند واستفاده هامی نمایند اینهمه تشکل صفات و لطائف اوست وعلی آله الصّلٰوة والسلام بصورة هائے مثالی و هم چنین مُریدان از صورِ مثالی پیران استفاده هامی نمایندو حلّ مشکلات می

فرمایند انتھٰی

((ترجمہ: "یہ تشکّل کبھی عالم شہادت میں ہوتا ہے اور کبھی عالمِ مثال میں، چنانچہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ہزار آدمی ایک ہی رات میں خواب کے اندر نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کو مختلف صورتوں میں دیکھتے ہیں اور بہت سے فائدے اور برکات حاصل کرتے ہیں یہ بھی درحقیقت آپ کی صفات اور آپ کے لطائف کی شکلیں ہوتی ہیں جو مثالی صورتوں میں جلوہ گر ہوتی ہیں"))

دیکھو حضرت مجدد کے کلام سے کچھ بھی اشکال اور تشکیک اعتقاد توجہ روحی حضرت صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم میں باقی نہیں رہتا اور حضرت مجدد کی شانِ عالی میں بباعث مسلّم رکھنے اُس عقیدہ کے کوئی بے ادب شرک وغیرہ کے لفظ گستاخانہ نہیں بک سکتا، معلوم نہیں اگر کوئی آدمی اس طرح کا عقیدہ رکھیں اُن کو کس لیے مشرک اور جہنمی کہا جاتا ہے اور ان سے سلام اور مصافحہ ترک کیا جاتا ہے۔

((منکرین میلاد کے مجدد الف ثانی کے حوالے سے کیے گئے اعتراض کا تحقیقی جواب))

اور اس مقام پر ایک اور فائدہ یاد آیا، وہ یہ ہے کہ بعض صاحبوں نے حضرت مجدد کے مکتوب نمبر ۲۷۳ جلد اول سے بطور مغالطہ دہی یہ مضمون ثابت کیا ہے کہ وہ حضرت مانع محفل میلاد ہیں۔ نعوذ باللہ منہا

یہ کیسا اتہام ہے کہ انہوں نے مولد شریف کرنے والوں کو نہ مشرک لکھا ہے نہ مبتدع بلکہ ایک طرزِ خاص پر انکار فرمایا ہے کہ محفل مولود میں سماع کا ڈھنگ نہ ہونے پائے اسی واسطے اُس مکتوب میں لکھتے ہیں:

مبالغۂ فقیر در منع بواسطہ مخالفت طریقت خود است۔ انتھی

معلوم ہوتا ہے کہ شاید کسی نے قرب و جوار میں یہ محفل مثل محفل سماع منعقد کی ہوگی اُس پر وہ انکار فرماتے ہیں ورنہ مطلق محفل کو جو خوش آوازی سے قصائد پڑھے جائیں اور غرضِ صحیح یعنی محبتِ رسول یا شکر حصولِ نعمت یا کشفِ بلیات وغیرہ کے لیے محفل منعقد کی جائے، اُس کا انکار اُن کے کلام میں نہیں نکلتا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اُسی مکتوبات کے مکتوب ۷۲ جلد سوم میں جو خواجہ حسام الدین احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو در جواب استفسار مسئلہ مولود شریف لکھتے ہیں: مرقوم ہے

دیگر درباب مولود خوانی اندراج یافته بود در نفس قرآن خواندن بصوت حسن و در قصائد نعت و منقبت خواندن چه مضائقه است ممنوع تحریف و تغیر حروف قرآن ست و التزام رعایت مقامات نغمه و تردید صوت بان بطریق الحان با تصفیق مناسب آن که در شعرنیز غیر مباح است اگر به نهجے خوانند که تحریفے در کلمات قرآنی واقع نشود و در قصائد خواندن شرائط مذکور متحقق نگردو و آنراهم بغرض صحیح تجویز نماید چه مانع است۔ الیٰ آخره

جو شخص ان دونوں مکتوبوں کو جو جلد اول اور جلد سوم میں مندرج ہیں حرفاً حرفاً بنظرِ غور دیکھے گا اور نیز دوسرے مکاتیب اُن کے مذمتِ سماع میں دیکھے گا اُس پر مخفی نہ رہے گا کہ حضرت مجدد کو محفلِ سماع سے سخت نفرت ہے اس میں بھی یہی اندیشہ کرتے ہیں کہ اگر ہم تھوڑا بھی سہارا دیں گے تو یہ بوالہوس لوگ یعنی ناچ راگ باجے کے مشتاق رفتہ رفتہ تمام لوازم محفلِ سماع ممنوع کے مثلاً تالی بجانا اور نغمات کا رعایت کرنا اور رقص و سرود وغیرہ اس میں داخل کر دیں گے، فرماتے ہیں: قَلِيلُهُ يُفْضِي اِلٰى كَثِيرِهٖ۔ یعنی ''تھوڑی رخصت بہت دور نوبت پہنچا دیتی ہے''؛ ورنہ بغیر ان امور کے ہرگز یہ محفل شرعاً ممنوع نہیں۔ چنانچہ ابھی اس عبارتِ منقولہ بالا میں گزر چکا جس کا خلاصہ یہ۔ ہے کہ اگر بغیر تحریف اور رعایت مقامات نغمہ بغیر تالی بجانے اور گٹکری لگانے کے پڑھیں اس میں کیا ممانعت ہے۔

((قیامِ میلاد کے متعلق مزید وضاحت))

اور بعضے قیام کرنے والے جن کو اور دلائل پر غور نہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم قاری مولد کا اتباع کرتے ہیں جس وقت تک وہ بیٹھا ہوا پڑھتا ہے ہم بیٹھے رہتے ہیں جب وہ کھڑا ہو کر پڑھنے لگتا ہے ہم بھی کھڑے ہو جاتے ہیں اس وقت ہم اپنا بیٹھا رہنا مکروہ جانتے ہیں۔ ومخالفت اصحاب ((ساتھیوں)) کی کرنا منافی آدابِ صحبت ہے۔

مؤلف کہتا ہے اس کی بھی کچھ اصل حدیث شریف اور نیز کلامِ سلف سے نکلتی ہے۔ حدیث یہ ہے کہ صحابہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم مسجد میں ہم سے حدیث ((بیان)) کیا کرتے اور جب آپ کھڑے ہوتے ہم بھی کھڑے ہو جایا کرتے اور کھڑے رہتے یہاں تک کہ ہم دیکھتے آپ گھر میں داخل ہو گئے جیسا کہ ''مشکوۃ'' مطبوعہ احمدی کے صفحہ ۳۹۵ میں ہے اور کلامِ سلف سے یہ سند ہے کہ حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی ''احیاء العلوم'' کی جلد ثانی ''کتاب آدابِ سماع'' میں لکھتے ہیں :

اَلْاَدَبُ الْخَامِسُ مَوَافِقَةُ الْقَوْمِ فِی الْقِیَامِ اِذَا قَامَ وَاحِدٌ مِّنْهُمْ فِیْ وَجَدِ صَادِقٍ مِّنْ غَیْرِ رِیَاءٍ وَّ تَکَلُّفٍ اَوْقَامَ بِاخْتِیَارٍ مِنْ غَیْرِ اِظْهَارٍ وَجَدَ وَ قَامَتْ لَهُ الْجَمَاعَةُ فَلَا بُدَّ مِنَ الْمُوَافِقَةِ فَذٰلِكَ مِنْ اٰدَابِ الصُّحْبَةِ۔(40)

(40) مصنف کی نقل کردہ عبارت کا ترجمہ تو مکمل ہو گیا مگر یہاں امام غزالی کی اس عبارت کا بقیہ حصہ نقل کرنا افادیت سے خالی نہ ہوگا۔ امام غزالی مزید لکھتے ہیں: ''اور لوگوں سے ان کی عادتوں کے موافق برتاؤ کرنا لازم ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا اور خصوصاً جب ان عادتوں میں اچھا برتاؤ اور دلوں کی خوشنودی ہو اور کہنے والے کا یہ کہنا کہ ''یہ بدعت ہے، صحابہ سے ثابت نہیں'' تو یہ کب ہے کہ جس چیز کے جواز کا حکم دیا جائے وہ صحابہ سے منقول ہو، بُری تو وہ بدعت ہے جو کسی سنت مامور بہا کا کاٹ کرے اور ان باتوں سے ''نہی'' نہیں نہ آئی اور ایسے ہی سب مساعدتیں جب ان کے دل خوش کرنا مقصود ہو اور ایک جماعت نے اس پر اتفاق کر لیا ہو تو بہتر یہی ہے کہ ان کی موافقت کی جائے مگر ان باتوں میں جن سے ایسی صریح نہی وارد ہوئی کہ لائق تاویل بھی نہیں۔''
(احیاء العلوم، کتاب السمع والوجد، جلد۲ ص ۳۰۵، مطبعۃ المشہد الحسینی قاھرہ)۔ قادری۔)

((ترجمہ: ''پانچواں ادب قوم کی موافقت کرنا ہے قیام میں جب کوئی ان میں سے سچے و. بد میں بے نمائش وتکلف یا بلا وجہ اپنے اختیار سے کھڑا ہو تو ضرور ہے کہ سب حاضرین اس کی موافقت کریں اور کھڑے ہو جائیں کہ یہ آداب صحبت سے ہے''))

خلاصہ یہ کہ قیام کرنے والوں کی نیت اور وجوہ و دلائل میں البتہ اختلاف ہے لیکن قیام فی نفسہ بلا شبہ بڑے بڑے علمائے اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق والاجماع جائز ہے اور ایک دو عالم غیر مشہور کی مخالفت جو اُس وقت میں پائی گئی وہ معتبر نہیں۔ امام برزنجی نے اپنے مولد شریف میں لکھا ہے کہ قیام کو بڑے بڑے صاحبِ روایت و ہوش جو اپنے وقت کے امام گنے جاتے تھے اُنہوں نے مستحسن فرمایا ہے اور اُن کی عبارت بلفظہٖ یہ ہے :

وَ قَدْ اِسْتَحْسَنَ الْقِيَامَ عِنْدَ ذِكْرِ مَوْلِدِهِ الشَّرِيْفِ أَئِمَّةٌ ذَوُوْ رِوَايَةٍ وَ رَوِيَّةٍ فَطُوْبٰى لِمَنْ كَانَ تَعْظِيْمُهٗ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ غَايَةَ مَرَامِهٖ وَ مَرْمَاهُ ۔

((عِقْدُ الْجَوْهَرِ فِيْ مَوْلِدِ النَّبِيِّ الْاَزْهَر صفحه 106 اصدارات الساحة الخزرجية۔ابو ظبی،دولة الامارات العربية المتحدة۔2008ء/1429ھ۔عِقْدُ الْجَوْهَرِ فِيْ مَوْلِدِ النَّبِيِّ الْاَزْهَر اردو ترجمه و تشريح بنام مولدِ برزنجی از مولانا نور بخش توکلی۔ صفحه 25 جامعه اسلامیه، 1۔ فصیح روڈ، اسلامیہ پارک، لاہور۔عِقْدُ الْجَوْهَرِ فِيْ مَوْلِدِ النَّبِيِّ الْاَزْهَر اردو ترجمه بنام مولودِ برزنجی از مولانا عبدالغنی نورا الله شاه قادری صديقی لکھنوی شاگردِ رشيد حضرت مولانا سلامت الله رحمة الله عليه صفحه 26 مطبوعه در مطبع نامی،لکھنؤ))

(ترجمہ: ''اور بے شک آپ کے مولد شریف کے ذکر کے وقت کھڑا ہونے کو اُن اماموں نے جو صاحب روایت و درایت ہیں، اچھا جانا ہے پس سعادت ہے اس شخص کو جس کی مراد و مقصد کی غایت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی تعظیم ہو''۔

شرع کے مفتیان ماہر فن ❁ لکھتے ہیں یہ قیام مستحسن
دیکھو روح البیان کی تحریر ❁ سنو حلبی کی بعدازاں تقریر
عقد مفرد کی دیکھ لو تصحیح ❁ اور علامہ عرب کی تصریح
مفتیوں کی سنو سخن سنجی ❁ اور دیکھو کلام برزنجی
حُسن پر اس کے عام فتوی ہے ❁ صورتِ اجماع کیسی پیدا ہے
دیکھو اب توبہ کرکے چپ رہنا ❁ بھول کر بھی نہ اس میں کچھ کہنا

کلام درزینتِ محفل:

کہتے ہیں فرش مت بچھاؤ تم ❁ عطر و لوبان مت بساؤ تم
ہم یہ کہتے ہیں اے مسلمانو! ❁ ہے یہ زینت میں رمز پہچانو
ہم جو محفل کو یوں سجاتے ہیں ❁ فرش اور چاندنی بچھاتے ہیں
رکھتے ہیں عزّ و شان سے منبر ❁ عمدہ مسند لگاتے ہیں اُس پر
کہیں لوبان ہے کہیں ہے ''اگر'' ❁ عطر و خوشبو سے ہے مہکتا گھر
اس لیے ہے یہ زیب اور زینت ❁ ہووے ذکرِ رسول کی عظمت
دیکھ کر عزّ و جاہ محفل کا ❁ قفل کھلتا ہے قلبِ غافل کا
ہوتا اکثر ہے اے خجستہ خصال ❁ شان معنی پہ جاہ صورتِ دال
لکھنا قرآن کا مستحب ہے ضخیم ❁ تا ضخامت سے دل میں ہو تعظیم

وَ یُکْرَہُ تَصْغِیرُ الْمُصْحَفِ کَذَا فِی الْعَالَمْکِیرِیَّۃِ وَغَیْرِھَا وَ فِیْ نِصَابِ الْاِحْتِسَابِ اَنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ رَایٰ مُصْحَفًا صَغِیْرًا فِیْ یَدِ رَجُلٍ فَقَالَ مَنْ کَتَبَہ، فَقَالَ اِنَّا فَضَرَبَہ، بِالدُّرَّۃِ وَ قَالَ عَظِّمُو االْقُرْآنَ وَ فِی الْمَعَالِمِ فِیْ بَیَانِ کَتَابَۃِ بِسْمِ اللّٰہِ کَانَ عُمَرَ بْنِ عَبْدُالْعَزِیْزِ یَقُوْلُ لِکِتَابِہٖ طَوِّلُوْا الْبَاءِ وَ اَظْھِرُوْا السِّیْنِ وَ فَرِّجُوْا

بَیْنَهُمَا وَ دوروا الْمِیْمِ تَعْظِیْماً لِکِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ۔ انتھی۔
قُلْتُ فَعُلِمَ مِنْهَا وَ مِنَ الْاَدِلَّةِ الْكَثِیْرَةِ غَیْرِهَا اِنَّ عَظْمَةُ الظَّاهِرِ تَدُلُّ عَلٰی عَظْمَةِ الْبَاطِنِ۔ (41)

گر نہ محفل کو دیجئے زینت ❁ کہیے نکلے گی اس میں کیا عظمت
فرش منبر نہ شامیانہ ہو ❁ ایک پھٹا بوریا پرانا ہو
ہے ہمارا خدائے پاک جمیل ❁ وَیُحِبُّ الْجَمَالِ (42) ہے بے قیل
حق نے ہم پر مباح زینت کی ❁ اور مانع یہ زجر و شدت کی

قوله تعالیٰ: قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ۔
کذا فِی الدُّرِّ الْمُخْتَارِ۔

یعنی کہہ ان سے میرے پیغمبر ❁ کس نے زینت حرام کی تم پر
دے جو زینت کی خود خدا رخصت ❁ کیوں نہ محفل کو دیں ہم زینت
خاص اُس کے حبیب کی محفل ❁ رہے بے زیب کیسے مانے دل

---

(41) ''مکروہ ہے چھوٹا کرنا قرآن کا جیسا کہ ''فتاوی عالمگیری'' وغیرہ میں ہے اور ''نصاب الاحباب'' میں لکھا ہے کہ ''حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن چھوٹا ایک آدمی کے ہاتھ میں دیکھا، فرمایا یہ کس نے لکھا ہے؟ وہ بولا میں نے۔ آپ نے اُس کے دُرّہ مارا اور فرمایا بڑا کرو قرآن کو واسطے تعظیم کے''۔ اور ''تفسیر معالم التنزیل'' میں ہے درباب کتابتِ بسم اللہ کہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کاتبوں کو فرماتے تھے: لمبی لکھو بائے موحدہ کو اور کھول کر لکھو سین اور فاصلہ دو سین اور بے میں اور گول حلقہ بناؤ میم کا، واسطے تعظیم کتاب اللہ کے تمام ہوا کلام اُن کا''۔ انتہی ''کہتا ہوں میں کہ معلوم ہو گیا ان دلیلوں سے اور نیز اور بہت دلیلوں سے سوائے ان کے کہ بے شک ظاہر کی عظمت دلالت کرتی ہے باطن کی عظمت پر''۔۱۲

(42) ''مسلم شریف'' میں ہے: اِنَّ اللّٰهَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ۔ مسلم، رقم الحدیث: ۱۳۱۔ قادری

((محفلِ میلاد شریف کے متعلق منکرین کے ایک شبہ کا جواب))

فائدہ: بعضے کہتے ہیں کہ ہم نے مانا کہ یہ محفل ذکرِ رسول کی مستحب ہے لیکن اس مستحب کے واسطے اس قدر زینت کرنی اور مجلس قرآن خوانی اور وعظ کے لیے کچھ زیبائش نہ کرنی اور شیرینی نہ بانٹنی، اس کی کیا وجہ ہے؟، کیا مستحب کو فرائض اور واجبات پر ترجیح ہے؟ جواب اُس کا یہ ہے کہ فقط لوازمِ سرور بجالانے سے ترجیح لازم نہیں آتی۔ دیکھو عیدین کی نماز کہ بعض علما کے نزدیک واجب ہے اور بعض کے نزدیک سنت ہے اور پانچوں وقت کی نماز بالاتفاق والاجماع فرضِ قطعی ہے؛ لیکن نماز عید کے واسطے حکم دیا جاتا ہے کہ غسل کریں اور عمدہ لباس پہنیں، زیبائش کریں، خوشبو لگائیں، اظہارِ بشاشت وتہنیت کریں۔ راستہ میں تکبیر کہتے ہوئے جائیں ایک راستہ سے جائیں اور دوسرے راستہ سے واپس آئیں اور جمعیتِ کثیر کے ساتھ نماز پڑھیں، تنہا جائز نہیں اور پنجگانہ جو فرض قطعی الثبوت جس کا منکر کافر ہو بلکہ بعض علماء کے نزدیک ایک وقت کا ترک کرنے والا بھی کافر ہو، اُس کے لیے کچھ بھی اہتمام نہیں۔ اب اگر کوئی نادان یوں کہنے لگے کہ واجب ظنی اور سنت کو فرض پر ترجیح دی اُس کی نادانی ہے۔

اصل حکمت اور رمز اس میں یہ ہے کہ صلوۃِ خمسہ محض عبادت ہے اور روزِ عید میں دو بات ہیں ایک ادائے عبادت اور دوسرے اظہارِ فرحت سُرور۔ وہ جو لوازم زوائد بالائی ہیں وہ فرحت روزِ عید کے لیے ہیں نہ محض واسطے نماز کے، اسی طرح محفلِ نماز یا قرآن خوانی عبادت محض ہے اور محفلِ مولد شریف میں دو امر ہیں ایک عبادت یعنی پڑھنا روایات و معجزات وغیرہ کا دوسرے اظہارِ فرحت وسُرور پس لوازمِ زینت اور تجمل اور کھانا کھلانا یا شیرینی بانٹنا خوشبو وغیرہ کا استعمال کرنا یہ سب اظہار فرحت وسُرور کے واسطے ہے نہ صرف معجزات یا قصہ پڑھنے کے واسطے اور اس فرحت وسُرور میں شکر ہے حضرت رب العالمین کا کہ ایسا رسول رحمۃ للعالمین ہمارے لیے بھیجا جس کو فرمایا ہے:

قَدْ جَآءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ ۔

((ترجمہ: ''تحقیق تمہاری طرف اللہ کی طرف سے نور آیا''۔ پارہ:۷، المائدہ:۱۵))

اور فرمایا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ ۔

(43) (پارہ:۴، سورۂ آل عمران آیت:۱۶۴)

پس ثابت ہوا کہ یہاں سامانِ تجمل اور زینت میں حکمت اور ہے کہ وہ مجلس قرآن خوانی اور وعظ وغیرہ میں نہیں۔

((منکرینِ میلاد کے ایک اور شبہ کا جواب))

اور اگر کوئی کہے کہ حصولِ ایمان اور نزولِ قرآن اور نماز وغیرہ یہ بھی تو نعمتیں ہیں اُن کا سُرور کیوں نہیں کرتے؟ ہم کہتے ہیں کہ واقعی یہ سب نعمتیں ہیں لیکن یہ سب نعمتیں آپ صلی للّٰہ تعالٰی علیہ وعلی آلہ وسلم کے وسیلہ سے حاصل ہوئیں اور اگر آپ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وعلی آلہ وسلم تشریف فرمائے دار دنیا نہ ہوتے تو ان میں سے کچھ بھی نہ ہوتا۔

احادیث میں وارد ہوا ہے کہ اگر حضرت پیدا نہ ہوتے تو نہ آسمان ہوتا نہ زمین اور نہ قائم کیا جاتا ثواب وعذاب اور نہ پیدا ہوتے آدم علیہ السلام۔(44)

---

(43) ''تحقیق احسان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان پر کہ بھیج دیا اُن میں ایک رسول اُنہیں میں کا''۔

(44) الآثار المرفوعة جلد۱، ص۴۴، الفوائد المجموعة، باب فضائل النبی، حدیث ۱۸، ص۳۲۶، دار الکتب العلمیہ بیروت، الاسرار المرفوعہ فی اخبار الموضوعہ، حدیث ۷۵۵، ص۱۹۴۔ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ دیلمی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی، حضور صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وعلی آلہ وسلم فرماتے ہیں: اتانی جبریل فقال ان اللہ یقول لولاك لما خلقت الجنة و لولاك لما خلقت النار۔ میرے پاس جبریل نے حاضر ہوکر عرض کی، اللہ عزّوجلّ فرماتا ہے: اگر تم نہ ہوتے میں جنت کو نہ بناتا، اور اگر تم نہ ہوتے تو میں دوزخ کو نہ بناتا۔ (کنز العمال بحوالہ دیلمی، موسسة الرسالة بیروت، جلد۱۱، ص۴۳۱)

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ہے۔۔۔)

چنانچہ یہ روایتیں ''مواہب اللدنیہ'' اور اُس کی شرح اور ''سیرت حلبی'' میں موجود ہیں پس حضرت صلی اللّٰہ تعالٰی علیه و آله وسلم کے پیدا ہونے کا سُرور اور فرحت کرنا گویا سب چیزوں کا فرحت اور سُرور ہے۔

چوکی یا منبر بچھانا اور اہتمام کرنا:

پڑھتے مولود کیوں ہیں منبر پر ✲ جہلا طعن دیتے ہیں اکثر
راہِ عشقِ نبی کے سالک کا ✲ لو سُنو۔ حال امام مالک کا
اور خیرالقرون میں شامل ✲ مجتہد تھا وہ مردِ دانا دل
غسل خانے میں اولاً جاتے ✲ جب روایت حدیث فرماتے
اور پہنتے لباس پاک و نفیس ✲ غسل کرتے محدثوں کے رئیس
طیلسان اوڑھتے تھے اور رِدا ✲ باندھتے ایک عمامہء زیبا

(۔۔۔پچھلے صفحہ کا بقیہ حاشیہ 44) اعلیٰ حضرت امام اہل سنت سے لو لاك لما خلقت الدنیا کی بابت دریافت کیا گیا، آپ نے ارشاد فرمایا: ''یہ ضرور صحیح ہے کہ اللہ عزّ و جلّ نے تمام جہان حضور صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وعلی آله وسلم کے لئے بنایا اگر حضور نہ ہوتے کچھ نہ ہوتا۔ یہ مضمون احادیث کثیرہ سے ثابت ہے، جن کا بیان ہمارے رسالے تلالؤا الافلاك بحلال احادیث لو لاك میں ہے اور انہی لفظوں کے ساتھ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے اپنی بعض تصانیف میں لکھی۔ مگر سنداً ثابت یہ لفظ ہیں: ابن عساکر نے ''تاریخ دمشق'' میں ان الفاظ سے روایت کی: خلقت الخلق لا عرضهم کرامتك و منزلتك عندی و لولاك لما خلقت الدنیا (تاریخ دمشق جلد۲، ص ۱۳۷ جلد۳، ص ۲۹۷ ملخصاً فتاوی رضویہ جلد ۲۹، ص ۱۱۷۔۱۱۲، جلد ۱۵، ص ۳۰۹۔۳۰۴)

مقصود ذات اُوست دگر جملگی طفیل
منظور نور اُوست دگر جملگی ظلام

(مقصود ان کی ذات ہے باقی تمام طفیلی ہیں فقط انہی کا نور دکھائی دیتا ہے باقی سب تاریکیاں ہیں۔ فتاوی رضویہ، جلد ۳۰، ص ۱۸۸۔۱۹۱)۔ قادری)

آتے خوشبو لگا کے پھر باہر ❁ باوقار و جلال و شوکت و فر
ایک چوکی بچھائی جاتی تھی ❁ عمدہ مسند لگائی جاتی تھی
بیٹھ کر اُس پہ شان و شوکت سے ❁ تب حدیثِ رسول پڑھتے تھے
درس جب تک حدیث فرماتے ❁ بہر خوشبو بخور سُلگاتے
پوچھا اک شخص نے کہ مولانا ❁ کرتے ہو اہتمام کیوں اتنا
بولے اس واسطے ہے یہ تعظیم ❁ ہے حدیثِ نبی کی شانِ عظیم
غور سے دیکھو اے مسلمانو! ❁ مت پھرو حق سے امرِ حق مانو
ہے جو مولد کی محفلِ مقبول ❁ اِس میں کیا ہے بجز حدیثِ رسول
کہیں قرآن سے کوئی آیت ہے ❁ راویوں سے کوئی روایت ہے
معجزاتِ رسول کا ہے بیاں ❁ با احادیث و آیۂ قرآں
چوکی گر ہم بچھائیں یا منبر ❁ پڑھیں عظمت سے ذکرِ پیغمبر
مت کہو اس کو سیّئہ بدعت ❁ ہے یہ خیرالقرون کی سنّت

نقل مذہبِ جمہور در جوازِ محفلِ مولود:

محفل اِس زیب اِس صفائی سے ❁ خاص اِس ہیئتِ کذائی سے
لکھتے ہیں مستحب و مستحسن ❁ نورِ حق سے ہے جن کا دل روشن
جیسے تھے ابن طغربک مفتی ❁ ترکمانی دمشقی حنفی
قاریوں کے امام شمس الدین ❁ جن کی جزری ہے اور حصن حصین
وہ سیوطی فقیہ خوش تقریر ❁ ہے جلالین جس کی اک تفسیر
وہ امام محی الدین نووی ❁ شرح مسلم کی ہے جنہوں نے لکھی
اُن کے استاد شیخ علامہ ❁ کنیت جن کی ہے ابو شامہ
فقہاء اور محدثوں کے امام ❁ شیخ ابن حجر ہے جن کا نام

ناصر الدین وہ شیخ علامہ ❁ عاجز اُن کی ثنا سے ہے خامہ
شیخ ملا علی خجستہ صفات ❁ جس نے مشکوۃ میں لکھی مرقات
قسطلانی حدیث کا حاوی ❁ ہے مواہب لدنیہ جن کی
ماہرِ ملتِ مسلمانی ❁ حضرت بو سعید بورانی
وہ محدث فقیہ ربانی ❁ معدنِ علم شیخ زرقانی
وہ علی شارح صفاتِ نبی ❁ جس نے لکھی ہے سیرتِ حلبی
وہ محدث دمشق کا نامی ❁ جس نے لکھی ہے سیرتِ شامی
وہ ابوالخیر جو سخاوی تھے ❁ علمِ دیں پر وہ کیسے حاوی تھے
ناظمِ گوہر سخن سنجی ❁ یعنی سید امام برزنجی
وہ بخارا کے احمد مبرور ❁ جن کا شرف الانام ہے مشہور
وہ ابو ذرعہ جو عراقی تھے ❁ جامِ حُبّ نبی کے ساقی تھے
جن کا دل نُورِ حق سے تھا معمور ❁ جیسے بوبکر یوسف و منصور
بوالحسن ابن فضل حقانی ❁ اور صالح جمال ہمدانی
احمد ابن محمدِ مدنی ❁ شیخ علامہ عرب مرزوکی
صاحبِ مجمع البحار کو دیکھ ❁ ان کی تقریرِ آبدار کو دیکھ
حافظ شمس دین محمد نام ❁ ابن ناصر دمشقی قمقام
شیخ عبداللہ فاضل انصاری ❁ حَسَّنَ اللّٰہ فَیْضَہُ الْجَارِي
ابن جعفر جو تھے ظہیر الدین ❁ اور وہ فاضل نصیر الدین
وہ فقیہ کبیر با توقیر ❁ یعنی حافظ عماد ابن کثیر
شیخ کامل جمال دین میرک ❁ مردِ عارف مبصّر و زیرک
وہ ابو طیب اہل دین سبتی ❁ لکھتے زرقانی ہیں ثنا اُن کی
صدر دیں شافعی مُحبّ نبی ❁ اور محمد رفاعی مدنی

وہ مفسر افندی اسمٰعیل ❁ دیکھو روح البیان میں اُن کی دلیل
زین دین نقشبند پیر ہُدیٰ ❁ تھا ہمایوں بھی معتقد جن کا
وہ محدث فقیہ عبدالحق ❁ دل پہ چھایا تھا جن کے بالکل حق
ہند کا وہ محدثِ آگاہ ❁ نام جن کا ہوا ولی اللہ
کہتے استاد ہیں تمام اُن کو ❁ مانتے سب ہیں خاص و عام اُن کو
جب گئے مکہ وہ خجستہ خصال ❁ لکھتے (45) ہیں اس طرح وہ اپنا حال
تھی جو مکہ میں منعقد محفل ❁ میں بھی جا کر وہاں ہوا شامل
تھا بیاں آپ کی ولادت کا ❁ ذکر میلادِ با سعادت کا
میں نے کثرت سے پائے وہاں انوار ❁ اُتری محفل میں رحمتِ غفار
اس سے ثابت ہے اے مبارک پے ❁ بزمِ مولد مقامِ رحمت ہے
الغرض ایسے ایسے صاحبِ دل ❁ پہلے وقتوں کے فاضل و کامل
نام لکھے گئے ہیں اب جن کے ❁ اور بہت مقتدا سوا ان کے
لاتے اس باب میں دلائل تھے ❁ بزمِ میلاد کے وہ قائل تھے
فقہا اور محدثین بہت ❁ گزرے اس پر ہیں اہل دین بہت
جیسے یہ اتقیائے کامل تھے ❁ جیسے یہ عالمانِ عامل تھے
کون اب تم میں ہے کہو ایسا ❁ بڑھ کے فتویٰ جو دیتے ہو ایسا
گو سلف میں ہوئی تھی کچھ تکرار ❁ سو میں دو چار نے کیا انکار
آخرش فتح قولِ حق کو ہوئی ❁ اُن کے انکار پر چلا نہ کوئی
قولِ جمہور پر ہوا فتوی ❁ سارے ملکوں میں ہو گیا چرچا
حکم ہے سیّدِ دو عالم کا ❁ اتباعِ سواد اعظم کا

(45) یہ مشاہدہ اپنا حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے اپنی کتاب ''فیوض الحرمین'' میں لکھا ہے قریب ربع کتاب میں اول کی طرف یہ بیان ہے۔۱۲ ((تفصیل کے لئے فیوض الحرمین، صفحہ ۲۷، مطبع الاحمدی، دہلی))

اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهُ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِی النَّارِ۔(46)

کُل عرب اور کُل عجم دیکھو ❁ خاص اللہ کا حرم دیکھو
نورِ ایمان ہے جس کے سینے میں ❁ دیکھ لے مکہ اور مدینہ میں
فقہا سب وہاں موافق (47) ہیں ❁ ایک سے ایک سب مطابق ہیں
کچھ ذرا بھی تو وہاں خلاف نہیں ❁ کسی مذہب کا اختلاف نہیں
حنفی اور شافعی کے ثقات ❁ مالکی اور حنبلی کے روات
چاروں مذہب کا ہے یہی ارشاد ❁ مستحب ہے یہ محفلِ میلاد
چاروں مذہب کا ہو گیا اجماع ❁ اب خطا پر ہے وہ جو ڈالے نزاع

---

(46) ''پیروی کرنی جماعت کی تحقیق جو الگ ہوا جماعت سے وہ ڈالا جائے گا آگ میں''۔انتہی ((کنز العمال، رقم الحدیث :۱۰۳۰،مستدرك للحاكم :رقم الحدیث :۳۹۵)) مولوی قطب الدین خان صاحب دہلوی نے ''مظاہر الحق ترجمہ مشکوۃ'' میں جو باصلاح مولوی اسحٰق صاحب کے لکھا گیا ہے اس حدیث کے ذیل میں لکھا ہے: ''جو اعتقاد اور قول وفعل اکثر علماء کے ہوں اُس پر عمل کرو'' اور یہی مضمون عربی عبارت میں مولوی احمد علی صاحب سلمہ اللہ محدث سہارنپوری نے اپنے مطبع کی ''مشکوۃ'' عربی میں لکھا ہے۔ المراد بالمعمول عظیم الجماعة الكبيرة والمراد ما عليه اكثر المسلمين۔

(47) مصنف علامہ عبدالسمیع رامپوری اپنے عہد کی بات کر رہے ہیں جب کہ حرمین شریفین میں سُنی المذہب ہی بستے تھے۔ ۱۹۲۵ء میں نجدیوں نے غلبہ حاصل کر کے سعودی عرب بنا لیا اور پورے ملک میں جبراً لوگوں کو وہابی بنایا گیا۔تفصیلات کے لئے 'تاریخ نجد وحجاز' از مفتی عبدالقیوم ہزاروی کا مطالعہ فرمائیں۔قادری۔

اِلتماسِ مؤلف:

جو میری مثنوی کی سیر کریں ۞ میرے حق میں دعاے خیر کریں
مجھ کو حق جس طرح ہوا معلوم ۞ اس صحیفہ میں کر دیا مرقوم
گر نیاید بگوش رغبت کس ۞ بر رسولان بلاغ باشد و بس
کام اپنا ہے امرِ حق کہنا ۞ گر مُعاند لڑے تو چُپ رہنا
گر کوئی اِس میں ردّ و قدح کرے ۞ نہیں ہر گز ملال اِس کا مجھے
مَا نَجَی اللّٰہُ وَالرَّسُوْلُ مَعًا ۞ مِنْ لِسَانِ الْوَرٰی فَکَیْفَ اَنَا
اپنا شیوہ نہیں ہے جنگ و جدل ۞ کس و ناکس سے کرنا ردّ و بدل
بس سلامت روی ہے کام اپنا ۞ دوست دشمن کو ہے سلام اپنا
صلح کی حق نے دی ہے خُو مجھ کو ۞ مرحبا کہتے ہیں عدو مجھ کو
اب تمامی پہ آیا اپنا کلام ۞ بھیجوں حضرت پہ میں درود وسلام
لَسْتُ اُھْدِیْ سِوَی الصَّلٰوۃِ اِلَیْہِ ۞ یَا مُفِیْضَ الْوُجُوْدِ صَلِّ عَلَیْہِ
وَعَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ ۞ وَارِثِیْ عِلْمِہٖ وَ آدَابِہٖ

تَمَّتْ

فائدہ: محفل مولد شریف کرنے والوں کو جو بعضے مبتدع مشرک کہتے ہیں اچھا نہیں کرتے کہ اِس کی نوبت دُور پہنچتی ہے۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کے جدِّ اعلیٰ نسباً اُستاد الاستاد علماً شیخ الشیوخ طریقۃ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی ''فیوض الحرمین'' میں درباب محفلِ میلاد فرماتے ہیں:

فَرَأَیْتُ اَنْوَارًا سَطَعَتْ دَفْعَۃً وَ رَأَیْتُ یُخَالِطُ اَنْوَارَ الْمَلَائِکۃ

ادوار رحمة انتهى ملخصاً۔ (48)

---

(48) دیکھے میں نے اُس محفل میں کہ بلند ہوئے انوار دفعۃً اور دیکھا میں نے کہ ملے ہوئے ہیں انوار رحمتِ الٰہی کے انوارِ ملائکہ میں'' تمام ہوا کلام اُن کا بطور خلاصہ کے۔۱۲

اورحضرت شاہ ولی اللہ کے شیخ المشائخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

فَیُسْتَحَبُّ لَنَا اِظْھَارُ الشُّکْرِ لِمَوْلِدِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامِ بِالْاِجْتِمَاعِ وَالْاَطْعَامِ وَ غَیْرِ ذٰلِكَ۔(49)

چنانچہ ''سیرت شامی'' میں اورتفسیر ''روح البیان'' وغیرہ میں ہے اور نیز حضرت شاہ ولی اللہ کے شیوخ الشیوخ ابن جزری فرماتے ہیں اس محفل کرنے والے کے لیے کہ:

لَعَمْرِیْ اِنَّمَا جَزَاءُہٗ مِنَ اللّٰہِ الْکَرِیْمِ اَنْ یَّدْخِلَہٗ بِفَضْلِہٖ الْعَمِیْمِ جَنَّاتِ النَّعِیْمِ (50)

چنانچہ ''قسطلانی'' اور ''زرقانی'' وغیرہ میں تصریحاً مذکور ہے اور ہونا ان دونوں بزرگوں کا سلسلہ مشائخ حضرت شاہ ولی اللہ میں اُن کے رسالہ ''انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ'' میں صاف مرقوم ہے :

''اس فقیر یعنی ولی اللہ نے علم حدیث لیا اور خرقہ صوفیا پہنا اور خلافت پائی شیخ ابو طاہر سے، اُنہوں نے شیخ ابراہیم سے اُنہوں نے شیخ احمد قشاسی سے اُنہوں نے شیخ احمد شناوی سے اُنہوں نے شیخ علی سے اُنہوں نے جلال الدین سیوطی سے انہوں نے شیخ کمال الدین سے اُنہوں نے شیخ القراء والمحدثین ابن جزری سے''۔الخ

((انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، ص ۱۸۔۱۷، ادارہ ضیاء السنۃ، ملتان))

---

(49) ''مستحب ہے ہم کوظاہر کرنا شکر میلادِ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا ساتھ جمع کرنے آدمیوں اورکھلانے طعام وغیرہ کے''۔۱۲

(50) ''قسم ہے کہ اُس کی جزا یعنی محفل میلاد شریف کرنے والے کی یہی جزا ہے کہ اللہ کریم داخل کرے گا اُس کو اپنے فضلِ عام سے بہشتِ نعیم میں''۔۱۲

پس جولوگ ان بزرگواروں کو اپنا پیشوا جانتے ہیں ہرگز دم مارنا نہ چاہیے اُن کو اس باب میں کہ خلفِ صالح کی سعادت مندی اسی میں ہے کہ اپنے سلف صالح کی پیروی کرے اور علاوہ اس خاندان کے اور بھی بہت بزرگانِ دین فقہا اور محدثین اس کی تائید پر تھے سلفاً خلفاً چنانچہ بعض اسما اُن کے اس مثنوی میں بھی مندرج ہیں۔

وَ مَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ کہ درین زمان بعرق ریزی عزیز القدر حافظ محمد عبد الستار خان سلمہ الرحمن



باہتمام راجی رحمت و مغفران عاجز محمد عبد الرحمن ابن حاجی محمد روشن خان مغفور

در مطبع نظامی واقع کانپور محلہ پٹکاپور مطبوع گردید ۱۲۹۸ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لے کے بیدل خدا کا اوّل نام — پھر پیغمبر پر اپنے بھیج سلام
آل واصحاب ہیں جو اہلِ رشاد — رَضِیَ اللّٰہ سے کر اُن کو شاد
پھر کتابیں تُو لے کے با تنقیح — معتبر معتبر صحیح صحیح
مولد اپنے نبی کا کر مرقوم — وہ نبی جس کی ہے جہاں میں دھوم
شہرہ عالم میں ہے تمام اُن کا — عرش سے فرش تک ہے نام اُن کا
کون عالم میں ہے کہو ایسا — نہ ہوا اب تلک نہ ہوا ایسا
ختم ہیں آپ پر صفاتِ کمال — ہیں بہم آپ میں جلال و جمال
کُل جہاں شاخ و برگ وہ گل ہے — ہے اسی گل میں جو تجمّل ہے
آپ کو حق نے ازرہِ آداب — کیا یَا اَیُّهَا النَّبِی سے خطاب
انبیا کرتے ہیں ادب اُن کا — ہے شہِ انبیا لقب اُن کا
دیکھی موسیٰ نے جبکہ شان اُن کی — اُمّتی ہونے کی تمنّا کی
اُن کا تابع رہے سدا راضی — ہیں وہ راضی تو ہے خدا راضی
کس کی قسمت جو مصطفا سے ملے — جو ملے اُن سے بس خدا سے ملے
جب سے ہیں مصطفا مدینے میں — باغِ جنت کھِلا مدینے میں
ہائے ہم ایسا چھوڑ کر گلزار — دشتِ پُر خارِ ہند میں ہوں خوار
تف ہے ہندوستاں کے جینے کو — اے خدا لے چل اب مدینے کو
کاش واں تک مجھے خدا لے جائے — مجھ کو واں کی ہوا اُڑا لے جائے
عیش و عشرت سے واں مدام رہوں — صبح و شام آپ پر سلام کہوں
بیدل اب شوق میں بڑھا نہ کلام — تجھ کو لکھنا ہے ذکرِ خیرِ انام
ساحتِ شوق کی دوش کو چھوڑ — سوے مولد قلم کی باگیں موڑ

علاماتِ کتب:

اس رسالے میں ھـــب علامت ہے ''مواہب لدنیہ'' شیخ شہاب الدین قسطلانی کی۔اورشم اشارہ ہے ''شرحِ مواہب'' محمد ابن عبدالباقی زرقانی کا۔اورحل نشانی ہے '' سیرتِ حلبی'' کی ،جس کوعلی بن برہان الدین حلبی نے ''سیرتِ شامی'' اور'' سیرتِ ابن سیدالناس'' سے خلاصہ کیاہے۔اورضـــہ رمز ہے ''روضۃ الاحباب'' عطاءاللہ حسینی محدث کی۔اورمـــج نشان ہے ''مدارج النبوۃ'' شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا۔باقی کتابوں کا نام بتصریح لکھاہواہے۔

طالبانِ حق پر ظاہر ہو کہ اہلِ سنت وجماعت کا مذہب یہ ہے کہ سوا اُس پاک پروردگار کے کوئی چیز مخلوقات وممکنات سے ازل میں موجود نہ تھی حدیثِ صحیح میں ہے کَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ مَّعَهٗ شَئیٌ یعنی ''اللہ تعالیٰ تھا اور نہیں تھی ساتھ اُس کے کوئی چیز'' پس حق سبحانہٗ وتعالیٰ شانہٗ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے اس مخلوقات کو جو بالکل نیست تھی ہست بنایا اور جلوہ اپنی ربوبیت کا ظاہر فرمایا۔ضہ۔((روضۃ الاحباب))

نظم

پہلے کچھ بھی نہ تھے یہ ارض و سما
جلوہ فرما تھا بس خدا ہی خدا
تھا وہی ایک لَاشَرِیْکَ لَہٗ
وَحْدَہٗ لَا اِلٰـہَ اِلَّا ھُو
ایک بھی نور کا ظہور نہ تھا
تھا وہ نور اور کوئی نور نہ تھا
چاہا اُس نے کہ اب ظہور کروں
سب پہ ظاہر میں اپنا نور کروں
پہلے پیدا نبی کا نور کیا
پھر سب اُس نور سے ظہور کیا
اُس نبی پر ہوں بار بار سلام
پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

بیان اوّلیتِ نورِ محمدی صلی اللّٰہ علیہ وسلم:

اصل مرام وخلاصۂ کلام یہ ہے کہ جب حضرتِ باری عَزَّ اسُمہٗ نے کہ ذات وصفات اُس کی ایک خزانۂ بے نام ونشان کی طرح پوشیدہ اورنہاں تھی، چاہا کہ سب کو میری معرفت اور پہچان ہو، کُل عالم میں ظاہر میرا نام اورنشان ہو، تب اُس خالقِ بے نیاز اور صانع بے اَنباز ((انباز یعنی ساتھی، شریک، ہم سفر)) نے طرح طرح کی مخلوقات اور قِسم قِسم کی موجودات کو پیدا کیا اور جلوہ اپنی خدائی کا ہویدا کیا اور روایتِ صحیح اور مذہبِ اہلِ تنقیح یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے کُل مخلوقات سے پہلے حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کا نور کرامت ظہور پیدا کیا۔

چنانچہ روایت کی عبدالرزاق نے اپنے اُستاد کے ساتھ جابر بن عبداللہ صحابی انصاری سے کہ فرمایا اُنہوں نے:

''پوچھا میں نے حضرت سے، یارسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم! آپ پر قربان ہوں ماں اور باپ میرے۔ خبر دیجیے مجھ کو کہ اوّل خدا نے کیا چیز سب سے پہلے بنائی ہے؟۔ آپ نے فرمایا اے جابر! تحقیق اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا سب سے پہلے نور تیرے نبی کا اپنے نور سے۔ پس پھرتا رہا یہ نور ساتھ قدرت کے جہاں چاہا اللہ تعالیٰ نے۔ نہ تھے اُس وقت میں لوح وقلم، نہ بہشت نہ دوزخ، نہ فرشتے، نہ زمین وآسمان، نہ چاند اور سورج اور نہ جن نہ انسان''۔ھب۔((مواھب اللدنیہ)) اور یہ جو اِس حدیث میں مذکور ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کا نور پیدا کیا۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ اپنے نور میں سے کچھ نور نکال کر نورِ محمدی بنایا۔ اس لیے کہ حق تبارک وتعالیٰ کی ذاتِ پاک میں یہ امر ممکن نہیں کہ اُس میں سے کچھ جُدا کیا جاوے یا کچھ اُس میں اور بڑھایا جاوے۔ پس مضمون حدیث کا یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے بلاواسطہ غیر اپنی تجلی نور سے نبی کا نور جلوہ گر کیا۔ شم۔((شرح مواہب))

اور ''کتاب التشریفات '' میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ: '' رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جبرئیل سے پوچھا کہ آپ کی کتنی عمر ہے؟۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ میں کچھ نہیں جانتا مگر یہ بات کہ چوتھے حجاب میں ایک ستارہ ہے کہ ستر ہزار برس پیچھے ایک بار نکلتا ہے میں نے وہ ستارہ بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔ پس فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے۔ اے جبرئیل! قسم ہے عزتِ پروردگار جَلَّ جَلَالُہٗ کی کہ وہ ستارہ میں ہوں'' ۔حل۔ ((سیرت حلبی))

اور شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی نے لکھا ہے:

'' اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ حدیث صحیح ہے یعنی سب سے پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے بنائی وہ میرا نور ہے'' ۔مج۔ ((مدارج النبوت))

اور وہ جو بعض روایات میں آیا ہے اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ الْعَقْلُ اور بعض روایات میں آیا ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمُ اہلِ تحقیق یوں فرماتے ہیں کہ اِن عباراتِ ثلاثہ کا حاصل ایک ہے یعنی وہ نورِ محمدی جس کو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا کیا اُس کی کئی شانیں اور کئی حیثیتیں ہیں۔ اس لیے کہ وہ اپنی ذات اور اپنے مبدأ اور تمام اشیاء کو تعقل کرتا ہے اور سمجھتا ہے اُس کو ساتھ لفظ عقل کے تعبیر فرمایا۔ اور اس نظر سے کہ نقش تمام علوم کے لوحِ محفوظ میں اُس کے واسطے سے ثبت ہوئے اُس پر لفظ قلم کا اطلاق کیا۔ اور اس سبب سے کہ جمیع کمالاتِ محمدی اِس نور کے پَر تو سے ہیں اس نور کو نورِ محمدی اور نورِ نبوت فرمایا۔ضہ۔ ((روضۃ الاحباب))

اور بعض محدثین اور شرّاحِ حدیث نے اس کی تطبیق میں فرمایا ہے کہ: '' درحقیقت سب سے پہلے نورِ محمدی پیدا کیا گیا بعد ازاں اجسام میں سے اوّل قلم کو پیدا کیا اور مجردات میں سے اوّل عقل کو پیدا کیا گیا اور اسی طرح اجرامِ عالیہ میں سے اوّل عرش کو پیدا کیا۔ اور جس قدر چیزیں پانی سے پیدا ہوئیں اُن سب سے پہلے پانی کو پیدا کیا۔ خلاصہ یہ کہ جن اشیاء کے لیے احادیث سے اوّلیت اور سابقیت معلوم ہوتی ہے وہ اوّلیتِ اضافی ہے یعنی وہ چیز بہ

نسبت بعض چیزوں کے اوّل ہے۔ اور اوّلیت نورِ محمدی کی حقیقی ہے یعنی آپ کا نور فی الحقیقۃ ہر جز و کُل مخلوق سے اوّل ہے، اُس سے پہلے کوئی چیز پیدا نہیں ہوئی'' یہ خلاصہ ہے کلام علامہؒ قسطلانی اور شیخ زرقانی کا۔

غرض کہ محدثین ارباب سِیَر کے نزدیک اوّلیتِ حقیقی سوائے نورِ محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے کسی چیز کے لیے ثابت نہیں اور یہی مذہب ہے اربابِ کشف وشہود کا۔

چنانچہ سلطان العارفین سیدی محی الدین ابن عربی نے ''فتوحاتِ مکیہ'' کے چھٹے باب میں ابتداے آفرینش کی ایک کیفیت عجیب بیان کر کے آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان میں لکھا ہے:

''فَکَانَ مُبْتَدَأُ الْعَالَمِ بِاَسْرِہٖ وَاَوَّلُ ظَاھِرٌ فِی الْوُجُوْدِ یعنی آپ ہیں شروع تمام عالم کے اور اوّل ظاہر وجود میں''۔

نظم

پہلے پیدا خدا نے اُن کو کیا
سب سے اعلیٰ خدا نے اُن کو کیا
اے خدا دم بہ دم درود و سلام
اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
خَلق ان سے نہیں کوئی اوّل
اوّلوں سے بھی ہیں وہی اوّل
کُل زمانہ ہے مصطفی کے بعد
سب سے افضل ہیں وہ خدا کے بعد
کچھ خدا کے سوا نہ تھا موجود
تب سے ہے نورِ مصطفا موجود
اُس نبی پر ہوں بار بار سلام
پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

پیداشُدن کُل اشیاازنورِ محمدی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم:

کُل اربابِ سِیَر کے نزدیک ثابت ہے کہ جمیع مخلوقات کا وجود جوہرِ نورِ محمدی سے پیدا ہوا۔ اور اصحابِ خیر نے اس کیفیت کی تشریح میں عباراتِ عجیب اور اشاراتِ غریب بیان فرمائے ہیں۔ اور بہت حدیثیں طرح طرح کی اور روایتیں قِسم قِسم کی اس باب میں وارد

ہوئی ہیں۔

حاصل اُن تمام روایات واحادیث کا یہ ہے کہ حضرت خداوند تعالیٰ نے پیدا ہونے آسمان اور زمین اور عرش اور کرسی اور لوح اور قلم اور بہشت اور دوزخ اور فرشتے اور جن اور بشر اور تمام مخلوقات سے کئی ہزار برس پہلے نورِ محمدی پیدا کیا۔ اور فضائے عالمِ قدس میں اُس نور کی تربیت فرماتا رہا، کبھی اُس کو ساتھ سجود کے مامور کرتا اور کبھی تسبیح اور تقدیس میں مشغول رکھتا اور واسطے ٹھہرانے اُس نور کے بہت پردے بنائے۔

ہر پردے میں ایک مدت دراز تک ساتھ تسبیح خاص کے مشغول فرمایا۔ بعدازاں اُس نورِ پاک نے اُن پردوں سے باہر نکل کر سانس لینا شروع کیا۔ اُن متبرک سانسوں سے فرشتے اور ارواحِ انبیا اور اولیا اور صدیقین اور سائر مومنین کو پیدا کیا۔ اور اُس جوہرِ نور سے عرش وکرسی، لوح وقلم، بہشت ودوزخ اور اصولِ مادّی آسمان اور زمین کے اور آفتاب اور ماہتاب اور ستارے اور دریا اور ہوائیں اور پہاڑ پیدا کیے۔ پھر زمین اور آسمان کو پھیلا کر سات سات طبقے بنائے اور ہر طبقے میں ایک مخلوق کا مقام ٹھہرایا۔ ضـــــــــہ۔ ((روضۃ الاحباب))

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ:

''اُس نور نے سانس لینا شروع کیا، اُن سانسوں سے انبیا اور اولیا اور شہدا اور عرفا اور علما اور عُبّاد اور زُہّاد اور عام مومنین کی روحیں موجود ہوئیں۔ اُس وقت اُس نور کو دس حصے پر تقسیم کیا۔ دسویں حصے سے اللہ تعالیٰ نے ایک جوہر بنایا، طول اُس کا چار ہزار برس کا اور عرض اُس کا چار ہزار برس کا، پھر اُس جوہر میں ایک نظر فرمائی وہ جوہر کانپ کر آدھا پانی ہو گیا اور آدھا آگ۔ اُس پانی سے دریا پیدا ہوئے، اُن دریاؤں سے موجیں لہرائیں تحریکِ امواج سے ہوائیں چلنی شروع ہوئیں اور اُن ہواؤں نے خلو ((خلا)) میں قرار پکڑا۔ پھر آگ کو پانی پر غالب کیا، پانی نے جوش کھایا، جھاگ اُس میں ظاہر ہوا۔ اُس جھاگ سے زمین پیدا ہوئی اور اُس جھاگ سے جو بخار اُٹھا اس سے اصل مادّہ آسمان کا بنا

اور موجوں کے سمٹ آنے سے پہاڑ بنے۔ پھر ایک بجلی پہاڑوں میں پہنچی اُس سے معادن پیدا ہوے۔ اور جب لوہا پتھر سے ٹکرایا اُس میں سے شرارے جھڑ کے، آگ جل اُٹھی اور مادّہ دوزخ کا بنا۔ بعد ازاں زمین کو پھیلایا تا کہ حیوانات اور وحشی جانور اور درندے اور چوپائے اُس میں مقام کریں۔ پھر زمین کے سات طبقے بنائے، ہر طبقے میں مخلوقات کے مقام ٹھہرائے۔ اور آگ کے شعلوں سے جِنّات کو پیدا کیا اور زمین کو اُن کے تصرف میں چھوڑا۔ بہشت کو ساتویں آسمان پر اور دوزخ کو ساتویں زمین کے نیچے ٹھہرایا۔ اور روشنی عالم کے لیے سورج اور چاند اور ستارے چمکائے اور نور اور ظلمت کے مادّوں سے رات دن بنائے''۔ نقل کیا اس روایت کو نورالدین ابوسعید بورانی نے کتبِ حدیث سے اپنے مولد فارسی میں۔

نظم

اے خدا دم بہ دم درود و سلام
اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام

ہے وہ پیارا نبی سراپا نور
ہے یہ کُل کائنات جس کا ظہور

نور سے جس کے کُل بنا عالم
آسمان و زمین و لوح و قلم

برگ ہے یاشگوفہ یا گُل ہے
جلوہ حضرت کے نور کا کُل ہے

وہ نہ ہوتے تو کب جہاں ہوتا
جلوہ جو حق کا ہے نہاں ہوتا

سب پہ ظاہر خدائی اُن سے ہوئی
خلق کی رہنمائی اُن سے ہوئی

جب محمد ہوئے رسول اللہ
تب کھُلا لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ

گر نہ کرتا وہ نور جلوہ گری
ہوتے کب جن و اِنس وحور و پری

ہے یہ سب اُس کے نور کا صدقہ
سب ظہور اُس ظہور کا صدقہ

اس نبی پر ہوں بار بار سلام
پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

بیانِ خمیر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم:

جبکہ حق سبحانہٗ تعالٰی شانہٗ نے نورِ محمدی کو بہت حصے کر کے ہر حصے سے اصل مادہ ایک مخلوق کا بنایا تب اُسی نور کا ایک حصہ لے کر واسطے وجودِ باجود آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مخصوص فرمایا اور قبر شریف کی ایک مُٹھی خاک میں وہ نور مِلا کر آبِ جنت سے گُندھوایا اور آپ کا خمیر پُرتنویر بنوایا۔

چنانچہ یہ روایت اکثر موالید اور کتبِ سِیَرُ میں مرقوم ہے اور کعب الاحبار سے روایت ہے کہ:

''جب چاہا اللہ تعالیٰ نے پیدا کرنا محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا، جبرئیل کو حکم فرمایا کہ لے آوے وہ مٹی جو قلبِ زمین ہے اور زمین کا نورِ تزئین ہے،

پس اُترے جبرئیل علیہ السلام ساتھ ملائکہء فردوس اور ملائکہ ساتویں آسمان کے جو نہایت بلند ہے۔ اور لی جبرئیل نے ایک مُٹھی خاک اُس مقام سے کہ جس جا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبر شریف ہے۔ اور تھی وہ خاک سفید چمکتی ہوئی، پھر گوندھی گئی وہ خاک ماے تسنیم سے جو ایک نہایت اعلیٰ چشمہ ہے انہارِ جنت سے۔ پس ہو گیا یہ خمیر گندھ کر مانند بڑے موتی روشن کے کہ اُس میں شعاعِ عظیم نکلتی تھی پس فرشتے لیے پھرے اُس خمیر پُرتنویر کو گرد عرش اور کرسی کے۔ اور تمام آسمانوں اور زمین میں اور پہاڑوں اور دریاؤں پر۔ پس پہچان لیا فرشتوں نے اور تمام خلق نے حضرت فخرِ عالم سردارِ بنی آدم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو۔ اور جان لیا سب نے آپ کی فضیلت و اکرام کو پہلے اس سے کہ جانیں آدم علیہ السلام کو''۔ ذکر کیا اس روایت کو امام عارفِ ربانی عبداللہ بن ابی جمرہ نے اپنی کتاب ''بھجۃ النفوس'' میں اور ابن سبع نے ''شفاء الصدور'' میں۔ ھب۔ ((مواھب اللدنیہ)) اور بیان کیا اِسی روایت کو ابوسعد نے ''شرف المصطفیٰ'' میں۔ اور ابنِ جوزی نے ''وفا'' میں۔ شم۔ ((شرح مواھب))

افضلیتِ قبر شریف آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم:

واضح ہو کہ جس جگہ کی خاک آپ کے خمیرِ پاک میں روزِ ازل سے شریک ہوئی تھی۔ اُسی جگہ بعد انتقال آپ کی قبر شریف ٹھہری۔ اس جگہ کی فضیلت جو علمائے دین نے بیان فرمائی ہے قابلِ شنوائی ہے۔ ''شامی حاشیۂ دُرِّ مختار'' میں جو علمائے حنفیہ میں نامی اور مختار ہے، مرقوم ہے کہ:

''اہل السنۃ والجماعۃ نے اجماع کیا ہے اس بات پر کہ سب شہروں میں افضل شہر مکہ اور مدینہ ہے اور پھر یہ بات کہ ان دونوں میں افضل کون ہے اس میں اختلاف ہے۔ لیکن مدینے کی وہ زمین جس سے رسولِ مقبول صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کا بدنِ مبارک مِلا ہوا ہے یعنی قبر شریف بلا اختلاف کُل علمائے دین کے نزدیک مکے سے افضل ہے بلکہ خاص بیت اللہ یعنی کعبے سے بھی افضل ہے۔ نقل کیا ہے اس پر اجماع کو قاضی عیاض وغیرہ نے اور منقول ہے ابنِ عقیل حنبلی سے کہ یہ جگہ عرش سے بھی افضل ہے اور موافق ہوئے ساتھ اُس کے علمائے کبار اس قول میں اور عبارت ''فتاویٰ دُرِّ مختار'' کی یہ ہے۔ فَاِنَّہٗ اَفْضَلُ مُطْلَقًا حَتّٰی مِنَ الْکَعْبَۃِ وَالْعَرْشِ وَالْکُرْسِیِّ، غرضکہ موضع قبر شریف کی شان عظیم ہے۔ اِس کی عظمت اور شرافت کو کوئی ٹکڑا زمین اور آسمان کا نہیں پہنچتا، نہ کعبہ، نہ عرش، نہ کرسی'' انتہی۔

مسلمانو! خیال کرنے کا مقام ہے جبکہ زمینِ قبر شریف بباعث ملنے بدن مبارک آپ کے یہ رتبۂ بلند اور طالع ارجمند پاوے کہ کعبہ اور عرش اور کرسی سے بھی افضل ہو جاوے پس خاص عنصر لطیف جس کے خمیر میں چند جوہر شریف شریک ہیں اُس کی عظمت اور جلال کا کیا بیان ہو کہ عقل حیران ہے اور زبان لا بیان ہے۔

نظم

کوئی حضرت کی شان کیا جانے اُن کے رتبے کو بس خدا جانے
اے خدا دم بہ دم درود و سلام اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام

وہ حبیبِ خدا بشیر و نذیر آبِ جنت سے جس کا ہووے خمیر
خاکِ پاک اور بہشت کا پانی کیوں نہ ہو یہ خمیر نورانی
کس کا جوہر بنا ہے ایسا لطیف آبِ گوہر ہو جس کے آگے کثیف
ایسا روشن خَجِل ہو جس سے چاند چاند کیا بلکہ ہووے سورج ماند
ایسی طینت پہ ہووے جان نثار اِک فقط جان کیا جہان نثار
اس نبی پر ہوں بار بار سلام پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ:

''پوچھا اصحاب نے یارسول اللہ! کس وقت ملی آپ کو نبوت؟۔ فرمایا جس وقت آدم روح اور بدن کے درمیان تھے''۔ یعنی حضرت آدم کے بدن میں روح نہیں ڈالی گئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اُس وقت نبوت عنایت ہو چکی تھی۔ روایت کی یہ ''ترمذی'' نے اور کہا یہ حدیث حَسَن ہے۔

اور میسرہ سے روایت ہے کہ:

''پوچھا میں نے یارسول اللہ! آپ کب نبی ہوئے تھے؟۔ فرمایا جبکہ آدم روح اور بدن کے درمیان تھے''۔ روایت کی یہ امام احمد نے اور بخاری نے اپنی ''تاریخِ کبیر'' میں اور ابونُعیم نے ''حلیہ'' میں اور تصحیح کی اس حدیث کی حاکم نے۔

اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ:

''میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین تھا اور آدم پڑے ہوئے تھے اپنی مٹی اور خمیر میں''۔ یہ حدیث بھی صحیح الاسناد ہے۔ھب۔ ((مواہب اللدنیہ))

اِن احادیث سے ثابت ہوا کہ اگرچہ آپ بباعث بعض حکمت و مصلحت کے اِس عالمِ دنیا میں سب انبیا کے بعد پیدا کیے گئے اور سب سے پیچھے آخر زمانے میں ہدایت عالم کے لیے بھیجے گئے لیکن آپ اُس عالم میں درگاہِ خداوندِ کریم سے خلعتِ نبوت سب سے اوّل پہن چکے تھے اور آدم علیہ السلام سے بھی پہلے نبی مُرسَل بن چکے تھے۔ بلکہ کہتے ہیں کہ

آپ اُس عالم میں ارواحِ انبیا کی تربیت فرماتے تھے اور علومِ الٰہی اُن کو پہنچاتے تھے۔ مج۔((مدارج النبوۃ))

پس آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم اُس عالم میں بھی نبی تھے بخلاف اور انبیا کے، کہ وہ اِس عالمِ دنیا میں آ کر نبی ہوئے۔ اُس عالم میں سب کی نبوت دبی ہوئی تھی اور علمِ الٰہی میں چھپی تھی اور نبوت ہمارے نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی ظاہر اور کھلی تھی چنانچہ حدیثِ میسرۃ الفجر میں ہے کہ:

''خدا تعالیٰ نے قلمِ قدرت سے ساقِ عرش پر لکھا لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ محمدٌ رَّسولُ اللّٰہِ خَاتمُ الانبیَاء اور لکھا نام حضرت کا بہشت کے دروازوں پر اور قبوں اور خیموں اور درختوں کے پتوں پر''۔ ضہ۔((روضۃ الاحباب))

اور ظاہر ہے کہ یہ لکھنا اظہار اور شہرت کے لیے تھا تاکہ ملائکہ وغیرہ سب آپ کو جانیں اور آپ کی فضیلت و شان کو پہچانیں اور حدیثِ کعب الاحبار میں اوپر بیان ہو چکا کہ فرشتے لیے پھرے آپ کو تمام آسمان اور زمین میں اور پہچان لیا تمام عالم نے آپ کی فضیلت اور اِکرام کو قبل اس سے کہ جانیں آدم علیہ السلام کو۔ اور فرمایا رسولِ مقبول صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے:

کُنْتُ اَوَّلَ الْاَنْبِیَآءِ خَلْقًا وَّآخِرَهُمْ بَعْثًا

یعنی ''میں کُل پیغمبروں سے اوّل ہوں پیدائش میں اور پیچھے ہوں اس عالم کے بھیجے جانے میں''۔ روایت کی یہ ابنِ ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں اور ابو اسحاق نے اپنی تاریخ میں ابو ہریرہ سے مرفوعاً۔ شم۔((شرح مواہب))

اور سہل بن صالح ہمدانی روایت کرتے ہیں امام باقر علیہ السلام سے کہ:

''جس وقت اللّٰہ تعالیٰ نے بنی آدم سے عہد لیا اور فرمایا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے فرمایا بَلٰی اَنْتَ رَبُّنَا یعنی ''ہاں اے اللّٰہ تُو رب ہمارا ہے''۔ پس اس لیے آپ مقدم ہیں سب انبیا پر''۔

اور روایت ہے علی بن ابی طالب سے کہ:

نہیں بھیجا اللہ تعالیٰ نے آدم اور آدم سے پیچھے کوئی نبی ۔ پر پہلے اقرار لے لیا ہے اُس سے کہ اگر آویں اُس اُس کی زندگی میں محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم تو وہ نبی اور اُس کی قوم ایمان لاویں اُن پر اور مدد کریں اُن کی''۔ اور اِسی طرح روایت ہے ابن عباس سے، ذکر کیا ان دونوں روایتوں کو عماد بن کثیر نے اپنی تفسیر میں اور اِسی طرح روایت کی ابنِ عساکر اور بغوی وغیرہ نے۔

بیان امام الانبیا بودن آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم:

اور بعض روایت میں آیا ہے:

''تحقیق اللہ تعالیٰ نے جب پیدا کیا نور ہمارے نبی کا (اور نکالے اُس سے انوار انبیا کے چنانچہ احادیثِ سابقہ میں گذر چکا) تب حکم کیا اُس کو کہ نظر کرے طرف انوار انبیا کے، پس دَب گئے انوار اُن کے نورِ نبی صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم سے۔ تب کہا اُنہوں نے اے رب ہمارے! کس کے نور نے ہمارے نور کو دبا لیا؟۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے! یہ نور محمد بن عبداللہ کا ہے۔ اگر ایمان لاؤ اُس پر کروں میں تم کو نبی۔ کہا اُنہوں نے ایمان لائے ہم اُس پر اور اُس کی نبوت پر۔ پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے کیا گواہ رہوں میں تمہارے اس اقرار پر؟۔ سبھوں نے عرض کی کہ ہاں''۔ پس اسی معنی کی طرف اشارہ ہے کلامِ مجید اور فرقانِ حمید میں۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ

کہا شیخ تقی الدین سبکی نے اس آیت شریف میں بڑی تعظیم نکلتی ہے نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کی۔ اور صاف واضح ہوتا ہے اس آیت سے کہ اگر بالفرض والتقدیر اور انبیا کے زمانے میں آپ تشریف لاتے تو سب پیغمبر آپ پر ایمان لاتے اور

آپ اُن کے نبی مُرسَل ہوتے۔ پس نبوت آپ کی عام ہے واسطے جمیع خلق کے۔ حضرت آدم سے لے کر روزِ قیامت تک واسطے انبیا اور غیر انبیا کے۔ اور وہ جو صحیحین میں ہے۔ بُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ کَافَّۃً آپ کے زمانے کے ساتھ مخصوص نہیں۔ بلکہ روزِ قیامت تک جولوگ ہوویں گے اور جولوگ کہ پہلے آپ کے زمانے سے ہو چکے ہیں آپ سب کے لیے نبی ہیں اور خوب کھُل جاتے ہیں اس تقریر پر معنی اس حدیث کے کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ یعنی ''آپ کو نبوت اُس وقت سے ثابت ہے جبکہ آدم علیہ السلام کے تن میں روح نہیں ڈالی گئی تھی''۔ پس معلوم ہوا کہ اُس وقت سے اب تک جو لوگ پیدا ہوے آپ سب کے نبی ہیں اور یہی سبب تھا کہ شبِ معراج کو انبیا نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی اور آپ امام ہوے۔

اور اسی واسطے حدیث میں آیا ہے کہ روزِ قیامت آپ کے ہاتھ میں لواے حمد ہوگا اور آدم اور اُن کے سوا سب انبیا آپ کے لوا کے نیچے ہوں گے۔ اور اگر آدم و نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کے وقت میں آپ کو اتفاق تشریف لانے کا ہوتا تو واجب ہو جاتا اُن کو اور اُن کی امتوں کو ایمان لانا آپ پر۔ اور یہ عہد لیا گیا ہے اُن سب سے۔ھب۔ ((مواہب اللدنیہ))

اور اسی طرف اشارہ ہے وہ جو روایتِ دارمی میں واقع ہوا ہے کہ فرمایا آپ نے:

''اگر ہوتے موسیٰ زندہ اور پاتے میری نبوت کا زمانہ تو بے شک اتباع کرتے میری''۔ اور دوسری روایت میں آیا ہے:

''نہ بن آتا اُن کو سوا میری اتباع کے''۔

ان دلائل سے صاف ثابت ہوا کہ آپ نبی الانبیا اور کُل اہلِ عالم کے پیشوا ہیں۔

نظم

اے خدا دم بہ دم درود و سلام — اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ نبی جو ازل سے ہیں مقبول — کہتے ہیں سب جنہیں خدا کا رسول

کُل حسینوں کی اُن سے شان دَبی　　حبذا شانِ سیّدِ عربی
حُسن ایسا ہوا ہے کس کو نصیب　　انتہا یہ کہ تھے خدا کے حبیب
اُن کے آگے ہے کیا بشر کا نور　　گرد ہے شمس اور قمر کا نور
رُتبہ عالم میں ہے بڑا اُن کا　　نام ہے عرش پر لکھا اُن کا
آپ اُس دم نبی تھے عالم میں　　دم نہ آیا تھا جب تک آدم میں
اُس نبی پر ہوں بار بار سلام　　پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

بیان طے مقامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در ازل:

اُس عالم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو مقامات طے کیے اور طرح طرح کی تسبیح اور تقدیس میں مشغول رہے۔ اُن حالاتِ عجیب اور کیفیاتِ غریب کا بیان دشوار ہے۔ وہم وخیال کو اپنی نارسائی کا اقرار ہے۔ ہر مدت میں نورِ محمدی کا ایک حال بدلتا تھا۔ ہر زمانے میں ایک درجہ طے کر کے دوسرے مقام کی راہ چلتا تھا۔ ایک وقت وہ تھا کہ آپ کا نور کُل اشیا سے اوّل پیدا کیا گیا۔ اور وہ نور جہاں پروردگار نے چاہا وہاں پھرتا رہا۔ پھر ایک وقت وہ ہوا کہ پیدائشِ زمین اور آسمان سے پچاس ہزار برس پہلے لوحِ محفوظ پر آپ کا نام خاتم النبیین لکھا گیا۔

چنانچہ ''صحیح مسلم'' میں مذکور ہے:

''پھر ایک وقت اور آیا کہ آپ کی صورتِ پاک بہ نسبت نورِ سابق کے ایک شکلِ خاص پر مجسم بنالی گئی۔ غرضکہ اُن اوقات میں سے ایک وقت کا بیان یہ ہے کہ روایت کی ابن مرزوق نے حضرت زین العابدین سے، اور اُنہوں نے اپنے باپ حسین سے اور اُنہوں نے اپنے باپ علی کرم اللہ وجہہ سے کہ:

فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں چودہ ہزار برس پہلے پیدا ہونے آدم علیہ السلام سے، ایک نور تھا اپنے پروردگار کے نزدیک'' ۔ھب۔

((مواہب اللدنیہ))

اور ایک روایت میں آیا ہے:

''جب کہ نورِ محمدی بارہ حجاب طے کر کے باہر نکلا چار ہزار برس صفحۂ لوح پر چمکتا رہا۔ اور سات ہزار برس ساقِ عرش پر دَمکتا رہا''۔

تفویض شدن نورِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در پُشتِ آدم:

انجام کار یہ ہوا کہ:

''جو آپ کا خمیر تھا وہ نور اُس میں مِلایا گیا۔ اور آدم علیہ السلام کی پُشت میں سونپا گیا''۔ نقل کیا اس کو ابوسعید بورانی نے اپنے مولد میں۔

اور حدیث میں ہے:

''جب کہ پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو، سونپا یہ نورِ محمدی اُن کی پشت میں۔ پس چمکتا تھا یہ نور اُن کی پیشانی میں اور غالب تھا تمام بدن کے نور پر۔ پھر بٹھایا اللہ تعالیٰ نے اُن کو سریرِ مملکت پر''۔ ھب۔ ((مواہب اللدنیہ))

اور روایت کی حکیم ترمذی نے:

''جب کہ پورا بنا لیا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو، بٹھایا اُن کو یاقوت سرخ یا سونے کے تخت پر، جس کے سات سو پائے تھے اور اُٹھایا اُس کو جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل نے اپنے بازوؤں پر، پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ لیے پھرو اِس کو آسمانوں میں تاکہ دیکھے یہ عجائبات یہاں کے، پھر حکم کیا فرشتوں کو کہ پھیریں مُنہ اپنے عرش کی طرف۔ تاکہ سجدہ کریں سامنے اُس کے اور اس تخت کا نام سریرِ مملکت تھا''۔ شم۔ ((شرح مواہب))

اور ''تفسیر کبیر'' کے شروع تِلْكَ الرسل میں ہے کہ:

''حکم کیے گئے فرشتے ساتھ سجودِ آدم کے، اِس لیے کہ نورِ محمدی اُن کی پیشانی میں تھا''۔

سبحان اللہ نورِ محمدی کیا عظیم الشان ہے کس قدر اُس سے جاری برکت و فیضان ہے کہ آدم علیہ السلام کو اُس کی بدولت یہ مراتب حاصل ہوے، ملائکہ ءمقربین اُس کے

تخت کے حامل ہوئے، اسماے جمیع مخلوقات کا علم پایا۔ ملائکہ ءزمین وآسمان نے اُس کے آگے سر جھکایا۔ جبرئیل کو اس سر جھکا کے کے صلے میں اِنزالِ وحی کی خدمت مرحمت ہوئی۔ اور اسرافیل کو لوحِ محفوظ کے ساتھ خصوصیت عنایت ہوئی۔ ابلیس نے جو سر جھکانے میں غرور کیا، اللہ تعالیٰ نے اپنی درگاہ سے اُس کو دور کیا۔ غرضکہ یہ جو کچھ آدم علیہ السلام کا پاسِ ادب تھا کہ اُس کے فرمان برون پر انعامِ الٰہی اور سرکشوں پر غضب تھا یہ سب نورِ محمدی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کا سبب تھا۔ آدم کا وجود بلکہ کُل عالم کی نمود آپ کے وجود باجود کا طفیل ہے۔

پیداشدن تمام عالم بباعث آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم:

چنانچہ ابنِ عساکر نے حضرت سلمان فارسی سے روایت کی ہے کہ:

''حضرت جبرئیل آنخضرت صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوے اور عرض کی یا محمد! پروردگار آپ کا فرماتا ہے کہ اگر میں نے ابراہیم کو خلیل بنایا تو آپ کو میں نے اپنا حبیب ٹھہرایا اور پیدا نہ کیا میں نے کسی مخلوق کو بزرگ زیادہ آپ سے۔ اور پیدا نہ کیا میں نے دنیا اور جو دنیا میں ہیں مگر اِس واسطے کہ معلوم کراؤں اُن کو آپ کی بزرگی اور قدر و منزلت جو میرے نزدیک ہے اور اگر آپ نہ ہوتے نہ پیدا کرتا میں دنیا کو''۔ ھب۔ ((مواہب اللدنیہ))

اور روایت کی ابوالشیخ نے ''طبقات'' میں اور حاکم نے ابنِ عباس سے کہ:

''وحی کی اللہ تعالیٰ نے طرف عیسیٰ علیہ السلام کے کہ ایمان لاؤ تم اوپر محمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کے اور حکم کرو اپنی امت کو کہ ایمان لاویں اُن پر۔ اس لیے کہ اگر نہ پیدا کرتا میں محمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کو، نہ پیدا کرتا میں آدم کو اور نہ بہشت اور دوزخ کو اور تحقیق پیدا کیا میں نے عرش کو پانی پر۔ پس ہلنے لگا عرش۔ پھر لکھ دیا میں نے اس پر لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ۔ تب ہِلنے سے ٹھہر گیا''۔ تصحیح کی اس حدیث کی حاکم نے اور قائم رکھا اس حدیث کو شیخ سبکی نے ''شفاء السقام'' میں اور بلقینی نے اپنے ''فتاویٰ'' میں۔

اور دیلمی نے ابنِ عباس سے مرفوعاً روایت کی کہ:

''فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ آئے میرے پاس جبرئیل اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو نہ پیدا کرتا میں آپ کو اے محمد! نہ پیدا کرتا میں بہشت کو اور نہ پیدا کرتا میں دوزخ کو''۔

اور حضرت علی سے مذکور ہے کہ:

''تحقیق اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے نبی کو کہ تیرے سبب سے پھیلاتا ہوں میں زمین کو اور ہِلاتا ہوں پانی کی لہروں کو اور بلند کرتا ہوں آسمان کو اور مقرر کرتا ہوں ثواب اور عذاب''۔شم۔((شرح مواہب))

نظم

اے خدا دم بہ دم درود و سلام — اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ نبی جس کا نور ہے ازلی — فیضیاب اُس سے کُل نبی و ولی
پُشتِ آدم میں جب وہ نور اُترا — بن گیا جسم نور کا پُتلا
ہو گیا سینہ علم سے معمور — جھک گئے سب ملائک اُن کے حضور
رُتبہ آدم کو جو خدا سے ملا — فی الحقیقت وہ مصطفا سے ملا
گر نہ ہوتے وہ سیّدالعالم — ہوتے کب آدم اور بنی آدم
خاک کو اقتدار اُن سے ہوا — عرش کو افتخار اُن سے ہوا
حق نے اپنا کیا ہے اُن کو حبیب — یہ تقرب ہوا ہے کس کو نصیب
اس نبی پر ہوں بار بار سلام — پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

پیداشدن حوا و نکاح شدن بآدم علیہ السلام:

روایت ہے:

''جب کہ آدم علیہ السلام جنت میں داخل کیے گئے بباعث تنہائی کے گھبرائے پھرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر نیند کو غالب کیا تب وہ سو گئے۔ اُس نیند کی بے خبری میں

اللہ تعالیٰ نے بائیں طرف کی اخیر پسلی سے حضرت حوا کو پیدا کیا۔ پھر جب کہ حضرت آدم جاگے اُن کو دیکھ کر پوچھا تم کون ہو؟۔ اُنہوں نے کہا کہ میں عورت ہوں تمہاری پسلی سے پیدا کی گئی تا کہ تم آرام پاؤ مجھ سے اور میں آرام پاؤں تم سے''۔ یہ منقول ہے ابن عباس سے اور ابن مسعود وغیرہ صحابی سے۔

''پس جب کہ حضرت حوا کو آدم علیہ السلام نے دیکھا دل کو چین اور قرار آیا پھر اُن کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ اُس وقت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے منع کیا۔ اے آدم! ذرا تامل کیجئے تا کہ اوّل آپ کا نکاح ہو، پھر یہ بی بی آپ کو مباح ہو۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ نے اُن دونوں کا نکاح کیا۔ اور فرشتوں کو گواہ کیا۔ اور خداوندِ پاک نے اپنے کلامِ پاک سے نکاح کا خطبہ پڑھا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْعَظْمَةُ اِزَارِیْ وَالْکِبْرِيَاءُ رِدَآئِي وَالْخَلْقُ كُلُّهُمْ عَبِیْدِیْ وَاِمَآئِي اِشْهَدُوْا يَا مَلٰٓئِكَتِي وَحَمَلَةَ عَرْشِیْ وَسُكَّانَ سَمٰوَاتِّي اِنِّيْ زَوَّجْتُ حَوَّآءَ اَمَتِیْ عَبْدِیْ اٰدَمَ بَدِيْعَ فِطْرَتِیْ وَصَنِيْعَ يَدِیْ عَلٰى صَدَاقِ تَقْدِيْسِیْ وَتَسْبِيْحِیْ وَتَهْلِيْلِیْ ''يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ''۔ الاٰية۔

ترجمہ: ''سب تعریف اللہ کو ہے بزرگی میری ازار ہے اور بڑائی میری چادر ہے۔ اور کُل مخلوق میرے غلام اور باندیاں ہیں گواہ رہو اے فرشتو اور اُٹھانے والو عرش کے اور رہنے والو میرے آسمانوں کے۔ تحقیق میں نے اپنی باندی حوا کو اپنے بندے آدم کے ساتھ، جو نادر پیدا کیا ہوا اور بنایا ہوا میرے ہاتھ کا ہے نکاح کر دیا اوپر مہر تقدیس اور تسبیح اور تہلیل کے۔ اے آدم! تُو اور تیری بی بی جنت میں رہو''۔ روایت خمیس میں مذکور ہے۔ وَالْعِلْمُ عِنْدَاللّٰہِ۔ شم۔ ((شرح مواہب))

اور ابن جوزی محدث نے اپنی کتاب ''سلوۃ الاحزان'' میں ذکر کیا ہے کہ:

''جب آدم علیہ السلام نے حضرت حوا کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ اُنہوں نے اپنا مہر طلب کیا۔ حضرت آدم نے کہا اے پروردگار کیا چیز دوں میں اُس کو مہر میں؟ فرمایا اللہ

تعالیٰ نے اے آدم! درود بھیج میرے پیارے محمد بن عبداللہ پر بیس مرتبہ۔ پس آدم علیہ السلام نے ہمارے نبی کریم علیہ الصلوۃ و التسلیم پر بیس بار درود بھیجا"۔ھب۔ ((مواہب اللدنیہ))

مسلمانو! غور کا مقام ہے ہمارے نبی کا کیا مبارک نام ہے کہ آدم علیہ السلام نے آپ پر درود پڑھا اور وہ درود حضرت حوا کا مَہر ٹھہرا۔ اِس میں کس قدر حضرت کی عظمت اور درود شریف کی فضیلت نکلتی ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ حضرت کا شرف یہ ہے کہ خود خداوند تعالیٰ اور مقدسانِ ملاءِ اعلیٰ ہمیشہ آپ پر درود بھیجتے ہیں۔ چنانچہ آیتِ کلام اللہ اس کے صدق پر گواہ ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

یعنی "بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر، اے ایمان والو! درود بھیجو اُس پر اور سلام بھیجو"۔

سلام بھیجنا معلوم کرنا چاہیے کہ درود کے معنی لغت میں رحمت ہے۔ پس اللہ کا درود بھیجنا یہ ہے کہ اپنی رحمتِ خاص نازل کرے اور ہمارا درود بھیجنا یہ کہ حق تعالیٰ سے رحمت کی درخواست کریں اور پڑھیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ یعنی "اے اللہ رحمت نازل کر اوپر محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے"۔

پس جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو درود اور سلام بھیجنے کا حکم فرمایا اس لیے ہم تمام اہلِ اسلام کُل مرد وعورت نماز میں اس حکم کو بجالاتے ہیں یعنی قعدۂ اخیرہ میں درود پڑھتے ہیں اور ہر التحیات میں آپ پر سلام بھیجتے ہیں اس طرح پر اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ یعنی "سلام ہو تم پر اے نبی اور رحمت ہو اللہ کی اور برکتیں اُس کی"۔

کہا صاحبِ دُرِّ مختار نے کہ:

"نمازی اِن کلمات کو اس طرح پڑھے گویا کہ اب سلام بھیجتا ہے اپنے نبی پر یعنی یہ

ارادہ نہ کرے کہ واقعۂ شبِ معراج سے حکایت اور اخبار کرتا ہے"۔

سبحان اللّٰہ ہمارے نبی کریم کی کیا شانِ عظیم ہے کہ اُس وحدہٗ لاشریک نے اپنی عباداتِ خاص میں بھی آپ کا ذکر شریک کیا اور سوائے تکبیرِ ذبح اور تَحْمِیْدِ عَطْسَہ ((یعنی چھینک آنے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ پڑھنے)) کے کُل مقامات میں مثل کلمۂ طیب واذان وتکبیر و خطبہ وتشہد وغیرہ کے جابجا حضرت کا نام اپنے نام کے ساتھ نزدیک کیا۔ چنانچہ کُل مفسرین آیۂ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"کہا ضحاک نے، نہیں قبول ہوتی نماز مگر ساتھ ذکرِ نبی کے اور نہیں جائز ہوتا خطبہ مگر ساتھ ذکرِ نبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کے"۔ اور حضرت حسّان بن ثابت انصاری صحابی فرماتے ہیں۔ ع۔ وَضَمَّ الْاِلٰہُ اسْمَ النَّبِیِّ اِلَی اسْمِہٖ یعنی "ملایا اللہ تعالیٰ نے نام نبی کا اپنے نام کے ساتھ"۔ معالم التنزیل۔

مسلمانو! غنیمت جانو کہ تم ایسے حبیبِ رب العالمین کی اُمت ہو، تم کو چاہیے کہ آنحضرت کی جناب میں کچھ تحفہ بھیجا کرو، درود وسلام اکثر پڑھا کرو۔ حدیثِ صحیح میں آیا ہے:

"جو شخص درود بھیجے مجھ پر ایک بار، اللہ تعالیٰ اُس پر دس درود یعنی دس رحمتیں بھیجتا ہے"۔ روایت کی یہ حدیث "مسلم" نے ابوہریرہ سے۔

اور "نسائی" نے انس سے روایت کی ہے کہ:

"فرمایا رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص مجھ پر ایک درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اور دس خطائیں اُس کی معاف ہوتی ہیں۔ اور دس درجے اُس کے بلند ہوتے ہیں" انتہی۔ اور جس وقت آپ کا کسی مجلس میں ذکر آتا ہے ہر مرد وعورت پر درود واجب ہو جاتا ہے۔ افسوس کہ لوگ اس مسئلے سے بہت غافل ہیں درود بھیجنے میں سست اور کاہل ہیں۔ جس مرد یا عورت نے آپ کا نام سن کر درود نہ پڑھا اُس نے ظلم کیا۔ خدا کی رحمت سے بعید اور بدبختی کے قریب ہوا، بخیل ہونے کا خطاب پایا، یہ

الفاظ اُس کی نسبت احادیث میں وارد ہو چکے ہیں۔

اور ''شامی حاشیۂ دُرِّ مختار'' میں کعب بن عجزہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ:

''فرمایا رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم نے ہم کو کہ منبر کے نزدیک آؤ۔ ہم حاضر ہوئے پس جب آپ ایک درجے پر چڑھے فرمایا آمین۔ پھر چڑھے دوسرے درجے پر فرمایا آمین۔ پھر چڑھے تیسرے درجے پر فرمایا آمین۔ پس جبکہ آپ اُترے عرض کی ہم نے یارسول اللہ سُنی ہم نے آپ سے ایک بات جو نہیں سُنی تھی پہلے اس سے (یعنی آپ بلاوجہ آمین کیوں فرماتے تھے؟) آپ نے فرمایا کہ جبرئیل میرے سامنے آئے اور کہا دور ہو جیو وہ شخص کہ پایا اُس نے رمضان پھر نہ بخشا گیا وہ، تب کہا میں نے آمین۔ پھر جب چڑھا میں دوسرے درجے پر کہا جبرئیل نے دور ہو جیو وہ شخص کہ آپ کا ذکر اُس کے پاس ہو اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے، تب کہا میں نے آمین۔ پھر جب چڑھا میں تیسرے درجے پر کہا جبرئیل نے دور ہو جیو وہ شخص کہ پایا اُس نے اپنے ماں باپ کو بوڑھا پھر اُن کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوا، تب کہا میں نے آمین''۔ روایت کی یہ حدیث بہت لوگوں نے ایسی سند سے کہ اُس کے راوی سب ثقہ ہیں اور اسی واسطے کہا حاکم نے ''مستدرک'' میں: ''یہ حدیث صحیح الاسناد ہے''۔

اور ''ترمذی'' کی روایت میں ہے کہ:

''فرمایا رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ:

''بخیل وہ شخص ہے کہ میرا ذکر اُس کے پاس ہو اور وہ درود نہ بھیجے مجھ پر''۔ کہا ترمذی نے یہ حدیث صحیح ہے۔

اس صورت میں جو مرد اور عورتیں وعظ کی مجلس میں یا مولد شریف کی محفل میں یا کسی اور مقام میں حضرت کا نام سُن کر خاموش رہیں اور درود نہ پڑھیں وہ گنہگار ہوتے ہیں چاہیے کہ اس سے توبہ کریں اور آئندہ کو جب حضرت کا نام سنیں درود وسلام پڑھیں اور مختصر یہ ہے کہ

کہیں صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم۔

''دُرِّ مختار'' میں ''بحر رائق'' سے منقول ہے کہ:

''درود شریف تمام عمر میں ایک بار فرض ہے اور التحیات میں سُنّت ہے اور کُل وقتوں میں مستحب ہے اور جس وقت آپ کا نام مذکور ہوتا ہے اُس وقت واجب ہو جاتا ہے'' اور ''فتاویٰ قنیہ'' و ''فتاویٰ عالمگیری'' وغیرہ میں ہے کہ:

''اگر آدمی نے آپ کا نام سُن کر درود نہ پڑھا تو درود بھیجنا اُس کے ذمے پر دَین رہتا ہے، چاہیے کہ اور وقت میں قضا کرے''۔

مسلمانو! جبکہ تم نے درود پڑھنے کی فضیلت اور نہ پڑھنے کی فضیحت قرآن و حدیث وفقہ سے معلوم کی۔ چاہیے کہ اَب درود وسلام پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سِرًّا وَّجِھَارًا لَیْلًا وَّنَھَارًا کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَکُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ

نظم

اے خدا دم بہ دم درود و سلام
اپنے پیارے نبی پر بھیج مدام

وہ نبی جس سے انبیا کو شرف
رحمتِ حق کا رُخ ہے اُن کی طرف

حق نے کیا کیا نہ اُن کو دی خوبی
ختم ہے اُن پہ شانِ محبوبی

کیا محمد کی شان ہے محمود
بھیجتا ہے خدا بھی اُن پہ درود

جو کہے اُن پر ایک بار سلام
اُس کو ہو دس سلام کا انعام

جو پڑھے اُن پر ایک بار درود
ے دس رحمتوں کا اُس پہ ورود

واہ کیا حق کا پیار ہے اُن پر
رحمتِ حق نثار ہے اُن پر

اس نبی پر ہوں بار بار سلام
پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

گندم خوردن آدم وحوا:

القصہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور حوا کو جنت میں رہنے کا حکم دیا۔ اور بہشت کی سب نعمتوں کو اُن پر مباح کیا۔ اور فرمایا کہ اے آدم! تُو اور تیری بی بی دونوں جنت میں رہو اور بہشت کی چیزیں جو چاہو کھاؤ۔ ایک درخت کو مخصوص کر کے فرمایا کہ اُس کے پاس مت جاؤ۔ اصل حال کی خبر اللہ کو ہے کہ وہ درخت کیا تھا۔ بعض صحابہ سے منقول ہے کہ وہ گیہوں تھا اور اُس گیہوں کا دانہ گائے کے گردے برابر ہوتا تھا۔ مزے میں شہد سے میٹھا اور مَسکّے ((مکھن)) سے ملائم زیادہ تھا۔ اور بعض صحابہ سے روایت ہے کہ وہ انگور کا درخت تھا اور بعض صحابہ سے مروی ہے کہ وہ انجیر تھا اور حضرت علی نے اُس کو شجرہٌ کافور اور ابی مالک نے کھجور فرمایا ہے۔ اور علاوہ اس کے اور بھی چند اقوال ہیں مفسرین کے۔ اس میں بہت قیل و قال ہیں۔ اِس واسطے کہا ابنِ عطیہ نے، بہتر یہ ہے کہ آدمی اُس کو اپنے ذہن میں معیّن نہ کرے بلکہ اعتقاد کرے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک درخت سے آدم کو منع کیا تھا اُس کی خبر اللہ کو ہے۔

غرضکہ شیطان کو آدم اور حوا کی خوش گذران کا حسد اور رشک آیا۔ اور بڑے فریب سے جنت میں جا کر حضرت حوا کو بہکایا اور جس درخت سے منع کیا تھا اُس کا پھل کھلایا۔ حضرت حوا نے وہ پھل آپ بھی کھایا اور حضرت آدم کو بھی کھلایا تب یہ دونوں میاں بیوی اللہ تعالیٰ کے عتاب میں گرفتار ہوئے، بہشت سے نکال کر حضرت حوا جدے میں اور حضرت آدم سراندیپ میں پھینکے گئے، دونوں میں فراق ہوا، جدائی میں جینا شاق ہوا۔ دونوں ایک مدت دراز تک روتے رہے۔ اور اپنی تقصیر کی ندامت میں جان کھوتے رہے۔ کہا مجاہد نے کہ حضرت آدم کے آنسوؤں سے اللہ تعالیٰ نے عود اور زَنجبِیل ((جنت کی ایک نہر)) اور صندل اور طرح طرح کی خوشبودار چیزوں کو پیدا کیا اور حضرت حوا کے آنسوؤں سے افاوی یعنی گرم مصالح اور لونگ کو پیدا کیا۔ ھب، شم۔

((مواہب اللدنیہ، شرح مواہب))

اور کہا ابنِ عباس نے کہ:

''روئے آدم اور حوا فوت ہونے نعیمِ بہشت پر دوسو برس تک۔ اور نہ کھایا اور نہ پیا کچھ دونوں نے چالیس دن تک اور نزدیک نہ ہوئے آدم، حوا سے سو برس تک''۔

اور روایت کی مسعودی نے:

''اگر تمام اہلِ زمین کے آنسو جمع کیے جاویں تو آنسو داؤد علیہ السلام کے جو اپنی خطا پر روئے بیشک زیادہ ہوں، سب کے آنسوؤں سے۔ اور اگر داؤد علیہ السلام کے آنسو اور تمام اہلِ زمین کے آنسو جمع کریں تو آدم علیہ السلام کے آنسو سب کے آنسوؤں سے زیادہ ہوں گے''۔

اور کہا شہر بن حوشب نے کہ:

''پہنچی ہے مجھ کو یہ روایت کہ آدم علیہ السلام جب اُتارے گئے زمین پر تین سو برس تک سر اُوپر نہیں اُٹھایا بسبب حیا اللہ تعالیٰ کے''۔ معالم التنزیل۔

اور کہا وہب بن منبہ نے کہ:

''روئے حضرت آدم تین سو برس تک، نہیں تھمتا تھا آنسو اُن کا ایک دم، پھر اللہ تعالیٰ نے اُن پر فضل و انعام کیا، چند کلمات کا الہام کیا، اُن کلمات کی برکت سے اُن کی تقصیر معاف فرمائی''۔ فَتَابَ عَلَيْهِ کی خوشخبری سُنائی، علما کا اس میں اختلاف ہے کہ وہ کلمات کیا تھے۔ کہا ابنِ عباس نے کہ وہ کلمات یہ تھے رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ اور یہی قول ہے سعید بن جبیر اور حسن اور ضحاک کا، اختیار کیا ہے اس قول کو اکثر مفسرین نے۔ علاوہ اس کے ان کلمات کی تفسیر میں صحابہ اور تابعین سے اور بھی چند روایتیں مذکور ہیں۔ وہ سب دعائیں اور استغفار کتبِ تفسیر اور حدیث میں مسطور ہیں۔

توسّل گرفتن آدم بنام آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم:

اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ:

''وہ کلمات یہ تھے کہ حضرت آدم نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ

وسلم کا نامِ مبارک لے کر جنابِ باری میں عرض کی کہ یا اللہ اس فرزندِ ارجمند کے طفیل مجھ پر رحم کر اور میری خطا سے درگذر''۔ چنانچہ یہ مضمون حدیثِ صحیح سے ثابت ہے۔ پس معلوم ہوا یہ تفسیر صحیح ہے اور تطبیق ان سب روایات کی اِس طرح ہوسکتی ہے کہ حضرت آدم نے رَبَّنَا ظَلَمْنَا بھی پڑھا، علاوہ اس کے اور کلمات توبہ اور استغفار کے جو احادیث میں وارد ہیں وہ بھی پڑھے لیکن یہ سب توبہ اور استغفار کرنا قبول اُس وقت ہوا جب کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ و السلام کا توسّل کیا اور یہ وسیلہ پکڑنا ساتھ نام حضرت کے چند احادیث میں وارد ہوا ہے۔

چنانچہ ''مواہب لدنیہ'' میں حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

''فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جبکہ آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی تب آدم علیہ السلام نے عرض کی یارب میں تُجھ سے سوال کرتا ہوں بحق محمد رسول اللہ میری تقصیر بخش دے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے آدم! تُو نے کیونکر پہچانا محمد کو اور اب تک نہیں پیدا کیا میں نے اُس کو۔ آدم نے عرض کی اے پروردگار جب پیدا کیا تُو نے مجھ کو اپنے ہاتھ سے اور ڈالی مجھ میں روح، اُس وقت اُٹھایا میں نے سر اپنا۔ پس دیکھا میں نے لکھا ہوا عرش کے پایوں پر لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اُس وقت جان لیا میں نے کہ تُو نے اپنے نام کے ساتھ اُسی کا نام ملایا ہے جو سب مخلوق سے تجھ کو پیارا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے آدم! تُو نے سچ کہا بے شک وہ سب مخلوق سے مجھ کو پیارا ہے اور اب جو تُو نے سوال کیا اس کے طفیل سے، تحقیق بخش دیا میں نے تجھ کو۔ اور جو نہ پیدا کرتا میں محمد کو نہ پیدا کرتا میں تجھ کو''۔ روایت کی یہ حدیث بیہقی اور حاکم اور طبرانی نے اور کہا حاکم نے یہ حدیث صحیح ہے۔

اور ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ:

''اُس وقت غیب سے آواز آئی اے آدم! میں نے قبول کی تیری دعا۔ اور جو تُو تمام زمین اور آسمان والوں کے حق میں محمد رسول اللہ کی شفاعت چاہتا بے شک ہم قبول

کرتے"۔ھب۔((مواہب اللدنیہ))

اورایک روایت میں یہ ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ نے آدم کوفرمایااے آدم! ہم نے تجھ کو بخشااور تیراقصور معاف کیا،قسم اپنی عزت اورجلال کی کہ جوکوئی تیری اولاد سے محمد رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کا وسیلہ پکڑے گا بے شک ہم اُس کی خطائیں بخش دیں گے اور اُس کی مرادیں پوری کریں گے"۔ ضہ۔((روضۃ الاحباب))

نظم

اے خدا دم بہ دم درود و سلام
اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ نبی جو شفیعِ کُل ٹھہرے
سید اور خاتم الرسل ٹھہرے
جس نے اُن کا وسیلہ پایا ہے
اُس کے سر پر خدا کا سایا ہے
روئے صد ہا برس تلک آدم
نہ ہوا پر عتابِ مولیٰ کم
دل سے جب مصطفےٰ کا نام لیا
رحمتِ حق نے آکے تھام لیا
گر شمار آج تک ہوں آدم سے
لاکھوں اُن کے سبب چھٹے غم سے
وہ حبیبِ خدا جدھر ہو جائے
رحمتِ حق کا رُخ اُدھر ہو جائے
اس نبی پر ہوں بار بار سلام
پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

عہد گرفتن از آدم واولادش برائے حفظِ نورِ محمدی:

"جبکہ حضرت آدم اورحوا کا باہم ازدواج ہوا، پیدائش کا جاری رواج ہوا،بیس حمل میں چالیس بیٹیاں اور بیٹے پیدا ہوئے"۔ھب۔((مواہب اللدنیہ))

اورمنقول ہے کہ:

"آدم علیہ السلام سے واسطے نورِ محمدی کے جواُن کی پُشت میں سونپا گیا تھا اللہ تعالیٰ نے عہد لیا کہ اس نور کو اپنی پُشت سے ارحامِ پاک میں بے پاک ہوئے نقل نہ کرے۔آدم نے اقرار کیا اور فرشتوں کو گواہ کیا اور یوں ٹھہرا کہ جس فرزند میں اس نور کو قرار ہو۔اُس سے

بھی یہی عہد واقرار ہو کہ اس نور کرامت ظہور کی تکریم وتعظیم بجالاوے اور اپنی پُشت سے اس نور کو اچھی پاک عورتوں میں نکاحِ صحیح کر کے پونچاوے"۔ضہ۔((روضۃ الاحباب))

"چنانچہ حضرت آدم نے اُسی عہد کے مطابق حضرت حوا کو سپرد وہ نور کیا، اُن کو تمام برکات سے معمور کیا۔یعنی حضرت شیث پیغمبر نے جس کی اولاد میں ہمارے نبی کریم ہیں اپنی والدہ حوا کے شکم میں قرار پایا۔عادتِ الٰہی یہ تھی کہ ہر حمل میں دو اولاد ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوتی تھی لیکن شیث پیغمبر تنِ تنہا پیدا ہوئے تا کہ نورِ نبی غیر مشترک رہے اور چونکہ نور ہمارے نبی کا حضرت شیث میں آ گیا تھا اُن کا حسن اور جمال تمام اولادِ آدم سے سوا تھا سب بھائیوں پر ان کو فضیلت تھی۔آدم علیہ السلام کو ان کے ساتھ سب سے زیادہ محبت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو ساعتوں کا علم سکھایا اور ہر ساعت کے لیے عبادت کا ایک طریق تعلیم فرمایا۔پچاس صحیفے سماوی اُن پر نازل ہوئے،علومِ الٰہی اُن کو حاصل ہوئے اور ایک لڑکی جو بہت خوبصورت تھی اُس سے اُن کا نکاح ہوا۔فرشتوں کو گواہ کیا اور حضرت جبرئیل نے خطبہ پڑھا۔اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کے جیتے جی اُن کو اولاد عنایت کی، پھر جب حضرت آدم کی وفات ہوئی اُنہوں نے اپنے بیٹے شیث کو وصیت کی کہ یہ جو تمہاری پُشت میں نور ہے اس کی محافظت بہت ضرور ہے اس نور کی تعظیم اور تبجیل کیجو اور اچھی پاک عورتوں میں اس کو تحویل کیجو۔

چنانچہ حضرت شیث نے ایسا ہی کیا، پھر شیث نے موافق وحی الٰہی کے اپنے فرزندِ ارجمند انوش سے یہی عہد لیا، اسی طرح کُل پشتوں میں اس وصیت پر عمل رہا۔نورِ محمدی ایک پُشت سے دوسری پُشت میں منتقل ہوتا گیا"۔ھب،شم۔

((مواہب اللدنیہ،شرح مواہب))

طہارتِ نسبِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے:

"اُتارا مجھ کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر آدم کی پُشت میں، پھر رکھا مجھ کو نوح کی پُشت میں،

پھر ڈالا مجھ کو ابراہیم کی پُشت میں، پھر اِسی طرح ہمیشہ اُتارتا رہا مجھ کو پاک پُشتوں اور پاک شکموں میں، یہاں تک کہ پیدا کیا مجھ کو میرے ماں باپ سے، کبھی اُن سے زنا واقع نہیں ہوا"۔حل۔((سیرت حلبی))

اور حضرت علی سے روایت ہے کہ:

"فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "پیدا ہوا میں نکاح سے اور نہیں پیدا ہوا میں سفاح (زنا۔۱۲) سے، آدم سے لے کر میرے ماں باپ تک کسی میں سفاحِ جاہلیت کا دھبّا نہیں"۔روایت کی یہ حدیث طبرانی اور ابونُعیم اور ابن عسا کر نے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم سے روایت کرتی ہیں کہ:

"جبرئیل نے کہا کہ میں نے زمین کے تمام مشرق اور مغرب میں ڈھونڈھا، نہ پایا کوئی آدمی افضل محمد سے اور نہ پایا کسی باپ کے بیٹوں کو افضل بنی ہاشم سے"۔روایت کی یہ حدیث ابوُنعیم اور طبرانی نے، کہا ابنِ حجر نے روشنیاں صحت کی چمکتی ہیں صفحات اس حدیث سے۔

اور "صحیح مسلم" میں ہے کہ:

"فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے پسند کیا اور چُن لیا اولادِ اسماعیل سے کنانہ کو اور کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو۔اور طبرانی نے ابن عمر سے روایت کی کہ: "اللہ تعالیٰ نے پسند کیا اپنی مخلوق کو، پھر مخلوق میں پسند کیا بنی آدم کو، پھر بنی آدم میں پسند کیا عرب کو، پھر عرب میں پسند کیا مجھ کو، پس ہمیشہ رہا میں اچھوں سے اچھا"۔

اور روایت ہے کہ:

"حضرت عباس لوگوں سے کچھ بات سن کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ اُس وقت منبر پر چڑھے اور پوچھا لوگوں سے میں کون ہوں؟ سب نے عرض کی کہ آپ رسول اللہ ہیں۔آپ نے فرمایا میں محمد ہوں بیٹا عبداللہ کا، پوتا عبدالمطلب کا۔بے شک اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا مخلوقات کو۔پس کیا مجھ کو سب

سے اچھی خلق میں۔ پھر اُس خلق کے دو فرقے بنائے اور کیا مجھ کو اچھے فرقے میں۔ پھر اُس فرقے کے کنبے بنائے اور کیا مجھ کو اچھے کنبے میں۔ پھر اُس کنبے کے گھر بنائے اور کیا مجھ کو اچھے گھر میں۔ پس میں بہتر ہوں سب سے از روے ذات اور اصل کے''۔ روایت کی یہ ترمذی نے۔

اور ابن سعد اور ابنِ عساکر محمد بن سائب کلبی سے روایت کرتے ہیں کہ لکھا میں نے حضور نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کے نسب شریف میں پانسو ((پانچ سو)) عورتوں کا نام، نہیں پایا اُن میں حرام اور نہ کوئی امر امورِ جاہلیت سے''۔ ھب۔ ((مواہب اللدنیہ))

غرضکہ آپ کا نسب شریف نہایت لطیف ہے سفاحِ جاہلیت سے پاک اور ہر آمیزش سے صاف ہے۔

ظہورِ آثار وانوارِ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم درا باواجداد:

آپ کا نور اوّلاً حضرت آدم کو سپرد ہوا، بعض روایات میں آیا ہے کہ:

''آدم علیہ السلام اپنی پُشت سے ایک خوش آواز جانور کا زمزمہ سننے لگے، حق تعالٰی سے سوال کیا کہ یہ کس کی آواز ہے؟ فرمایا کہ یہ آواز تسبیح خاتم الانبیا کی ہے جو تیری پُشت سے پیدا کروں گا۔ بعد ازاں وہ نور کرامت ظہور حضرت آدم سے شیث اور ادریس میں ہوتا ہوا حضرت نوح تک پہنچا''۔

جلال الدین سیوطی نے جواجدادِ نبی صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کا ایمان ثابت کیا ہے۔ حضرت ابراہیم کے والد کا نام'' تارخ ''اور چچا کا نام'' آزر'' لکھا ہے اور محاوراتِ عرب اور نصوصِ قرآنی سے چچا کو باپ کہہ دینا ثابت کیا ہے۔ كَمَا فِیْ سِیْرَةِ الْحَلَبِیِّ۔

الحاصل نورِ محمدی نوح کی پُشت میں آیا اور نوح سے سام و تارخ وغیرہ میں ہوتا ہوا حضرت ابراہیم تک پہنچا۔ اِس نور کی برکت سے جس قدر آپ کے آبا واجداد میں آثار

عجیب ظاہر ہوئے بیان سے باہر ہیں۔ کتبِ تواریخ وقصص میں بہ تفصیل سب حال لکھا ہوا ہے۔ ازانجملہ حضرت نوح وابراہیم کا کچھ حال بالاجمال مرقوم ہوتا ہے۔

واضح کہ حضرت نوح علیہ السلام کے وقت میں کفار کی بدعملی سے وبال آیا، شامتِ اعمال سے عالم پر زوال آیا۔ زمین وآسمان سے غضبِ الٰہی کا جوش تھا، موجوں کی ٹکر اور پانی کے چکر سے تمام عالم میں خروش تھا۔ اُس روز اللہ تعالیٰ نے آسمان کی کھڑکیوں اور زمین کے سوتوں ((سوراخوں)) کو کھول دیا اُدھر آسمان سے پانی برستا تھا اِدھر زمین کے سوتوں سے پانی اُبلتا تھا۔ چالیس رات دن تک برابر ایسا پانی برسا کہ ایک دم کو نہ تھما۔ تمام مکانات اور باغات طوفان میں غرقاب ہوئے، کُل جاندار مبتلائے عذاب ہوئے۔ پہاڑوں میں جو پہاڑ بڑے سے بڑا تھا اُس پر بھی پندرہ ہاتھ پانی چڑھا تھا پہاڑوں پر جو اونچے اونچے درخت تھے سب ڈوب گئے تا کہ پرندوں کو بھی بیٹھنے کی جائے نہ ملے۔ جو زمین پر نتھنوں سے سانس لینے والے تھے انسان وحیوان، چرند وپرند سب ڈوب کر مر گئے مگر جو کوئی حضرت نوح کی کشتی میں سوار تھا۔ اُن پر فضلِ پروردگار تھا، اللہ تعالیٰ نے اُن کو ڈوبنے سے بچایا۔ بعدازاں پانی زمین پر چڑھا ہوا خشک کر کے اُن کو زمین پر بسایا۔ اور حضرت نوح اور اُن کے بیٹوں سے پیدائشِ بنی آدم کا سلسلہ ازسرِ نو چلایا۔ اسی واسطے حضرت نوح نے آدمِ ثانی نام پایا۔

ہمارے علمائے نامدار جو تحقیقِ اسرار اور تدقیقِ افکار کرتے ہیں ان کشتی والوں کی نجات کو برکاتِ نورِ محمدی میں شمار کرتے ہیں۔ اس لیے کہ اُس وقت نورِ محمدی سام بن نوح کی پُشت میں تھا اور وہ اپنے باپ نوح کے ساتھ کشتی میں سوار تھے۔ پس اس توسّل سے آپ کے آثارِ فیض کشتی میں نمودار تھے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وَحَمَلَنِیْ فِی السَّفِیْنَةِ مَعَ نُوْحٍ یعنی ''سوار کیا مجھ کو اللہ تعالیٰ نے کشتی میں ساتھ نوح علیہ السلام کے''۔ اور اسی مضمون کی طرف حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشارہ فرماتے ہیں، شعر:

بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السَّفِيْنَ وَقَدْ اَلْجَمَ نَسْرًا وَّاَهْلَهُ الْغَرَقُ

مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ السامی فرماتے ہیں شعر:

زجودش گرنہ گشتی راہ مفتوح بجودی کی رسیدی کشتی نوح

اوراسی طرح جب کہ ابراہیم علیہ السلام کے وقت میں نمروداور اُس کی قومِ مردود نے ایک پتھر کا احاطہ بڑالمبا چوڑا چنوایا۔ اور مہینا ((مہینہ)) بھر تک تمام ملک سے لکڑیاں جمع کر کے اس میں انبار لگایا۔ پھر آگ سلگا کر اُس آتش خانے کو سات دن تک خوب دہکایا یہاں تک کہ وہ آگ بہت تیز ہوئی، دور دور تک شعلہ ریز ہوئی۔ کسی جاندار کی یہ مجال نہ تھی کہ اُس آتش کدے کے پاس جائے۔ اور کسی پرندے کا مقدور نہ تھا کہ وہاں پَر ہلائے۔

غرضکہ اُس جلتی آگ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کفار نے ڈالا۔ اُس وقت تمام آسمان وزمین اور فرشتے روتے تھے۔ مضطرب اور بے قرار ہوتے تھے کہ اے پروردگار! تیرا ابراہیم آگ میں ڈالا جاتا ہے اور زمین پر اُس کے سوا کوئی نہیں جو تیری عبادت کرے۔ انجام کار اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آگ تُو ٹھنڈی ہو جا وہ فوراً ٹھنڈی ہوگئی۔ حضرت ابراہیم کے بدن تک آنچ بھی نہ آئی اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک قالین اور ایک کُرتہ حریر کا جنت سے بھجوایا۔ وہ کُرتہ حریر کا اُن کو پہنایا۔ اور اُس قالین پر اُن کو بٹھایا۔ اُس جگہ طرح طرح کے پھولوں کا گلزار کھلایا۔

الحاصل اُس جلتی آگ میں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت ابراہیم پر نزولِ برکات تھا اُس وقت نور ہمارے نبی کریم کا اُن کے ساتھ تھا چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے۔ وَقَذَفَنِیْ فِیْ النَّارِ فِیْ صُلْبِ اِبْرَاھِیْم اور حضرت عباس نے بھی اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

وَرَدْتَّ نَارَ الْخَلِیْلِ مُکْتَتِمًا فِیْ صُلْبِہٖ اَنْتَ کَیْفَ یَحْتَرِقٗ

انجام کار جب وہ وقت کہ تقدیرِ الٰہی میں مقدر تھا آ پہنچا، وہ نور ابراہیم علیہ السلام سے منتقل ہو کر حضرت اسمٰعیل میں آ گیا اور اسمٰعیل سے منتقل ہوتا ہوا نزار میں آیا اور نزار لغت میں کہتے ہیں قلیل کو یعنی تھوڑی چیز کو، جبکہ یہ پیدا ہوئے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان

نورِ محمدی جلوہ گر تھا اُن کے ماں باپ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ قربانی کی اور لوگوں کو کھانا کھلایا۔ اور کہا یہ سب کچھ نزار ہے یعنی تھوڑا ہے اس مولد کے حق میں۔ پس اسی واسطے نام اُن کا نزار ہوا۔

پھر نزار سے وہ نور حضرت مُضر میں آیا اور مُضر سے الیاس میں اور منقول ہے کہ الیاس اپنی پُشت میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سنتے تھے کہ آپ حاجیوں کی طرح لَبَّیك فرماتے تھے اور الیاس سے وہ نور پُشت در پُشت اُترتا ہوا کعب میں آیا۔

اور کعب وہ ہیں جنہوں نے جمعہ کے دن لوگوں کو واسطے وعظ کے اوّل جمع کیا پھر یہ طریقہ اُن سے جاری رہا۔ بہت خوش بیان تھے، فصیح اللسان تھے۔ قریش جمعہ کو اُن کے پاس آتے تھے اور یہ قریش کو خطبہ سناتے تھے اور وعظ فرماتے تھے اور خبر دیتے تھے اُن کو کہ میری اولاد سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوں گے۔ اگر تم اُن کا زمانہ پائیو اُن پر ایمان لائیو اور اُن کا اتباع کیجیو اور حضرت کعب درمیان اس وعظ کے کچھ اشعار پڑھتے تھے کہ ایک شعر اُن میں سے یہ ہے:

يَالَيْتَنِي شَاهِدٌ فَحْوَاءَ دَعْوَتِهٖ حِيْنَ الْعَشِيْرَةُ تَبْغِي الْحَقَّ خِذْلَانَا

خلاصہ اس شعر کا یہ ہے کہ ”اے کاش میں موجود ہوتا اُس وقت جبکہ وہ نبی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو ایمان کی طرف بلاویں گے اور قریش اُن کے دینِ حق کا جُھٹلانا چاہیں گے“۔ روایت کی یہ حقیقت کعب کی ابونُعیم نے ”دلائل“ میں کعب الاحبار سے۔

الحاصل وہ نور کرامت ظہور کعب سے مرہ میں آیا اور اسی طرح رفتہ رفتہ حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب تک پہنچا۔ اور کہا جلال الدین سیوطی نے کہ

”پائی میں نے احادیث اور اقوالِ سلف میں تصریح ایمانِ اجدادِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی، حضرت آدم سے مرہ بن کعب تک، باقی مرہ سے عبدالمطلب تک چار

پُشتیں درمیان ہیں اُن کے باب میں کوئی نقلِ صریح مجھ کو نہیں پہنچی اور عبدالمطلب ملتِ ابراہیم پر تھے بتوں کو نہ پوجتے تھے'' ۔حل۔ ((سیرت حلبی))

اور حضرت عبداللہ کی نسبت بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ:

''وہ آنحضرت کی دعا سے زندہ ہوئے اور ایمان لائے''۔ چنانچہ اس کا ذکر وفاتِ آمنہ میں آئے گا۔

نظم

اے خدا دم بہ دم درود و سلام　اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ شریف النسب وہ عالی جاہ　فخرِ کونین ابنِ عبداللہ
وہ نبی جو کہ فخرِ عالم ہے　درّۃ التاج نسلِ آدم ہے
پہنچا آدم سے تا بہ عبداللہ　نقل ہوتا ہوا وہ نورِ الٰہ
عمدہ انساب میں ظہور کیا　پاک اصلاب میں عبور کیا
کس نے اجداد پائے ایسے حسیب　ایک سے ایک ہیں اصیل و نجیب
سب کے سب آفتاب ہیں گویا　خلق کے انتخاب ہیں گویا
نسل حضرت کی پاک ہے ایسی　سچے موتی کی آب ہو جیسی
اس نبی پر ہوں بار بار سلام　پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

ذکر حضرت عبدالمطلب:

''جبکہ حضرت عبدالمطلب میں نورِ محمدی کو قرار ہوا، قدرتِ الٰہی کا عجب جلوہ نمودار ہوا۔ حضرت عبدالمطلب کی پیشانی نورِ رسول اللہ سے چمکتی تھی۔ اور اُن کے بدن سے مشکِ خالص کی خوشبو مہکتی تھی۔ اور قریش کا یہ دستور تھا جب اُن پر قحط سخت آتا حضرت عبدالمطلب کو جبلِ شبیر پر کہ ایک پہاڑ ہے لے جاتے اور اُن سے دعا کراتے۔ پس اللہ تعالیٰ حضرت کی برکت سے خوب مینہ برساتا اور اُن کو سختی قحط سے چھڑاتا'' ۔ھب۔ ((مواہب اللدنیہ))

اور حضرت عبدالمطلب بد خصلتوں کو ناپسند کرتے تھے۔ اکثر امورِ جاہلیت کو نام دھرتے تھے۔ لڑکیوں کے قتل سے اور شراب خواری سے اور زنا کاری سے اور برہنہ ہو کر طوافِ بیت اللہ کرنے سے اور ظلم اور خسیس باتوں سے منع فرماتے۔ اور مکارمِ اخلاق کی طرف رغبت دلاتے اور جس وقت آپ کو کوئی مہم پیش آتی پیشانی آپ کی چاند کی طرح چمک جاتی۔ حضرت عبدالمطلب اُس نور کے چمکنے سے معلوم کرتے کہ ہم کو فتح نصیب ہو گی۔

اور روایت کی ابو نُعیم نے ساتھ اسناد اپنی کے کہ:

''ابو طالب سے عبدالمطلب نے اپنا حال بیان کیا کہ ایک دن میں حِجر میں جو خانۂ کعبہ میں ایک جگہ ہے سوتا تھا۔ ناگاہ میں نے ایک خواب دہشت ناک دیکھا کہ جس سے جی گھبرا گیا پھر میں تعبیر لینے کو ایک عورت کے پاس گیا کہ وہ قریش کی کاہنہ تھی۔ میں نے اُس سے اپنا خواب بیان کیا۔

کہ میں آج کی رات کیا دیکھتا ہوں ایک درخت پیدا ہوا اور اُس کی چوٹی آسمان تک پہنچی اور اُس کی شاخیں تمام مشرق اور مغرب میں پھیل گئیں۔ میں نے کبھی ایسا روشن نور نہ دیکھا کہ جیسا اُس درخت میں تھا۔ آفتاب سے ستر حصے زیادہ روشن تھا اور دیکھا میں نے تمام عرب اور عجم کو کہ اُس کے آگے سر جھکائے ہوئے ہیں اور وہ درخت ہے کہ اُس کا عرض و طول اور ارتفاع اور نور دم بہ دم بڑھتا جاتا ہے۔ کبھی چُھپتا ہے اور کبھی ظاہر ہوتا ہے۔ اور دیکھا میں نے ایک جماعتِ قریش کو کہ اُس کی ٹہنیاں پکڑے ہوئی ہے۔ اور دوسری جماعت قریش کی اُس درخت کو کاٹنا چاہتی ہے۔

جس وقت یہ لوگ اُس درخت کے پاس گئے ایک شخص جوان نہایت خوبصورت ظاہر ہوا کہ میں نے اُس شکل کا آدمی حسین و جمیل کبھی نہیں دیکھا۔ اور کسی کے بدن میں ایسی خوشبو نہیں پائی۔ اُس جوان نے اُن لوگوں کو جو کاٹنے کے درپے تھے پکڑ لیا اور اُن کی کمریں توڑنے لگا اور آنکھیں نکالنے لگا۔

تب میں نے اپنا ہاتھ بلند کیا تاکہ اُس درخت کی شاخ پکڑوں لیکن مجھ کو نصیب نہ

ہوا۔ تب میں نے پوچھا کہ اس درخت میں کس کا نصیب ہے؟۔ پس کہا اُس جوان نے اُس میں نصیب اُن لوگوں کا ہے جنہوں نے اس درخت کی شاخوں کو پکڑ لیا ہے جب اُس کاہنہ نے یہ خواب سنا اُس کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ پھر اُس کی تعبیر دی کہ اے عبدالمطلب اگر یہ خواب تیرا سچا ہے، تیری پُشت سے ایک شخص پیدا ہوگا کہ وہ مشرق اور مغرب کا مالک ہوگا اور اُس کے دین کو لوگ اختیار کریں گے۔

حضرت عبدالمطلب کہتے تھے کہ شاید وہ درخت ابوطالب ہو لیکن جس وقت رسولِ مقبول صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کو رسالت عنایت ہوئی آفاق میں جاری آپ سے ہدایت ہوئی اُن ایام میں ابوطالب جب یہ خواب عبدالمطلب کا لوگوں سے بیان کرتے قسم کھا کر فرماتے کہ واللّٰہ وہ درخت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کی ذاتِ پاک ہے"۔ شم۔ ((شرح مواہب))

اور ابنِ سعد اور طبرانی اور حاکم وغیرہ نے حضرت عباس سے روایت کی کہ: "فرمایا حضرت عبدالمطلب نے اپنے فرزند عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ سے کہ گئے ہم ایک بار ملکِ یمن کو جاڑے کے موسم میں۔ پس ہمارا گذر ہوا ایک یہودی عالم کے پاس کہ وہ زبور پڑھتا تھا اُس نے پوچھا تم کون آدمی ہو؟ میں نے کہا قریش میں سے ہوں۔ اُس نے پوچھا قریش میں کون ہو؟ میں نے کہا بنی ہاشم۔ وہ بولا اجازت دیتے ہو تم کہ دیکھوں کچھ بدن تمہارا۔ میں نے کہا اچھا مگر سترِ عورت نہ دکھاؤں گا۔ اُس نے میری ناک کا ایک سوت ((سوراخ)) کھول کر دیکھا پھر دوسرا سوت ((سوراخ)) دیکھا اور بولا کہ میں کہتا ہوں بے شک تیرے ایک ہاتھ میں ملک اور دوسرے میں نبوت ہے"۔ الحدیث۔ اور یہ بات اُس عالم کی صحیح ہوئی اس لیے کہ حضرت عبدالمطلب کی اولاد میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم پیدا ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کو نبوت اور ملک دونوں حاصل ہوئے"۔ حل، شم۔ ((سیرت حلبی، شرح مواہب))

الحاصل: "حضرت عبدالمطلب نے عمر بن عائذ کی بیٹی سے جس کا نام فاطمہ تھا نکاح

کیا اور ایک سو اونٹنی بڑی کوہان والی اور دس اوقیہ سونا جس کا ایک سو پانچ تولے سونا ہوتا ہے بوزن سبعہ اُس کے مہر میں دیا۔ اُس بی بی سے رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کے والدِ بزرگوار یعنی حضرت عبداللہ نامدار پیدا ہوئے"۔ شم۔ ((شرح مواہب))

ذکر حضرت عبداللہ:

اور حضرت عبداللہ کی پیشانی میں نورِ محمدی چمکتا تھا اور سب بھائیوں میں بلکہ کُل قریش میں ان کا چہرہ خوشنما تھا، اُن کی خوبصورتی کا جابجا مذکور رہا، حُسن و جمال ان کا عرب میں مشہور رہا۔ عرب کی اچھی اچھی عورتیں صاحبِ جمال اُن کی طلبگار ہوئیں۔ نکاح کی خواستگار ہوئیں۔ اور بہت عورتیں کوچے اور گلیوں میں برسرِ راہ آکر کھڑی ہو جاتیں اور عبداللہ کو اپنی طرف بلاتیں۔ اور اہلِ کتاب کو جب بعض علامات اور آثار سے معلوم ہوا کہ نبی آخرالزماں کا ظہور عبداللہ کی پُشت سے ہوگا تب وہ اُن کے دشمن ہو گئے ہر چند بارادۂ قتل جمع ہو کر مکۂ معظّمہ کے گرد نواح میں آتے۔ لیکن بدنصیب اپنا سامُنہ لے کر پھر جاتے۔ غیب سے عجیب و غریب قدرتِ الٰہی کے کرشمے ظاہر ہوتے، وہ دیکھ کر عقل سے باہر ہوتے الغرض کبھی اُن کا داؤ نہ چلا اور اُن کے دل کا مدعا نہ ملا۔

روایت ہے کہ:

"ایک دن علمائے اہلِ کتاب تلواریں زہر کی بُجھی ہوئی لے کر ملکِ شام سے بارادۂ قتل حضرت عبداللہ کے آئے۔ اور اُس دن حضرت عبداللہ شکار کھیلنے تشریف لے گئے تھے۔ دونوں کا مقابلہ ہو گیا اتفاقاً اُس روز حضرت آمنہ کے باپ وہب بن عبد مناف بن زہرہ بھی شکار کھیلنے گئے تھے۔ ایک اور طرف گوشۂ جنگل میں شکار کھیلتے تھے۔ جب یہ حال دیکھا ارادہ کیا کہ عبداللہ کی مدد کروں، ان لوگوں سے اس کی شفاعت کروا ؎۔ اس عرصے میں کیا دیکھتے ہیں کہ چند سوار تیز و چالاک جو اس عالم کے لوگوں سے کچھ مشابہت نہ رکھتے تھے ظاہر ہوئے۔ حملہ کر کے اُس جماعتِ اہلِ کتاب کو ہٹایا اور عبداللہ کو بچایا۔ جس وقت وہب بن عبد مناف نے عبداللہ کا یہ حال دیکھا دل میں پختہ ارادہ کیا کہ اپنی بیٹی آمنہ کا اُن سے نکاح کرے۔

جب شکار کھیل کر گھر آئے اپنی بی بی سے عبداللہ کا حال اور اپنا ارادہ بیان کیا، بی بی نے بھی اس رشتے کو مان لیا۔ اپنے دوست آشناؤں کی معرفت حضرت عبدالمطلب کو پیغام بھیجا اور اُن کو بھی یہی منظور تھا کہ عبداللہ کی شادی کروں۔ کیونکہ عرب میں اس کے حُسن کی دھوم ہے عورتوں کا اس کے عشق میں ہجوم ہے۔ لیکن یہ تلاش تھی کہ جو عورت نہایت پاک دامن اور پارسا ہو۔ اُس کا حسب نسب بھی سب سے شریف اور اعلیٰ ہو اُس کو اختیار کروں، عبداللہ سے اُس کا نکاح کروں۔ جس وقت وہب بن عبد مناف کا پیغام پہنچا حضرت عبدالمطلب نے فرمایا اگر چہ بہت عورتیں عبداللہ کی طلبگار ہیں، نکاح کی امیدوار ہیں۔ لیکن میری نظر میں کوئی اس کے لائق نہیں۔ کوئی عورت آمنہ خاتون سے فائق نہیں۔ غرضکہ یہ رشتہ طرفین کو پسند ہوا۔ فریقین کا دل رضامند ہوا، نسبت کا بخوبی استحکام ہوا۔ اب نکاح کا شروع سرانجام ہوا"۔ ضہ۔ ((روضۃ الاحباب))

نکاحِ حضرت عبداللہ باحضرت آمنہ:

اور ابونُعیم اور ابنِ عساکر وغیرہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ:

"جس وقت حضرت عبدالمطلب اپنے بیٹے عبداللہ کو ساتھ لے کر نکلے تاکہ اُن کا نکاح کریں راستے میں ایک عورت کاہنہ یہودیہ ملی کہ نہایت خوبصورت اور پاکدامن تھی۔ اور بہت کتابیں پڑھی ہوئی تھی۔ اُس نے حضرت عبداللہ کی پیشانی میں نورِ نبوت چمکتا دیکھ کر چاہا کہ کاش عبداللہ مجھ سے قریب ہو، یہ نورِ نبوت اس کے توسّل سے مجھ کو نصیب ہو۔ حضرت عبداللہ کو سو اونٹ دینے کا وعدہ کیا اور اپنی طرف جھکایا۔ لیکن آپ نے انکار کیا اور فرمایا میں اپنے باپ کے ساتھ ہوں نہ اُن سے جدا ہوسکتا ہوں اور نہ اُن کے خلافِ مرضی کام کرسکتا ہوں اور بعض روایات میں اِن اشعار کا پڑھنا بھی حضرت عبداللہ سے منقول ہے۔ اشعار:

اَمَّا الْحَرَامُ فَالْمَمَاتُ دُوْنَــهٗ　　　وَالْحِلُّ لَاحِلَّ فَاسْتَبِیْنَــهٗ

فَكَيْفَ بِـالْاَمْـرِ الَّذِىْ تَبْغِيْتَـــهٗ وَيَحْمِى الْكَرِيْمُ عِرْضَهٗ وَدِيْنَـــهٗ

یعنی ''حرام کرنے سے مرجانا بہتر ہے۔ اور تجھ سے ملنا مجھ کو حلال نہیں تا کہ اُس کو خوب ظاہر معلوم کروں اور اُس پر عمل کروں۔ پس کس طرح کروں وہ کام جو تُو چاہتی ہے ،عزت دار آدمی بچاتا ہے اپنے دین اور آبرو کو''۔

القصہ حضرت عبداللہ اُس عورت سے پیچھا چھڑا کر اپنے باپ کے ساتھ ہو گئے اور وہ اُن کو ساتھ لے کر وہب بن عبد مناف بن زہرہ کے پاس گئے جو اُس زمانے میں تمام بنی زہرہ میں شریف اور نجیب مشہور تھے۔

اپنی بیٹی آمنہ کا کہ تمام قریش میں نجیب الطرفین مشہور تھی عبداللہ سے نکاح کیا۔ حضرت عبداللہ نے تین روز حضرت آمنہ کے پاس قیام کیا چنانچہ ان ایامِ متبرک میں نورِ محمدی نے حضرت آمنہ خاتون کے شکمِ مبارک میں قرار پایا۔ بعد اس کے حضرت عبداللہ حضرت آمنہ سے رخصت ہو کر اُسی عورت کاہنہ کے پاس آئے لیکن اُس عورت نے کچھ توجہ نہ کی۔ اُنہوں نے فرمایا کہ تجھ کو کیا ہوا جو بات مجھ سے پیش کرتی تھی آج کیوں نہیں پیش کرتی ؟ اُس نے کہا کہ وہ نور تجھ سے جدا ہو چکا جس کی مجھے آرزو تھی اور مجھ کو کچھ تیری پَروا نہیں، میں چاہتی تھی کہ وہ نور مجھ کو نصیب ہو مگر خدا نے اُسی کو نصیب کیا جس کے مقدر میں لکھا تھا''۔ھب،شم۔((مواھب اللدنیہ، شرح مواھب))

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ:

''جب حضرت عبداللہ اُس عورت کے پاس گئے اور وہ بات اُس کو یاد دِلائی اُس نے کہا تُو کون ہے؟ یہ بولے میں وہ فلانا شخص ہوں۔ اُس نے کہا تُو وہ شخص نہیں، تیری دونوں آنکھوں کے درمیان ایک نور تھا وہ اب نظر نہیں آتا تو نے کیا کِیا؟۔ حضرت عبداللہ نے قصہ نکاح اور صحبتِ آمنہ کا بیان کیا، وہ بولی قَسم اللہ کی میں کچھ خراب بدکار عورت نہیں ہوں۔ لیکن میں جو اُس روز خواہش کرتی تھی تو مدعا یہ تھا کہ وہ نور مجھ کو حاصل ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے اُس کو جہاں چاہا پہنچایا۔ اب تُو اپنی بی بی کو جا کر خوشخبری دے کہ تجھ کو وہ حمل رہا ہے جو تمام

روے زمین سے بہتر اور اعلیٰ ہے"۔حل۔((سیرت حلبی))

اور حضرت عباس سے روایت ہے کہ:

"جس روز حضرت عبداللہ اور آمنہ کا باہم وصال ہوا قریش کی عورتوں کا یہ حال ہوا کہ سب اس حسرت اور افسوس میں بیمار ہو گئیں بلکہ بنی مخذوم اور بنی عبدمناف میں سے دوسو عورتیں اسی غم میں کہ عبداللہ سے اُن کا نکاح نہ ہوا مر گئیں"۔شم۔((شرح مواہب))

نظم

اے خدا دم بہ دم درود و سلام — اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ نبی جس کا مدتوں تک نور — عالمِ قُدس میں رہا معمور
تھا کبھی ساقِ عرش پر روشن — اور کبھی لوح پر تھا نور افگن
پھر وہ نور آیا پُشتِ آدم میں — اُتری رحمت خدا کی عالم میں
صُلبِ آدم سے پھر ہوا جو نزول — کیا ارحامِ طیبہ نے قبول
جس بدن میں وہ نور اُترتا تھا — جلوۂ حق ظہور کرتا تھا
اب زمانہ ظہور کا آیا — آمنہ تک خدا نے پہنچایا
پہنچا بُرجِ حمل میں مہرِ منیر — نافِ غنچہ میں گل ہوا جاگیر
سچا موتی صدف میں آ ٹھہرا — چاند بیت الشرف میں آ ٹھہرا
اُس نبی پر ہوں بار بار سلام — پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

وقائع ایامِ حمل:

اربابِ سِیَر لکھتے ہیں کہ:

"جس وقت مادّۂ وجودِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی والدۂ ماجدہ کے شکمِ پاک میں قرار پایا۔اور نورِ محمدی جو بکمالِ تعظیم حضرت آدم سے پُشت درپُشت اُترتا تھا حضرت عبداللہ سے جُدا ہو کر رحمِ حضرتِ آمنہ میں آیا،اُس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنی

قدرت کا عجب جلوہ دکھایا، ایک سے ایک نیا معاملہ پیش آیا، تمام ملکوت اور عالمِ جبروت میں حکم سنایا گیا کہ تمام مقدس مقاموں کو معطر کرو اور اطرافِ سموات میں خوشبو، بساؤ جانماز یں عبادت کو بچھاؤ یعنی مراسمِ تعظیم بجالاؤ''۔

روایت کی کعب الاحبار نے کہ:

''اُس رات کو تمام آسمان اور زمین کے اطراف اور جوانب میں یہ بشارت دی گئی کہ وہ نورِ مکنون جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جسمِ مبارک کا اصل مادّہ ہے آج کی رات اُس نے شکمِ آمنہ میں قرار پایا۔ پس خوشخبری ہو آمنہ کو، پھر خوشخبری ہو آمنہ کو اور تمام دنیا کے بت اُس دن سر کے بھل اُلٹ گئے اور قریش بڑی مصیبت اور قحط کی شدت میں تھے آپ کی برکت سے نہال ہوئے، زمین پر سرسبزی کی بہار ہوئی، ہر جانب سے خیرو برکت نمودار ہوئی۔ درختوں کو خوب پھل آیا، عرب نے اس سال کا نام ''سَنَةُ الْفَتحِ وَالْاِبْتِهَاج'' ٹھہرایا''۔

اور روایت کی خطیب بغدادی نے:

''جب کہ ارادہ کیا اللہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اُن کی والدہ آمنہ کے شکم میں مخلوق کرے۔ تب جمعہ کی رات تھی اُس رات اللہ تعالیٰ نے حکم دیا رضوان داروغۂ بہشت کو کہ جنت الفردوس کا دروازہ کھول دے۔ اور ایک فرشتے نے تمام زمین اور آسمان میں خوشخبری سنائی کہ وہ نور جو غیب میں مخزون اور مکنون تھا۔ آج کی رات شکمِ آمنہ میں قرار پاتا ہے اور عنقریب چند روز میں وہ بشیر و نذیر اہلِ عالم پر جلوۂ ظہور فرماتا ہے''۔ھب۔ ((مواہب اللدنیہ))

اس روایت سے معلوم ہوا کہ نطفہ زکیۂ مصطفوی کو جمعہ کی رات قرار ہوا۔ اس لیے امام احمد حنبل فرماتے ہیں کہ:

''جمعہ کی رات شبِ قدر سے بھی افضل ہے کیونکہ جس قدر اس رات میں خیر و برکت نازل ہوئی کسی رات میں نہیں نازل ہوئی اور قیامت تک نہ ہوگی بلکہ کبھی ابد تک نہ ہوگی اور

اگراس وجہ سے شبِ میلا دکو یعنی جس میں رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم پیدا ہوئے، شبِ قدر سے افضل جانیں زیبا اور بجا ہے۔ چنانچہ علماے دین نے اس کو تصریحاً بیان کیا ہے‘‘۔مج۔((مدارج النبوۃ))

اور ابن اسحاق کی روایت میں آیا ہے کہ:

’’حضرت آمنہ نے بیان فرمایا ہے مجھ کو اپنا حمل کچھ معلوم نہیں ہوتا تھا، نہ پائی میں نے اپنے شکم میں گرانی اور نہ ہوتی تھی مجھ کو رغبت جس طرح اور عورتوں کو بعض چیزوں کی طرف ہوتی ہے۔ مگر یہ کہ ایامِ معمولی کا ہونا موقوف ہو گیا تھا۔

ایک دن خواب میں مجھ کو ایک شخص نمودار ہوا، کہنے لگا کہ اے آمنہ! تجھ کو کچھ خبر بھی ہے کہ تیرے شکم میں کون ہے تمام خلقت کا سردار ہے۔ یہ کہہ کر وہ شخص چلا گیا پھر بہت دنوں تک نظر نہ آیا لیکن جب ولادت کا وقت نزدیک پہنچا وہ شخص پھر نمودار ہوا اور کہا اے آمنہ پڑھ اپنے فرزند پر اُعِیْذُہٗ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ کُلِّ الْحَاسِد اور نام رکھ اس کا محمد‘‘۔

وفات حضرت عبداللہ:

اور منقول ہے کہ:

’’ہنوز پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا نہ ہوئے تھے کہ آپ کے والدِ بزرگوار حضرت عبداللہ نامدار نے وفات پائی‘‘۔ روایت کی یہ حاکم نے ساتھ اسنادِ صحیح کے۔ اور اُس وقت میں عمر حضرت عبداللہ کی اٹھارہ برس کی تھی بر مذہبِ صحیح، چنانچہ شیخ ابن حجر اور سیوطی وغیرہ نے بیان کیا ہے۔ اور واقدی نے پچیس برس کی روایت کو اختیار کیا ہے۔

اور قصہ اُن کی وفات کا یہ ہے کہ:

’’حضرت عبداللہ قریش کے ساتھ سفر کو تشریف لے گئے تھے جس وقت قریش اپنی تجارت سے فارغ ہو کر پھرے اور مدینے میں پہنچے حضرت عبداللہ بیمار تھے فرمایا کہ میں قبیلہ بنی عدی بن نجار میں جو حضرت عبدالمطلب کے حقیقی ماموں ہیں بباعث ضعف اور

نقاہت کے ٹھہرتا ہوں۔ تم جاؤ تب قریش اُن کو وہاں چھوڑ کر چلے آئے اور مکے میں آ کر حضرت عبدالمطلب سے اُن کی بیماری کا حال بیان کیا اُنھوں نے اپنے بڑے فرزند حارث کو بھیجا کہ عبداللہ کو مدینے سے لے آوے، جب وہ مدینے گئے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ اس جہان سے رخصت ہو گئے۔ایک مہینے تک بیمار رہے اور دار التابعہ میں بعد وفات دفن کیے گئے ،جس وقت آمنہ کو وفاتِ حضرت عبداللہ کی خبر پونچی ((پہنچی)) تب اُنھوں نے اس حالتِ غمگینی میں یہ چند اشعار پڑھے۔

نظم

عَفَا جَانِبُ الْبَطْحَاءِ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ وَجَاوَرَ لَحْدًا خَارِجًا فِی الْغَمَاغِمِ
دَعَتْهُ الْمَنَايَا دَعْوَةً فَاَجَابَهَا وَمَا تَرَكَتْ فِی النَّاسِ مِثْلَ بْنِ هَاشِمٍ
عَشِيَّةَ رَاحُوْا يَحْمِلُوْنَ سَرِيْرَهٗ تَعَاوَرَهٗ اَصْحَابُهٗ فِی التَّزَاحُمِ
فَاِنْ تَكُ غَالَتْهُ الْمَنُوْنُ وَرَيْبُهَا فَقَدْ كَانَ مِعْطَآءً كَثِيْرًا لتَّرَاحُمِ

ترجمہ: ''خالی ہوگئی زمین بطحا کی آلِ ہاشم سے۔ اور چل بسا وہ شہر سے باہر لحد میں بہت پردوں کے اندر۔ بلایا اُس کو موت نے پس چلا گیا وہ۔ اور نہ چھوڑا موت نے ابنِ ہاشم سا شخص یعنی عبداللہ سا جوان خوبرو۔ اُٹھا لے گئے لوگ جنازہ اُس کا عصر کے وقت۔ اُٹھایا ہاتھوں ہاتھ اُس کو دوستوں نے بڑے ہجوم سے۔ پس اگر غفلت میں لے لیا اُس کو حادثاتِ زمانہ نے ،افسوس کرتے ہیں آدمی۔ تحقیق تھا وہ بڑا بخشش والا اور بہت رحم والا''۔

اور ابنِ عباس سے مذکور ہے کہ:

''جس وقت حضرت عبداللہ نے وفات پائی فرشتوں نے جنابِ باری میں عرض کی اے اللہ! یتیم رہ گیا تیرا نبی یعنی وہ ابھی والدہ کے شکم میں ہے اور اُس کے باپ نے انتقال کیا اب اُس کی تربیت کون کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا کہ میں اُس کا حافظ اور نصیر ہوں میں اُس کو رزق دوں گا پرورش کروں گا اور ہر طرح اُس کی مدد اور حمایت کروں گا''۔ھب۔((مواہب اللدنیہ))

اس حدیث کی تصدیق قرآن شریف میں موجود ہے۔ اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی یعنی ''اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کیا تجھ کو یتیم نہیں پایا اللہ تعالیٰ نے، پھر تیری تربیت فرمائی''۔

اور آپ کے یتیم رہ جانے میں بہت حکمتیں ہیں۔ بڑی بڑی کتابوں میں مرقوم ہیں اور کہا حلبی نے کہ کتبِ قدیمہ میں آپ کا یتیم ہونا علاماتِ نبوت سے شمار کیا گیا تھا عبداللہ کی وفات سے یہ نشان پورا اور صحیح ہوا۔

اور کہا زرقانی نے:

''سب یتیموں میں بڑا وہ ہے جس کو اُس کا باپ ماں کے پیٹ میں چھوڑ کر مر جائے''۔ اور ابی زکریا سے روایت ہے کہ:

''حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اپنی والدہ ماجدہ کے شکم میں نو مہینے کامل ٹھہرے اور نہیں معلوم ہوتا تھا آپ کی والدہ کو دردِ شکم اور نہ کوئی اور بات جو عورتوں کو ان ایام میں پیش آتی ہے کہ بعض چیزوں سے نفرت اور بعض چیزوں پر رغبت ہو جاتی ہے۔ اور حضرت آمنہ فرماتی ہیں قسم خدا کی نہیں دیکھا میں نے کوئی حمل اس سے زیادہ سبک اور زیادہ برکت والا''۔ انتہی۔

بیانِ ولادت شریف:

الحاصل جب نو مہینے پورے گذر چکے، ربیع الاول کے مہینے پیر کے دن صبح صادق کے وقت سورج نکلنے سے پہلے وہ سید المرسلین خاتم النبیین رحمتہ للعالمین زیبِ عالم فخرِ آدم محبوبِ الٰہ مقبولِ بارگاہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کمال شوکت و اقبال اور نہایت جاہ وجلال سے پیدا ہوئے۔

نظم

حضرت مصطفیٰ ہوے پیدا
احمدِ مجتبیٰ ہوے پیدا

کیوں نہ عالم میں ہو خوشی پیدا
ایسے اعلیٰ ہوے نبی پیدا

وہ نبی جس سے زیب عالم کو
وہ نبی جس سے فخر آدم کو

کیوں فرشتے نہ دیں مبارکباد
اشرف الانبیا کا ہے میلاد

آج میلادِ مصطفائی ہے
آج عالم میں عید آئی ہے

شاہِ دنیا و دین ہوئے پیدا
سید المرسلیں ہوے پیدا

اُن کی تعریف انبیا نے کی
خاص جبرئیل اور خدا نے کی

وہ امام الہدیٰ ہوے پیدا
وہ شفیع الوریٰ ہوے پیدا

اُن پہ رحمت خدا کی ہر دم ہے
دَم سے اُن کے بہارِ عالم ہے

وہ حبیبِ خدا ہوے پیدا
زیبِ ارض وسما ہوے پیدا

سیّدِ اِنس و جاں ہوے پیدا
رہنماے جہاں ہوے پیدا

وہ شفیع الامم ہوے پیدا
وہ جمیل الشیم ہوے پیدا

ہوے پیدا وہ شافعِ محشر
ہوے پیدا وہ ساقیِ کوثر

آپ کی ذات ازل میں تھی اِک نور
اور حجابوں میں تہہ بہ تہہ مستور

پھر جو اُترا وہ نور دنیا میں
تھا چھپا اُمّہات و آبا میں

اب وہ نور آیا قطع کر کے حجاب
نکلے بدلی سے جس طرح مہتاب

نکلے پردوں سے یوں نبیِ کریم
جیسے نکلے صدف سے دُرِّ یتیم

فرض ہے شکر بھیجنا ہم کو
حق نے ایسا نبی دیا ہم کو

اَکْرَمُ الْخَلْق اَلسَّلَامُ عَلَیْك
اَعْظَمُ الْخَلْق اَلسَّلَامُ عَلَیْك

غزلِ سلامیہ

اے مرے شاہِ باوقار سلام　دین و دنیا کے تاجدار سلام
اے مہہِ اوجِ اقتدار سلام　نیّرِ بُرجِ افتخار سلام
اے دو عالم کے شہریار سلام　خاص مقبولِ کردگار سلام
اے غریبوں کے غمگسار سلام　بیکسوں کے کفیل کار سلام
آپ کے نام پر ہزار درود　آپ کی شان پر ہزار سلام
آپ پر بھیجتا ہے رحمت سے　خالق اللیل والنھار سلام
ہے یہ کافی نجاتِ اُمت کو　ہو قبول اُن کا ایک بار سلام
جاتے ہیں واں ملائکہ لے کر　جب پڑھیں عاشقانِ زار سلام
جس قدر ہو سکے مسلمانو　بھیجو باعجز وانکسار سلام
جھک کے اس در پہ عرض کرتے ہیں　بادشاہانِ نامدار سلام
مُنہ جو غنچوں کا ہے کھُلا شاید　کہتی اس مُنہ سے ہے بہار سلام
چاند سے مُنہ پہ بے حساب درود　زلفِ مشکیں پہ بے شمار سلام
آپ ہیں شاہ کیوں نہ عرض کریں　ہم غلامانِ جان نثار سلام
ہم نے محبوب ایسا پایا ہے　کیوں نہ ہم بھیجیں بار بار سلام
ہو کے حاضر جنابِ اقدس میں　عرض کر بیدل نزار سلام

عجائب وقائع ولادت شریف:

جس روز پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شکمِ آمنہ سے ظہور فرمایا، تمام زمین و آسمان میں جابجا قدرتِ الٰہی کا جلوہ نظر آیا، تمام روے زمین پر ایک نور تھا، شوکتِ محمدی کا ظہور تھا، ہر مذہب اور ملت میں جو شخص اپنی قوم کا عالم اور رہنما تھا، ہر کوئی اپنی اپنی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خبر دیتا تھا۔ اہلِ کتاب اپنی کتاب سے اور نجومی ستاروں کے حساب سے اور کاہن لوگ اپنے ضابطے اور آئین سے اور اصحابِ فال اپنے

قوانین سے۔

کعب الاحبار سے روایت ہے کہ:

”دیکھا میں نے توریت میں کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو خبر دی زمانۂ پیدائش حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اور موسیٰ نے اپنی قوم کو خبر دی کہ وہ فلانا ستارہ جس وقت حرکت کرے اور اپنی جا((جگہ)) سے گذرے پس جان لو کہ وہ وقت ہے پیدا ہونے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا۔ علمائے بنی اسرائیل میں ہمیشہ پُشت دَر پُشت یہ نشان اور علامت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تلقین ہوتی رہی“۔ حل۔((سیرت حلبی))

لیکن جس وقت زمانہ ظہورِ حضرت کا قریب آیا اکثر علمائے یہود کے دل میں بُغض اور عناد پیدا ہوا کہ افسوس اب سب آدمی اسی نبی آخرالزماں پر ایمان لاویں گے ہم کو کوئی نہ پوچھے گا سب اُنہیں کی تعظیم اور توقیر کریں گے۔

حسّان بن ثابت روایت کرتے ہیں کہ:

”میں آٹھ سات برس کا لڑکا تھا اور سب باتیں سمجھتا تھا ایک روز مدینے میں ایک یہودی کو دیکھا کہ چیختا ہے اور فریاد کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اے قوم یہود کی یہاں آؤ تب یہود اُس کے پاس جمع ہو کر آئے اور کہنے لگے کہ اے کمبخت تجھ کو کیا ہوا؟ وہ بولا کہ آج وہ ستارہ نکل آیا کہ جو پیدائشِ احمد مجتبیٰ کا نشان تھا“۔ روایت کی یہ بیہقی اور ابونُعیم نے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

”ایک یہودی مکے میں رہتا تھا پس جب وہ رات آئی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پیدا ہوئے پوچھا اُس یہودی نے اے گروہِ قریش! کیا آج پیدا ہوا تم میں کوئی لڑکا؟ وہ بولے ہم کو معلوم نہیں، اُس نے کہا کہ دیکھو تلاش کرو اپنی قوم اور برادری میں، بے شک آج پیدا ہوا ہے نبی اس اُمت کا، اُس کے دونوں مونڈھوں کے درمیان ایک نشان ہے پس قریش اپنی قوم میں جا کر پوچھنے لگے۔ معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے

گھر ایک لڑکا پیدا ہوا ہے وہ یہودی قریش کے ساتھ ہو کر حضرت کی والدہ آمنہ کے پاس آیا، جس وقت آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھا اور سب علامات اور نشان کو اُن میں ظاہر پایا، بے ہوش ہو کر گر پڑا اور کہنے لگا جاتی رہی نبوت بنی اسرائیل سے اور خبر دار ہوا ے قریش! قسم اللہ کی بے شک تم میں اُس کے سبب ایک شوکت اور دبدبہ ہوگا۔ مشرق سے مغرب تک اُس کا چرچا ہوگا''۔ روایت کی یہ یعقوب بن سفیان نے ساتھ اسنادِ حسن کے۔ چنانچہ ''فتح الباری شرح بخاری ''میں مذکور ہے۔ هب۔ ((مواهب اللدنیہ)) اور یہ حدیث حاکم نے بھی عائشہ سے روایت کی ہے۔ شم۔ ((شرح مواهب))

اور آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کی عجائب تاثیر ولادت سے یہ ہے جو روایت بیہقی اور ابو نُعیم اور ابن عساکر وغیرہ سے کتبِ معتبرہ میں منقول ہے کہ:

''مُلکِ شام جو اہلِ اسلام کا مقام ہے اُس کے رَستے میں ایک رودخانہ تھا جس کا نام ساوہ تھا۔ ایک ہزار برس سے اُس کا پانی خشک ہو گیا تھا۔ حضرت کی برکت سے جاری ہو گیا۔ اور دریائے ساوہ جو کفار کی عملداری یعنی بلادِ فارس میں ایک دریا تھا اُس کا عرض وطول اٹھارہ میل سے زیادہ تھا خشک ہو گیا۔ اور نوشیرواں بادشاہ کے محل کو زلزلہ آیا اور پھٹ گیا اور چودہ کنگرے گر پڑے اور اُس کے پھٹنے سے ایک آواز دہشت ناک پیدا ہوئی اور وہ محل سوگز کا اونچا نہایت مضبوط بڑی بڑی پختہ اینٹوں اور چونے سے چُنا ہوا تھا۔

اور فارس کی آگ جس کو فارسی لوگ پُوجتے تھے اور ایک ہزار برس سے روشن تھی تاثیرِ جلالِ محمدی سے بُجھ گئی۔

نوشیروان یہ حوادث دیکھ کر بہت گھبرایا اور دربار میں خواص اور مصاحبوں کو مشورے کے لیے جمع کیا۔ انجام کار عبدالمسیح کو سطیح کاہن کے پاس جو علمِ کہانت میں نہایت اُستاد تھا بڑی بڑی مشکلات کو حل کرتا تھا روانہ کیا اُس وقت سطیح نزع کی حالت میں تھا عبدالمسیح کا بیان سن کر اُٹھا اور بولا کہ اے عبدالمسیح جس وقت ظاہر ہو تلاوت اور صاحبِ عصا یعنی محمد رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کا ظہور ہو اور سماوہ جاری ہو اور دریائے ساوہ خشک

ہواور فارس کی آگ بُجھ جائے اُس وقت بادشاہانِ فارس کی سلطنت منقطع ہو جائے گی اور سطیح کوموت آئے گی اور کہانت مُلکِ شام کی اُٹھ جاے گی۔ جس وقت سطیح نے یہ کلام تمام کیا اُسی وقت مر گیا''۔ شم،ضہ۔((شرح مواہب، روضۃ الاحباب))

اور منجملہ معجزاتِ ولادت سے یہ ہے کہ عُروہ بن زبیر روایت کرتے ہیں کہ:

''قریش کے بت خانے میں ایک بت تھا کہ ہر سال میں ایک باراُس کے پاس جاکر اعتکاف کرتے اوراُونٹ ذبح کرتے اور دعوتیں کھلاتے اور بڑی خوشی کرتے، اُس دن کو اپنی عید جانتے، اتفاقاً اُن ایامِ عید میں ایک رات اُس بت کے پاس گئے اُس بت کو سر کے بھل ((بل)) گرا ہوا دیکھا، کمال تعجب ہوا، قریش نے پھراُس کو اُٹھا کر قائم کیا بعد ایک لحظے کے پھر گر گیا، پھر اُٹھایا پھر سر کے بھل گر گیا قریش بہت غمگین ہوے پھر اُس کو اُٹھا کر خوب مضبوط قائم کیا، اُس بت کے اندر سے یہ آواز آئی کہ ایک شخص کہتا ہے گرا یہ بت سر کے بل بباعث ایک مولود کے جس کے نور سے تمام سڑکیں زمین کی مشرق سے مغرب تک روشن ہو گئیں اور تمام بُت سر کے بل اُلٹ گئے اور بادشاہوں کے دل اُس کے رعب سے کانپ گئے''۔ضہ۔((روضۃ الاحباب))

نظم

اے خدا دم بہ دم درود و سلام — اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ نبی مظہرِ صفاتِ کمال — جس سے ظاہر ہوا خدا کا جلال
جب قدم آے اُس شہہِ دین کے — رنگ فق ہو گئے سلاطین کے
آئے جب وہ حبیبِ سبحانی — دَب گئی سب کی شانِ سلطانی
ہوے بے نور بادشاہ سارے — چاند کے آگے جس طرح تارے
ہو اگر بادشاہِ ہفت اقلیم — وہ بھی دے جھک کے آپ کی تعظیم
ایسا حضرت کا دبدبہ چھایا — قصرِ کسرا میں زلزلہ آیا

نورِ احمد کی جب تجلّی ہو کیوں عجم کی نہ آگ ٹھنڈی ہو
کیوں نہ بت سر کے بل اُلٹ جائیں ایسے جب شاہ بت شکن آئیں
اس نبی پر ہوں بار بار سلام پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

ظہورِ انوار و آثارِ عجیب وقتِ ولادت شریف:

اور منجملہ برکاتِ ولادت حضرت سرورِ کائنات کے یہ ہے کہ عثمان بن العاص کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ ثقفیہ جو صحابیہ ہیں، روایت کرتی ہیں کہ:

''جس وقت رسول اللہ صلی اللّٰہ علیه و آله وسلم پیدا ہوئے تب میں نے دیکھا تمام گھر نور سے بھر گیا تھا اور ستارے آسمان سے میری طرف جھکے جاتے تھے گویا کہ مجھ پر گر پڑیں گے''۔ روایت کی یہ بیہقی اور ابنِ عبدالبر وغیرہ نے۔

اور ابنِ حبان اور حاکم ساتھ اسنادِ صحیح کے روایت کرتے ہیں کہ:

''دیکھا حضرت آمنہ نے وقت پیدا ہونے رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہِ و آله وسلم کے ایک نور پھیلا ہوا، جس سے مُلکِ شام کے محل نظر آئے''۔ ھب۔

((مواہب اللدنیہ))

اور ایک روایت حضرت آمنہ سے یوں منقول ہے کہ:

''روشنی ہوگئی اُس نور سے مشرق سے مغرب تک اور مُلکِ شام کے بازار اور محل روشن ہو گئے یہاں تک کہ مجھ کو بصرے کے اونٹ نظر آئے اور دیکھیں میں نے اُن کی گردنیں''۔ حل۔ ((سیرت حلبی))

اور بصرٰی ایک شہر ہے مُلکِ شام میں کہ کُل بلادِ شام سے اوّل اُس میں نورِ محمدی داخل ہوا اور اسی واسطے اوّل اُس شہر کو اللہ تعالیٰ نے اہلِ اسلام پر فتح کیا اور پیدائش کے وقت جو ایک نور نکل کر مشرق سے مغرب تک پھیل گیا اس میں اشارہ یہ تھا کہ آپ کا نورِ معرفت و ہدایت تمام زمین میں پھیلے گا اور شرک اور کفر کی تاریکی عالم سے مٹا دے گا اور مُلکِ شام

کا زیادہ روشن ہونا اُس نور سے یہاں تک کہ وہاں کے محل اور ونٹ حضرت آمنہ کو نظر آئے، اُس کا سبب یہ تھا کہ مُلکِ شام کو نورِ نبوت سے زیادہ خصوصیت ہے اور وہ آپ کا دارالملک ہے۔

چنانچہ ذکر کیا ہے کعب الاحبار نے کہ:

"پہلی کتابوں میں آنحضرت کا بیان یوں لکھا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مکے میں پیدا ہوں گے اور مدینے میں ہجرت کریں گے اور مُلکِ شام میں آپ کی حکومت ہوگی"۔

اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی والدہ کہ نام اُن کا شفا تھا۔ روایت کرتی ہیں کہ:

"جس وقت حضرت آمنہ سے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پیدا ہوئے تب آپ میرے ہاتھوں میں آئے، آپ نے ایک آواز کی، میں نے سُنا کہ ایک شخص نے کہا رَحِمَكَ اللّٰهُ یعنی "اللہ رحم کرے تم پر اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم"۔ اور روشن ہو گیا مشرق سے مغرب تک یہاں تک کہ دیکھے میں نے بعض محل شام کے۔ پھر میں نے حضرت کو کپڑے پہنا کر لٹا دیا۔ ابھی کچھ دیر نہ گذری تھی کہ میرے آگے ایک اندھیرا چھا گیا، میرا جی خوف سے گھبرا گیا اور بدن کانپنے لگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کوئی شخص اُٹھا لے گیا۔ پھر میری داہنی طرف ایک نور پیدا ہوا اور سنا میں نے اُس وقت کہ ایک شخص دوسرے شخص سے پوچھتا ہے کہاں لے گیا تُو محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو؟ اُس نے جواب دیا کہ میں اُن کو مغرب کی طرف لے گیا اور تمام متبرک مکانوں میں پہنچایا۔ پھر کہا شفا نے کہ میری بائیں طرف بھی ایک نور پیدا ہوا، اُس طرف بھی ایک کہنے والا کہتا تھا کہاں لے گیا تُو محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو؟ دوسرے شخص نے جواب دیا کہ میں اُن کو مشرق کی طرف لے گیا اور متبرک مکانوں میں پہنچایا اور ابراہیم خلیل اللہ کے پاس لے گیا اُنہوں نے اپنے سینے سے لگایا اور ساتھ پاکیزگی اور برکت کے ان کے حق میں دعا کی۔ اور کہا شفا نے کہ پھر اُس وقت وہ شخص کہنے لگا بشارت ہو تم کو اے

محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بساتھ شرف اور عزت دنیا اور آخرت کے کہ آپ نے دست آویز محکم کو مضبوط پکڑا ہے جو کوئی آپ کے دین کی شاخ پکڑے گا اور آپ کے فرمودے پر عمل کرے گا قیامت کو آپ کے گروہ میں اُٹھے گا۔ کہا شفا نے کہ یہ بات اُس روز سے میرے دل میں رہی یہاں تک کہ جب آپ کو نبوت ملی میں آپ پر ایمان لائی اور جو لوگ حضرت پر سب سے اوّل ایمان لائے تھے میں بھی اُن میں داخل ہوئی"۔ شم،ضہ۔ ((شرح مواہب، روضۃ الاحباب))

اور ابنِ عباس سے روایت ہے کہ:

"جب پیدا ہوئے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم، تب رضوان داروغۂ بہشت نے آپ کے کان میں کہا کہ خوشخبری ہو تم کو اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم! نہیں باقی رہا کسی نبی کا علم مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرما دیا۔ پس آپ کُل انبیا سے زیادہ ہیں علم اور شجاعت میں"۔

اور حضرت آمنہ فرماتی ہیں:

"جس وقت پیدا ہوئے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اُن کے ساتھ ایک نور نکلا جس سے تمام مشرق اور مغرب کے درمیان روشنی ہوگئی پھر بیٹھے آپ زمین پر دونوں ہاتھ ٹیک کر، پھر ایک مُشت مٹی زمین سے اُٹھائی اور آسمان کی طرف سر اُٹھا کر دیکھا"۔ روایت کی یہ ابن سعد نے ایک جماعت سے مثل ابنِ عباس اور عطا وغیرہ کے۔ ھب۔

((مواہب اللدنیہ))

واضح ہو کہ اُس وقت آپ کا زمین پر آنا اور مُشتِ خاک اُٹھا لینا اشارہ تھا کہ آپ رُوئے زمین پر غالب آئیں گے چنانچہ:

"قبیلۂ بنی لہب جو شگون اور فال کا بڑا علم رکھتے تھے اس خبر کو سن کر کہنے لگے کہ اگر یہ فال سچ ہے البتہ یہ لڑکا غالب ہوگا اہلِ زمین پر کیونکہ اس نے زمین پر ہاتھ مارا ہے پس بلاشک اس کو رُوئے زمین پر قبضہ ملا ہے"۔ حل۔ ((سیرت حلبی))

''اور آسمان کی طرف سر اُٹھا کر دیکھنا اشارہ تھا کہ اگرچہ میں رُوے زمین پر غالب ہوں لیکن مجھ کو اُس پر التفات نہیں بلکہ میں آسمان کی طرف دیکھتا ہوں کیونکہ مجھ کو عالمِ علوی پر نظر ہے''۔ شم۔((شرح مواہب))

اور حضرت آمنہ سے یہ روایتیں بھی آئی ہیں کہ:

''جس وقت آپ پیدا ہوے شہادت کی اُنگلی سے اشارہ کرتے تھے اور خانۂ کعبہ کی طرف متوجہ ہو کر سجدہ کیا اور آپ اپنا انگوٹھا چوستے تھے اُس میں دودھ جاری تھا''۔ضہ، حل۔ ((روضۃ الاحباب، سیرت حلبی))

اور روایتِ طبرانی وابو نُعیم وغیرہ سے ثابت ہے کہ:

''آپ ختنہ کیے ہوئے پیدا ہوئے اور نہ دیکھا کسی نے آپ کی شرمگاہ کو''۔ تصحیح کی اس حدیث کی حافظ ضیاء الدین مقدسی نے اور کہا زرکشی وغیرہ نے کہ بے شک تصحیح اُن کی بہت اعلیٰ ہے تصحیحِ حاکم سے۔

اور حدیثِ اسحاق بن عبد اللہ میں ہے کہ:

''فرمایا حضرت آمنہ نے، پیدا ہوے مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت پاکیزہ اور نہ تھی آپ کے بدن پر کچھ آلودگی''۔ھب۔ ((مواہب اللدنیہ))

اور ابنِ اسحاق کی روایت میں ہے کہ:

''حضرت آمنہ نے ایک آدمی حضرت عبد المطلب کے پاس بھیجا کہ لڑکا پیدا ہوا ہے آپ آیئے اور ملاحظہ فرمایئے تب حضرت عبد المطلب نے آکر آپ کو دیکھا اور حضرت آمنہ نے کُل معاملہ جو وقتِ ولادت غیب سے پیش آیا تھا بیان کیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت عبد المطلب آپ کو لے کر خانۂ کعبہ میں تشریف لے گئے اور کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور شکرِ الٰہی بجالائے''۔ شم۔((شرح مواہب))

نظم

اے خدا دم بہ دم درود و سلام — اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ پیغمبر وہ پیشوائے سبیل — شکل و صورت کے خوبر و و جمیل
ہوئے جس دم وہ ذی شرف پیدا — نورِ رَبی تھا ہر طرف پیدا
دُور اُس نور کی چمک پہنچی — روشنی روم و شام تک پہنچی
ایسے پیدا ہوئے لطیف و نظیف — تھی بدن پر نہ کوئی چیز کثیف
کیا ہی عالی ہے آمنہ کا نصیب — جس کو فرزند ہووے ایسا نصیب
جان و دل جس کے نام پر قربان — چاند ہو شکل دیکھ کر قربان
اس نبی پر ہوں بار بار سلام — پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

تاریخِ ولادت شریف وبیان طالع:

جمہور علما کا مذہبِ صحیح یہ ہے کہ آپ کی ولادت ربیع الاول میں ہوئی، اہلِ حدیث اور اربابِ تاریخ اکثر اور مُنَجِّمْ واصحابِ زائچہ بالاجماع آپ کی میلاد آٹھویں تاریخ بیان کرتے ہیں اور بعض راویوں سے چند تاریخیں اور بھی منقول ہیں۔اور محمد بن اسحاق کی روایت میں ہے کہ آپ بارہویں تاریخ پیدا ہوئے۔ چنانچہ تمام بلادِ اہلِ اسلام میں اِسی روایت پر عمل ہے خصوصاً اہلِ مکہ زمانہ قدیم سے آج تک اسی پر عمل کرتے ہیں یعنی بارہویں تاریخ ربیع الاول کو مقامِ میلادِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتے ہیں۔

روایت ہے کہ:

''وہ زمانہ ربیع کا یعنی فصلِ بہار کا تھا۔ رات اور دن معتدل تھے، نہ سردی کی شدت، نہ گرمی کی حدّت۔ اور ہوا بھی معتدل تھی نہ حد سے زیادہ مرطوب، نہ چنداں خشک نامرغوب۔ اور آفتاب بھی معتدل تھا عروج اور نزول میں اور چاند بھی معتدل تھا اوّل درجہ ایامِ بیض میں، چنانچہ مصرعۂ عربی آپ کی میلاد میں مشہور ہے۔ ع

رَبِیعٌ فِی رَبِیعٍ فِی رَبِیعٍ

یعنی آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم بہارِ عالم تھے پیدا ہوئے فصلِ بہار میں، مہینے ربیع میں''۔ھب، شم۔((مواہب اللدنیہ، شرح مواہب))

ابومعشر بلخی نے جو احکامِ فنِ نجوم کے دانا تھے آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کا طالع یوں بیان کیا ہے کہ:

''اُس وقت زحل اور مشتری برجِ عقرب میں تھے اور مریخ اپنے خانۂ برجِ حمل میں اور آفتاب بھی برجِ حمل میں بیچ شرف کے اور زہرہ برجِ حوت میں بیچ شرف کے اور عطارد بھی برجِ حوت میں اور قمر برجِ اوّل میزان میں اور راس جوزا میں بیچ شرف کے اور ذنب قوس میں بیچ شرف کے خانۂ اعدا میں''۔ضہ۔((روضۃ الاحباب))

اور یہ بھی منقول ہے کہ:

''اُس وقت غفر کا طلوع تھا، اور غفر تین ستارے ہیں کہ اُن میں چاند کا نزول ہوتا ہے''

اور کہا حلبی نے کہ: ''پیدا ہوئے آپ وقت وجودِ مشتری کے جو نہایت نیک ستارہ ہے جس کو نجومی سعدِ اکبر کہتے ہیں''۔

آغازِ شیر خواری:

الحاصل جبکہ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم اس بخت بلند اور طالع ارجمند سے پیدا ہوئے، آپ کی والدۂ ماجدہ حضرت آمنہ نے نو روز تک اپنا دودھ پلایا اور سات دن اور تین دن کی بھی روایت آئی ہے۔

بعد ازاں ثُوَیبہ نے چند روز دودھ پلایا، بعد ازاں حلیمہ سعدیہ نے آخر ایامِ رضاع تک پرورش فرمایا اور اس ثویبہ کے ایمان میں اختلاف ہے بعض محدثین نے اُس کو صحابیات میں شمار کیا ہے اور کتبِ سِیَر میں ہے کہ:

''آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم بحکمِ رضاعت اُس کی تعظیم کرتے اور مدینۂ شریف سے اُس کے لیے لباس اور انعام بھیجتے''۔مج۔((مدارج النبوۃ))

اور ذکر کیا حافظ ابوبکر نے ''سراج المریدین'' میں کہ:

''جس دایہ نے آپ کو دودھ پلایا اس کو بالضرور اسلام نصیب ہوا ہے''۔

لطیفہ:

اور اہلِ معانی اس مقام میں ایک لطیفہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی پرورش اُن سے کرائی کہ جن کے نام سے خیر و برکت نمودار تھی۔ آپ کی والدہ کا نام آمنہ تھا یعنی صاحبِ امن۔ اور دائی قابلہ آپ کی شفا تھی اور شفا کہتے ہیں صحت اور آرام کو۔ اور اُمِ ایمن وہ عورت جو آپ کی خُردسالی میں تربیت اور نگہداشت اور غور پرداخت کرتی تھی، نام اُس کا برکت تھا۔ اور دائی دودھ پلانے والی کا نام حلیمہ سعدیہ تھا یعنی حلم والی اور سعادت مند۔ اور ثُوَیْبَہ نے جو چند روز دودھ پلایا اُس کے نام میں بھی مادّہ ثواب کا موجود تھا۔ شم۔ ((شرح مواہب))

اور یہ ثُوَیْبَہ وہ ہے جو ابولہب کی لونڈی تھی اُس نے ابولہب کو میلادِ حضرت کی خوشخبری سنائی تھی اور یہ کہا تھا کہ:

''تم کو کچھ خبر بھی ہے تمہارے بھائی عبداللہ کے گھر آمنہ خاتون سے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ ابولہب بہت خوش ہوا اور اِسی خوشی میں اُس لونڈی کو آزاد کیا۔ چنانچہ بخاری اور عبدالرزاق وغیرہ نے قتادہ سے روایت کی کہ ثُوَیْبَہ لونڈی ابولہب کی تھی ابولہب نے اُس کو آزاد کیا پس پلایا اُس نے دودھ اپنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو'' الحدیث۔

اور روایت ہے:

''جبکہ ابولہب مر گیا ایک برس پیچھے بعد واقعۂ بدر حضرت عباس نے اُس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اے ابولہب تجھ پر کیا گذرا؟ بخاری وغیرہ کی روایت میں ہے کہ اُس نے جواب دیا جب سے میں تم سے جدا ہوا ہوں راحت نصیب نہیں ہوئی مگر جب پیر کی رات آتی ہے کچھ مجھ کو عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے اس لیے کہ میں میلادِ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر سُن کر خوش ہوا تھا اور اپنی لونڈی ثُوَیْبَہ کو آزاد کیا تھا''۔ هب، شم۔ ((مواہب اللدنیہ، شرح مواہب))

اثباتِ مولد شریف:

حافظ ابوالخیر شمس الدین دمشقی معروف بہ ابنِ جزری جو بڑے صاحبِ تصانیف اور حافظِ حدیث تھے، فرماتے ہیں:

''جبکہ ابولہب سا کافر جہنمی جس کی مذمت قرآن شریف میں وارد ہوئی ہے میلادِ نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کی خوشی کرنے سے عذاب میں تخفیف پاوے۔ پس سُبْحَانَ اللّٰہ کیا اچھا حال ہے اُس شخص کا کہ آپ کی اُمت میں ہے اور آپ کے مولد کی خوشی کرتا ہے اور جو اُس کو بہم پہنچتا ہے آپ کی محبت میں صَرف ((خرچ)) کرتا ہے بے شک اللہ کریم داخل کرے گا اُس کو جناتِ نعیم میں اور یہ خاصیت مولد شریف کی مُجَرَّب ((آزمائی ہوئی)) ہے کہ تمام سال تک وہ شخص امن میں رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُس کی مراد پوری کرتا ہے''۔ اِنْتَھٰی کَلَامُ بْنِ الْجَزَرِیّ۔ ھب۔ ((مواہب اللدنیہ))

سبطِ ابن الجوزی نے لکھا ہے کہ:

''سلطان ابوسعید مظفر تین لاکھ اشرفی محفلِ مولد شریف میں صَرف ((خرچ)) کرتا تھا جس قدر علمائے عظام اور مشائخِ کرام اُس محفل میں آتے تھے خلعت پاتے تھے اور یہ بادشاہ محمود السیرۃ والسریرۃ تھا۔ بڑا بہادر، عاقل، عالم وعادل تھا۔ ذَکَرَهُ بْنُ کَثِیْرٍ فِیْ تَارِیْخِہٖ''۔ شم۔ ((شرح مواہب))

اور ظاہر ہے کہ ہم جنابِ الٰہی سے مامور ہیں کہ ہر نعمت کا شکر ادا کیا کریں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاذْکُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ یعنی ''یادگاری اور ذکر کرو نعمت اللہ کا جو تم پر ہے''۔ پھر اس سے زیادہ بڑی نعمت کیا ہو گی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے اپنے حبیب رحمۃٌ للعالمین کو دنیا میں بھیجا۔ فی الواقع ہم پر بڑا احسان کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس احسان کو بیان فرماتا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ

اٰیَاتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ

یعنی ''اللہ نے احسان کیا ہے ایمان والوں پر جو بھیجا اُن میں رسول اُنہی میں کا، پڑھتا ہے اُن پر آیتیں اُس کی اور سنوارتا ہے اُن کو''۔

اور کہا امام نوَوِی کے اُستاد ابوشامہ نے کہ:

''یہ عمدہ بات ہمارے زمانے میں جاری ہے کہ اہلِ اسلام میلاد شریف کے روز اظہارِ سرور و زِینت کرتے ہیں صدقات اور خیرات کی کثرت کرتے ہیں قطع نظر اور خوبیوں سے ایک خوبی اس میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو ہم پر بباعث بھیجنے نبی کریم کے احسان کیا ہے۔ روز میلاد کے خوشی کرنے میں اُس کا شکر ادا ہوتا ہے''۔

اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا مشاہدہ اُن کی کتاب ''فیوض الحرمین'' سے ملخصاً منقول ہے کہ:

''میں حاضر ہوا اُس مجلس میں جو مکۂ معظّمہ میں مکانِ مولد شریف میں تھی۔ بارہویں ربیع الاول کو اور قصہ ولادت شریف اور خوارقِ عاداتِ لطیف کا جو اُس وقت ظہور میں آئے تھے، پڑھا جاتا تھا میں نے دیکھا کہ یک بارگی کچھ انوار اُس مجلس سے بلند ہوئے، میں نے اُن انوار میں تامل ((غور)) کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ انوار تھے ملائکہ کے جو ایسی محفلِ متبرکہ میں حاضر ہوا کرتے ہیں اور یہی انوار رحمتِ الٰہی کے اُترتے ہیں''۔ انتہی۔

اور شیخ ابی موسیٰ سے منقول ہے کہ:

''دیکھا میں نے نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب میں، پس ذکر کیا میں نے آپ سے قول فقہا کا مولد شریف میں، آپ نے ارشاد فرمایا جو کوئی خوش ہوتا ہے ہم سے، ہم خوش ہوتے ہیں اُس سے''۔ انتہی۔

اور اصحابِ رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم سے بھی فی الجملہ اصلیت ذکرِ مولد شریف کی ثابت ہے چنانچہ:

''آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم جس وقت غزوۂ تبوک سے واپس آئے

اوّل مسجد میں آ کر دو رکعت نماز پڑھی، پھر بیٹھے آپ وہاں سب آدمیوں میں۔ كَمَا فِي حَدِيْثِ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ فِي الصَّحِيْحِ اُس وقت حضرت عباس نے مجمع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے چند اشعار پڑھے اور حضرت نے سُنے"۔ اُن میں بالا جمال والاختصار کُل مولد کا بیان شروع سے ظہورِ پیدائش تک ہے جس کا دل چاہے "مواہبِ قسطلانی" اور "شرح مواہبِ زرقانی" میں دیکھ لے، وہ اشعار یہ ہیں۔

مِنْ قَبْلِهَا طِبْتَ فِي الظِّلَالِ وَفِيْ — مُسْتَوْدَعٍ حَيْثُ يُخْصَفُ الْوَرَقُ
ثُمَّ هَبَطْتَ الْبِلَادَ لَا بَشَرٌ — اَنْتَ وَلَا مُضْغَةٌ وَّلَا عَلَقٌ
بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السَّفِيْنَ وَقَدْ — اَلْجَمَ نَسْرًا وَّاَهْلَهُ الْغَرَقُ
تُنْقَلُ مِنْ صَالِبٍ اِلٰى رَحِمٍ — اِذَا مَضٰى عَالَمٌ بَدَا طَبَقٌ
وَرَدْتَّ نَارَ الْخَلِيْلِ مُكْتَتِمًا — فِيْ صُلْبِهٖ اَنْتَ كَيْفَ يَحْتَرِقُ
حَتّٰى احْتَوٰى بَيْتُكَ الْمُهَيْمِنُ مِنْ — خِنْدِفَ عَلْيَاءَ تَحْتَهَا النُّطُقُ
وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَّ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ — وَضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الْاُفُقُ
فَنَحْنُ فِيْ ذٰلِكَ الضِّيَاءِ وَفِيْ — النُّوْرِ وَسُبُلِ الرَّشَادِ تَخْتَرِقُ

اور اِسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی صحابہ میں حال اپنی اوّلیت اور وِلادت کا مختصراً بیان کیا ہے فرمایا آپ نے کہ:

"میں اللہ کے پاس خاتم النبیین لکھا ہوا تھا اور آدم پڑے ہوئے تھے مٹی میں اور خبر دیتا ہوں میں تم کو اپنی اوّل حقیقت سے وہ یہ ہے کہ ابراہیم نے میرے لیے دعا کی تھی یعنی کہا تھا۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

اور عیسیٰ نے میری بشارت دی تھی یعنی کہا تھا:

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰةِ

وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ یَّأْتِی مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ

اور میری والدہ نے وقائع دیکھے تھے میرے پیدا ہونے کے وقت، تحقیق نکلا اُس وقت ایک نور جس سے روشن ہو گئے محل شام کے"۔ تصحیح کی اس حدیث کی حاکم اور ابنِ حبان نے۔

الحاصل اصلیتِ ذکرِ مولد شریف کی صحابہ و محدثین و علما و اولیا کے کلام سے بلکہ خاص آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے چاہیے کہ مسلمان محمدی اس کی برکت سے محروم نہ رہے۔ بلاشبہ آپ کا تذکرہ موجبِ نزولِ برکات ہے آپ کی محبت باعثِ نجات ہے۔

اور ابونُعیم نے "حلیہ" میں وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ:

"بنی اسرائیل میں ایک شخص سو برس تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا رہا اور گناہوں میں مبتلا رہا، پھر جب وہ مر گیا اُس کو حقارت سے ایک مزبلے یعنی کوڑے میں دبا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر حکم بھیجا کہ ابھی اس کو مزبلے سے نکالو اور اِس کے جنازے کی نماز پڑھو۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے پروردگار! یہ شخص بڑا گنہگار تھا بنی اسرائیل نے میرے آگے گواہی دی کہ اس نے سو برس تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ حکم ہوا کہ یہ واقعی ایسا ہی شخص تھا لیکن جب اس نے توریت کو پڑھا اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نامِ مبارک نظر پڑا اس نے اُس نام کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا ہم کو یہ تعظیم اس کی پسند ہوئی اس لیے ہم نے اس کی مغفرت کی اور ستر حوریں عنایت کیں"۔ حل۔ ((سیرت حلبی))

نظم

سب کو ہے ذکرِ آپ کا مرغوب
ذکرِ محبوب کیوں نہ ہو محبوب
ذکرِ خیر آپ کا جہاں پائیں
لے کے رحمت فرشتے آجائیں
اے خدا دم بہ دم درود و سلام
اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ نبی پاک ذات پاک صفات
جس کے دَم سے ہے اُمتوں کی نجات

دل میں جس کے نبی کی اُلفت ہے
اس پہ نازل خدا کی رحمت ہے
دین و ایمان اُسی کا ہے کامل
جس کو ہے عشقِ مصطفٰی حاصل
حُبِّ احمد ہے جس کی طینت میں
ہو گا محشر کے دن وہ جنت میں
عشقِ احمد خدا نصیب کرے
اپنے محبوب سے قریب کرے
اس نبی پر ہوں بار بار سلام
پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

بیان شیر خورانیدن حلیمۂ سعدیه:

''مواہبِ لدنیہ'' میں دائی حلیمہ کا قصہ طبرانی اور بیہقی اور ابو نُعیم وغیرہ چھ راویانِ حافظِ حدیث سے منقول ہے اور ''روضۃ الاحباب'' میں ابنِ عباس سے ایک روایت نہایت طویل اس باب میں مذکور ہے دونوں کا خلاصہ بطور انتخاب لکھتا ہوں اور بعض روایاتِ ''حلبی'' اور ''زرقانی'' بھی درج کرتا ہوں۔

روایت کی مجاہد نے ابنِ عباس سے کہ:

''ایک فرشتے نے آسمان میں آواز دی کہ یہ محمد سید الانبیا ہیں کیا خوش نصیبی ہے اُس پستان کی جو دودھ پلاوے ان کو، بس جھگڑنے لگے تمام جانور اور جنّات۔ جانوروں نے کہا ہم اس خدمتِ عظیم کے امیدوار ہیں، جنات بولے ہم اس کے مستحق اور سزاوار ہیں، پس غیب سے آواز آئی کہ تم جھگڑا مت کرو اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت اور سعادت انسانوں میں خاص حلیمہ سعدیہ کو عنایت فرمائی ہے''۔

حلیمہ کہتی ہیں:

''اُن ایام میں قحط کی سختی تھی اور معاش کی تنگی تھی تب میں نے اور میری قوم کی چند عورتوں نے مکے کا ارادہ کیا کہ وہاں سے دودھ پلانے کے واسطے شرفاے عرب کے لڑکے لاویں اور اُن کی خدمت گزاری کر کے حسبِ دلخواہ انعام پاویں۔

جب مکے سے چھ کوس پر ہم نے مقام کیا۔ میں نے اُس منزل میں خواب دیکھا کہ

ایک درخت سبز میرے سر پر سایہ کیے ہوئے ہے۔ اس عرصے میں ایک درختِ خرما نظر آیا، جس پر بہت پختہ چھوہارے لگے ہوئے ہیں اور تمام عورتیں برادری کی میرے گرد ہیں اور کہتی ہیں اے حلیمہ سعدیہ! تُو ہماری سردار اور ملکہ ہے۔ اور اُس درخت سے ایک چھوہارا میری گود میں گرا۔ میں نے اُٹھا کر کھایا، شہد سے زیادہ میٹھا تھا ایک مدت تک اُس کا مزہ میرے مذاق سے نہ گیا۔ میں نے اس خواب کو کسی سے ظاہر نہ کیا۔ جس وقت ہم سب عورتیں مکے میں داخل ہوئیں سب عورتوں کو ایک ایک لڑکا مالدار مل گیا اور میں باقی رہ گئی، اپنے دل میں نہایت غمگین ہوتی تھی۔ اس عرصے میں ایک شخص صاحبِ شان ظاہر ہوا اور کہنے لگا کہ اے دودھ پلانے والی عورتو! کوئی عورت تم میں باقی ہے جسے کوئی لڑکا نہ ملا ہو۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ جواب پایا کہ یہ عبدالمطلب بن ہاشم بزرگِ مکہ ہے۔ تب میں نے اُن کے پاس جا کر عرض کی کہ میں حاضر ہوں عبدالمطلب نے پوچھا تُو کون ہے میں نے عرض کی میں حلیمہ سعدیہ ہوں۔ آپ نے فرمایا واہ واہ دونوں خصلتیں اچھی ہیں ''حلم'' اور ''سعد''۔

روایت ہے کہ جس وقت حلیمہ سعدیہ مکے میں داخل ہوئیں عبدالمطلب نے غیب سے یہ آواز سُنی تھی کہ آمنہ کا بیٹا محمد تمام عالم سے اچھا اور سب اچھوں سے برگزیدہ ہے اُس کو دودھ پلانے کے لیے سوا حلیمہ سعدیہ کے کسی عورت کو سپرد نہ کیجیو۔ وہ بڑی امانت دار اور پرہیزگار ہے۔

الحاصل عبدالمطلب حلیمہ کو ساتھ لے کر حضرت آمنہ کے پاس آئے۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ میں نے آمنہ کو دیکھا کہ ایک عورت نہایت صاحبِ جمال تھی، فصیح اور شیریں مقال تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھا کہ ایک پشمینے کا کپڑا نہایت سفید پہنے ہوئے اور ایک سبز ریشمیں بچھونے پر سوتے ہیں۔ اور ان کے بدن میں سے مُشک کی خوشبو مہک رہی ہے مجھ کو آپ کا حُسن و جمال دیکھ کر پیار آیا، یہ گوارا نہ ہوا کہ آپ کو جگاؤں تب میں نے نزدیک ہو کر آپ کے سینہ

مبارک پر ہاتھ رکھا آپ ہنسنے لگے اور آنکھیں کھول دیں۔اُس وقت آپ کی آنکھوں سے ایک نور نکلا کہ آسمان تک بلند ہو گیا اور میں دیکھتی تھی پس میں نے دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور داہنی پستان آپ کو پلائی۔اور حضرت نے بائیں پستان کا دودھ نہ پیا۔ اور میرے فرزند کے واسطے چھوڑ دیا۔

اور ہمیشہ آپ کا یہی دستور رہا کہ داہنی پستان آپ پیتے اور بائیں اُس کے لیے چھوڑتے۔ اللہ تعالیٰ نے اُس وقت سے آپ کے دل میں عدل اور انصاف ڈال دیا تھا۔ حضرت آمنہ نے فرمایا کہ اے حلیمہ! مجھ کو تین رات تک یہ آواز آئی کہ اپنے بیٹے محمد کو قبیلہ بنی سعد میں جس کو ابوذویب سے نسبت ہو پرورش کرائیو۔حلیمہ نے کہا اے آمنہ! میرا خاوند بھی ابوذویب ہے اور میرا باپ بھی ابوذویب ہے بے شک تیرا خواب سچا ہے۔

تب حلیمہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو گود میں لیا اور مکان پر آنے کا قصد کیا۔حضرت آمنہ نے فرمایا کہ اے حلیمہ! بے ((بغیر)) میری ملاقات کیے مکے سے باہر نہ جانا، میں تجھ سے اپنے فرزند کی بابت کچھ باتیں کہوں گی اور کچھ نصیحتیں بھی کروں گی۔

ظہورِ برکات وکرامات دَرْ ایامِ رضاع:

الحاصل حلیمہ کہتی ہیں کہ میں حضرت کو لے کر مکے میں جس جا ((جگہ)) میرا خاوند ٹھہرا ہوا تھا آئی اور میری پستان دودھ سے بھر گئیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی خوب سیر ہو کر پیا اور میرے بیٹے نے بھی پیٹ بھر کر پیا اور پہلے اس سے میرے بیٹے کے لائق بھی دودھ نہ ہوتا تھا۔ وہ بھوکا رویا کرتا تھا اور مجھ کو رات بھر نیند نہ آتی تھی۔اب حضرت کی مجھ پر برکت ہوئی، دودھ کی نہایت کثرت ہوئی، پھر میرے خاوند نے اپنی اونٹنی کو دیکھا کہ تمام دودھ سے اُس کے تھن بھرے ہوئے ہیں۔اور قسم خدا کی پہلے اس سے بباعث خشک سالی اور عدمِ غذائیت کے ایک قطرہ دودھ کا اُس کے نیچے نہ تھا۔ پھر میرے خاوند نے اُس کا دودھ دوہا، اُس نے بھی خوب پیا۔اور میں نے بھی سیر ہو کر پیا اور رات بہت آرام سے گذری۔اور پہلے اس سے بباعث غلبۂ اشتہا وخلوِ معدہ کے طبیعت

بے چین رہتی تھی اور نیند بھی نہیں آتی تھی۔

جب صبح ہوئی میرا خاوند بولا اے حلیمہ! قَسم خدا کی تجھ کو عجب مبارک فرزند ہاتھ آیا ہے دیکھ اس کی برکت سے رات بھر خیر و برکت کا نزول رہا ہے۔ میں نے کہا قَسم اللہ کی میں امید رکھتی ہوں ہمیشہ اس کے توسل سے اللہ تعالیٰ خیر و برکت زیادہ کرے، پھر ہم کئی رات مکے میں رہے اور آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم ہمارے پاس تھے۔

ایک رات ناگہاں میری آنکھ کھُل گئی کیا دیکھتی ہوں کہ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کے گرد ایک نور ہے اور ایک شخص سبز لباس پہنے ہوئے اُن کے سرہانے کھڑا ہوا ہے میں نے آہستہ آہستہ اپنے خاوند کو جگا کر کہا کہ دیکھ یہ کیا عجیب بات ہے وہ بولا کہ اے حلیمہ! خاموش ہو اور اس بات کو پوشیدہ رکھ۔ جس روز سے یہ لڑکا پیدا ہوا ہے علماے یہود کا بالکل آرام و قرار جاتا رہا ہے اور اُن کا کھانا پینا سب بے مزہ ہو گیا ہے۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس مولود کی برکت سے ہم کو نگاہ رکھے گا۔

اَلْقِصَّہ تین دن یا سات دن حلیمہ مکے میں رہی، ہر روز حضرت آمنہ کے پاس آتی اور اُن سے عجائب حالات ایامِ حمل اور ولادت کے سُنتی۔ انجام کار اُن سے مل کر رخصت ہوئی، اُنہوں نے اپنے فرزندِ عالی جاہ کی بابت بہت تاکید اور وصیت کی۔

حلیمہ سعدیہ کہتی ہیں کہ میں حضرت آمنہ سے رخصت ہو کر اپنے دراز گوش پر سوار ہوئی اور حضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنے آگے بٹھایا، کیا دیکھتی ہوں کہ میرے دراز گوش نے کعبۂ شریف کی طرف سر جھکایا اور تین سجدے کر کے آسمان کی طرف سر اُٹھایا، پھر اپنے گھر کی طرف اس تیز رفتاری سے روانہ ہوا کہ قوم کی کُل سواریوں سے آگے بڑھ گیا کُل عورتیں پیچھے رہ گئیں اور کہنے لگیں کہ اے ابوذوئیب کی بیٹی! یہ تیرا دراز گوش وہی ہے جس پر تُو گھر سے سوار ہو کر ہمارے ساتھ آئی تھی کبھی گر پڑتا تھا اور کبھی اُٹھتا تھا اور بباعث ضعف اور لاغری کے راہِ راست چل نہ سکتا تھا۔

میں نے کہا قَسم خدا کی یہ وہی دراز گوش ہے اب اِس فرزند کی برکت سے چست و

چالاک ہو گیا ہے وہ متعجب ہو کر کہنے لگیں آج اس کی شان عظیم ہے میں نے سنا کہ میرا دراز گوش بولا قسم اللہ کی میری ایک شان ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بعد موت کے زندہ کیا اور بعد لاغری کے موٹا تازہ کیا، اے عورتو بنی سعد کی! تم بڑی غفلت میں ہو تم نہیں جانتی میری پُشت پر سوار ہیں سیّد المرسلین خیر الاولین والآخرین حبیب رب العالمین۔

حلیمہ سعدیہ کہتی ہیں کہ ہم جس منزل میں اُترتے تھے اللہ تعالیٰ اُس کو سرسبز کرتا تھا اور جس وقت ہم اپنے گھر پہنچے اللہ تعالیٰ نے میرے کُل اموال اور مواشی ((چوپاؤں)) میں برکت کی، سب بکریوں نے بچے دیے اور دودھ کثرت سے پیدا ہوا، میری بکریاں شام کو دودھ سے بھری آتی تھیں اور کسی کے یہاں ایک قطرہ دودھ کا نہ ہوتا تھا سب آدمی اپنے چرواہوں کو کہتے کہ تم اپنی بکریاں اُس زمین میں چراؤ جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں۔

الحاصل ہمیشہ ہمارے گھر میں بباعث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیر و برکت رہی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت کی محبت سب کے دلوں میں ڈال دی، جو کوئی آپ کو دیکھتا تھا بے اختیار ہو کر پیار کرتا تھا اور سب کو آپ کی برکت کا اعتقاد ہو گیا جس کسی کو بیماری کی کچھ تکلیف ہوتی حضرت کا ہاتھ پکڑ کر اپنے بدن پر رکھتا فوراً اچھا ہو جاتا۔

اور حلیمہ سعدیہ کہتی ہیں کہ آپ ایک بار میری گود میں تھے میری بکریاں آئیں اُن میں سے ایک بکری نے آگے بڑھ کر حضرت کو سجدہ کیا۔ کہا حلبی نے کہ سجدہ کرنا جانوروں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت اور ہجرت کے بعد بھی ثابت ہوا ہے۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار کے باغ میں تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور چند انصار آپ کے ساتھ تھے اور اُس باغ میں بکریاں تھیں اُنہوں نے حضرت کو سجدہ کیا۔ حضرت ابوبکر نے عرض کی یارسول اللہ! ان بکریوں کی بہ نسبت ہم زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ نے فرمایا میری اُمت میں یہ حکم نہیں کہ کوئی کسی کو سجدہ کرے اور اگر ہوتا تو البتہ میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

اور روایت ہے کہ ایک اونٹ بہت تیز ہوا، کوئی اُس کے پاس نہیں جا سکتا تھا یہ قصّہ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم سے ذِکر کیا گیا آپ نے اصحاب سے فرمایا کہ اس اونٹ کو کھول دو۔ اُنہوں نے عرض کی یارسول اللہ! ہم ڈرتے ہیں مبادا آپ پر حملہ کرے اور تکلیف پہنچاوے۔ آپ نے فرمایا کھول دو۔ تب اُنہوں نے کھول دیا۔ جس وقت اُس اونٹ نے آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھا سجدے میں گر پڑا، آپ نے اُس کی چوٹی پکڑ کے مالک کو دے دیا اور فرمایا کہ جا اسے کام میں لایا کر۔ لیکن اچھی طرح چارا کھلایا کر۔ الحدیث۔

اور ذکر کیا ابن سبع نے ''خصائص'' میں کہ:

''آپ کے گہوارے کو فرشتے جھلاتے تھے، کہا بعض علما نے کہ نہیں منقول ہوئی یہ بات واسطے کسی نبی کے انبیا سے۔ پس یہ خاصہ ہے ہمارے نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کا''

اور جب حضرت کے بولنے کا وقت آیا آپ نے اوّل یہ کلام کیا اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا سُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلاً

نظم

اے خدا دم بہ دم درود و سلام — اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ نبی جس کو شِیر خواری میں — دھیان رہتا تھا ذکرِ باری میں
جب شروع آپ نے کلام کیا — سب سے اوّل خدا کا نام لیا
کس کو خالق کا دھیان ہے ایسا — کون معجز بیان ہے ایسا
لیتے جب کوئی شے وہ غیرتِ ماہ — پہلے کہتے زباں سے بسم اللہ
بُوئے مشک آتی آپ کے تن سے — تھے عیاں معجزے لڑکپن سے
تھی کرامت یہ آپ کی ظاہر — سَتر ہوتا نہ تھا کبھی ظاہر

گر فرشتے بدن کھُلا پاتے — آ کے جھٹ غیب سے چھپا جاتے
جلوہ گر جب وہ نونہال ہوا — گُل حلیمہ کا گھر نہال ہوا
ہے روایت فرشتے آتے تھے — مہد میں آپ کو جُھلاتے تھے
اس نبی پر ہوں بار بار سلام — پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

حلیمہ سعدیہ کہتی ہیں جب میں نے دو برس بعد حضرت کا دودھ چھُڑایا تب حضرت کو مکے میں آمنہ خاتون کے پاس پہنچایا لیکن چونکہ ہم نے بہت خیر و برکت آپ کے باعث دیکھی تھی دل میں یہی تمنا اور حرص ہوتی تھی کسی طرح اور بھی چند روز آپ کا قدم ہمارے گھر رہے۔ یہ نورِ الٰہی ہم میں جلوہ گر رہے۔ تب ہم نے اس مدعا کی جستجو کی۔ حضرت آمنہ سے یہ گفتگو کی کہ اگر آپ اس فرزندِ دلبند کو چند روز ہمارے پاس ٹھہرائیں تا کہ خوب قوی اور توانا ہو جائیں تو بہتر ہے اس لیے کہ مکے میں وبا کا ڈر ہے انجام کار آمنہ نے پھر دوبارہ آنحضرت کو ہمارے سپرد کیا پھر ہم نے ایک مدت تک آپ کو اپنے گھر رکھا۔ اور ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ آپ روز بروز ایسے بڑھتے تھے کہ اور لڑکوں کو ہرگز یہ بالیدگی نہیں ہوتی۔

''بیہقی'' اور ''ابنِ عساکر'' حلیمہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

''جب آپ کو چلنے پھِرنے کی طاقت ہوئی آپ گھر سے باہر آتے لڑکوں کو کھیلتے دیکھ کر اُن سے علیحدہ ہو جاتے۔ اور روایت ہے کہ آپ اپنے دودھ شریک بھائی کے ساتھ باہر نکلتے وہ لڑکوں میں کھیلنے لگتا آپ اُن سے احتراز کرتے اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر فرماتے کہ ہم کھیلنے کے واسطے پیدا نہیں ہوئے''۔

اور بعض روایت میں جو لفظ کھیلنے کا آپ کی نسبت آیا ہے خطا ہے ظاہر سہوِ راوی ((راوی کی غلطی)) ہے کہ اُس نے کھیلتے لڑکوں میں کھڑا ہو کر تصور کیا کہ حضرت بھی کھیلتے ہیں۔

اور روایت کی ابنِ سعد اور ابنِ عساکر وغیرہ نے کہ:

''حلیمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بہت حفاظت کرتی، کسی دُور مقام

تک نہ جانے دیتی، ایک دن وہ غافل ہوگئی۔ شیما آپ کی ہمشیرۂ رضاعی عین دوپہر میں حضرت کو جنگل میں جہاں بکریوں کے بچے تھے لے گئی جب حلیمہ کو خبر ہوئی ڈھونڈھنے نکلی ۔شیما سے کہا کہ اے بیٹی! تُو ایسی دھوپ میں ان کو ساتھ لے کر نکلی۔ وہ بولی اے امّا! میرے بھائی کو دھوپ کی آنچ بھی نہیں آئی۔ آپ کے سر پر ایک ابر کا ٹکڑا سایہ کیے ہوئے تھا۔ جب یہ کہیں ٹھہرتے تھے وہ بھی ٹھہر جاتا تھا اور جب یہ چلتے تھے وہ بھی ساتھ چلتا تھا اور وہ اَبر برابر ساتھ رہا، یہاں تک کہ ہم اس جگہ آپہنچے جہاں اب کھڑے ہیں"۔الحدیث۔

بیان اوّل شقِ صدر آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم وباز آمدن بمکہ:

ابو نُعیم، ابنِ عساکر وغیرہ روایت کرتے ہیں کہ:

"فرمایا رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ تھا میں قبیلۂ بن سعد میں، ایک روز میں اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ جنگل کو گیا، ناگاہ تین شخص ظاہر ہوئے ایک طشت سونے کا برف سے بھرا ہوا اُن کے پاس تھا اُنہوں نے مجھ کو پکڑ لیا اور لڑکے خوف کھا کر اپنے گھر بھاگ گئے، اُن میں سے ایک شخص نے مجھ کو لٹایا، بہت نرمی سے میرے سینے سے عانے ((ناف کے نیچے کی جگہ جہاں بال ہوتے ہیں)) تک تمام شکم چاک کر ڈالا۔

اور میں اُس کی طرف دیکھتا تھا اور اپنے بدن میں کچھ تکلیف نہ پاتا تھا۔ پھر میرے شکم سے انتڑیوں کو نکال کر اُس برف سے خوب دھویا اور صاف کر کے پھر شکم میں اُن کو رکھ دیا۔

پھر دوسرا شخص کھڑا ہوا اور اُس پہلے شخص کو الگ کیا اور سینے میں ہاتھ ڈال کر میرا دل نکال لیا۔ پھر دل کو چیر کر اُس میں سے ایک سیاہ ٹکڑا خون کا جما ہوا نکال کر پھینک دیا۔

پھر ہاتھ اپنا داہنی اور بائیں طرف بڑھایا گویا کسی چیز لینے کا ارادہ کرتا ہے۔ ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ اُس کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی نورانی ہے کہ نظر آدمی کی اُس سے حیران ہو جائے، اُس انگوٹھی سے میرے دل پر مُہر لگائی اور میرا دل نور سے بھر گیا اور یہ نبوت اور حکمت

کا نور تھا پھر رکھ دیا اُس شخص نے میرا دل اپنی جاے پر۔اور پائی مین نے اُس مُہر کی ٹھنڈک اپنے دل میں ایک مدتِ دراز تک“۔

اور ”سیرتِ شامی“ میں ہے کہ:

”میں اب تک اُس کی ٹھنڈک اپنی رگوں اور اعضا کے جوڑوں میں پاتا ہوں پھر تیسرے نے اُس شخص کو الگ کیا اور اپنا ہاتھ میرے شکم پر پھیرا اور تمام زخم بھر گیا“۔

اور بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ:

”میرے سینے کا چاک سی کر برابر کر دیا پھر مجھ کو ہاتھ پکڑ کر کھڑا کیا اور کہا پہلے شخص نے تیسرے شخص کو کہ وزن کروان کو دس آدمی امت کے ساتھ، پھر اُس نے مجھ کو وزن کیا اور میں غالب آیا۔

پھر کہا اُس نے وزن کروان کو سو آدمی کے ساتھ، پھر بھی میں غالب آیا، پھر کہا وزن کرو ہزار آدمیوں کے ساتھ، پھر بھی میں غالب آیا۔تب اُس شخص نے کہا کہ چھوڑ دو ان کو اگر تم ان کو کُل اُمت کے ساتھ وزن کروگے تو سب پر یہی غالب آئیں گے۔

پھر اُن شخصوں نے مجھ کو اپنے سینے سے لگایا اور میرے سر کو اور آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا کہ اے اللہ کے پیارے مت ڈر، اگر تجھ کو معلوم ہو جاے جو تجھ سے ارادۂ خیر کیا جاتا ہے البتہ ٹھنڈی ہوویں آنکھیں تیری یعنی تُو بہت خوش ہو، پھر وہ تینوں شخص یہ بات کہہ کر مجھ کو وہاں چھوڑ گئے اور آپ آسمان کی طرف اُڑ گئے اور میں اُن کی طرف دیکھتا تھا“۔

اور حلیمہ سعدیہ سے روایت ہے کہ میں اور میرا خاوند حضرت کو ڈھونڈھنے نکلے۔آپ کو جنگل میں کھڑا پایا اور رنگ آپ کا بہ باعث پیش آنے ایک امرِ عجیب کے متغیّر تھا میرے خاوند نے اُن کو سینے سے لگایا اور پوچھا کہ اے فرزند! تیرا کیا حال ہے؟ آپ نے سب قصّہ بیان فرمایا تب ہم کو یہ خوف پیدا ہوا کہ شاید آپ پر پریوں کا سایہ ہوا۔تب صلاح یہ ٹھہری کہ آپ مکے میں پہنچا دیے جائیں مبادا یہاں کسی آسیب سے ضرر پائیں۔

آخرکار میں حضرت کو لے کر مکے کو چلی، جب مکے کے دروازے پر پہنچی حضرت کو بٹھا کر میں ایک طرف قضائے حاجت کے لیے گئی۔ جب واپس آ کر دیکھا کہیں حضرت کا نشان نہ پایا، تب میں نے عبدالمطلب کو یہ ماجراجا کرسُنایا۔

عبدالمطلب نے سوارانِ قریش کو مکے کے گرداگرد دَوڑایا لیکن کہیں سراغ نہ پایا۔ عبدالمطلب سب لوگوں کو چھوڑ کر کعبے میں گئے اور سات طواف کیے، تب غیب سے آواز آئی کہ اے گروہِ قریش! کچھ غم نہ کرو محمد کا ایک خدا ہے کہ اُس کو ہرگز ضائع نہ کرے گا۔ عبدالمطلب بولے کہ اے ہاتف! وہ اب کہاں ہیں؟ غیب سے آواز آئی کہ وہ وادی تہامہ میں درخت کیلہ کے نیچے بیٹھے ہیں۔ تب عبدالمطلب وہاں گئے اور آپ کو اپنے آگے زین پر بٹھا کر لے آئے۔ اور ابنِ عباس سے روایت ہے عبدالمطلب نے اس شکریے میں ایک ہزار اونٹنی بڑی کوہان والی اور پچاس رطل سونا خیرات کیا اور حلیمہ کو بہت انعام اور اکرام دیا اُس کی رخصت کا بڑا بھاری سرانجام کیا۔

شقِ صدر چہار بار واقع شدہ:

فائدہ: احادیثِ معتبرۂ صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرت کا شقِ صدر چار مرتبہ واقع ہوا، ((۱)) اوّل ایامِ شِیر خواری میں جس کا ذکر ابھی گذرا ((۲)) دوسرے دس برس کی عمر میں چنانچہ روایت کی یہ ابو نُعیم اور ابنِ حبان اور حاکم اور عبداللہ بن احمد نے ایسی سند سے جس کے راوی سب ثقہ ہیں ((۳)) اور تیسری بار جب زمانہ نزولِ وحی کا قریب پہنچا۔ چنانچہ روایت کی یہ ابو نُعیم اور بیہقی اور طیالسی وغیرہ نے۔

((۴)) اور چوتھی بار شبِ معراج میں، چنانچہ بخاری اور مسلم اور ترمذی وغیرہ نے باسناد صحیح روایت کی ہے اور پانچویں بار بھی ہونا شقِ صدر کا ایک روایت میں منقول ہے۔ لیکن وہ محدثین میں غیر مقبول ہے اور حدیثِ صحیح میں حضرت انس سے روایت ہے کہ ہم دیکھتے تھے آپ کے سینۂ مبارک میں ایک نشان سوزن ((سُوئی)) کا۔ روایت کی یہ مسلم نے۔

اور حکمت شقِ صدر میں یہ تھی کہ جس وقت اُس ذات سراپا نور کو اس عالمِ آب وگل میں عبور ہوا۔ قالبِ خاکی اور پیکرِ انسانی میں ظہور ہوا۔ تب جمیع اعضا اور لوازمِ بشری کا آپ میں ہونا ضرور ہوا۔ پس وہ خون سیاہ منجمد جو کل انسانوں کے قلب میں پیدا ہوتا ہے آپ کے دل میں بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا لیکن پھر بباعث تقدیس اور تنزیہہ اپنے حبیب کے ،فرشتوں کو بھیج کر وہ سیاہ ٹکڑا نکلوالیا اس لیے کہ یہ انسان کے قلب میں شیطان کا حصہ ہے اس ذریعے سے وساوس اور خطرات کا ہجوم قلب پر ہوتا ہے آپ کے دل سے جو یہ ٹکڑا نکالا گیا شیاطین کی وسوسہ اندازی کا محل نہ رہا۔

چنانچہ تائید اس کی حدیثِ صحیح سے مفہوم ہوتی ہے کہ فرمایا آپ نے:

''ایک جن وسوسہ انداز اور ایک فرشتہ الہامِ نیک کرنے والا ہر آدمی کے ساتھ ہوتا ہے لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ آپ کے ساتھ بھی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں لیکن اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی میں اُس کے وسواس سے سلامت رہتا ہوں پس وہ جن بھی میرے دل میں نہیں ڈالتا مگر نیک بات''۔ روایت کی یہ مسلم نے۔

اور چند بار آپ کا سینہ چاک ہونا اور دِل کو برف اور آبِ ژالہ اور زمزم سے دھونا اُس کی وجہ یہ ہے کہ جب کسی چیز سے کدورت اور آلودگی دور کرتے ہیں تو اُس کو چند بار مبالغے سے دھوتے ہیں پس آپ کا دل بھی چند بار اللہ تعالیٰ نے دُھلوا کر صاف کرایا اور اپنے انعکاسِ تجلی کے لیے آئینہ مُصفّا اور مجلّٰی بنایا۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ لڑکوں کو کھیل کی طرف میل ہوتا ہے جس وقت آپ چوتھے سال میں تھے اُس وقت شقِ صدر سے یہ غرض تھی کہ آپ کا دل اُن خیالات اور خطرات سے پاک صاف رہے جو لڑکوں کو بہ نسبت لہو ولعب کے پیدا ہوتے ہیں۔ اور حرکات افعالِ ناشائستہ اُن سے صادر ہوتے ہیں۔ بعد ازاں جب حضرت کو دسواں سال ہوا اُس وقت شقِ صدر سے یہ منظور تھا کہ آپ حدِ بلوغ کے قریب پہنچے اور آپ کا نشو ونما سب اطفالِ عالم سے کہیں زیادہ تھا۔ آپ کا سینہ چاک کر کے دل کو پاک کیا تاکہ جوانی کے خیالات اور میل معاصی وشہوات سے آپ معصوم اور محفوظ رہیں۔

بعد ازاں جس وقت ظہورِ نبوت اور نزولِ وحی کا وقت قریب آیا اُس وقت اس لیے قلب کی تطہیر ہوئی تا کہ وحی الٰہی خوب مقدس مکان میں بوجہ اکمل جا گزیں ہو اور اسرار اور احکامِ الٰہی میں کسی قسم کا خطرہ مختلط نہ ہو۔ بعد ازاں شبِ معراج میں اس لیے دل کا تزکیہ بمبالغہ ہوا تا کہ سیرِ عالمِ ملکوت کی قوت ہو اور مشاہدۂ تجلیاتِ ربی اور انوارِ صمدی کی طاقت ہو، یہ حکمتیں وہ ہیں جو علماے دین بقدرِ طاقتِ بشری سمجھے ہیں آئندہ خداے ذوالجلال داناے اصل حال ہے۔

نظم

اُس کے اسرار کوئی کیا جانے — حکمتیں اپنی بس خدا جانے
اے خدا دم بہ دم درود و سلام — اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ نبی جس کا سینہ ہو کر چاک — ہو گیا کُل کدورتوں سے پاک
آئے جبرئیل اور میکائیل — نور سینے میں کر گئے تحویل
سینہ دھو دھو کے آبِ رحمت سے — بھر دیا دل کو نورِ حکمت سے
عالمِ خاک و باد میں آ کر — پڑ گئی تھی جو گرد موتی پر
اب فرشتوں نے دھو کے گرد و غبار — کر دیا اُس کو مطلع الانوار
صاف پہلے سے تھا وہ دُرِّ یتیم — چمکی اب اور بھی شعاعِ عظیم
چاند میں داغ کا نشان نہ رہا — شمع میں نام کو دھواں نہ رہا
حق نے اپنے حبیب کا سینہ — کر کے صیقل بنایا آئینہ
واہ کیا مصطفٰے کا سینہ ہے — سربسر نور کا دفینہ ہے
اس نبی پر ہوں بار بار سلام — پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

اور صحیح یہ ہے کہ آپ کو دائی حلیمہ نے جس وقت بعد شقِ صدر مکے میں پہنچایا اُس وقت آپ چار برس کے تھے اور اوّل شقِ صدر آپ کا چوتھے سال واقع ہوا چنانچہ حافظ عراقی اور

ابنِ حجر نے اختیار کیا ہے۔

اور سالِ پنجم سے حضرت کی خدمت گذاری اور نگاہداشت ((نگہداشت)) اُمِ ایمن کو سپرد ہوئی، اُمِ ایمن حضرت عبداللہ والد رسول اللہ کی کنیز تھی۔

وفات حضرت آمنہ:

روایت کی ابن سعد نے کہ:

''جس وقت آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم چھ برس کو پہنچے تب حضرت آمنہ آپ کو مع اُمِ ایمن ساتھ لے کر مدینے تشریف لے گئیں جہاں عبدالمطلب کے ماموں، نانا کا مکان تھا اور وہاں جانے سے مطلب یہ تھا کہ اُن سے ملاقات کریں اور وہ لوگ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھیں، غرضکہ حضرت آمنہ نے وہاں ایک مہینہ قیام کیا، پھر مکے آنے کا سرانجام کیا، جس وقت ''مقامِ ابوا'' میں پہنچے جو مکے اور مدینے کے درمیان ہے تب حضرت آمنہ نے وفات پائی اور عمر اُن کی بیس برس کے قریب پہنچی تھی اور اُسی جگہ دفن کی گئیں برقولِ مشہور۔ اور کہا بعضوں نے کہ آپ کو دفن کیا حجون میں''۔ **بتقديم الحاء على الجيم**۔ شم۔ ((شرح مواہب))

اگر یہ دوسری روایت بھی صحیح ہو اس صورت میں تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ اوّل حضرت آمنہ کو '' ابـوا '' میں دفن کیا ہو بعد ازاں نقل کر کے '' حـجـون '' میں دفن کیا ہو۔ حل۔ ((سیرت حلبی))

اور ابنِ عباس سے روایت ہے کہ:

''جب آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم نے بعد نبوت مدینے کو ہجرت فرمائی دار التابعہ کو دیکھ کر فرماتے تھے کہ اس مقام میں میری والدہ نے آ کر قیام کیا تھا اور یہود اس جگہ آمد ورفت کرتے تھے اور مجھ کو دیکھ کر کہتے تھے کہ یہ پیغمبر اس امت کا ہے اور یہ مدینہ مقام ان کی ہجرت کا ہے''۔ھب۔ ((مواہب اللدنیہ))

ایمان والدینِ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم:

اور عجائب کرامت ہمارے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ماں باپ کو زندہ کیا اور وہ دونوں حضرت پر ایمان لائے۔

چنانچہ تصحیح کی اس حدیث کی علامۂ قرطبی وغیرہ نے اور یہ خاصہ ٹھہرا ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا کہ آپ کے سبب بعد موت بھی ایمان لانا معتبر ہوا۔ اور یہ بات قولِ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف نہیں جو ''فقہِ اکبر'' میں مذکور ہے۔ اس لیے کہ اُس میں موت عَلَی الْکُفر کا اِثبات ہے اور حدیث میں بعد موت زندہ ہونا اور ایمان لانا وارد ہوا ہے اور ظاہراً یہ حدیث روایاتِ عدمِ اذن دعاے مغفرت سے متاخر ہے اس لیے کہ قصہ ایمانِ آمنہ کا حجۃ الوداع میں واقع ہوا ہے پس تعارضِ احادیث کا شُبہہ بھی اُٹھ گیا اور جو بعض علما نے اس پر اعتراض کیا ہے ''شامی شارح دُرِّ مختار'' نے سب شبہات کا جواب دیا ہے اور کہا جلال الدین سیوطی نے:

''اگر چہ یہ مسئلہ اختلافی ہے لیکن میں نے اختیار کیا ہے قول قائلینِ نجات کا، کیونکہ یہ آداب کا مقام ہے''۔ اور ''مواہبِ لدنیہ'' میں ہے: ''خبردار خبردار ذکر والدینِ حضرت کا بُرائی کے ساتھ نہ چاہیے کہ اس سے ایذا پہنچتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اور ایذا پہنچانا آپ کا کفر ہے''۔

اور کہا زرقانی نے:

''ہم بیان کر چکے تجھ سے حکم والدینِ حضرت کا، پس جب تجھ سے کوئی سوال کرے فَقُلْ هُمَا نَاجِيَانِ فِي الْجَنَّةِ یعنی ''پس کہہ دے کہ وہ دونوں نجات پائے ہوے ہیں جنت میں''۔

اور دوسرے مقام میں لکھا ہے۔

اَلْمُخْتَارُ اَنَّ اَبَوَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاجِيَانِ

یعنی ''مختار یہ ہے کہ آپ کے ماں باپ دونوں نجات یافتہ ہیں''۔

تربیت عبدالمطلب مر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم:

القصہ جس وقت حضرت آمنہ نے راستے میں وفات پائی اُم ایمن آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ساتھ لے کر پانچویں دن مکے میں آئی، عبدالمطلب نے آنحضرت کو سینے سے لگا کر بہت شفقت فرمائی اور بعد ازیں عبدالمطلب اِس قدر پیار اور محبت آنحضرت سے کرتے جو اپنے کسی فرزند سے نہ کرتے۔ اور جب کھانا کھاتے آنحضرت کو بُلواتے اور فرماتے کہ لاؤ میرے بیٹے کو اور اپنے برابر بٹھا کر ساتھ کھانا کھلاتے اور کبھی اپنی گود میں بٹھاتے۔ اور سب میں اچھا کھانا اُن کو کھِلاتے۔ اور حضرت عبدالمطلب کے واسطے ایک مسند خانۂ کعبہ میں بچھائی جاتی تھی اور نہ بیٹھتا تھا کوئی شخص اُس پر نہ فرزند آپ کے اور نہ سردارانِ قریش بباعث تعظیمِ عبدالمطلب کے، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لاتے اور بے تکلّف اُس مسند پر جلوس فرماتے۔ لیکن چونکہ آپ خُردسال ((کم عمر)) تھے آپ کے چچا بباعث آدابِ اُس پر بیٹھنے سے منع کرتے۔ حضرت عبدالمطلب فرماتے کہ بیٹھنے دو میرے فرزندِ دلبند کو، قسم خدا کی شان اس کی عظیم ہے۔

اور ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اُس مسند پر بیٹھے تھے ایک آدمی نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر مسند سے اُتار دیا تب آپ رونے لگے عبدالمطلب بولے میرے فرزند کو کیا ہوا؟ کس لیے روتا ہے؟ لوگوں نے عرض کی کہ آپ کی مسند پر بیٹھنے سے منع کیا ہے عبدالمطلب بولے بیٹھنے دو میرے فرزند کو میری مسند پر بیشک وہ اپنے میں شرافت مسند نشینی کی پاتا ہے اور مجھ کو یقین ہے کہ اس لڑکے کا وہ جاہ وجلال ہوگا جو کسی عربی کو وہ مرتبہ نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا۔

اور ایک شخص نے قوم بنی مُدلج سے جو بڑے قیافہ شناس تھے آثار و علامت سے ہر شخص کی شان پہچانتے تھے عبدالمطلب سے کہا کہ ہم نے کسی کا قدم مطابق قدمِ ابراہیم علیہ السلام کے نہیں دیکھا مگر قدم اس فرزند کا۔

اور ایک روز حضرت عبدالمطلب خانۂ کعبہ میں تشریف رکھتے تھے اور آپ کے پاس ایک عالم سردار نصاریٰ کا بیٹھا باتیں کرتا تھا اور کہتا تھا کہ ہم کتابوں میں لکھی پاتے ہیں صفت ایک نبی کی اولادِ اسمٰعیل سے اور وہ اسی شہر یعنی مکے میں پیدا ہوگا اور وہ ایسی ایسی صفات کا شخص ہوگا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں تشریف لائے، اُس عالمِ نصرانی نے حضرت کی پُشت اور قدموں اور آنکھوں کو دیکھ کر کہا یہ وہی ہے اے عبدالمطلب! یہ تجھ سے نہیں۔ عبدالمطلب بولے یہ میرا بیٹا ہے۔ وہ بولا کہ ہم اپنے یہاں لکھا نہیں پاتے کہ اُس کا باپ زندہ ہو۔ آپ بولے کہ فی الواقع یہ میرا پوتا ہے اس کا باپ اس کو حمل میں چھوڑ کر مر گیا تھا۔ وہ بولا کہ تُو سچا ہے اے عبدالمطلب۔ بعد ازاں آپ نے اپنے بیٹوں کو فرمایا کہ دیکھو بہت حفاظت کرو اپنے بھتیجے کی، تم نہیں سنتے کہ اس کے حق میں کیا بشارت دی جاتی ہے۔

اور روایتِ ابونُعیم اور بیہقی میں ہے کہ:

''جس وقت سیف بن ذی یزن نے ملوکِ حبش پر فتح پائی اور تمام سردارانِ عرب اور ملوکِ یمن اُس کی مبارکباد کو گئے ازانجملہ حضرت عبدالمطلب بھی تہنیت کو تشریف لے گئے وہ سونے کے تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور اُس کے گرداگرد سردارانِ یمن سونے کی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے اُس نے عبدالمطلب اور شرفاے عرب کی خوب اعزاز و اکرام سے میزبانی کی اور بہت مہربانی کی۔ بعد ایک مہینے کے خاص عبدالمطلب کو اپنے نزدیک بلا کر کہا کہ اے عبدالمطلب! میں اپنے سینے کا ایک رازِ مخفی کہتا ہوں اس کو بہت پوشیدہ رکھنا۔ ہماری کتابِ مکنون اور علمِ مخزون میں ہے کہ جس وقت پیدا ہو تہامہ میں ایک لڑکا اور ہو اُس کے مونڈھوں کے درمیان ایک نشان، وہ سب کا پیشوا اور امام ہوگا اور حاصل ہوگی تم کو باعث اُس کے سیادت تا روزِ قیامت اور یہ وقت اُس کی پیدائش کا ہے یا پیدا ہو چکا ہو۔ اِسْمُهٗ مُحَمَّدٌ يَمُوْتُ اَبُوْهُ وَاُمُّهٗ وَيَكْفُلُهٗ جَدُّهٗ وَعَمُّهٗ

نام اُن کا محمد ہوگا اُن کے والدین مر جائیں گے بعد ازاں دادا اور چچا اُن کی تربیت فرمائیں گے''۔ الحدیث۔

وفاتِ عبدالمطلب وتفویضِ تربیت بابوطالب:

اور جس وقت آنحضرت آٹھ برس کے ہوئے حضرت عبدالمطلب اس جہان سے رُخصت ہوئے۔ اُمِ ایمن کہتی ہیں کہ آپ جنازۂ عبدالمطلب پر روتے تھے اور آپ آٹھ برس کے تھے اور حضرت عبدالمطلب نے مرتے وقت اپنے بیٹے ابی طالب کو واسطے پرورش آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کے وصیت فرمائی۔

چنانچہ ابوطالب نے بعد وفات عبدالمطلب بخوبی آنحضرت کی تربیت فرمائی اور یہ بات کتبِ قدیمہ میں علاماتِ نبوت سے لکھی تھی چنانچہ سیف بن ذی یزن نے بھی اس کی خبر دی تھی یہ سب روایتیں بتقدیم وتاخیر سیرتِ حلبی میں مذکور ہیں۔

نظم

اے خدا دم بہ دم درود و سلام
اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ دو عالم کے شاہِ باتمکین
خاص مُلکِ دَنا کے تخت نشین
شانِ رفعت جو بڑھنے والی تھی
خُرد سالی سے شان عالی تھی
نور سے تھی چمکتی پیشانی
جلوہ فرما تھا نورِ سبحانی
حُسن ایسا دیا تھا مولیٰ نے
دیتے جان اپنے اور بیگانے
خاص خالق کا جب ہو پیار اُن پر
کیوں نہ مخلوق ہو نثار اُن پر
تھا یہ حال اُن کے جدّ امجد کا
بھرتے ہر دم تھے دَم محمد کا
صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم
اس نبی پر ہوں بار بار سلام
پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

اور ابوطالب آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم سے بہت پیار رکھتے تھے کہ ایسا خاص اپنی اولاد سے بھی نہ رکھتے تھے اور ذکر کیا واقدی نے کہ اہل وعیال ابوطالب کے جس وقت آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ کھانا کھاتے سب سیر ہو جاتے اور جب جدا کھاتے سب بھوکے رہ جاتے۔ اس لیے کہ کنبہ ابوطالب کا بہت تھا اور

مال کم۔ پس ابوطالب کا یہ قاعدہ ٹھہر گیا کہ جب اپنے بال بچوں کو صبح شام کھانا کھلانا چاہتے اُن کو فرماتے کہ ابھی ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ آجائے بیٹا میرا۔ پس آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے اور اُن سبھوں کے ساتھ کھانا نوش فرماتے، سبھوں کا پیٹ بھر جاتا اور آپ کی برکت سے کھانا دستر خوان پر بچ رہتا۔ شم۔ ((شرح مواہب))

ابوطالب سے روایت ہے کہ:

''میں عرفات سے تین کوس ایک جنگل میں تھا جس کو ذی المجاز کہتے ہیں اور آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم میرے ساتھ تھے مجھ کو پیاس شدت سے معلوم ہوئی، میں نے بے تاب ہو کر آپ سے پیاس کی شکایت کی۔ آپ سواری سے اُترے اور فرمایا اے چچا! کیا آپ کو پیاس لگی ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں، پس آپ نے ایڑی زمین پر ماری، ناگاہ ((اچانک)) اُس میں سے ایسا پانی نکلا کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا، پس پیا میں نے خوب سیر ہو کر پھر آپ نے مجھ سے پوچھا کہ تم سیر ہو چکے؟ میں نے کہا کہ ہاں پھر آپ نے دوسری بار اُس میں ایڑی ماری وہ زمین جیسی تھی ویسی ہوگئی''۔ حل۔ ((سیرت حلبی))

اور ابنِ عساکر نے جُلہمہ سے روایت کی کہ:

''میں مکے میں آیا اور وہاں پر قحط تھا پس قریش جمع ہو کر ابوطالب کے پاس آئے اور کہا کہ جنگل خشک ہو گئے، اہل وعیال جان سے تنگ آ گئے، آپ چلیے اور پانی خدا سے مانگیے پس ابوطالب اُٹھے اور اُن کے ساتھ ایک لڑکا تھا ایسا خوبصورت گویا آفتاب اَبر کے ٹکڑے سے نکلا ہے پس ابوطالب نے اُس لڑکے کو دیوارِ مکہ سے پُشت لگا کر کھڑا کیا اور اُس لڑکے نے التجا کرنی شروع کی اور اپنی اُنگلی کو آسمان کی طرف اُٹھایا اور آسمان میں کہیں اَبر ((بادل)) کا ٹکڑا نہ تھا پس سب طرفوں سے اَبر سمٹ کر آیا اور خوب برسا یہاں تک کہ ندیاں رواں ہو گئیں واضح ہو کہ وہ لڑکا آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم تھے چنانچہ ابوطالب نے اپنے قصیدہ لامیّہ میں کہ اَسّی ۸۰ شعر سے بھی زیادہ ہے حضرت کی شان میں اس مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے۔ شعر:

وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالَ الْیَتٰمٰی عِصْمَةً لِّلْاَرَامِلِ

((مواہب اللدنیہ))

اور جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارہ برس کو پہنچے، اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ مُلکِ شام کا سفر کیا، راستے میں ایک صاحبِ کلیسا کے پاس اُترے۔ اُس نے ابوطالب سے کہا یہ بیٹا تمہارا نہیں اور ممکن نہیں کہ اس کا باپ زندہ ہو اس لیے کہ یہ لڑکا وہ نبی ہے جس کی انتظاری ہے اور یتیم ہونا اُس کی علامت ہے۔ ابوطالب نے پوچھا نبی کس کو کہتے ہیں وہ بولا جس کے پاس آسمان سے خبر آئے اور وہ اہلِ زمین کو پہنچائے پھر ابوطالب یہاں سے نکل کر روانہ ہوئے۔

اور پھر ایک صاحبِ کلیسا کے پاس اُترے اُس نے بھی یہی کہا کہ یہ لڑکا تمہارا نہیں ہے اور نہیں باپ اس کا زندہ۔ چہرہ اس کا نبی کا چہرہ ہے اور آنکھ اس کی نبی کی آنکھ ہے پھر ابوطالب یہاں سے روانہ ہوئے۔

اور کُل قافلہ شہر بصرے میں اُترا، اُس میں ایک راہب رہتا تھا اُس کو بحیرا کہتے تھے اور اصل نام جرجیس تھا کتبِ سماوی کا بڑا عالم تھا اور قبل اس کے اکثر قافلۂ قریش اس مقام پر گذر کرتا۔ بحیرا کسی سے کلام بھی نہیں کرتا تھا لیکن اس سال میں قافلۂ قریش کے واسطے بہت کھانا پکوایا اور اس کا یہ سبب تھا کہ اُس نے اپنی عبادت گاہ میں بیٹھے ہوئے دور سے دیکھا تھا کہ قافلۂ قریش کے درمیان رسول اللہ تشریف لاتے ہیں اور اُن کے سر پر ابر((بادل)) سایہ کیے ہوئے ہے۔

پھر جب قافلے کے لوگ درختوں کے سایے تلے ٹھہرے آنحضرت بھی ایک درخت کے نیچے بیٹھے، اُس درخت کی شاخیں آنحضرت کے سر پر جُھک گئیں اور سایہ کرلیا۔ تب بحیرا نے آدمی بھیجا کہ اے گروہِ قریش! میں نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا ہے سب صاحب چھوٹے بڑے تشریف لائیں پس تمام آدمی آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسباب پر چھوڑ آئے۔ جبکہ بحیرا نے کُل قوم پر نظر کی کسی میں علامتِ نبوت نہ پائی

اور نہ دیکھا اَبر((بادل)) کسی کے سر پر، بلکہ اَبر کو دیکھا کہ اُس مقام پر ٹھہرا ہوا ہے جہاں رسول اللہ ٹھہرے ہوئے تھے۔

تب بحیرا بولا اے گروہِ قریش! دیکھو کوئی تم میں باقی نہ رہے وہ بولے کہ اے بحیرا! سب چلے آئے ہیں مگر ایک لڑکا کم عمر باقی رہ گیا ہے پھر ایک آدمی اُٹھ کر حضرت کو بُلا لایا۔ جب بحیرا نے حضرت کو دیکھا، تمام اعضاے بدن میں خوب غور کر کے دیکھا اور جب قوم نے کھانے سے فراغت پائی، بحیرا آنخضرت کے آگے کھڑا ہوا اور آنخضرت سے تمام حالات خواب اور بیداری وغیرہ کے دریافت کیے۔ پھر پُشت کھول کر مُہرِ نبوت کو دیکھا اور بوسہ دیا اور ایمان لایا اور ابوطالب سے کہا لے جاؤ اپنے بھتیجے کو گھر اپنے، میں ڈرتا ہوں یہود سے قسم خدا کی اگر وہ دیکھ لیں گے اور پہچان لیں گے جس طرح میں نے پہچانا بیشک درپے شر اور ایذا کے ہو جائیں گے۔ حل۔((سیرت حلبی))

الحاصل ابوطالب روز بروز حضرت کی بشارتیں جا بجا سُنتے اور طرح طرح کی کرامات اور خرقِ عادات مشاہدہ کرتے اور حضرت کے مدارجِ کمال بھی روز بروز ترقی پر تھے اور جب آپ کو پچیسواں سال ہوا، حضرت خدیجہ سے آپ کا نکاح ہوا۔

علاماتِ قُربِ نبوت:

اور جب آپ قریبِ نبوت پہنچے، شجر اور حجر سے سلام سُننے لگے۔ چنانچہ بیہقی نے روایت کی ہے کہ:

"جس وقت اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا اظہارِ کرامت اور ابتداے نبوتِ آنخضرت کا۔ آپ جس پتھر اور درخت کے پاس گذر کرتے وہ حضرت کو سلام کرتا اور حضرت داہنے اور بائیں دیکھتے کسی کو نہ پاتے مگر درخت اور پتھر کہ اُن میں سے آواز آتی تھی اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ"۔ الحدیث۔ ھب۔((مواہب اللدنیہ))

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ:

"میں پہچانتا ہوں ایک پتھر کو مکے میں کہ مجھ کو وہ سلام کیا کرتا تھا قبل رسالت کے"۔

اور حضرت علی رضی اللّٰہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''تھا میں ساتھ نبی صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کے مکے میں، پس نکلے ہم طرف بعض نواحی مکے کے، پس جو پہاڑ اور درخت سامنے آتا تھا کہتا تھا اَلسَّلامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ''۔حل۔((سیرت حلبی))

''اور جس وقت رسول صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم چالیس برس کو پہنچے پیر کے دن آٹھویں تاریخ ربیع الاوّل کو اللہ تعالیٰ نے جبرئیلِ امین کو بھیج کر وحی نازل فرمائی اور تمام عالم پر آپ کو نبوتِ عام اور رسالتِ تام عنایت فرمائی اور سب سے اوّل جبرئیل نے پانچ آیتیں شروع ''اِقْرَأْ'' کی آنحضرت کو پڑھائیں۔

اور طُرُقِ متعددہ سے جن کا اجتماع اصلیتِ حدیث پر دلالت کرتا ہے روایت ہے کہ جبرئیل آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم پر ظاہر ہوئے، اچھی صورت اور اچھی خوشبو سے اور کہا کہ اے محمد! اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ آپ میرے رسول ہیں تمام جن و اِنس کی طرف۔ پس بلایئے آپ اِن سب کو قولِ حق پر کہ پڑھیں لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

پھر جبرئیل نے زمین پر پاؤں مارا اُس میں چشمہ پانی کا پیدا ہوگیا پھر وضو کیا اُس میں جبرئیل نے اور آنحضرت کو بھی وضو کرایا۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نماز پڑھنے کھڑے ہوئے اور آنحضرت کو اپنے ساتھ کھڑا کیا۔ پس دو رکعت کعبے کی طرف متوجہ ہوکر پڑھی۔ پس جبرئیل علیہ السلام آنحضرت کو وضو اور نماز سکھا کر آسمان کی طرف چڑھ گئے اور آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم نے گھر آنے کا قصد کیا، راستے میں جس پتھر اور کلوخ اور درخت پر گذر ہوتا تھا وہ کہتا تھا اَلسَّلامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ۔

جب آپ گھر پہنچے اپنی بی بی خدیجہ کو اِس واقعے کی خبر کی وہ بہت خوش ہوئیں، پھر آپ نے اُن کو وضو کرایا اور نماز پڑھائی جس طرح جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو پڑھائی تھی''۔ھب۔((مواہب اللدنیہ))

اور روایتِ ابو نُعیم میں ہے کہ:

''حضرت خدیجہ نے عرض کی کہ آپ بتایئے مجھ کو میں آپ کے حق میں کیا اعتقاد کروں؟ پس آپ نے ارشاد فرمایا اُس کے موافق خدیجہ نے وضو کیا اور نماز پڑھی اور کہا اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ یعنی میں گواہ ہوں اس بات پر کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں''۔شم۔((شرح مواہب))

پس حضرت خدیجہ سب سے اوّل مشرف باسلام ہوئیں، اُن کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ ایمان لائے۔علٰی ھذاالقیاس۔دم بہ دم دبدبۂ شوکتِ محمدی کا بلند ہونا شروع ہوا، طالبانِ حق کا دل آپ کے دینِ متین پر رجوع ہوا۔

نظم

اے خدا دم بہ دم درود و سلام — اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ نبی جس سے کُل جہاں کو شرف — کھینچے عالم کا دل خدا کی طرف
وحی نازل جو مصطفٰے پر ہو — کیوں نہ رُوئے زمیں منور ہو
جبرئیل آسمان سے آنے لگے — حق کا پیغامِ خاص لانے لگے
اب اُترنے لگا خدا کا کلام — ہونے باہم لگے سلام و پیام
وہ نبی جس کی انتظاری تھی — کُل جہاں کو اُمیدواری تھی
وقتِ آدم سے یادگاری تھی — انبیا میں نوید جاری تھی
اُن کا اب وقت بے گماں آیا — دورۂ آخر الزمان آیا
اُترے اب اُن پہ جبرئیلِ امین — نور سے بھر گئے زمان و زمین
کھُل گئے رحمتوں کے دروازے — ہیں خوشی کے بلند آوازے
آپ جس راستے میں کرتے خرام — بھیجتے تھے شجر حجر بھی سلام
اس نبی پر ہوں بار بار سلام — پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو وحی چند اقسام پر ہوتی تھی۔

اوّل: رویاے صادقہ، چنانچہ بخاری نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ جب اوّل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو وحی شروع ہوئی آپ سچے خواب دیکھنے لگے جو کچھ خواب میں نظر آتا وہ معاملہ صبح صادق کی طرح صاف ظاہر پیش آتا۔

دوسری: یہ کہ فرشتہ آپ کے دل میں وحی ڈالتا اور اُس کا جسم نظر نہ آتا چنانچہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ روح القدس نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ کوئی جان نہ مرے گی جب تک پورانہ لے چکے گی رزق اپنا۔ پس ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور نیک طرح پر روزی طلب کرو۔ الحدیث۔ تصحیح کی اس حدیث کی حاکم نے۔

تیسری: یہ کہ فرشتہ آدمی کی صورت بن کر آتا اور خطاب کرتا، پس تحقیق آتے تھے جبرئیل علیہ السلام اوپر صورت دِحیہؑ کلبی کے، جو صحابی نہایت خوبصورت تھے۔ روایت کی یہ ''نسائی'' نے ساتھ اسنادِ صحیح کے اور کبھی سوائے دِحیہؑ کلبی کے اور شکل میں بھی آتے تھے چنانچہ حدیث جبرئیل کی باب الایمان میں بروایتِ مسلم و بخاری اس پر دلالت کرتی ہے۔

چوتھی: یہ کہ آپ کو آواز گھنٹے کی طرح آتی اور اُس میں سے الفاظ اور معانی کا سمجھنا سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کسی کو ممکن نہ تھا اور کُل اقسام سے اس وحی کا آنا حضرت پر بہت سخت ہوتا تھا یہاں تک کہ جاڑے کے موسم میں آپ کی پیشانی مبارک سے عرق ٹپکنے لگتا تھا اور اگر حالتِ سواری میں اس طرح کی وحی آتی اونٹنی اس بارِگراں کی تاب نہ لاتی اور زمین پر بیٹھ جاتی۔

چنانچہ روایت کی یہ بیہقی نے ''دلائل'' میں اور روایت کی بخاری نے زید بن ثابت انصاری سے جو منجملۂ کاتبانِ وحی کے ایک صحابی جلیل القدر تھے کہ:

''نازل فرمائی اللہ تعالیٰ نے وحی اپنے رسول پر اور ران آپ کی میری ران

پر رکھی ہوئی تھی پس وحی الٰہی کا اس قدر مجھ پر بوجھ ہوا کہ میں ڈرتا تھا کہ اب میری ران ٹوٹ جائے گی"۔

اور روایت کی احمد اور بیہقی نے کہ:

"جس وقت نازل ہوئی سورۂ مائدہ۔ اُس وقت آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم اونٹنی پر سوار عرفات میں کھڑے تھے پس قریب تھا کہ بارِ وحی سے بازو اونٹنی کا ٹوٹ جائے"۔

پانچویں: یہ کہ جبرئیل علیہ السلام اپنی صورتِ خاص میں چھ سو بازو کے ساتھ ظاہر ہوتے اور تمام آسمان جبرئیل علیہ السلام سے بھر جاتا لیکن یہ فقط دو مرتبہ واقع ہوا۔ایک غارِ حرا میں، دوسرے شبِ معراج میں۔ چنانچہ "صحیح مسلم" اور "ترمذی" وغیرہ میں مروی ہے۔

چھٹی: یہ کہ اللہ تعالیٰ خود بغیر درمیان ہونے فرشتے کے کلام فرماتا جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا ہے۔

ساتویں: یہ کہ اللہ تعالیٰ صاف ظاہر ہو کر بغیر حجاب رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم سے کلام فرماتا اور ظاہر یہ ہے کہ معراج کی رات آسمانوں کے اوپر جو آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کو احکام اور اسرار تلقین ہوئے وہ اِسی قسم سے تھے۔

آٹھویں: یہ کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم سے خواب میں گفتگو فرماتا چنانچہ زہری نے روایت کی آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم سے کہ:

"آیا میرے خواب میں آج کی رات پروردگار میرا بہت اچھی صفت میں، پس پوچھا مجھ سے کہ اے محمد! تُو جانتا ہے کہ کس چیز میں بحث کرتے ہیں ملائکۂ ملأ اعلیٰ؟ میں نے عرض کی کہ نہیں، پس رکھا اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت

میرے مونڈھوں کے درمیان، پائی میں نے اُس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں۔ پس معلوم ہو گیا مجھ کو جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے پھر پوچھا اے محمد! تُو جانتا ہے کس چیز میں بحث کرتے ہیں ملائکۂ ملأ اعلیٰ؟ میں نے عرض کی کہ ہاں'' ۔الحدیث۔روایت کی یہ عبدالرزاق اور طبرانی وغیرہ نے مرفوعاً۔اور ذکر کیا حلیمی نے کہ وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر چھیالیس طرح سے واقع ہوئی چنانچہ ''فتح الباری'' میں مذکور ہے۔شم،مج۔((شرح مواہب، مدارج النبوۃ))

اگرچہ دل بہت چاہتا ہے کہ اب معجزات شریف کا بھی بیان کیا جائے لیکن میں خوب جانتا ہوں کہ معجزات آپ کے بے حد ہیں، نہایت کثیر العدد ہیں، لکھتے لکھتے ہاتھ تھک جائیں گے، قلم گھس جائیں گے، اور معجزات شریف تمام ہونے میں نہ آئیں گے۔اس لیے بجبوری اس ارادے سے گذرتا ہوں۔اور حُلیۂ شریف پر رسالے کو ختم کرتا ہوں۔

حلیۂ شریف

کہہ کے بیدل زبان سے بسم اللہ
کر بیان حُلیۂ رسول اللہ
اچھی محکم روایتیں لیجو
شاعرانہ کلام مت کیجو
قامتِ خوشنما میانہ تھا
چُست اور خوش خرام و رعنا تھا
موے سر رشکِ سنبلستان تھے
نہ بہت سیدھے اور نہ پیچان تھے
رہتے حضرت کے بال اے ذِی ہوش
تابُن گوش اور کبھی تادوش

سر میں اک معتدل کلانی تھی
سروری کی کھلی نشانی تھی
کیا ہی پیاری تھی چوڑی پیشانی
چاند کی طرح صاف نورانی
پتلی پتلی بھویں تھی خوش منظر
ہووے قرباں ہلالِ عید اُن پر
ناک آلائشوں سے پاک ایسی
شمع کی لَو بلند ہو جیسی
رہتیں آنکھیں بغیر سرمہ سیاہ
کثرتِ شرم سے زمین پہ نگاہ
دونوں آنکھوں میں سُرخ ڈورے تھے
اور رُخسار گورے گورے تھے
گول چہرہ تھا پیاری صورت تھی
سُرخی آمیز گوری رنگت تھی
خط مشکیں تھا آپ کا گنجان
اور کشادہ تھے آپ کے دندان
لب سے گویا ٹپکتی رحمت تھی
پُشت پر خاتمِ نبوت تھی
خوشنما ایسی صاف تھی گردن
گویا چاندی کی تھی ڈھلی گردن
سینہ چوڑا تھا آپ کا ہموار
اور شکم صاف مطلع الانوار

تھا بدن صاف آپ کا بے مُو
تھی پسینے میں عطر کی خوشبو
جوڑِ اعضا کے تھے بہت مضبوط
ایک سے ایک خوشنما مربوط
لمبی لمبی تھیں اُنگلیاں زیبا
ہاتھ نرمی میں غیرتِ دیبا
تلوا پاؤں کا تھا بہت گہرا
رہتا چلنے میں خاک سے اُونچا
ہے یہ حلیہ جنابِ عالی کا
اُمتِ مذنبہ کے والی کا
جس کے تابع ہیں کُل زمان وزمین
جس کا صدقہ ہے کُل مکان ومکین
اس نبی پر ہوں بار بار سلام
پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام
ذکرِ میلاد اَب تمام ہوا
آ کے حُلیے پر اختتام ہوا
اُس پہ رحمت خدا کی نازل ہو
جو ہو اس ذکرِ خیر میں شامل

اشعارِ دعائیہ

مومنو عجز و التجا کے ساتھ
اَبْ دعا کے لیے اُٹھاؤ ہاتھ
اے خدا صدقہ کبریائی کا
صدقہ اُس نورِ مصطفائی کا
سیدھا رستہ چلائیو ہم کو
پیچ و خم سے بچائیو ہم کو
مَرتے دَم غیب سے مدد کیجو
ساتھ ایمان کے اُٹھا لیجو
جب دمِ واپسیں ہو یا اللہ
لب پہ ہو لا اِلٰہ اِلا اللّٰہ
دین و دُنیا کی آبرو دیجو
دونوں عالم میں سرخرو کیجو
کینہ دھو مومنوں کے سینے سے
سینے ہو جائیں پاک کینے سے
سب کو اک راہِ حق دکھایا رب
دور ہو اختلافِ بے جا سب
دین ہو دینِ احمدی کُل کا
ہو طریقہ محمدی کُل کا

ہے خدا تُو بڑا سمیع و مجیب
بے مُرادوں کو کر مُراد کر نصیب
کُل مریضوں کو تندرستی دے
ناتوانوں کے تن میں چُستی دے
بے وطن کو وطن میں پہنچادے
قید سے قیدیوں کو چھڑوا دے
کر غریبوں سے تنگدستی دور
تنگ دستوں سے فاقہ مستی دور
رکھتے کثرت سے ہیں جو اہل وعیال
کر عطا اُن کو حسبِ حاجت مال
جو ہیں مظلوم اُن کی سُن فریاد
اور کر غمزدوں کے دل کوشاد
تیرے بندے ہیں سب یتیم واسیر
تیرے محتاج کُل غریب وامیر
لے خبر بے کسوں غریبوں کی
مشکلیں کھول کم نصیبوں کی
نہ رہے کوئی خستہ دِل غمگین
سب کی پوری مُراد ہو آمیـــــــــــن

خَاتِمَہ

خمسہ حافظ فتح محمد فاروقی دہلوی حقیر بر غزلِ قُدسی

لو خبر جلد مری اب تو رسولِ عربی
تم ہو محبوبِ خدا سرورِ عالی نسبی
حشر میں تم سے کہیں گے یہ ولی اور نبی
مرحبا سیّدِ مکی مدنی عربی
دل وجان باو فدایت چہ عجب خوش لقبی

کیا لکھوں حُسن کی تعریف ترے شاہِ اُمم
اسی حیرت میں سب اہلِ عرب اہلِ عجم
کہتے ہیں حضرت یوسف بھی یہی کھا کے قَسم
من بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم
اللّٰہ اللّٰہ چہ جمالست بدین بوالعجبی

مرتبہ کس کو ہے لولاک کا خالق نے دیا
کس کو یہ قُرب دَنَا اور فَتَدَلّٰی کا مِلا
تُو شہنشاہِ دوعالم ہے جہان میں یکتا
نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را
برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

آپ کا رُتبہ عالی ہے وہ یا خیرِ انام
کہ تمہیں حق نے بنایا ہے شہِ عرش مقام
بسب آپ کے تازہ ہوا باغِ اسلام
نخل بستان مدینہ ز تو سر سبز مدام
زان شدہ شہرۂ آفاق بشیرین رطبی

سب سے افضل ہے بتایا ترا اللہ نے نور
تُو ہے محبوبِ خداوندِ جہان ربّ غفور
سرنگوں بُت ہیں ہوا کفر جہان سے کافور
ذاتِ پاك تو كہ درمُلكِ عرب كردہ ظهور
زان سبب آمدہ قرآن بزبانِ عربی
تیرے ہی نور سے پیدا ہوئے ارض وافلاک
اور فرمایا تری شان میں حق نے لولاک
اُس جگہ پہنچا تُو پہنچے نہ کسی کا ادراک
شبِ معراج عروجِ تو گذشت از افلاك
بمقامی کہ رسیدی نرسد هیچ نبی
تیرا وہ رُتبہ ہے وہ عالی شان ہے اے فخرِ اُمم
کس کی طاقت ہے کرے تیرے جو اوصاف رقم
بخش لِلّٰہ خطا میری رسولِ اکرم
نسبت خود بسگت کردم وبس منفعلم
زان کہ نسبت بسگِ کوی توشد بی ادبی
بہر بوبکر و عمر لیجیے شہا میری خبر
قیدِ عصیاں سے رہا کیجیے مجھے اے سرور
وزپئے حضرت عثمان وعلی حیدر
چشم رحمت بکشا سوی من انداز،نظر
اے قریشی لقبی ھاشمی ومطلبی
ہے مجھے غم نے ستایا اے شہِ جن وبشر
اب مدینے میں بُلا مجھ کو حبیب داور
یہ وظیفہ ہے یہی وِرد ہے ہرشام وسحر

چشمِ رحمت بکشا سوے من انداز نظر
اے قریشی لقبی ھاشمی ومطلبی
تُو ہے محبوبِ خُدا اور ہے عالی تری ذات
دن قیامت کے ترے ہاتھ سبھوں کی ہے نجات
تشنہ لب ہوکے سب اُس روز کہیں گے یہ بات
ماھمہ تشنہ لبانیم توئی آبِ حیات
لطف فرماکہ زحد میگذرد تشنہ لبی
اپنا دیدار دِکھا خواب میں شاہِ حجاز
کر نظر رحم کی اس بندے پر اے بندہ نواز
سب خلائق میں کیاہے تجھے حق نے ممتاز
بحرِ فیضِ تواستادہ بصد عجز ونیاز
رومی وطوسی وھندی یمنی وحلبی
گوہے اعمال کی شامت سے مراحال تباہ
ہے مجھے تیری سفاعت کا وسیلہ یاشاہ
مجھ کو محشر میں جہنم سے بچانا لِلّٰہ
عاصیانیم زِمَا، نیکی اعمال مخواہ
سوے من روی شفاعت نکند بی سببی
عرض کرتا ہے حقیراب بصد اخلاصِ دِلی
میں ہوں بیمارِ گنہ کیجیے تداوی میری
ہے دوا میری تیرے پاس بقولِ قُدسی
سیّدی انت حبیبی وطبیبی قلبی
آمدہ سوی توقُدسی پئی درمان طلبی

باسمہ و حمدہ تعالیٰ

بحالت قیام صلوٰۃ وسلام کے جواز میں ناقابل تردید دلائل شرعیہ کا حسین گلدستہ

ارغام الفجرة فی قیام البررة

یعنی

﴿میلاد و قیام کا اثبات﴾

تالیف

شیخ طریقت مظہر مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد رجب علی قادری

نانپاروی قدس سرہ

تعلیق وتخریج

مفتی محمد ابوالحسن قادری مصباحی صدر شعبۂ افتا جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی، مئو

ناشر المجمع الرجبی جامعہ عزیز العلوم محلہ گھوسی ٹولہ ضلع بہرائچ شریف، یوپی

۷۸۶

نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

﴿السّوال﴾

علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں: میلا دشریف و قیامِ تعظیم کرنا کیسا ہے۔ جبکہ یہ قرونِ ثلاثہ میں نہ تھا، تو بدعت ہونا چاہیے۔ اور حدیث شریف میں بدعت کو گمراہی بتایا گیا ہے۔ منکرینِ قیام کی ضد پر قیام کرنا کیسا ہے؟

جواب مفصل عنایت فرمایا جاوے۔ بیّنُوْا توجرُوْا۔ نیز یہ بھی کہ مخالفین اس میلا دشریف کو کیسا کہتے ہیں؟

حافظ سیّد محمد حسن

مدرس مدرسہ مصباح العلوم، نانپارہ

۱۶ر شوال المکرّم ۱۳۶۴ ھجری مقدسہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

سُبْحَانَهٗ عَزَّوَجَلَّ

حَامِدًا وَّمُصَلِّياً وَّ مُسَلِّماً

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَزِيْزِ السَّلَام وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنَامِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَام

((میلاد شریف کے جواز پر علماء کا اتفاق ہے:))

شک نہیں کہ محفلِ میلاد شریف وصلوٰۃ وسلام بوقت ذکرِ ولادتِ باسعادت حضور انور علیہ الصلوٰۃ و السلام بحالتِ قیام اظہارِ محبت و تعظیم وتکریم حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم ہے جن کے استحسان پر اعاظم علما وصلحا علیھم الرحمہ مثلاً شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی وشاہ عبدالرحیم صاحب محدث دہلوی وشاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی وشاہ مرزا حسن علی صاحب محدث لکھنوی و مُلّا علی قاری و محمد طاہر صاحبِ ''مجمع البحار'' وشیخ عبدالوہاب متّقی مکی وامام ابن جزری صاحبِ ''حصنِ حصین'' وحافظ ابنِ رجب حنبلی وعلامہ ابوا لطیب سبتی مالکی وحافظ جلال الدین سیوطی وصاحبِ ''سیرتِ شامی'' ومجد الدّین شیرازی وعلاّمہ سیف الدین ابوجعفر ترکمانی دمشقی حنفی وشیخ برہان الدین جعبری وعلاّمہ حمد اللہ وامام سلیمان برسوی ومولانا حسن بحرینی و برہان ناصحی وشیخ شمس الدین سیواسی وشیخ محمد بن حمزۃ العربی الواعظ وشمس الدین دمیاطی وفخر الدین نقلی وحافظ زین الدین عراقی وعلامہ برہان ابوالصقاو حافظ ابوشامہ وحافظ ابن حجر عسقلانی وعلامہ ابوالقاسم لولوی وعلامہ ابوالحسن البکری وامام سخاوی و برہان الدین صاحبِ ''سیرتِ حلبی'' وعلامہ ابن حجر مکی وغیرھم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کی روشن تصریحات ہیں۔

((میلاد شریف کی محافل مسلمانوں کا معمول ہے جو خیر و برکت کا ذریعہ ہے: علامہ قسطلانی))

علامہ قسطلانی علیہ الرحمۃ ''مواہب اللدنیہ'' میں فرماتے ہیں۔

ولا زال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده عليه الصلوٰة و السلام ويعمَلون الولائم ويتصدقون فی لياليه بانواع الصّدقات و يظهرون السرّوروويزيدون فی المبرات و يعتنون بقراءة مَولده الكريم و يظهر عليهم من بركاته كل فضل عميم الخ۔

(''مواہب اللدنیہ'' جلد ا، صفحہ ۱۴۸ و ''زرقانی علی المواہب'' جلد ا، صفحہ ۱۳۹)

((ترجمہ)) یعنی ''اہلِ اسلام ہمیشہ ماہِ ولادتِ حضور علیہ الصلوٰة السلام میں محفلیں کرتے ہیں اور اس کی راتوں میں بہت کچھ صدقہ و دعوتیں و اظہارِ مسرّت اور بھلائیوں میں زیادتی کرتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰة السلام کے ذکرِ ولادت کا اہتمام کرتے ہیں اور اس ذکر شریف کی برکتوں سے ان پر بڑے فضل ہوتے ہیں''۔

((اہلِ حرمین اور اہلِ عجم میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرتے ہیں: مُلاّ علی قاری مکی ہَرَوِی))

مُلاّ علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اما اهل مكة مَعدن الخير وَالبركة فيتوجهون الى المقام المتوا ترين الناس انه محل مولده رجَاء بلوغ كلٍّ منهم بذلك بقصدهٖ و مزيد اهتمامهم بهٖ الٰى اٰخرهٖ۔

((ترجمہ)) یعنی ''مکہ کے رہنے والے جو خیر و برکت کا معدن ہے حضور

علیہ الصلوٰۃ السلام کی جائے ولادتِ بابرکت پر حاضر ہوتے ہیں اوران میں سے ہرایک اسکی زیارت کا مزید اہتمام کرتا ہے"۔

نیز فرماتے ہیں:

ولاهل المدينة كثرهم الله تعالٰى بهٖ احتفال و علٰى فعله اقبال۔

((ترجمہ)) یعنی "مدینے والے اللہ انکو کثرت دے اس ذکر شریف کی محفلیں کرتے اوراس پر پیش قدمی کرتے ہیں"

اور فرمایا:

ولاهل العجم فمن حين دخل هذا الشهر المعظم وَالزمان المكرم لاهلها مجالس فخام من انواع الطّعام للقراء الكرام وَالعلمَاء العظام وَالفقراء من الخاص وَالعَام الخ۔

((ترجمہ)) یعنی "عجم وَالے جب یہ باعظمت مہینہ وبابرکت زمانہ آتا ہے بڑی بڑی محفلیں منعقد کرتے ہیں جوقارئین کرام وباعظمت علما وخواص وعوام فقرا کے لیے قِسم قِسم کے کھانوں پر مشتمل ہوتی ہیں"۔

((میلاد شریف کی محافل مسلمانوں کے لیے خیروبرکت کا ذریعہ ہے: علامہ سخاوی))

علامہ ابوالخیر سخاوی علیہ الرحمہ ارقام فرماتے ہیں:

ثم لَازال اهل الاسْلام فی سَائر الاقطار وَالمدن يشتغلون فی شهر مولدهٖ صلی الله تعالٰی عَليه وسلم بعمل الولَائِم البديعَة المشتملة عَلى الامور البهجَة الرّفيعَة و يتصَدقون فی ليَاليه بانواع الصّدقات و يظهرون السرّ ورويزيدون فی المبرات و يهتمون بقراء ة مَولده الكُريم و يظهر عليهم من بركاته كل فضل عميم۔

(طرب الکرام باثبات استحباب المصافحۃ والمعانقۃ والمولد والقیام مصنفہ علامہ محمد نورالحسین رامپوری صفحہ ۱۷)

((ترجمہ)) یعنی ''پھر اہل اسلام تمام اطراف وشہروں میں ماہِ ولادتِ باسعادت حضور صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عمدہ اعمال وبہترین شغلوں میں رہتے ہیں اور اس ماہِ مکرم کی راتوں میں قِسم قِسم کے صدقات کرتے ہیں خوشی اور نیک کاموں میں زیادتی وقراءۃِ مولد شریف کا اہتمام کرتے ہیں اور اس کی برکت سے ان پر بڑا فضل ظاہر ہوتا ہے''۔

((میلاد شریف کی وضاحت: علامہ جلال الدین سیوطی))

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اصل عمل المولد الذی هو اجتماع النّاس وَقراءة مَا تیسّر من القران وروایة الاَ خبار الواردة فی مبدأ امر النّبی صلی اللّٰه علیه وسلم وَمَا وَقع فی مولده من الاٰیات انتهی مختصراً۔

(حسن المقصد فی عمل المولد مشمولہ الحاوی للفتاویٰ۔ جلد اصفحہ ۱۸۹ مطبوعہ لائل پور، پاکستان)

((ترجمہ)) ''میلاد شریف کی اصل وہ لوگوں کا جمع ہونا اور قرآن کریم کی حسبِ توفیق قراءت کرنا ایّامِ ولادت اور اس کے قبل کے واقعات کا بیان کرنا ہے''۔

ان عباراتِ رائقہ نے صاف ظاہر کر دیا کہ یہ فعلِ محمود کچھ ہندوستان ہی سے مخصوص نہیں بلکہ دیگر دیار و امصار میں مروّج اور اکابرِ دین کا پسندیدہ ہے۔ اب رہا قیام وصلوٰۃ وسلام، اس کے متعلق بھی اعاظمِ اسلام کی چمکتی ہوئی تصریحات ملاحظہ کی جائیں۔

((قیامِ تعظیمی بدعتِ حَسَنہ ہے: علامہ بُرہان الدین حلبی))

علامہ برہان الدین علیہ الرحمۃ صاحبِ ''سیرتِ حلبی'' لکھتے ہیں:

ومن الفوائد انهٗ جرت عَادة کثیر من الناس اذا سمعوا ذکر وضعهٖ صَلّی اللّٰه عَلیه وَسَلّم ان یقوموا تعظیمًا لهٗ وهذا القیام بدعة لا اصل لها لکن هی بدعَة حَسَنة لان لیس کل بدعة مذمومة فقد

وَجَد القیام عند ذکر اسمہٖ الشریف صَلّی اللّٰہ عَلیه وَسَلّم من عَالم الامة و مقتدی الائمة دیناً وورعاً الامَام تقی الدّین السّبکی رحمة اللّٰہ تعالٰی وتابعةَ عَلٰی ذٰلك مَشائخ الاسْلام فی عصرہٖ و کفی ذلك فی الاقتداء۔

(اقامۃ القیامۃ مشمولہ فتاوی رضویہ جلد۱۲ صفحہ۶۰)

((ترجمہ)) یعنی ''یہ فائدوں میں سے ہے کہ جو لوگوں کی بکثرت عادت جاری ہوئی کہ جب حضور صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کی پیدائشِ مبارکہ کا ذکر سنتے ہیں تو حضور کی تعظیم کو قیام کرتے ہیں اور یہ قیام بدعت ہے جس کی اصل نہیں مگر یہ بدعتِ حَسَنہ یعنی عمدہ طریقہ ہے اس لیے ہر بدعت بری نہیں اور بہ تحقیق یہ قیام بوقت ذکر محبوبِ خدا صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم ازروئے دین وتقویٰ امت کے عالِم، ائمہ کے پیشوا امام تقی الدین سبکی سے پایا گیا اور اِس قیام میں مَشائخِ اسلام جو ان کے ہم زمانہ تھے ان کے پیرو ہوئے اور یہ اقتدا میں کافی ہے''۔

((میلاد شریف کا اجتماع بدعتِ حَسَنہ ہے: علامہ ابن حجر ہیتمی))

ابن حجر ہیتمی کہتے ہیں:

وَالحاصل ان البدعَة الحَسَنة متفق عَلٰی مَا ذهب الیه المحققون وعمل المولد وَاجتماع الناس له کذلك اي بدعه حَسَنة۔

(''تفسیر روح البیان'' سورۂ فتح آیت محمد رسول اللّٰہ و ''طرب الکرام'' مصنفہ علامہ محمد نور الحسین رامپوری)

((ترجمہ)) یعنی ''خلاصۂ کلام، کہ بدعتِ حَسَنہ پر اتفاق ہے جیسا کہ محققین نے لکھا اور میلاد شریف اور لوگوں کا اس کے لیے اجتماع کرنا بھی ایسا ہی یعنی بدعتِ حَسَنہ ہے''۔

((قیامِ میلاد بدعتِ حَسنہ ہے: علامہ مدالقی))

امام علامہ مدالقی رحمة اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جرت العَادہ بقیام الناس اذا انتھٰی المدّاح الٰی ذکر مَولدہٖ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھی بدعَة مستحبة لما فیہ من اظھار السرور والتعظیم۔ (اقامة القیامة مشمولہ فتاویٰ رضویہ جلد۱۲صفحہ۶۳)

((ترجمہ)) یعنی ''لوگوں کی قیام کرنے کی عادت جاری ہے کہ جب مداح مصطفٰی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کے ذکرِ ولادت پر پہنچتا ہے اور یہ بدعتِ حَسنہ ہے''۔

((قیامِ تعظیمی حضور صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کے آداب سے ہے: علامہ ابوزکریا حنبلی))

علامہ ابوزکریا حنبلی فرماتے ہیں:

ان ینتھض الاشراف عند سَمَاعہٖ قیاماً صفوفاً او جثیا علی الرکب۔ (طرب الکرام صفحہ۹)

((ترجمہ)) یعنی ''حضور علیہ الصلوٰة والسلام کے بیانِ ولادت کے آداب میں ہے کہ صف بصف اشراف کھڑے ہوں یا سوار''۔

((قیامِ میلاد علماء کے ایک گروہ کے نزدیک مستحسن اور علمائے حنبلیہ کے نزدیک واجب ہے: امام ہمام ابوزید))

امام ہمام ابوزید فرماتے ہیں:

واستحسن العلماء القیام عند ذکر الولادة صلی اللہ علیہ وسلم وقال علماء الحنبلیة عند ذکر ولادتہ ان القیام وَاجِب انتھی۔ (ماخوذ از اقامة القیامة مشمولہ فتاویٰ رضویہ جلد۱۲صفحہ۶۴ بحوالہ رسالہ میلاد)

((ترجمہ)) یعنی ''علمانے ذکرِ ولادتِ شریفہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے وقت قیام کو مستحسن فرمایا ہے اور علمائے حنبلیہ نے اسی قیام کو بوقتِ ذکرِ مبارک واجب کہا ہے''۔

((قیامِ میلاد حضور کی تعظیم کی وجہ سے مستحسن ہے: علامہ برزنجی))

علامہ بَرزنجی ''عقدالجوہر'' میں فرماتے ہیں:

قَدِ اسْتَحْسَنَ الْقِیَامَ عِنْدَ ذِکْرِ وِلَادَتِهِ الشَّرِیْفَةِ اَئِمَّةٌ ذُوْ رِوَایَةٍ وَرَوِیَّةٍ فَطُوْبٰی لِمَنْ کَانَ تَعْظِیْمَهٗ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمْ غَایَةَ مَرَامِهٖ وَ مَرْمَاهُ الخ۔

(اقامۃ القیامہ صفحہ ۲۶ مشمولہ فتاوی رضویہ جلد ۱۲)((عِقْدُ الْجَوْهَرِ فِیْ مَوْلِدِ النَّبِیِّ الْاَزْهَرِ صفحه 106 اصدارات الساحة الخزرجية-ابو ظبی، دولة الامارات العربية المتحدة-2008ء/1429ھ-عِقْدُ الْجَوْهَرِ فِیْ مَوْلِدِ النَّبِیِّ الْاَزْهَرِ اردو ترجمہ وتشریح بنام مولدِ برزنجی از مولانا نور بخش توکلی- صفحہ 25 جامعہ اسلامیہ، 1- فصیح روڈ، اسلامیہ پارک، لاہور-عِقْدُ الْجَوْهَرِ فِیْ مَوْلِدِ النَّبِیِّ الْاَزْهَرِ اردو ترجمہ بنام مولودِ برزنجی از مولانا عبدالغنی نوراللہ شاہ قادری صدیقی لکھنوی شاگردِ رشید حضرت مولانا سلامت اللہ رحمۃ اللہ علیہ صفحہ 26 مطبوعہ در مطبع نامی، لکھنو))

((ترجمہ)) یعنی ''ائمہ صاحبِ روایت نے بوقتِ ذکرِ ولادتِ حضور قیام کو مستحسن لکھا ہے۔ پس خوبی وفلاح ہے اس کے لیے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم جس کا مقصود و مطلوب ہو''۔

((قیامِ میلاد حضور کی تعظیم ہے: شیخ عبدالرحمٰن صفوری))

شیخ عبدالرحمٰن صفوری ''نزہۃ المجالس'' میں فرماتے ہیں:

القیام عند ولادته صلی الله علیه وسلم لا انکار فیه فانه من البدع المستحسنة وقد افتی جَماعة باستحبَابه عند ذکر ولادته و

ذٰلك من التعظيم والاكرام لهٗ صلى اللّٰه عليه وسلم وَاكرامه تعظيمه صلى اللّٰه عليه وسلم وَاجب علٰى كُلّ مؤمن وَلا شك ان القيام عند الولادة من بَاب التعظيم وَالاكرام۔

(ماخوذ از طرب الکرام صفحہ ۲۳۔۲۴)

((ترجمہ)) یعنی ”حضور صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کے ذکر ولادتِ بابرکت کے نزدیک قیام کرنے میں کوئی انکار نہیں اس لیے کہ وہ عمدہ بدعتوں سے ہے اور تحقیق ایک جماعت نے حضور صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کے ذکرِ ولادت کے قریب قیام کرنے کو مستحب لکھا ہے اور یہ قیام کرنا حضور صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم ہے اور حضور صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم ہر مومن پر واجب ہے اور شک نہیں کہ قیام بوقتِ ذکرِ ولادت صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم تعظیم واکرام سے ہے“۔

اہلِ انصاف غور کریں کہ علماء وعرفاء کی روشن ترین تحریرات نے کیسا واضح کر دیا کہ مجلس میلاد شریف وقیام مستحب وپسندیدہ ہے۔

((جس فعل وعمل میں حضور کی تعظیم ہو اسے بدعت کہنا وہابیہ دیو بندیہ کی پرانی عادت ہے:))

ان کی کچھ نئی نہیں بہت پرانی عادت ہے کہ جس فعل وعمل میں حضور سراپا نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم وتکریم دیکھی بدعت کہنے لگے پھر کوئی تخصیص نہیں۔ دیکھو ”فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۸۸، جلد اوّل مطبوعہ جید برقی پریس، دہلی“۔ اب ذرا حق پسند حضرات اکابرِ دین کے اقوال سنیں کہ بدعت کے متعلق کیا تشریح فرماتے ہیں اگرچہ مختصراً اوپر گذر چکا کہ میلاد شریف بایں ہیئتِ مروّجہ اگرچہ بدعت ہے مگر بدعتِ حَسَنہ نہ کہ بدعتِ سیّئہ کہ جس کے لیے وعیدِ شدید آئی۔

((قرآنِ پاک کو لکھ کر بیچنا یا اُجرت پر لکھنا خلفاء راشدین کے زمانہ میں نہ ہونے کے باوجود بدعتِ حسنہ ہے: حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی))

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

مصحف رانوشتہ فروختن و باجرت نوشتن معمول در زمان خلفا اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبود اوّل ایں بدعت در آخر زمان حضرت مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ الخ شدہ لیکن بدعتِ حَسَنہ است نہ بدعتِ سیئہ الخ (تفسیر عزیزی)

((ترجمہ)) یعنی "کلامِ عظیم کو لکھ کر فروخت کرنا، اُجرت پر لکھنا خلفاءِ اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ میں معمول نہ تھا اوّل یہ بدعت حضرت مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آخیر زمانہ میں جاری ہوئی لیکن بدعتِ حَسَنہ ہے نہ کہ بدعتِ سیئہ الخ۔"

((ممنوع بدعت وہ ہے جو کسی سنت کی مخالف اور اس میں تبدیلی کی وجہ ہو: حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی))

حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

وھر امر محدث و بدعت کہ مخالف سنت و سبب تغیر آں باشد گمراھی است۔ (شرح سفر السعادت)

((ترجمہ)) یعنی "ہر وہ عملِ جدید و بدعت کہ سنت کے مخالف اور اس کے تغیر کا سبب ہو گمراہی ہے۔"

((صرف بُری بدعت گمراہی ہے: مُلاّ علی قاری مکی ہَرَوِی))

حضرت مُلاّ علی قاری علیہ الرحمۃ ''مرقاۃ'' میں لکھتے ہیں:

قال فی الازهار اي كل بدعَة سَيئة ضَلالة وقوله كل بدعة ضلالة عام مخصوص الخ۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ا صفحہ ۲۱۶)

((ترجمہ)) ''کہا ''ازہار'' میں کہ یہ مخصوص ہے یعنی ہر وہ بدعت کہ سیئہ ہو گمراہی ہے'' الخ۔

((بدعت کی پانچ قسمیں ہیں: مُلاّ علی قاری مکی ہَرَوِی))

نیز ملاّ علی قاری علیہ رحمۃ الباری ''شرح موطّا امام محمد'' علیہ الرحمۃ میں لکھتے ہیں:

اصل البدعة ما احدث علیٰ غير مثال سَابق و يطلق فی الشرع ما يقابل السُنة اي مالم يكن فی عهدهٖ صلى الله عليه وسلم ثم ينقسم الى الا حكام الخمسة كذا ذكره السّيوطی۔

((ترجمہ)) یعنی ''بدعت کی اصل یہ ہے کہ وہ ایسی نئی چیز ہو کہ پہلے نہ ہو اور شرع میں اس کا اطلاق اس پر ہے جو سنت کے مقابل ہو یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہدِ مبارک میں نہ ہو پھر وہ پانچ قسموں میں منقسم ہے جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے لکھا۔''

''حاشیہ بخاری'' نمبر ۶ جلد ا صفحہ ۲۶۹ و ''مرقات'' جلد ا صفحہ ۲۱۶ میں ہے:

قال النَوَوِی البدعة كل شئی عمل علیٰ غير مثال سبق و فی الشرع احداث مالم يكن فی عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

((بُری بدعت وہ ہے جس کی قرآن وسنت سے ظاہر یا مخفی کوئی اصل نہ ہو: علامہ سید شریف جرجانی))

علامہ سید شریف حدیث شریف من احدث فی امرنا ھٰذا ما لیس منه فھو ردٌّ کی شرح میں فرماتے ہیں:

المعنی من احدث فی الاسلام رأ یا لم یکن لہٗ من الکتاب وَالسنّة سَند ظاھر او خفی ملفوظ او مستنبط فھو مردود عَلیه۔ انتھی

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اصفحہ ۲۱۵)

((ترجمہ)) یعنی ''اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا: جو ہمارے دین میں ایسی بات ایجاد کرے جو اس سے نہ ہو مطلب یہ ہے کہ جو اسلام میں ایسی بات نکالے جس کی کتاب وسنت سے کوئی سند ظاہر یا خفی ملفوظ یا مستنبط نہ ہو پس وہ رد کی ہوئی ہے۔''

((بُری بدعت وہ ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو: حافظ ابن حجر عسقلانی))

حافظ ابنِ حجر فرماتے ہیں:

قوله من احدث حَدثا اي فعل فعلاً لا اصل له والمراد مما یخالف الشرع۔

((ترجمہ)) یعنی ''قول ان کا یہ جونئ بات ایجاد کرے یعنی ایسا فعل کرے جس کی شرع میں کوئی اصل نہ ہو''۔ (ہدی الساری مقدمہ فتح الباری فصل ۵ صفحہ ۱۰۸ مطبع دارالریان)

((جو بدعت قرآن وسنت اور اجماع کے خلاف ہو وہ بُری اور جو ان کی مخالف نہ ہو وہ اچھی بدعت ہے: امام شافعی))

''سیرتِ حلبی'' وغیرہا مشہور کتبِ معتبرہ میں ہے کہ امام شافعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

ما احدث مما يخالف كتابا او سنّة او اثرا او اجماعا فهذه البدعة ضلالة وما احدث من الخير لا خلاف فيه لا حد من هذا وهذه محدثة غير مذمومة۔

(رسالہ حسن المقصد فی عمل المولد مشمولہ الحاوی للفتاوی۔ جلد اصفحہ ۹۲ للامام جلال الدین السیوطی)

((ترجمہ)) یعنی ''وہ چیز کہ نئی ہو اور کتاب یا سنت یا اجماع یا اثر کے مخالف ہو پس وہ بدعتِ ضلالت ہے اور جو ان کی مخالف نہ ہو پس وہ بدعتِ محمود ہے''۔

((بُری بدعت وہی ہے جو کسی سنت کو مٹا دے: امام غزالی))

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ''احیاء العلوم'' کی دوسری جلد میں فرماتے ہیں:

فليس كل ما ابدع منهيا بل المنهى بدعة تضاد سنة ثابتة و ترفع امرا من الشرع مع بقاء علته ۔ (احیاء العلوم جلد ۲ صفحہ ۳ مطبوعہ مصر)

((ترجمہ)) یعنی ''بدعت وہی ممنوع ہے جو کسی ایسی سنت کو مٹاتی ہو جس کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے''۔

((ہر بدعت بُری نہیں کیونکہ بدعات حَسَنَہ (اچھی) بھی ہوتی ہیں))

یہی حضرت ''احیاء العلوم'' کی پہلی جلد میں فرماتے ہیں:

ولا يمنع ذلك من كونه محدثا فكم من محدث حسن ۔

((ترجمہ)) یعنی ''یہ منع نہ کیا جائے گا بسبب نئی بات ہونے کے کیونکہ بہت سی نئی باتیں عمدہ ہیں''۔

علامہ امام صدرالدین شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

یکرہ البدع اذا راغمت السنّة امّا اذا لم يتراغمها فلا يكره۔

((ترجمہ)) یعنی ''نئی بات ناپسندیدہ ہے جبکہ وہ سنت کو مٹائے لیکن جب وہ ایسی نہ ہو تو مکروہ نہیں''۔

((اچھی بدعت نکالنے والے اور اس پر عمل کرنے والوں کو ثواب اور بُری بدعت نکالنے والے اور اس پر عمل کرنے والوں کو عذاب ہو گا: علامہ ابن اثیر))

علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں:

الابتداع ان كان فى خلاف ما امر به الله و رسوله فهو فى حيز الذم وَالانكار وَان كان وَاقعاً تحت عموم ماندب اليه و حض عليه رسوله فهو فى حيز المدح وان لم يكن مثاله موجود اكنوع من الجود وَالسّخاء و فعل المعروف فهٰذا فعل من الافعال المحمودة لم يكن الفاعل قد سبق اليه ولا يجوز ان يكون ذلك فى خلاف ما ورد الشرع به لان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد جعل فى ذلك ثواباً فقال من سن سُنة حَسَنة كان له اجرها واجر من عمل بها وقال فى ضده من سن سُنة سيئة كان عَليه وزرها وزر من عمل بها وذلك اذا كان فى خلاف مَا امر اللّٰه به و رسوله الخ۔ (جامع الاصول)

((ترجمہ)) یعنی ''بدعت اگر اس کے خلاف میں ہو جس کے کرنے کا حکم اللہ جلّ جلالہ ورسول صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیا تو وہ مذموم و منکر ہے اور اگر وہ اس عموم کے تحت میں ہو جس کو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مندوب فرمایا اور اس پر رغبت دلائی تو وہ ممدوح ہے اور اگر

اس کی کوئی مثال نہ پائی جائے جیسے جود وسخا اور بھلے کام تو یہ افعالِ محمودہ سے ہیں کہ جن پر فاعل سابق نہ ہوا اور یہ جائز نہیں کہ ایسی بات خلافِ مشروع ہو اس لیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس میں ثواب فرمایا ہے کہ جو شخص اسلام میں کوئی عمدہ بات نکالے تو اسکا اجر پائے گا اور اسے اس کا بھی اجر ملے گا جو اس نیک بات پر عامل ہو اور اس کی ضد میں فرمایا کہ جو کوئی بری بات رائج کرے تو اس پر اس کا گناہ ہوگا اور جتنے اس گناہ میں شریک ہوں گے ان سب کا گناہ اس رائج کرنے والے پر بھی ہوگا۔ اور یہ جب ہے کہ اللہ ورسول کے حکم کے خلاف ہو"۔

((بدعت کی پانچ قسمیں ہیں جن میں بدعتِ واجبہ بھی ہے: علامہ شیخ عزالدین))

شیخ عزّالدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں:

البدعة اما واجبة كتعلم النحو لفهم كلام الله و رسوله و كتدوين اصول الفقه والكلام فى الجرح و التعديل واما محرمة كمذهب الجبرية والقدرية والمرجئة والمجسمة الرد علٰى وهؤلاء من البدع الواجبة لان حفظ الشريعة من هذه البدع فرض كفاية واما مندوبة كاحداث الربط و المدارس وكل احسان لم يعهد فى الصدر الاول و كالتر اويح اى بالجماعة العامة والكلام فى دقائق الصوفية اما مكروهة كذخرفة المساجد و تزيئين المصاحف عند الشافعية واما عند الحنفية فمباح اما مباحة كالتوسع فى لذائذ الماكل و المشارب والمساكن۔

(حاشیہ مشکوۃ نمبر ۷ صفحہ ۲۷۔ بحوالہ "کتاب القواعد" وحاشیہ ابن ماجہ نمبر ۵۔ جلد ا صفحہ ۶ ومرقاۃ شرح مشکوۃ جلد ا صفحہ ۲۱۶)

((ترجمہ)) یعنی ''بدعت یا تو واجب[1] ہے جیسے فہمِ قرآن کے لیے نحو سیکھنا اور اصولِ فقہ کا جمع کرنا اور جرح وتعدیل میں کلام یا حرام[2] جیسے جبریہ اور قدریہ اور مرجۂ ومجسمہ کا مذہب اوران کا رد کرنا بدعتِ واجبہ ہے اس لیے کہ ان بدعتوں سے شریعت کی حفاظت فرضِ کفایہ ہے یا مندوب[3] جیسے مدارس کا بنانا اور ہروہ نیک عمل جو زمانۂ اولیٰ میں نہ تھا اور باجماعت تراویح اور دقائقِ صوفیہ میں کلام یا مکروہ[4] جیسے مساجد ومصاحف کا مُزیّن کرنا شوافع کے نزدیک لیکن حنفیوں کے نزدیک مُباح ہے یا بدعتِ[5] مباح ہے جیسے کھانے پینے رہنے کی اشیاء میں فراخی''۔

الغرض ائمۂ دین علیھم الرحمۃ کی صاف وصریح تشریحات نے واضح کردیا کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں بدعتِ حَسَنہ وبدعتِ سیئہ اور میلاد شریف سلام وقیام ودیگر امورِ حَسَنہ اسی بدعتِ محمودہ کے تحت میں ہیں۔ وہابیہ کا مزعوم ہی عجب موہوم ہے ائمۂ دین کی مخالفت ان کا قدیمی شیوہ ہے حق پسند کے لیے یہی بہت کافی ہٹ دھرمی کو دفاتر بھی ناوافی۔

جماعتِ تراویح بدعتِ حَسَنہ ہے: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان سب سے ائمہ کے اقوال بڑھ کر افضل واشمل وہ قول ہے جسے امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی صحیح میں روایت فرمایا کہ ''حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعتِ تراویح کے اہتمام والتزام کے متعلق فرمایا:

نعمت البدعۃ ھذہٖ (ترجمہ) یعنی کیا اچھی بدعت ہے''۔

وہابیہ کا تو اس پر ایمان ہی نہ ہوگا کیونکہ وہ تو بول چکے بدعت کوئی حَسَنہ نہیں۔ ہاں ایمان والوں پر مولیٰ عزّوجلّ کی رحمتیں ہیں کہ وہ اللہ جلّ جلالہٗ ورسول وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطیع ومنقاد وائمۂ ہُدیٰ کے متبّع ہیں۔

((نمازِ چاشت بدعتِ حَسَنَہ ہے: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللّٰہ عنہ))

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ ''صلٰوۃ الضحیٰ'' کے متعلق فرماتے ہیں:

نعمت البدعة هٰذهٖ (ترجمہ) ''یہ کیا اچھی بدعت ہے''۔

نیز یہ بھی فرمایا:

ما ابتدع المُسلمون افضل من صلٰوة الضحٰی۔

((ترجمہ)) یعنی ''مسلمانوں نے نمازِ چاشت سے افضل کوئی نئی بات نہ ایجاد کی''

((بدعت کی دو قسمیں ہیں بدعتِ حَسَنَہ اور بدعتِ سیّۂ: امام عینی حنفی))

امام عینی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ ''بخاری شریف'' کی شرح میں حضرت امیر المومنین رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کے قولِ مذکور کے تحت میں فرماتے ہیں:

انما دعاها بدعة لان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لم یسنها لهم ولا كانت فی زمن ابی بكر رضی اللّٰه تعالٰی عنه ورغب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فیها بقولة "نعم" لیدل علٰی فضلها ولئلا یمنع هٰذا اللقب من فعلها وَالبدعة فی الاصل احداث امرٍ لم یكن فی زمن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ثم البدعة علی نوعین ان كانت مما یندرج تحت مستحسن فی الشرّع فهی بدعة حَسَنة الخ۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۵ صفحہ ۳۵۶، مطبع دار الطباعۃ العامرۃ)

((ترجمہ)) یعنی ''امیر المومنین رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے اس کو بدعت یوں کہا کہ رسول اللہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم نے اسے ان کے لیے مسنون نہ فرمایا اور نہ یہ حضرت ابوبکر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کے زمانہ میں تھی اور اپنے قول نعم سے ترغیب اس لیے دی کہ اس کی فضیلت پر دلالت کرے اور یہ لقب اس کے کرنے سے ممنوع نہ ہو اور بدعت کی

اصل یہ ہے یعنی ایجاد کرنا ایسی بات کا جو زمانہ حضور اقدس صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نہ ہو پھر بدعت کی دو قِسمیں ہیں اگر وہ کسی مستحسن کے تحت میں داخل ہو تو وہ بدعتِ حَسَنہ ہے الخ''۔

((بدعت کی پانچ قِسمیں ہیں جن میں واجب بدعت بھی ہے: امام قسطلانی))

امام قسطلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

سماها بدعة لانه صلى الله عليه وسلم لم يسن لهم الاجتماع لها ولا كانت فى زمن الصديق ولا اول الليل و كل ليلة ولا هٰذا العدد وهى خمسة واجبة ومندوبة و محرمة ومكروهة و مُباحَة وحديث كل بدعة ضلالة من العام المخصوص و قد رغب فيها عمر رضى الله تعالىٰ عنه بقوله نعم البدعة وهى كلمة تجمع المحاسن كلها الخ۔

(ارشاد الساری جلد۳ صفحہ۳۴۴، مطبع نولکشور، لکھنؤ)

((ترجمہ)) یعنی ''امیر المومنین رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے تراویح کو بدعت اس لیے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس نماز کے لیے اجتماع کرنے کو اس کے لیے مسنون نہ فرمایا اور نہ حضرت صدیق اکبر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں تھی۔ اور بدعت کی پانچ قِسمیں ہیں (۱) واجب، (۲) مندوب، (۳) حرام، (۴) مکروہ، (۵) مباح۔ اور حدیث: کُلّ بِدْعَة ضَلالَة۔ ''ہر بدعت گمراہی ہے'' عام مخصوص سے ہے اور تحقیق حضرت عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے اس نماز کے لیے ترغیب اپنے قول نعم البدعة سے فرمائی اور یہ ایسا کلمہ ہے جو تمام نیکیوں کو شامل ہے''۔ الخ۔

((بدعت کی دو قسمیں ہیں بدعتِ حَسَنہ و بدعتِ سیّئہ: علامہ طاہر پٹنی))

''مجمع البحار'' میں انہیں کے تحت میں فرمایا:

هی نوعان بدعة هدی و بدعة ضلالة فمن الاول مَاکان تحت عموم ماندب الشارع الیه وحض عَلیه فلا یذم لو عدالاجر عَلیه بحدیث من سن سُنّة حَسَنة و فی ضده من سن سُنّة سَیّئةً ومن الثانی ما کان بخلاف امر به فیذم وینکر علیه والتّراویح من الاوّل لانه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم لم یسنها لهم و انما صَلّا ها لیالی ثم ترکها ولا کانت فی زمن الصدیق رضی اللّٰه تعالٰی عنه وهی علی الحقیقة سُنّة لحدیث علیکم بسُنّتی و سُنّة الخلفأ الرّاشدین واقتدوا بالذین من بَعدیْ وَعلی الاٰخر یحمل حَدیث کل محدثة بدعة الخ۔

(مجمع بحارالانور جلد اصفحہ ۱۶۰)

((ترجمہ)) یعنی ''بدعت کی دو قسمیں ہیں بدعتِ ہُدیٰ اور بدعتِ ضلال، پس اوّل وہ ہے جو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عموم مندوب کے تحت میں ہو اور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی ترغیب دی ہو پس وہ مذموم نہیں کیونکہ حدیث شریف مَنْ سَنّ سُنَّةً حَسَنةً سے اس پر اجر کا وعدہ ہے اور اس کی ضد میں مَنْ سَنّ سُنَّةً سیّئةً ہے۔ اور دوسری قسم بدعت کی وہ ہے کہ جس کا حکم دیا اس کے خلاف وہ پس اس پر ذم وانکار ہے۔ اور تراویح بدعت کی پہلی قسم سے ہے اس لیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے صحابہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کے لیے مسنون نہ فرمایا بیشک حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اسے چند راتوں کو پڑھا پھر ترک فرمادیا اور نہ حضرت صدیق رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کے زمانہ میں تھی اور یہ نماز حقیقت میں سُنت ہے''۔

((حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی کہ تم پر میری و میرے خلفاء کی سنت لازم ہے:))

حدیث شریف: علیکم بسنّتی وسُنّة الخلفاء الراشدین المھدیین عضوا علیھا بالنواجذ وعلیکم بالطاعة۔ (سنن ابن ماجہ جلد ۱ صفحہ ۵ باب اتباع سنة الخلفاء الراشدین)

((ترجمہ)) کہ ''تم پر میری و میرے خلفاے راشدین رضی اللہ تعالٰی عنھم کی سنت لازم ہے''۔

نیز حدیثِ پاک میں ہے سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر۔

(ارشاد الساری جلد ۳ صفحہ ۳۴۴)

((جو بدعت قواعدِ شرع کے خلاف نہ ہو وہ بدعت حَسَنہ ہے: امام ابوشامہ))

''سیرتِ شامی'' میں امام ابوشامہ علیہ الرحمة فرماتے ہیں:

قال عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نعمت البدعة یعنی انھا محدثة لم تکن و اذا کانت فلیس فیھا رد لما مضی فالبدع الحَسَنة متفق علٰی جَوَاز فعلھا و الاستحباب لھا و رجَاء الثواب لمن حسنت نیتہٗ فیھا وھی کل مبتدع مُوافق للقواعد الشرعیة غیر مخالف لشئی منھا ولا یلزم من فعلہ محذور شرعی الخ

یعنی ''حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے نعمت البدعة فرمایا کہ یہ ایک جدید بات ہے جو نہ تھی اور جب ہوئی تو اس میں کوئی قابلِ ردّ بات بھی نہیں وجہِ مذکور سے پس عمدہ بدعتوں کے کرنے اور مستحب ہونے اور ان پر امیدِ ثواب ہونے پر اس کے لیے جس کی نیت بخیر ہو اتفاق کیا گیا ہے اور عمدہ بدعت وہ ہے

جوقواعدِ شرعیہ کے موافق اوران میں سے کسی کے مخالف نہ ہواوراس کے کرنے سے کوئی شرعی خلل نہ واقع ہو"۔

((کسی فعل کا ہونا جواز کی دلیل ہے لیکن نہ ہونا منع کی دلیل نہیں: علامہ قسطلانی))

غرض کہ انصاف پسند نظروں نے دیکھ لیا کہ ہر امرِ جدید مطلقاً مردود نہیں ورنہ بہت سے امور کا صاف صاف انکار لازم آئے گا بلکہ جس میں کوئی شرعاً قباحت ہو وہ ضرور ممنوع ہے اور نہ قرونِ ثلاثہ میں کسی امر کا ہونا یا نہ ہونا ہی اصلی علّت ہے کیونکہ ہزار ہا وہ امورِ مستحسنہ ہیں کہ اب مروّج ہیں اوران پر زمانہ دراز سے علماؤ صلحا رحمۃ اللّٰہ علیھم کا تعامل ہے حالانکہ وہ ازمنۂ مشہود لہا بالخیر میں نہ تھے جیسا کہ ابھی ضمناً وصراحتہً بہت کچھ گزر چکا۔ لہٰذا ہمیں ایک اصلِ کلی یادرکھنا چاہیے جیسے کہ امام احمد قسطلانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے۔

الفعل یدل عَلی الجواز و عدم الفعل لا یدل عَلی المنع

((ترجمہ)) یعنی "کسی فعل کا ہونا جواز پر دلیل ہے اور نہ ہونا اس کے منع پر دلیل نہیں"۔ (فتاویٰ رضویہ جلد۱۲ صفحہ ۸۵ بحوالہ مواہب اللدنیۃ)

((قبر پرغلاف بدعت ہے لیکن اچھی بدعت ہے جیسا کہ قرآن وسنت سے صریح ثبوت نہ ہونے کے باوجود طواف کے بعد اُلٹے پاؤں چلا جاتا ہے: علامہ شامی))

علامہ شامی علیہ الرحمۃ "حاشیۂ درِّ مختار" میں بحثِ غلاف جلد۵ صفحہ ۲۳۹ میں فرماتے ہیں:

اذا قصد به التّعظیم فی عیون العَامَّةِ حَتّٰی لا یحتقر واصاحب القبرو لجلب الادب وَالخشوع للغَافلین الزّائرین فهو جَائز وَان کان بدعة فهو کبعد طواف الودَاع یرجع قهقریٰ حَتّٰی یخرج من المسجد اجلا لا للبیت حَتی قال فی المنهاج انه لیس فیه سنّة مرویة ولا اثر

محکی وقد فعله اصحابنا کذا فی کشف النور۔ الخ۔

یعنی ''جبکہ اس غلافِ قبر سے عام نگاہوں میں تعظیم مقصود ہو کہ صاحبِ قبر کو حقارت سے نہ دیکھیں اور زائرین غافلین میں ادب و خشوع دینا مراد ہو تو یہ جائز ہے اگرچہ یہ بدعت ہے اور یہ فقہاء کے اس قول کے موافق ہے جو بعد طواف وداع ہیئتِ قہقری یعنی الٹے پاؤں لوٹنے پر مشتمل ہے یہاں تک کہ مسجد سے خارج ہو جائے بیت اللہ شریف کی تعظیم و تکریم کے لیے یہاں تک کہ ''منہاج'' میں کہا کہ اس بارے میں کوئی سنت مروی نہ کوئی اثر محکی ((حکایت کیا گیا)) ہے حالانکہ ہمارے اصحاب نے اس فعل کو کیا''۔

((قرآنِ پاک کی سورتوں کے نام لکھنا دیگر بہت سی بدعات کی طرح بدعتِ حَسَنہ ہے: فتاویٰ عالمگیری))

''عالمگیری'' میں ہے:

ولا بأس بكتابة اسامى السور وعدد الآى وهو ان كان احداثا فهو بدعَة حَسَنة وكم من شئى كان احداثاً وهو بدعة حَسَنة۔

(جلد۵ صفحہ ۳۵۸ باب الخامس فی آداب المسجد)

((ترجمہ)) یعنی ''سورتوں کے اسماء کا لکھنا آیات کے شمار کرنے میں کوئی حرج نہیں یہ اگرچہ نئی بات ہے مگر بدعتِ حَسَنہ ہے اور بہت سی باتیں ہوتی ہیں مگر وہ اچھی ہوتی ہیں''۔

بالجملہ میلاد شریف و قیام وسلام مستحب و مستحسن ہے جن کے جواز واستحباب پر علمائے اسلام کے روشن کلمات ہیں اور قرونِ ثلاثہ میں کسی امر کا نہ ہونا ہی اس کے عدمِ جواز کو کافی نہیں کہ اصل علّت خیر وشر ہے۔ اور حدیث شریف میں جس بدعت کو گمراہی بتایا گیا وہ یقیناً بدعتِ ضلالت ہے اُس سے بدعتِ حَسَنہ کو کوئی علاقہ ((یعنی تعلق)) نہیں۔ منکرینِ قیام کی مَت ہی نرالی کہ ان کے مذہبِ نامہذب کی بنا ہی حقیقت سے بے راہی وہٹ دھرمی پر

ہے جیسہ دیس ویسا بھیس انکا شیوۂ عمل، کہیں تو قیام کو بالکل ناجائز کہیں، کہیں خود اس پر عمل کریں، کسی جگہ بزمِ اقدس کی شرکت کو بالکل ممنوع قرار دیں، کہیں خود ہی حصہ لیں سلام و قیام بلاشک مظہرِ تعظیم حضرت رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہے معاذ اللّٰہ اس کے انکار پر محبتِ ایمان کا مقتضیٰ یہی ((ہے)) کہ ضرور کیا جائے۔

((محافلِ میلاد کے ناجائز ہونے پر وہابیہ دیوبندیہ کی معتبر کتابوں سے ان کے موقف کا بیان:))

محفلِ میلاد شریف کے متعلق چند عبارات مخالفین فرقۂ وہابیۂ طاغیہ کی کتبِ معتبرہ مُسلّمہ مؤمن بہا سے نقل کی جاتی ہیں کہ احقاقِ حق وازہاقِ باطل ہو، دنیا دیکھ لے کہ وہابیوں کے اماموں اور مقتداؤں نے کیا کیا ''گل ریزیاں'' کی ہیں جنکی حقیقت پر پردہ ڈالنے کے لیے تمام اذنابِ وہابیہ چیخ پکار کیا کرتے ہیں۔

((محفلِ میلاد جس میں صحیح روایات پڑھی جائیں وہ بھی ناجائز ہے: مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی))

☆ ''سوال: محفل میلاد جس میں روایاتِ صحیحہ پڑھی جاویں اور لاف وگزاف اور روایاتِ موضوعہ اور کاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے؟

الجواب: ناجائز ہے بسبب اوروجوہ کے۔ فقط رشید احمد''

(فتاویٰ رشیدیہ کامل صفحہ ۱۳۱، مکتبہ تھانوی، دیوبند)

((مجالسِ میلاد وعرس وسوئم، چہلم کو نہ کرنا چاہیے کہ بدعت ہیں: مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی))

☆ ''سوال: چہلم وغیرہ کی مجلسیں بتخصیص دن کے منع ہے یا بالکل ہی نہ کرنا چاہیے اور اس مجلس میں جانا چاہیے یانہیں؟

الجواب: مجالسِ مروّجہ زمانہ ہٰذا میلاد وعرس وسوئم چہلم بالکل ہی ترک کرنا چاہیے کہ اکثر معاصی اور بدعات سے خالی نہیں ہوتیں۔ فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم۔ رشید احمد فتاویٰ رشیدیہ کامل کتاب البدعات صفحہ ۱۳۱، مطبوعہ مکتبہ تھانوی دیوبند۔"

((مجلسِ میلاد بدعت ہے: مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی))

☆ "سوال: مروجہ مجلسِ میلاد بدعت ہے یا نہیں؟

الجواب: مجلسِ مولودِ مروّجہ بدعت ہے اور بسبب خلط امورِ مکروہہ کہ مکروہِ تحریمہ ہے اور قیام بھی بوجہ خصوصیت کے بدعت ہے۔"

(فتاویٰ رشیدیہ کامل صفحہ ۱۱۵، کتاب البدعات مکتبہ تھانوی، دیوبند)

((جس میلاد وعرس میں خلافِ شرع بات نہ ہووہ بھی درست نہیں: مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی))

☆ "سوال: مولود شریف اور عرس کہ جس میں کوئی بات خلافِ شرع نہ ہو جیسے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کیا کرتے تھے آپ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟ اور شاہ صاحب واقعی مولود اور عرس کرتے تھے یا نہیں؟

الجواب: عقد مجلسِ مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام وتداعی اس میں بھی موجود ہے لہٰذا اس زمانہ میں درست نہیں وعلیٰ ہٰذا عرس کا جواب ہے۔ الخ۔"

(فتاویٰ رشیدیہ کامل صفحہ ۱۳۴، مکتبہ تھانوی، دیوبند)

((کوئی عرس اور محفلِ میلاد درست نہیں اگرچہ اس میں صرف قرآن ہی پڑھا جائے: مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی))

☆ "سوال: جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جاوے اور تقسیمِ شیرینی ہو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں۔"

((میلاد منانے والے (اہلِ سنّت) کنہیا کا جنم دن منانے والے ہندوؤں سے بھی بُرے ہیں: مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی))

"پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ کنھیّا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافضِ کے نقل شہادۃ اہل بیت ہر سال بناتے ہیں معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور خود یہ حرکتیں قبیحہ قابلِ لوم وحرام وفسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے وہ تو تواریخ معین پر کرتے ہیں انکے یہاں کوئی قید ہی نہیں جب چاہیں یہ فرضی خرافات بناتے ہیں۔الخ" (براہین قاطعہ مطبوعہ بلالی پریس واقع ساڈھورہ صفحہ ۱۴۸ و کتب خانہ امدادیہ صفحہ ۱۵۲)

بلحاظِ اختصار یہ چند عبارتیں وہابیوں کی باعثِ فخر کتابوں سے بحوالہ صفحات ومطابع و حصص درج کی گئی ہیں حق پسند حضرات بغور پڑھ کر اندازہ لگائیں کہ وہابی ذکرِ حبیبِ خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ و آلہ وسلم کو میٹنے کے لیے کیسے ساعی ہیں اور اس بزمِ مقدس کو بدعت و ناروا کہہ کر کیا کیا گہرریزیاں کرتے رہتے ہیں مگر واضح رہے جن کے ذکر شریف کو مولٰی عزّ و جلّ دیوبندی رفعت وعظمت عطا فرمائے بے مقداروں کی کیا حیثیت کہ گھٹا سکیں اعلٰی حضرت امام اہل سنت حضرت مولانا مولوی شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمة اللہ تعالٰی علیہ خوب فرماتے ہیں۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جلّ مجدہ اتم واحکم وصلی اللہ تعالٰی علی خیر خلقه سیدنا و مولٰنا محمد وعلی اٰله واصحابه اجمعین وبارك وسلم

العبد المذنب محمد رجب علی النذری النانفاروی

عافاه مولاه و كلا من اهل السنة والجماعة
بجاه حبيبه و رسوله النبى الامى صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وعلىٰ اٰله واصحابه وبارك وسلم
۱۹/شوال المکرم ۱۳۶۵ھجری مقدسه

مراجع ومصادر

(۱) قرآن حکیم
(۲) تفسیر عزیزی۔۔۔شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ۔ ۱۱۵۹۔۱۲۲۹ھ
(۳) صحیح بخاری۔۔۔ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری قدس سرہ۔۱۹۴۔۲۵۶ھ
(۴) سنن ابن ماجہ۔۔۔علامہ امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ ۲۷۳ھ
(۵) فتح الباری شرح بخاری۔۔۔علامہ احمد بن حجر عسقلانی ۷۷۳۔۸۵۲
(۶) عُمدۃ القاری۔۔۔شارح بخاری بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد حنفی عینی،
(۷) ارشادِ الساری۔۔۔علامہ احمد بن محمد قسطلانی ۸۵۱ھ/۹۲۳ھ
(۸) ہدی الساری۔۔۔امام حافظ احمد بن حجر عسقلانی ۷۷۳۔۸۵۲
(۹) مِرقاۃ المفاتیح۔۔۔محدث کبیر علامہ علی بن سلطان محمد قاری م۱۰۱۴ھ
(۱۰) شرح مؤطا امام محمد (ملاعلی قاری)۔۔۔علامہ علی بن سلطان محمد قاری م۱۰۱۴ھ
(۱۱) مواہب اللدنیہ۔۔علامہ احمد بن محمد قسطلانی ۸۵۱ھ/۹۲۳ھ
(۱۲) احیاء العلوم۔۔حجۃ الاسلام امام ابوحامد محمد بن غزالی قدس سرہ۔ ۴۵۰۔۵۰۵ھ
(۱۳) کتاب القواعد۔۔۔شیخ عزّ الدین بن عبدالسلام
(۱۴) مجمع البحار۔۔۔ملک المحدثین علامہ محمد طاہر صدیقی ہند، فارسی ۹۸۶ھ/۱۵۷۸ام
(۱۵) شرح سِفر السعادۃ۔۔۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری م۱۰۵۲ھ

(۱۶) عقدالجوہر۔۔۔سید جعفر برزنجی

(۱۷) ردالمحتار۔۔۔سید محمد امین الشہیر بابن عابدین شامی قدس سرہ۔۱۱۹۸۔۱۲۵۳ھ

(۱۸) فتاویٰ عالم گیری۔جمیعۃ العلما شہنشاہ ہند محمد اورنگ زیب عالمگیر قدس سرہ۔ ۱۰۲۷۔۱۱۱۹ھ

(۱۹) نُزہتہ المجالس۔۔۔علامہ شیخ عبدالرحمٰن صفوری قدس سرہ۔

(۲۰) فتاویٰ رشیدیہ۔۔۔مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی

۲۱۰) براہینِ قاطعہ۔۔۔مولوی خلیل احمد انبیٹھوی

(۲۲) حُسن المقصد فی عمل المولد۔۔۔علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی م ۹۱۱ھ

(۲۳) کشف النور۔۔۔امام عبدالغنی نابلسی م ۱۱۴۳ھ

(۲۴) سُنن ابنِ ماجہ۔۔۔علامہ امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ ۲۷۳ھ

(۲۵) فتح الباری شرح بخاری۔۔علامہ احمد بن حجر عسقلانی ۷۷۳ ۸۵۲

(۲۶) جامع الاصول

(۲۵) سیرتِ حلبی

(۲۶) سیرتِ شامی

منقبت درشان مفتی اعظم نانپارہ قدس سرہ

ازمحمدابوالحسن قادری مصباحی احسن بہرائچی
خادم افتاء جامعہ امجدیہ گھوسی، مئو

بلبلِ ہند عالمِ دیں ایسے تھے تقوی شعار
اتقا کی جنکے عظمت ہو گئی تھی آشکار

فیض بخشی کی تری ہے یہ فقط ادنیٰ مثال
پڑگئی جس پر نظر وہ ہو گیا ہے ذِی وقار

علم وفن اور فکر و فضل و زہد وتقوی اور کمال
ان سبھی اوصاف کے تھے آپ بحرِ بے کنار

نانپارہ ناسک و گجرات دیکھو جس طرف
فکر وفن اور آگہی کے بہہ پڑے ہیں آبشار

رکھ دیا مفتی رجب نے ہے جہاں اپنا قدم
لہلہا اُٹھی زمیں اور ہو گئی ہے سبزہ زار

رشک کرتے تھے تری عظمت پہ سب ماہِ نجوم
تھے وحیدِ عصر بے شک اور فریدِ روزگار

قادری رضوی عزیزی نوری و برکاتی بھی
یعنی بے شک آپ تھے سب میکدوں کے بادہ خوار

حامئ دینِ متیں تھے سُنیّت کے پاسباں
رہبرِ اسلام و ملت قوم کے تھے غم گسار

رب اکبر کے یہاں تھے بندۂ مقبول وہ
جس کی بخشش کی دعا کرتے ہیں دشت وکوہسار

نامِ غوث پاک پہ ہوتے تھے یوں قرباں رجب
جیسے ہوتے ہیں سبھی پروانے شمع پر نثار

سونگھ جاتا سانپ تھا نجدی کو سن کے تیرا نام
رعب تھا کیسا تیرا اور کیسا تھا علمی وقار

تھا نکل جاتا جدھر غوث و رضا کا شیریہ
بھاگتے نجدی وہابی ڈھونڈھتے راہِ فرار

تھی عقیدت آپ کو غوث و رضا خواجہ سے یوں
مدح میں رہتی زبان اور ہجر میں دل بے قرار

کر دیا تھا سینۂ نجدی وہابی میں جو غار
آج تک سہمے ہوئے ہیں رو رہے ہیں زار زار

تیرا دیواں ہے کہ نعت و منقبت کا گلستاں
ہے کلام نظم یا وہ کوثر و زم زم کی دھار

التجا ہے احسنؔ خستہ کی بس یہ آپ سے
ہو نگاہِ لطف مل جائے اسے علمی وقار

فاضلِ اجل عالمِ بے بدل ادیبِ اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا عبدالسمیع بے دل رام پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی میلاد، قیام میلاد اور فاتحہ کے ثبوت میں لکھی گئی معرکۃ الآراء کتابِ مستطاب ''انوارِ ساطعہ'' کے جواب میں مولوی عمر عبدالجبار پوری غیر مقلد کی لکھی گئی کتاب ''براہین قاطعہ'' کا مدلل رد

بنام

دلائلِ ساطعہ قاطعہٴ براہینِ قاطعہ

مؤلف

ناصرالاسلام حضرت علامہ مولانا شفیع ناصر رام پوری



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

طوطیِ شاخِ سدرہ ببین بوستانِ ما
بشنو سرودِ خامۂ رنگیں بیانِ ما
حمدِ خدا و نعتِ نبی مدحِ آلِ پاک
گُل کردہ سہ بہار زیک گلستانِ ما
اے زاغِ شوم دورازیں نو بہار دور
واے بوم الحذر ز سہام و سنانِ ما

الحمد لِلّٰہ السمیع العلیم والصلٰوۃ والسلام علٰی نبیّہ الکریم وعلٰی آلہ واصحابہ الذین بذلوا جھد ھم فی تشیید دینہ القویم۔

((کتاب ''انوارِ ساطعہ'' کی اشاعت سے فرقہ وہابیہ دیوبندیہ میں بے چینی:))

امّا بعد! کہتا ہے بندۂ محمد شفیع صانہ اللّٰہ عن شر کُلّ خصیم شنیع کہ سالِ گذشتہ میں جوایک کتابِ مستطاب منبع دلائلِ قاطعہ ومنہل حججِ ساطعہ اعنی ''الانوار الساطعہ فی بیان المیلاد والفاتحہ'' مطبع دارالعلوم میں مطبوع ہوئی تھی مبصرانِ صحیح البصیرت تمام یہاں

سے وہاں تک اُس کی تجلّیٔ انوار سے فیض یاب ہوئے مگر شپّرہ ((چمگادڑ)) کور باطن شدّتِ برق ریزی لمعان سے بیتاب ہوئے جولوگ کبیدہ خاطر تھے غباراتِ دلی نکالنے لگے اچھے روشن چمکتے چاند پر خاک ڈالنے لگے کچھ عرصہ نہ گذرا کہ آسمان کا تھوکا مُنہ پر آنے لگا اور مضمون اللعنة ترجع إلى أهلها جلوہ دکھانے لگا یعنی مولوی محمد حسین فقیر نے جو ایک چوورقہ مسمےٰ ''ضربت حسان'' کہ فی الواقع اُس کے ناموزوں مضمون کو ضـــــرطة الشیطان گوزشیطان کہنا بجاہے چھاپا تھا اُس کا رداہلِ سنت کی طرف سے ''تائید مولد السّلطان والبشير فی ترديد ضربة الحسان والفقير'' چھپ کر جابجا شہرۂ آفاق ہوا۔ تلوار اور برچھی کی طرح جراحت ریز قلوبِ اہلِ نفاق ہوا پھر منکرین نے جُہال کے پھنسانے کو دو جال اور لگائے یعنی دو رسالے آفت کے پرکالے بنام نہاد رد ''انوارِ ساطعہ'' چھپوائے ایک ''براہینِ قاطعہ'' مولوی عبدالجبار صاحب عمرپوری کا ''دوسرا'' ''تحقیق الحق'' حاجی علاء الدین صاحب رامپوری کا اور مضمون دونوں کے وہی ہیں جو ''کلمۃ الحق'' اور ''غایۃ الکلام'' اور...... میں سابقاً اِن کے پیشوا لکھ چکے ہیں وہ اہلِ خرمن ہیں یہ خوشہ چین، وہ اُن کے مجتہد ہیں یہ تابعین، الحاصل میں نے چاہا کہ دینِ حق کی مدد کروں ان اقاویل اباطیل کو رد کروں مناسب یہ معلوم ہوا کہ اِن دونوں میں جو رسالہ اوّل چھپا ہے اوّل جواب لکھنا اُسی کا اولیٰ ہے۔

جسکا سر اوّل اُٹھا اوّل وہی سرہو قلم
پچھلوں پر پیچھے چلے گا خامہ چون تیغ دودم

معلوم ہوا کہ ''براہین قاطعہ'' اوّل چھپا تھا اس لیے بندہ نے اُس کے رد میں یہ رسالہ ''دلائلِ ساطعہ قاطعہ براہینِ قاطعہ'' لکھا کہ معاندین راہِ کج روی سے باز آئیں اور نادان لوگ گرتے گرتے سنبھل جائیں۔

((مولف ''براہین قاطعہ'' کا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے نامِ گرامی کے ساتھ درود نہ لکھنا:))

☆ قولہ: صفحہ ا سطر ۸۔ فصلّی اللہ علیہ وعلٰی اصحابہ اجمعین۔

اقول: مؤلّف ''براہین'' نے ''فتویٰ انکاری'' مطبوعہ مطبع ہاشمی، میرٹھ میں جو عبارت لکھی تھی اُس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذِکر آیا تھا اُس پر مؤلّف نے لفظ درود یعنی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لکھا تھا الغرض اس بات پر صاحبِ ''انوارِ ساطعہ'' نے خوب دھمکایا تھا کہ اتباعِ سنّت کا دعویٰ اِس قدر اور صاحبِ سنّت علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پر درود بھی ندارد، اس دھمکی کا اثر اس قدر تو ظاہر ہوا کہ اس کتاب ''براہین'' میں درود لکھا.............۔

((مسئلہ بدعت کے مؤلّف ''براہینِ قاطعہ'' تضادات کے بھنور میں:))

((مولوی عبدالجبار غیر مقلد وہابی کا اپنے امام مولوی اسماعیل دہلوی سے ٹکراؤ، پہلا تضاد:))

☆ قولہ: صفحہ ۲ سطر ۱۸۔ ''بدعت کی تفسیر میں علماء کی مختلف عبارتیں وارد ہوئی ہیں اُن کا بیان کرنا موجبِ طوالت ہے لیکن محقق اور موافقِ حدیث کے یہ معنی ہیں کہ جو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہ ہو اور قرونِ ثلاثہ میں بلانکیر اُس پر عمل درآمد نہ ہوا ہو''۔

اقول: مؤلّف کے بیان سے چار زمانوں کا ثبوت ہوا، ایک تو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ اور تین زمانے قرونِ ثلاثہ کے یعنی صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور اس معنی کو مولّف ((براہینِ قاطعہ)) موافقِ حدیث کے بیان کرتا ہے اس معنی سے صاف ثابت ہے کہ اگر کوئی بات خاص کر زمانہ تبع تابعین میں بلانکیر جاری ہو جائے گی

تو وہ سنت ہوگی بدعت کہنا اُس کا درست نہیں پھر صفحہ ۷، سطر ۸ میں آپ ''فرماتے'' ہیں مولانا محمد اسمٰعیل صاحب ''ایضاح الحق''میں جو کہ خاص بدعت کی تحقیق میں تالیف کی گئی ہے فرماتے ہیں ''ومراداز زمان سابق در ما نحن فیه زمان بر کت نشان جناب سیدالمرسلین و زمان خلفاء الراشدین و صحابه معظمین و تابعین رضوان الله علیهم اجمعین ست پس محدّث همان چیز است که دران ازمنه متبر که نه خودش بوجود آمده باشدو نه نظیر آن انتهی'' ((''پہلے زمانہ (زمانِ سابق) سے مراد سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام کا بابرکت زمانہ اور خلفائے راشدین وصحابۂ معظمین وتابعین رضوان اللہ علھیم اجمعین کا زمانہ مراد ہے، پس مُحدَث (نئ ایجاد کردہ) وہی چیز ہے جو ان مذکورہ بالا مبارک زمانوں میں نہ خود موجود ہوا اور نہ اس کی نظیر پائی جاتی ہو'' ایضاع الحق الضریح فی احکام المیت والضریح ترجمہ بنام بدعت کی حقیقت اور اس کے احکام صفحہ ۳۴ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، آرام باغ، کراچی۔ ایضاً صفحہ ۶ (فارسی+اردو ترجمہ) مطبوعہ مطبع فاروقی، دہلی)) اِس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ تبع تابعین ان کے نزدیک اس باب میں معتبر نہیں ہے تمام ہوا کلام مؤلّف ''براہین'' کا''۔ میں کہتا ہوں بڑی حیرت کا مقام ہے آپ ہی صفحہ۲ میں قرونِ ثلاثہ کو اس امر میں معتبر رکھنا موافق حدیث کے بیان کیا تھا پھر اُسی منہ سے یہاں آکر قرونِ ثلاثہ سے ایک قرن یعنی تبع تابعین کو ساقط کیا اب دو بات سے خالی نہیں یا تو مولوی اسمٰعیل صاحب کو یہ شخص مخالفِ حدیث سمجھتا ہے تو اس صورت میں چاہیے تھا کہ اُن کا قول نقل کرنے کے بعد رد کرتا حق کو چُھپا کر گونگا شیطان بننا بڑی گمراہی ہے اور یا یہ بات ہے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کے قول کو باطل نہیں سمجھا تو صفحہ۲ میں کیوں چاروں زمانوں کو معتبر رکھا اور یہ لکھا کہ یہ موافق حدیث ہے؟ حیف اِن لوگوں کی حدیثیں لڑکوں کا کھیل ہیں ایک صفحہ میں حدیث کا مضمون کچھ ہوتا ہے اور دوسرے میں کُچھ۔

((مولف ''براہین قاطعہ'' مولوی عبدالجبار غیر مقلد وہابی کا خود سے ٹکراؤ، دوسرا تضاد:))

اب اِس سے بڑھ کر اور سُنیئے کہ یہاں تو تابعین بھی معتبر ہیں آگے چل کر صفحہ ۷ سطر ۲۱ میں بدعت کے معنے لکھتے ہیں وہ یہ کہ ''بعد صحابہ کے دین میں زیادتی یا کمی کی جاوے اور اُس پر شارع کی طرف سے اذن نہ ہو'' الی آخرہ۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صحابہ تک کمی بیشی کا مضائقہ نہیں بعد صحابہ کے جو ہو وہ بدعت ہے پس تابعین کی زیادتی یا کمی بدعت ٹھہری اور وہ اس امر میں اعتبار سے ساقط ہوئی اور نیز صفحہ ۳ ''براہین'' میں لکھا ''جو امر کہ سنتِ نبوی اور طریقۂ صحابہ کرام سے ثابت ہو وہ حق ہے اور جو نہ ثابت ہو وہ باطل ہے'' انتہی کلامہ۔ دیکھئے اس تعزیر سے یہ ثابت ہو گیا کہ اگر کوئی آدمی تابعین یا تبع تابعین یا مجتہدین کی سند دینے لگے تو وہ باطل ہے کیونکہ موؤلف لکھتا ہے جو امر صحابہ سے نہ ثابت ہو وہ باطل ہے اب فرمایئے ایسے شخص کی گفتگو کا کیا ٹھکانا جو گھڑی گھڑی چوکڑی بھولتا ہے۔

((مولوی عبدالجبار غیر مقلد وہابی کا خود سے ٹکراؤ، تیسرا تضاد))

پھر صفحہ ۴ سطر ۲ میں آپ ایسی گفتگو ''فرماتے'' ہیں جس سے صحابہ بھی بے اعتبار ٹھہرے جاتے ہیں آپ لکھتے ہیں:۔

''صحابہ کرام کا یہ حال تھا کہ جو فعل حضرت سے پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتا اُس کو بہ دل و جان قبول کرتے تھے اور جو ثابت نہ ہوتا اُس سے اعراض کرتے تھے'' انتہی کلامہ اس سے معلوم ہوا کہ فقط حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کا قول و فعل قابلِ تسلیم ہے صحابہ ہرگز کسی قول و فعل غیر ثابت میں مجاز دخل دینے کے نہیں اگر مجاز ہوتے تو جو چیز آنحضرت صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ثبوت نہ ہوتی اُس میں وہ بے تامّل دخل دیتے اور اُن کی کمی زیادتی کرنی بدعت نہ ہوتی۔ اور صفحہ ۲۸ میں لکھا کہ ''فرشتے حوضِ کوثر سے چند آدمیوں کو دھکے دیں گے آپ اُس وقت پُکاریں گے کہ یہ میرے اصحاب ہیں۔ وہاں سے

آواز ہوگی کہ تجھ کو معلوم نہیں ہے کہ اُنھوں نے تیرے بعد کیا کیا بدعتیں جاری کیں'' انتھی کلامہ۔ مؤلّف کی اس حدیث نقل کرنے سے معلوم ہوا کہ اصحاب بھی بدعتی ہونگے نعوذ باللہ اور اُن کو دھکے دیے جائیں گے۔ پس اُن کی بھی زیادتی کمی کرنی دین میں ہرگز معتبر نہیں۔ سبحان اللہ کیا کیا تحقیقات ہیں پھر صفحہ آٹھ اور صفحہ نو میں مغز زنی بے فائدہ کر کے دو صفحے ناحق سیاہ کئے اور تینوں قرون کی باتوں رواج دی ہوئی کو مسلّم رکھا پھر صفحہ ۱۰ سطر ۲۱ میں لکھا۔ ''لیکن مُراد بدعت سے حدیث میں مخالفت سنّت کی ہے یعنی جو خصلت نئی نکالی جاوے اور رسول اللہ نے اُس کو نہ فرمایا ہو وہ سنت کے مخالف ہے اور سنت کی مخالفت گمراہی ہے'' انتہی۔ اِس کلام سے قرونِ ثلاثہ کیا صحابہ بھی غیر معتبر ٹھہرتے ہیں ورنہ یوں کہتے کہ جس خصلت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرونِ ثلاثہ نے نہ فرمایا ہو وہ بدعت ہے اور پھر مؤلّف نے قرونِ ثلاثہ کی کوئی حد مقرر نہ فرمائی صفحہ ۲۰ سطر ۱۵ میں لکھا ہے انقضاء القرون الثلثة وھی تسعون سنة۔ اس سے معلوم ہوا کہ نوے برس میں قرونِ ثلاثہ گذر چکے اور صفحہ آٹھ سطر چھ میں یہ مضمون قائم کیا کہ احادیث کثرت سے اِس پر شاہد ہیں کہ قرونِ ثلاثہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورہ تک ختم ہوگئی ہر دورہ بارہ برس کا معلوم ہوا کہ چھتیس برس میں تینوں قرون تمام ((ختم)) ہو گئے تو چاہیے بعد حضرت عثمان کے اور صحابہ تو کیا خاص حضرت علی سے بھی کوئی بات جدید ثابت ہو وہ کذب میں داخل ہو باعتقادِ مؤلّف معاذ اللہ۔ کیونکہ تین قرون کے بعد ارشاد ہو چکا ہے ثم یفشو الکذب ارباب ِفہم وفراست نظرِ تدقیق سے غور فرمائیں کہ مؤلّف نے ایک بدعت کے بیان میں کیا کیا رنگ بدلے ہیں اللہ رے بدحواسی کثرتِ درس و تدریس کا اظہار اور چاروں قوں میں ہوش بگڑ گئے دَم اُکھڑ گئے نہ آگے کی خبر نہ پیچھے کا ہوش بل بے سَوداوِیّت کا جوش پھر اس حوصلہ پر ''انوارِ ساطعہ'' کا جواب چھوٹا مُنہ بڑی بات۔ ایک ہندوستان کے مشہور شاعر کا شعر یاد آ گیا نوک ریز قلم ہوتا ہے۔

خیالِ خام تو دیکھو کہ کلچڑی گنجی حضور بُلبل بُستاں کرے نوا سنجی

((مولوی عبدالجبار غیر مقلد وہابی کے ایک مغالطے کا رد:))

☆ قولہ: صفحہ۲ سطر۲۱۔ ''اپنے برادرانِ اہلِ تقلید پر خوب طعن کیا ہے''

اقول: اس کم فہمی اور بلادت کا کیا ٹھکانا ہے مؤلّف ''انوارِ ساطعہ'' نے صفحہ۲۱ ''انوار'' میں اپنے اصحابِ دیوبند کی نسبت لفظِ شکایت رقم کیا ہے جلی قلم سے، طعن کے معنے میں اشتعالِ خصومت ہے مؤلّف ''براہین'' کو اتنی بھی تمیز نہیں کہ لفظِ شکایت اور طعن میں فرق کرے پھر اپنی علمیت اور کثرتِ درس و تدریس صفحہ۲ میں ظاہر کرتا ہے بھلا درس و تدریس کرنے والے ایسے ہوتے ہیں کہ شکایت اور طعن میں بھی تمیز نہ کریں لا حول و لاقوۃ الا باللّٰہ۔ اب اصل حال سُنیے مؤلّف ''انوارِ ساطعہ'' کو.......... اصحابِ دیوبند سے یہ شکایت کی تھی کہ تم نے غیر مُقلدوں کی تحریر پر جو محض ناجنس ہیں کیوں مُہر لگا دی تم مذاہبِ اربعہ سے ایک مذہب خاص کی تقلید کو واجب کہتے ہو حالانکہ اُس پر اجماع چوتھی صدی کے بعد ہوا یعنی قرونِ ثلاثہ سے بہت بعد پھر مناسب تم کو یہ ہے کہ مولد شریف فقط اس دلیل سے کہ وہ قرونِ ثلاثہ کے بعد ہوا ضلالت اور سیّئہ نہ ٹھہراؤ ورنہ تم پر مشکل ہوگی دیکھئے خلاصہ مضمونِ شکایت یہ تھا آپ ''فرماتے'' ہیں کہ ''اپنے برادرانِ اہل تقلید پر خوب طعن کیا ہے'' پھر سطر چوبیس ((۲۴)) میں آپ اس طعن سے خوش ہو کر مخاصمتِ باہمی بڑھانے کے لیے فرماتے ہیں کہ ''مؤلّف کو ہزار آفرین'' انتھی کلامہ۔ ہم ایسے مضامین پر مؤلّف ''براہین'' کو کہتے ہیں کہ تمھاری سمجھ پر ہزار نفرین۔ تنبیہہ معتبرین ثقات سے مسموع ہوا کہ جناب مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کے شاگردِ رشید مولوی تلطف حسین صاحب نے طرزِ بیان ''انوارِ ساطعہ'' کو دیکھ کر اپنی جماعت غیر مقلدین کو فرما دیا تھا کہ کوئی آدمی ہم میں اس کے جواب کا خیال نہ کرے مگر مولوی عبدالجبار کو تَجَبُّر اور تبَخْتُر ((ناز، غرور)) اور عُجب ((غرور، تکبر، گھمنڈ، خود بینی)) نے نہ چھوڑا کہ اُن کی نصیحت پر کاربند ہوتے اور یہ نہ سمجھا کہ

کر کے ردِّ انوار کو پچھتائے گا مُنہ کے بل ظلمت میں ٹھوکر کھائے گا

((مولوی عبدالجبار غیر مقلد وہابی کی اپنا موقف ثابت کرنے میں ناکامی:))

☆ قولہ: صفحہ۲ سطر۲۰۔ ''اب یہاں پر چند احادیث جو کہ اس مضمون پر شاہد ہیں ذکر کرتا ہوں منصف کی اس سے بہ خوبی اطمینان ہو جاوے گی''۔

اقول: مؤلّف ''براہین'' نے بدعت کا یہ مضمون کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ثابت نہ ہو اور قرونِ ثلاثہ میں بلانکیر اُس پر عملدر آمد نہ ہو بیان کر کے اس مضمون پر شاہد تین حدیثیں گذاریں ایک علیکم بسنّتی و سنّت الخلفاء الراشدین دوسری من حدث فی امرنا ھذا تیسری ''جو کوئی بیزار ہوا میری سنّت سے پس نہیں ہے مجھ سے'' اِن تینوں حدیثوں کو جس کا دل چاہے پورا پورا پڑھے اور خیال کرے کہ اس میں قرونِ ثلاثہ کا لفظ کہاں ہے خلفاء الراشدین کا ذکر تو آیا اور باقی صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کسی کا بھی ذکر نہیں ہے ان لوگوں کے غبی ((کند ذہن، کم عقل، کمزور حافظے والا، بے وقوف)) و اَلَدُّالْخِصَامِ ((سب سے بڑا جھگڑالو)) ہونے پر کمال افسوس آتا ہے دعویٰ کچھ دلیل کچھ ،شہادت کچھ مشہود علیہ کچھ، پھر اس خوبی پر فرماتے ہیں ''منصف کی اس سے بخوبی اطمینان ہو جاویگی''............ صفحہ۴

((مسئلہ بدعت کے متعلق مؤلف کے مغالطوں کا جواب:))

اب آگے دلیل سنیے تین صحابہ سے سند پکڑی ایک عبداللہ ابن عمر کہ اُنہوں نے نمازِ چاشت کو بدعت فرمایا اور ایک قسم کے قنوت کو جو اُن کے وقت میں پڑھتے تھے بدعت فرمایا اور دوسرے عبداللہ بن مغفل کہ اُنہوں نے بسم اللہ کے جہر کو بدعت کہا اور تیسرے عبداللہ ابن مسعود کہ اُنہوں نے ایک قصہ گو کو جو لوگوں کو کہا کرتا تھا قولوا کذا قولو اکذا یعنی'' ایسا کہو ایسا کہو'' معلوم نہیں کیا کہلاتا تھا اُس پر عبداللہ بن مسعود نے انکار کیا اور مؤلّف نے جو یقول للناس قولوا کذا قولوا کذا کے معنے یہ لکھے کہ ''لوگوں کو طرح طرح کی

دعائیں اور وظیفہ بتاتا ہے'' ہرگز ان الفاظ کے معنے نہیں واضح ہو کہ مؤلّف ''براہین'' اور اُس کے پیشواؤں نے جو یہ دلیلیں پیش کیں تو مطلب یہ کہ مولد شریف کو اس سے رد کیا جاوے بھلا یہ کیا دلیل ہوئی کہ عبداللہ ابن عمر نے نمازِ چاشت کو بدعت کہا۔ اے بھائی اگر اُنہوں نے بدعت کہا تو بدعتِ مذمومہ اور ضلالہ تو نہیں کہا بلکہ بدعتِ حسنہ فرمایا ہے چنانچہ حضرت غوث الثقلین نے ''غنیۃ الطالبین'' میں اور نیز ''فتح الباری شرح بخاری'' میں حضرت ابن عمر سے نمازِ چاشت کی نسبت یہ لفظ روایت فرمائے ہیں وانھا لمن احسن ما احدثو۔ اور ایک روایت میں وانھالمن احسن ما احدثہ النّاس پھر مولد شریف اِس روایت سے کس طرح رد ہووے اور قنوت کو جو ابن عمر نے بدعت فرمایا وجہ اُس کی یہ ہے کہ سوائے وتر کے اور نماز فرض میں قنوتِ دائمی پڑھنا منسوخ ہو چکا تھا حدیثِ صحیح اُس پر شاہد ہے پھر ابن عمر اُس کو کیوں منع نہ فرماتے حدیثِ منسوخ پر عمل کرنا بالاتفاق حرام ہے۔ پھر مولد شریف کی کراہت اس دلیل سے کس طرح ثابت ہوا اور جہر بسم اللّٰہ کا یہ حال ہے کہ اگر خلفاء اربعہ آہستہ پڑھتے تھے تو مقابل میں حضرت ابو ہریرہ اور عبداللہ ابن عباس اور ابن عمر اور ابن زبیر اور ان کے بعد بہت تابعین جہر سے بِسْمِ اللّٰہ کہتے تھے صحابہ میں اختلاف تھا یہ کیا دلیلِ قطعی ہوئی واسطے منع مولد شریف کے اور عبداللہ ابن مسعود نے جو قصہ گو کو منع کیا تو شاہ ولی اللہ ''قول جمیل'' میں واعظوں کو فرماتے ہیں کہ ''وعظ میں بیہودہ قصے نہ بیان کریں صحابہ نکال دیا کرتے تھے قصہ گویوں کو'' پس واہی ((بے ہودہ)) قصہ کہنے والوں کو نکال دینا اور بات ہے اور محفل مولد شریف میں معجزات و مناقب کا پڑھنا اور بات ہے سبحان اللّٰہ کیا کیا دلائل قائم کیے ہیں جن کا نہ سر ہے نہ پاؤں۔

((نماز میں قرآن کی سورت خاص کرنے سے ممانعت پر مؤلف کی طرف سے مغالطہ:))

☆ قولہ: صفحہ ۴ سطر ۲۲۔ ''ایسے ہی نماز میں کوئی سورۃ قرآن کی خاص کرنے کو فقہاء حنفیہ مکروہ لکھتے ہیں''

اقول: مؤلّف نے ایک یہ روایت تعین سورۃ کی لکھی اِس کے بعد یہ لکھا کہ مسجد میں نماز کے واسطے جگہ خاص کرنی مکروہ ہے پھر یہ حدیث کہ جمعہ کی رات کو ساتھ قیام کے اور جمعہ کو ساتھ روزہ کے خاص مت کرو خیال کا مقام ہے کہ اگر نماز میں سورت معیّن کرنا کسی وجہ سے مکروہ ہے تو خارجِ نماز معیّن کرنا کسی سورۃ کا مثل سورۂ مزمل و الحمد و اخلاص وغیرہ بطریق اوراد و اعمال ہرگز اس روایت سے مکروہ ثابت نہیں ہوتا۔ روایت میں نماز کی قید ہے پھر داخلِ نماز کے مسئلہ پر خارج نماز کو قیاس کرنا عقل سے خارج ہونا ہے اِسی طرح اگر نماز کے لیے جگہ معیّن کرنا مکروہ ہے تو اور مصلحت کے لیے مکان مخصوص کرنا اس روایت سے کب منع ہوسکتا ہے مثلاً مدرسہ میں مدرس صاحب اپنی نشست کے لیے مکان خاص کر لیں وہ کب مکروہ ہے اور اسی طرح اگر جمعہ کو ساتھ روزہ کے خاص کرنا مکروہ ہے تو اور کام کے لیے جمعہ کو خاص کرنا مثلاً یہ کہ خاص جمعہ کو مدرسہ کی چھٹی ہو یا یہ کہ کوئی واعظ جمعہ کو وعظ کہا کرے کب ممنوع و مکروہ ہے بلکہ یہ امور اہلِ اسلام میں بکثرت رائج ہیں جبکہ ان روایتوں کی تخصیصات عام نہ ہوئیں کہ دنیا بھر کی تخصیصات ان سے رد ہو جائیں تو مولد شریف اور فاتحہ اموات میں مؤلّف کا یہ لنگڑا استدلال کیونکر چل سکے گا۔

((بعد نماز مصافحہ کے متعلق مولوی عبد الجبار غیر مقلد وہابی کے اعتراض کا جواب))

☆ قولہ: صفحہ ۵ سطر ۲۱۔ ''ہمارے بعض علما نے تصریح کی ہے کہ مصافحہ کرنا بعد نماز کے جو کہ مروج ہے مکروہ ہے باوجودیکہ مطلق مصافحہ کرنا سنّت ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ خاص اس جگہ میں ثابت نہیں ہوا پس اس پر مداومت کرنے میں عوام کو اسکے سنّت ہونے کا وہم ہوتا ہے''۔

اقول: جب عوام اسکو سنّت کہنے لگیں گے اس مقام میں حالانکہ ثابت نہیں آپ سے بدیں خصوصیت تو یہ افتراء اور کذب ہوگا رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم پر اور جو کوئی حضرت صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پر افتراء کرے اُس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ کما جاء فی الحدیث بس اس بنا پر بعض فقہا نے خواص کو منع کیا کہ عوام کے حق میں

موجبِ عذاب نہ ہو جائے (۱)

---

(۱) عیدین اور نماز میں معانقہ اور مصافحہ کے ثبوت میں سیدی امامِ اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ رحمہ نے ایک مبسوط کتاب بنام ''وِشَاحُ الْجِیْدِ فِیْ تَحْلِیْلِ مُعَانَقَۃِ الْعِیْد'' تحریر فرمائی جس میں آپ نے مضبوط دلائل سے عیدین میں اور نماز کے بعد مصافحہ معانقہ کو اہل سنت کے فقہاء کرام، شاہ ولی اللہ دہلوی اور فرقہ وہابیہ دیوبندیہ کے امام مولوی اسماعیل دہلوی سے اس کے مستحسن ہونے کا ثبوت پیش کیا ہے۔ یہ رسالہ ۱۳۱۲ ہجری میں تصنیف ہوا تھا اور اب ۱۴۳۶ ہجری ہے اس حساب سے اس کی تصنیف کو ۱۲۴ ہجری سال کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن وہابیہ دیوبندیہ اس کے جواب سے عاجز ہیں اور عاجز ہی رہیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ یہ رسالہ ''فتاویٰ رضویہ'' جدید جلد ۸ (مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، اندرون جامعہ نظامیہ، لوہاری دروازہ، لاہور) میں شامل ہے

مولوی اسماعیل دہلوی سے معانقہ ومصافحہ کے بدعتِ حسنہ ہونے کا ثبوت: سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ رحمہ اپنی کتاب ''وِشَاحُ الْجِیْدِ فِیْ تَحْلِیْلِ مُعَانَقَۃِ الْعِیْد'' میں امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی سے معانقہ عید ومصافحہ بعد نماز کا ثبوت یوں پیش کرتے ہیں کہ ''یہاں تک کہ خود امام الطائفہ مانعین اسماعیل دہلوی رسالہ ''نذور'' میں کہ ''مجموعہ زبدۃ النصائح'' میں مطبوع ہوا صاف مقر (یعنی مانا) کہ معانقہ روزِ عید گو بدعت ہو، بدعتِ حسنہ ہے حیث قال: ہمہ اوضاع از قرآن خوانی وفاتحہ خوانی وخور ایندن طعام سوائے کندن چاہ و امثالہ دعا و استغفار واُضحیہ بدعت ست، بدعت حسنہ بالخصوص است مثل معانقۂ روز عید ومصافحہ بعد نماز صبح یا عصر (زبدۃ النصائح صفحہ ۱۰۶ مطبوعہ در مطبع محمدی، کانپور) (ترجمہ: ''تمام طریقے، قرآن خوانی، فاتحہ خوانی اور کھانا کھلانا، سوائے کنواں کھودنے اور اسی طرح، دعا، استغفار اور قربانی کے، (سب) بدعت ہیں مگر بدعتِ حسنہ خاص ہیں، جیسے عید کے دن گلے ملنا اور نماز فجر یا عصر کے بعد مصافحہ کرنا (بدعت حسنہ ہے)'') (وِشَاحُ الْجِیْدِ فِیْ تَحْلِیْلِ مُعَانِقَۃِ الْعِیْد صفحہ ۱۹ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، فیضان مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، کراچی) اس حوالہ سے ثابت ہو گیا کہ وہابی دیوبندی فرقہ کے امام مولوی اسماعیل دہلوی مصافحہ نماز ومعانقہ عید کو بدعتِ حسنہ کہتے ہیں اس لیے اگر وہابی دیوبندی علماء اہل سنت کو اب بھی مصافحہ ومعانقہ کی وجہ سے بدعتی قرار دینے پر بضد ہیں تو ان کو چاہیے کہ انصاف کا تقاضا پورا کرتے ہوئے مولوی اسماعیل دہلوی پر بھی بدعتی ہونے کا فتویٰ جاری کریں یا پھر اہل سنت کو بدعتی کہنا چھوڑ دیں۔ (میثم قادری)

اِس تقریر سے معلوم ہوا کہ منع مصافحہ کی دلیل ایک حکمتِ غامضہ ہے کچھ عدمِ ثبوت ہی دلیلِ کراہت نہیں جیسا کہ یہ کم سمجھ، سمجھ رہے ہیں کیونکہ اگر یہی بات ہوتی کہ فقط عدمِ ثبوت کے سبب مصافحہ مکروہ ہوتا تو عوام کے وہم ہونے کا پھر کیا ذکر تھا کسی کو وہم ہوتا یا نہ ہوتا بہر حال مکروہ ہوتا۔ اِن لوگوں کے حال پر افسوس کہ آپ عبارتیں فُقہا کی نقل کریں اور اُس کے الفاظ اور معانی اور علل پر ذرا غور نہ کریں۔

آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے

اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا

((امام اعظم ابوحنیفہ کی شانِ فقاہت:))

دیکھو تفقّہ کے باعث حضرت امام المسلمین اعظم المجتہدین امامنا الاعظم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ اپنے وقت میں جرگہ محدثین پر غالب آئے یہ مسائل استنباط کرکے بیان فرماتے وہ حیران ہوجاتے پوچھتے یہ آپ نے کہاں سے نکالا ارشاد فرماتے کہ ہم نے تمہیں سے فلاں حدیث اخذ کی تھی اُسی سے یہ مسئلہ نکالا گیا تب وہ تسلیم کرتے اور آپ کی کنہہ رسی اور قوتِ اجتہاد کے قائل ہوتے۔ چنانچہ بعض محدثین یہ بول اُٹھتے کہ ہم عطار دو افروش ہیں اور آپ طبیب ہیں یعنی اگرچہ دوائیں سب طرح کی عطّار کے پاس ہیں لیکن وہ اُس کے خواص کو نہیں جانتا اُن حکمتوں کا پہچاننے والا طبیب ہے بس اسی طرح حدیثیں محدثین کے پاس ہیں مگر اُن کی حکمتیں پہچاننے والے اور لوگ ہیں یعنی مجتہدین رحمۃ اللّٰہ علیہم اجمعین قصّہ مختصر مؤلّف نے بے سمجھے بوجھے ایک روایت کراہتِ مصافحہ کی نقل کی جو بیان ہو چکی۔ دوسری دلیل صفحہ۶ سطر۱۰ میں لکھی۔ ’’لا نھا من سنن الروافض یعنی بعد نماز کے مصافحہ کرنا طریق رافضیوں کا ہے‘‘ انتہی۔ پس خود مؤلّف کی عباراتِ منقولہ سے ثابت ہوگیا کہ کراہتِ مصافحہ کچھ اسی بات پر مبنی نہیں کہ حضرت صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں بلکہ اصل علّت اور دلیلِ غامض دوسری بات ہے

یعنی پیروی روافض کی (۲) اور افتراء لازم آنا نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر جانبِ عوام سے علاوہ بر ان اِس مقام میں ایک تماشا اور بھی ہے یعنی مصافحہ کو مکروہ کہنا وہ کل عُلماء کا قول نہیں چنانچہ خود مؤلّف کی عبارت میں یہ فقرہ گذرا کہ ''بعض علما نے تصریح کی ہے'' انتہی۔

---

(۲) سیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ رحمہ اپنی تحقیقی کتاب'' وِشَاحُ الْجِیْد فِیْ تَحْلِیْل مُعَانِقَۃِ الْعِیْد''، میں مصافحہ کے متعلق اس شبہ کہ'' یہ مصافحہ روافض کا شِعار ہے '' کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ''یوں ہی مصافحہ بعد نمازِ فجر وعصر اگر کسی وقت کے روافض نے ایجاد کیا اور خاص ان کا شعار رہا ہو، اور بدیں وجہ اس وقت علماء نے اہلسنت کے لئے اسے ناپسند رکھا ہوتو معانقۂ عید کا زبردستی اس پر قیاس کیونکر ہو جائے گا، پہلے ثبوت دیجئے کہ یہ'' رافضیوں کا نکالا اور انھیں کا شعارِ خاص ہے'' ورنہ کوئی امرِ جائز کسی بد مذہب کے کرنے سے ناجائز یا مکروہ نہیں ہوسکتا، لاکھوں باتیں ہیں جن کے کرنے میں اہلسنت و روافض بلکہ مسلمین وکفار سب شریک ہیں۔ کیا وہ اس وجہ سے ممنوع ہوجائیں گی؟''بحرالرائق''و''دُرِمختار''و''ردالمحتار'' وغیرہا ملاحظہ ہوں کہ بد مذہبوں سے مشابہت اُسی امر میں ممنوع ہے جو فی نفسہٖ شرعاً مذموم یا اس قوم کا شعار خاص یا خود فاعل کو ان سے مشابہت پیدا کرنا مقصود ہو ورنہ زنہار وجہ ممانعت نہیں'' (وِشَاحُ الْجِیْد فِیْ تَحْلِیْل مُعَانِقَۃِ الْعِیْد صفحہ ۳۲،۳۳ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، فیضان مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، کراچی) اسی رسالہ میں آگے جا کر سیدی امامِ اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ رحمہ مصافحہ کے شِعارِ روافض ہونے کا مزید جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ''اتنا اور سُن لیجئے کہ کسی طائفہ باطلہ کی سنت جبھی تک لائقِ احتراز رہتی ہے کہ وہ ان کی سنت رہے، اور جب ان میں سے رواج اُٹھ گیا تو ان کی سنت ہونا ہی جاتا رہا، احتراز کیوں مطلوب ہوگا، مصافحہ بعد نماز اگر سنتِ روافض تھا تو اب ان میں رواج نہیں، نہ وہ جماعت سے نماز پڑھتے ہیں نہ بعد نماز مصافحہ کرتے ہیں، بلکہ شاید اول لقاء پر بھی مصافحہ ان کے یہاں نہ ہو کہ اِن اعدائے سُنن کو سُنن سے کچھ کام ہی نہ رہا، تو ایسی حالت میں وہ علت سرے سے مُرتفع ہے۔''دُرِمختار''میں ہے :یجعلہ لبطن کفّہ فی یدہ الیسرٰی، (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر۔۔۔)

((بعد نماز مصافحہ کا امام نووِی اور شاہ ولی اللہ سے ثبوت:))

اور جولوگ اس مصافحہ کو جائز کہتے ہیں اُن میں مولوی اسمٰعیل صاحب کے دادا پیر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللّٰہ علیھم بھی ہیں کتاب ''موطا'' کی شرح عربی میں فرماتے ہیں۔ قال النووی اعلم انّ المصافحة مستحبة عند کل لقاء واما ما اعتاده الناس من المصافحة بعد صلاة الصبح والعصر فلا اصل له فی الشرع علیٰ هذا الوجه ولکن لاباس به فان اصل المصافحة سنة وکونهم حافظوا علیها فی بعض الاحوال وفرطوا فیها فی کثیر من الاحوال لایخرج ذلك البعض عن کونه من المُصَافحة الّتی ورد الشرع باصلها اقول و هکذا ینبغی ان یقال فی المصافحة یوم العید۔ انتهی ((مُسوّٰی مع مصفّٰی شرح موطا صفحه 221 باب یستحب

(پچھلے صفحہ کا بقیہ حاشیہ (۲)۔۔۔) وقیل الیمنٰی الا انه من شعار الروافض فیجب التحرز عنه، قهستانی وغیره، قلت: ولعله کان وبان فتبصر (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الخطر والاباحة، فصل فی اللبس، جلد ۹ صفحہ ۵۹۶، مطبوعہ دار المعرفۃ، بیروت۔ ایضاً جلد ۶ صفحہ ۳۶۱ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی) (ترجمہ: ''(مرد) انگوٹھی بائیں ہاتھ میں ہتھیلی کی طرف کرے، اور کہا گیا دائیں ہاتھ میں پہنے، مگر یہ رافضیوں کا شعار ہے، تو اس سے بچنا ضروری ہے، (قہستانی وغیرہ) میں نے کہا یہ کسی زمانے میں رہا ہوگا پھر ختم ہوگیا، تو اس پر غور کرلو''

''ردالمحتار'' میں ہے: ای کان ذلك من شعارهم فی الزمن السابق ثم انفصل وانقطع فی هذه الازمان فلا ینهٰی عنه کیفما کان (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الخطر والاباحة، فصل فی اللبس، جلد ۹ صفحہ ۵۹۶، مطبوعہ دار المعرفۃ، بیروت۔ ایضاً جلد ۶ صفحہ ۳۶۱ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی) (یعنی ''وہ گزشتہ زمانے میں ان کا شعار تھا پھر ان زمانوں میں نہ رہا اور ختم ہوگیا تو اب اس سے ممانعت نہ ہوگی، جیسے بھی ہو'') اب تو بحمد اللہ سب شکوک کا ازالہ ہوگیا''۔

(وِشَاحُ الْجِیدِ فِیْ تَحْلِیلِ مُعَانَقَةِ الْعِیدِ صفحہ ۴۶، ۴۷ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، فیضان مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، کراچی)۔ (میثم قادری)

المصافحة و الهدية مطبوعہ میر محمد کتب خانہ، آرام باغ، کراچی)) دیکھئے حضرت شاہ صاحب موصوف الصدر نے امام نووِی کا قول درباب جوازِ مصافحہ نمازِ صبح وعصر نقل کر کے اُس پر اپنا قول بیان کیا کہ ''عید کے مصافحہ میں بھی یہی کہنا چاہیے یعنی جواز کا حکم دینا چاہیے''۔

((مولوی عبدالجبار غیر مقلد وہابی کی جہالت یا دجل؟))

☆ قولہ: صفحہ ۵ سطر ۲۳ ''اور اسی طرح علماء نے منع کی ہے کہ صلوٰۃِ رغائب کے لیے جمع ہونا جس کو بعض صوفیہ نے ایجاد کیا ہے نہ چاہیے کیونکہ اس کیفیت کے ساتھ ان راتوں میں ثابت نہیں ہوئی اگرچہ وہ نماز اچھی بنائی ہوئی ہے''۔

اقول: یہ ترجمہ کیا ہے مؤلّف نے عبارت ''شامی شرح درِ مختار'' کا حالانکہ اصل لفظ کتاب مطبوعہ مصر میں یہ ہے لِذا منعوا عن الاجتماع یعنی لفظ کذا ساتھ حرف لام ((ل)) کے ہے اور خود ''براہین قاطعہ'' کی سطر ۱۶ صفحہ پانچ میں لِذا منعوا بحرفِ لام ہے پھر مؤلّف نے اسکا ترجمہ کیوں کیا ''کہ اسی طرح علماء نے منع کیا'' ظاہر بات ہے کہ یا تو حضرت مؤلّف کمال درجہ بے علم ہیں جو کذا اور لذا میں اُن کو تمیز نہیں یا یہ کہ کمال دھوکہ باز مغالطہ انداز ہیں کہ عوام سے وجہ کراہت نمازِ رغائب کو چُھپانا چاہتے ہیں اس لئے کہ مؤلّف کا مطلب اُس وقت ثابت ہوتا کہ یہ نماز فقط اس وجہ سے منع ہوئی کہ حضرت سے ثابت نہیں حالانکہ ''شامی'' نے دوسری عِلّت کی طرف تصریح کی ہے یعنی اوّل ''شامی'' نے مسئلہ مصافحہ بعد نماز کا لکھا کہ اسکی مُداومت کرنے میں عوام کو وہم سُنّت کا ہوگا بعد اس کے لکھا کہ اسی سبب سے علماء نے منع کیا ہے صلوۃِ رغائب کو یعنی عوام اس کو سنت جاننے لگیں گے حالانکہ آپ سے ثابت نہیں بلکہ بعض متعبدین نے اس کو ایجاد کیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ سنت سمجھنا عوام کا افتراء ٹھہرے گا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر، چنانچہ علامہ حلبی نے ''شرح کبیر منیہ'' میں لکھا ہے صلوٰة الرغائب موضوعة علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و کذب علیہ پھر بعد دوسری سطر کے لکھا ان العامة یعتقدون انها سنة من

سنن النبی علیہ السلام فیکون فعلها سبباً لکذبهم علیہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔ کمال تعجب ہے کہ مؤلّف اور اُن کے پیشوا کس طرح صلوۃِ رغائب کی کراہت کو دلیل لاتے ہیں واسطے منع محفل مولد شریف کے۔

((مولوی عبدالجبار وہابی کی طرف سے بدعت کی بیان کردہ تعریف کو دلائل سے ثابت کرنے میں ناکامی:))

☆ قولہ: صفحہ ۷ سطر ۱۳ کشف نبرودی میں مرقوم ہے۔ البدعة الامر المحدث فی الدین الذی لم تکن علیہ الصحابة و التابعون۔

اقول: اوّل اس شخص نے ''انوارِ ساطعہ'' کی عبارت نقل کی وہ یہ ہے: ''واضح ہو کہ متقدمین و متاخرین میں کسی نے سُنت کی یہ تعریف نہیں لکھی کہ سنت وہ شے ہے جو قرونِ ثلاثہ میں پائی جاوے'' یہ عبارتِ ''انوار'' نقل کر کے آپ اِس کے جواب میں یہ سند گذارتے ہیں کہ ''کشفِ نبرودی'' میں مرقوم ہے البدعة الامر المحدث الٰی آخرہ۔ اب فرمایئے صاحبِ ''انوار'' کا دعویٰ کیا اور اُس کے مقابل میں ان کا ہذیان کیا۔ یہ وہی مثل ہوگئی ؎

یارو میرے مجنوں کو کوئی چرخ پہ ڈھونڈو شیریں کی یہ فریاد تھی کلکتہ میں سب سے

ہیہات ہیہات ((یعنی افسوس)) اِس سمجھ پر ''انوارِ ساطعہ'' کا رد لکھنا۔ فی الواقع جن کی سمجھ ایسی اُلٹی ہوگی وہی ''انوارِ ساطعہ'' کو رد کریں گے جنکی عقلیں سلیم ہیں وہ ''انوارِ ساطعہ'' کو نورِ بصیرت سمجھتے ہیں۔ قصہ مختصر جس طرح صاحبِ ''انوار'' نے انکار کیا تھا کہ کسی نے یہ تعریف سنت کی نہیں لکھی جواب صحیح اس کا یہ تھا کہ وہی تعریف اُسی لفظ سے کُتبِ اصول سے نقل کر دیتے یہ تو مؤلّف سے کیا کسی سے بھی نہ بنا اور ان شاء اللّٰہ تعالیٰ نہ کبھی بن سکے۔ جب یہ جواب نہ بنا تو بدعت کا بیان شروع کر دیا صاحبِ شرم کو پانی پانی ہونے کا مقام ہے کہ سنت کے جواب میں بدعت کا مضمون لکھا وہ بھی ایسا کہ کہیں اُس میں قرونِ

ثلاثہ کا لفظ نہیں اگر یہ لفظ آتا تو کچھ صاحبِ ''انوار'' کے الفاظ میں شرکت ہوتی۔ مؤلّف نے تین عبارتیں لکھیں ایک ''کشفِ نبرودی'' کی جو اوپر مرقوم ہو چکی دیکھئے اِس میں صحابہ اور تابعین کا نام ہے تبع تابعین کا ذکر نہیں۔ دوسری عبارت ''مجالس الابرار'' کی لکھی اُس میں تبع تابعین تو کیا تابعین کا بھی نام نہیں اُس میں تعریف بدعت کی یہ ہے: ھو الزیادۃ والنقصان بعد الصحابة بغیر اذن من الشارع۔ تیسری عبارت رسالہ ''البدعۃ'' کی اُس میں خلفاءراشدین وصحابہ وتابعین کا ذکر ہے تبع تابعین جو قرونِ ثالث ہے اُس کا نام تک نہیں اربابِ انصاف خیال فرمائیں یہ جواب کس درجہ ناصواب ہے۔

بالفاظِ سست و زمخت و کلفت
نمی زیبدت ردِّ انوار گفت

((مولوی عبدالجبار وہابی اور آپکے ہمنواؤں سے زبردست مطالبہ:))

☆ قولہ: صفحہ ۸ سطر ۹۔ ''سنت کے لیے دوامر ہونے چاہئیں اوّل قرونِ ثلاثہ میں درمیان مسلمین کے مروّج ہونا دوم اُس پر ردّوانکار کا نہ پایا جانا''۔

اقول: دل کے اندھے ایسے ہوتے ہیں مؤلّف نے چار صفحے یعنی آٹھ نو دس گیارہ ناحق یاوہ گوئی میں سیاہ کئے اور یہ نہ ہو سکا کہ جو صاحبِ ''انوار'' نے دعویٰ کیا تھا چار سطر لکھ کر اُس کو توڑ دیتا۔ عبارت ''انوارِ ساطعہ'' کی یہ ہے ہم نے بارہا اس مذہب والوں کو مُہلت دی کہ مہینہ دو مہینہ برس دو برس میں کسی کتاب سے خود یا اپنے مددگاروں سے تلاش کرا کر۔ ایسی حدیث معتبر ہم کو دو جس میں خاص یہ الفاظ ہوں کہ قرونِ ثلاثہ کے بعد جو بات نکلے گی وہ بدعت ہوگی یا خاص یہی الفاظ جماعتِ اصحاب یا تابعین یا تبع تابعین کی زبانی ارشاد فرمائے ہوئے ہم کو دکھاؤ معتبر اسناد سے معتمد علیہ کتاب سے لیکن کوئی نہ لا سکا انتھیٰ کلامہٗ۔ اربابِ کیاست وذکاوصاحبانِ انصاف تأمّل فرمائیں اور اس مؤلّف باحیا کو شرمائیں کہ جب تم سے حسبِ مطالبہ صاحبِ ''انوار'' دلیل نہ آسکی تو بھلے مانس کیوں کاغذ و دوات لے کر

نامۂ اعمال ناحق سیاہ کیا۔ کیوں لوگوں سے اپنے اوپر خندہ زنی کرائی؟۔ اب ہم پھر دعویٰ کرتے ہیں کہ جو تم اس کتاب میں لکھ رہے ہو کہ سنت کے لئے دوام ہونے چاہئیں الخ اسی کو تم ثابت کر دو کہ یہ مضمون حدیث میں وارد ہوا ہے بہ ہمیں الفاظ یا قول خُلفاء راشدین و صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین سے ثابت ہے جب تمھارے نزدیک سند مسلّم نہیں مگر اس تین دورہ کے تو یہ معنی بھی اسی تین دورہ سے ثابت کرو کہ اِن تینوں دَوروں میں یہ معنی عام طور پر رائج ہو گئے بلا نکیر و بلا اختلاف اور یہ تو کبھی تم سے ثابت نہ ہو سکے گا کیونکہ تم خود صفحہ سات میں لکھتے ہو کہ ''مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے نزدیک تبع تابعین اس باب میں معتبر نہیں'' پھر اُسی صفحہ میں لکھتے ہو ''بدعت وہ ہے کہ بعد صحابہ کے دین میں زیادتی یا کمی کی جاوے'' دیکھئے اس میں تابعین بھی ساقط ہیں یعنی اُن کی زیادتی اور کمی بدعت قرار دی جائے گی کیونکہ وہ بعد صحابہ کے ہیں اور بعد صحابہ کے زیادتی کمی بدعت ہے پس جبکہ اس وقت تک معنی بدعت میں ایک بات پر اجماع نہیں ہوا خود تمھاری کتاب میں طرح طرح کی بولیاں موجود ہیں تو قرونِ ثلاثہ میں بالاتفاق بلا نکیر و اختلاف اِس معنی کا مروّج ہونا معلوم۔ پس ظاہر ہو گیا کہ یہ تمھارے حکم اور معنی شرع میں ایجاد کی ہوئی بدعتِ مذمومہ ضلالت ہیں قرونِ ثلاثہ سے بلا نکیر و اختلاف ہرگز ثابت نہیں بناءً علیہ یہ قول تُم پر مردود ہے قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منه فھو علیه رد۔

((نماز میں زبان سے نیت کرنے کے متعلق مولوی عبد الجبار وہابی کے مغالطہ کا رد:))

☆ قولہ: صفحہ ۱۲ سطر ۲ ملا عابد سندھی ''مواہب لطیفہ شرح مسند ابی حنیفہ'' میں لکھتے ہیں واما التلفظ بالنية فهو خلاف السنة اذلم ينقل ذلك من النبى صلى الله عليه وسلم والصحابه ومن تبعهم۔

اقول: صاحبِ ''انوار'' اس مسئلہ کو یعنی نیت نماز کی زبان سے کرنے کو نو دس کتابوں

سے ثبوت دے چکے ہیں ایسی کتابیں جو معتبر اور درسِ علماء میں داخل اور مقبول ہیں مؤلف ''براہین'' کو شرم نہ آئی کہ اُن سب معتبرات متقدمین کی مفتیٰ بہ کتابوں کو چھوڑ کر ایک گیارہویں بارویں صدی والے ملا عابد سندھی کی کتاب سے سند پکڑی نہ وہ کتاب درس میں داخل نہ اُس پر فتوے لکھے جائیں اور وہ عابد سندھی بھی ابن قیم کی تحریر پر دھوکا کھایا ہوا چنانچہ آخر میں کہتا ہے۔ والی هذا مال ابن القيم في الهدى النبوى۔ اور یہ ابن قیم بد مذہب مشہور ہے بہت مسائل میں اہلِ حق سے خروج کیا ہے چنانچہ حال اُس کا چند کُتب میں مرقوم ہے بھلا یہ عبارت جس کی صفت ہم نے بیان کی اس قابل ہے کہ متون وشروح اہلِ فتاوی کے مقابلہ میں اُس کی طرف کان بھی لگایئے اب ہم ایک اور روایت صحیح مفتیٰ بہ علاوہ اُن روایات کے جو ''انوارِ ساطعہ'' میں مندرج ہیں لکھتے ہیں کتاب ''ملتقی الابحر'' میں درباب نیتِ نماز لکھا ہے وضم التلفظ اِلى القصد افضل اور یہ کتاب ''ملتقی الابحر'' وہ کتاب ہے جو ایّامِ غدر و بلوائے دہلی سے کچھ پہلے فخر المطابع دہلی میں باہتمام حافظ عبداللہ چھپی تھی مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی نے اُس کی تعریف صفحہ ۲۶۷ میں یہ لکھی کہ ''ملتقى الابحر'' كتابست جامع رواياتِ صحيحه حنفيه وهم متداوله علماء حرمين شريفين كما لا يخفى على المتتبع اِس عبارت کے بعد مولوی صاحب نے اپنی مُہر لگائی اُس میں نام اُن کا بخطِ نسخ یہ ہے ''سیّد محمد نذیر حسین''۔ بڑی ہٹ دھرمی اور جہالت کی بات ہے کہ ہم ایسی ایسی معتبر کتابوں کا حوالہ دیں جو خود اُن کے مجتہد العصر کی مُہر اُس کی تصدیق پر لگی ہوئی موجود ہے جس کا جی چاہے آکر دیکھ لے اور یہ لوگ ایسے اَلَدُّ الْخِصَامِ ((سب سے بڑا جھگڑالو)) کہ اُس کو تسلیم نہ کریں اور سخن پروری کر کے اُس کے مقابل وہ اقوالِ مرجوح جو قِیل و قِیل میں داخل ہیں پیش کریں واضح ہو کہ یہ مسئلہ افضلیت تلفظ بالنیّت کا متون میں ہے اور متون مقدم ہیں بابِ فتویٰ میں كما لا يخفى على المفتی ((جو مفتی پر ظاہر ہے))۔

((مولوی عبدالجبار وہابی کی بے شرمی:))

☆ قولہ: صفحہ ۱۲ سطر ۱۸۔ اگر ابوشامہ کا قول مطلقاً حجت ہے تو اُن کا قول انکارِ تقلیدِ شخصی میں کیوں نہیں مقبول ہوتا۔

اقول: بے شرم ایسے ہوتے ہیں اپنی خجالت دوسروں پر اُتارنے لگتے ہیں فی الواقع ''صاحبِ انوار'' نے غیر مقلدوں کو جو مُنکرِ میلاد شریف ہیں داغ دیا تھا کہ تمھارا پیشوا بڑا عالم غیر مقلد ابوشامہ اس محفلِ پاک کو مستحسن فرماوے اور تم کم مایہ اُس کو ضلالت قرار دیتے ہو''۔ یہ کم فہم ایسے کہاں تھے کہ صاحبِ ''انوار'' کی اس حکمتِ غامضہ کو سمجھتے اُلٹا الزام دینے لگے حالانکہ الزام ہم پر ذرّہ بھر نہیں دو وجہ سے ایک یہ ادھر سے علماء حنبلی اور مالکی اور شافعی کی بھی سند گذاری گئی ہے تو چاہئے ہم سب حنبلی اور مالکی اور شافعی بن جائیں؟ یہ کیسی بیہودہ اُلٹی سمجھ ہے یہ نہ سمجھا کہ صاحبِ ''انوار'' نے ہر قسم کے علماء کی سند اس واسطے گذاری ہے کہ ہر قسم کے آدمیوں پر حجّت ہو وجہ دوسری یہ کہ ہم مقلدین کا قول ہے کہ جس شخص کو بصیرتِ کامل شناسائی اُصول وفروع وناسخ ومنسوخ واقوالِ صحابہ ومجتہدین وصحیح وسقیم روایات میں ہو ایسا آدمی اگر بعض مسائل میں بباعث پہنچنے امرِ حق کے اتباع اپنے فہم کا کرے تقلید ترک کرے وہ مُعاتَب ((عتاب کیا گیا، معتوب)) نہیں علامہ ابوشامہ اسی قسم کے کاملین میں تھا ہم اُس درجہ کے نہیں بناءً علیہ اُس کا قول ترکِ تقلید میں ہم اپنے لیے سند نہیں بناتے جس کو کوئی حصہ اجتہاد کا نہیں وہ کس طرح ترکِ تقلید کرے اور محفل مولد نبی میں سَرُور ہے میلادِ نبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ علی العموم اہلِ اسلام کو چاہیے بناءً علیہ یہ قول اُس کا ہم نے بھی اختیار کیا اور وہ جو مؤلّف ''براہین'' نے صفحہ ۲۹ میں بباعث بے علمی کے لکھا کہ علماءِ حنفیہ میں سے بجز مُلّا علی قاری اور شیخ عبدالحق دہلوی کے اور کوئی اس عمل کا قائل نہیں سخت جہالت ہے بہت علماء حنفیہ سوائے ان کے جوازِ محفلِ اقدس پر گئے ہیں مثل علامہ سیف الدین حمیری دمشقی، مُلّا معین ہروی، شارح کنز وصاحبِ معارج، علامہ اسماعیل آفندی مؤلّف تفسیر روح

البیان، ملامحمد طاہر صاحبِ ''مجمع البحار'' وغیرہم رحمة اللّٰه علیهم اجمعین ۔سبحان اللّٰہ ناواقفیت اپنی پھر علماء پر اعتراض کریں۔

((بدعت کی تعریف کے متعلق مولوی عبدالجبار وہابی کی نئی بولی:))

☆ قولہ: صفحہ ۱۳ سطر ۴　بدعت مباحه منحصر در عادات است مثل پختن پلاؤ در شادی و مانند آن و بدعتِ حسنه در عباداتِ مالیه مثل بناء مدارس و خانقاهات الیٰ آخره

اقول: اس مقام پر مؤلّف نے یہ بات مان لی کہ بدعتِ حسنہ عباداتِ مالیہ میں اور بدعتِ مباحہ عادات میں جائز ہے اس بات کے ماننے سے کل بدعة ضلالة کی کُلّیت ٹوٹ گئی جس پر صفحہ ۱۵ میں مؤلّف صاحب بہت سر پیٹ رہے ہیں اور یہ لکھتے ہیں کہ یہ کبریٰ شکلِ اوّل کا واقع ہوا ہے اور شکلِ اوّل میں کلیتِ کبریٰ ضروری ہے اب چاہیے کہ مؤلّف صاحب کبھی مجوزین بدعتِ حسنہ کی طرف منہ نہ کریں اور یہ نہ کہیں کہ بدعتِ حسنہ کے جائز رکھنے میں کل بدعة ضلالة کی کلّیت ٹوٹتی ہے اور مولوی اسمٰعیل صاحب کی عجیب ایک کہانی لکھی کہ وہی اوراد واشغالِ مشائخ ایک کے حق میں تو بدعتِ حقیقیہ یعنی کُل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار اور ایک کے حق میں اُس سے کم اُس کا نام بدعتِ حکمیہ تجویز کرلیا اور ایک کے حق میں وہ بدعت ہی نہیں سبحان اللّٰه کیا گھر بیٹھے باتیں بنارہے ہیں پھر کیوں اسی طرح مولد شریف میں نہیں سمجھتے کہ یہ وسیلہ ہے ازدیادِ محبتِ رسول کریم صلی اللّٰه علیه و آله وسلم کا بار بار ذکر سُننے سے محبت بڑھتی ہے اور محبت نبی کریم صلی اللّٰه علیه و آله وسلم خود رونقِ ایمان ہے اور شرع میں مطلوب ہے۔

((مولوی عبدالجبار وہابی کی شامتِ نفس:))

☆ قولہ: صفحہ ۱۲ سطر ۲۱۔ ''جبکہ بسملہ وحمد کا تحریر کرنا ضروری نہیں ہے صرف زبان سے کافی ہے تو صلوٰۃ بطریق اولیٰ مکتفی ہے''

اقول: مؤلّف ''براہین'' نے فتوی انکاری میں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پر صیغۂ درود نہ لکھا تھا اُس پر صاحبِ ''انوار ساطعہ'' نے تنبیہ کی تھی اور یہ لکھا تھا کم نصیبی مفتی کی یہ کہ حضرت کا ذکر کیا اور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نہ کہا اُس کے جواب میں آپ ایسی عبارت لکھتے ہیں جس سے یوں سمجھا جائے کہ اُنہوں نے اگر چہ درود لکھا نہیں لیکن پڑھ لیا تھا خیر اس کو ہم ان کے ایمان پر چھوڑتے ہیں پڑھا یا نہیں پڑھا لیکن اس ذیل میں آپ نے یہ عبارت خوب لکھی کہ کتاب میں بسم اللہ اور اللہ کی تعریف لکھنا ضروری نہیں سبحان اللہ کیا ہدایت فرمائی ہے اگر لوگ آپ کی پیروی کریں گے تو ان شاء اللہ سب کتابوں سے اللہ کا نام اُٹھ جائے گا۔

اِذا کان الغراب دلیل قوم   سیهدیهم طریق الهالکین

اور صاحبِ ''انوار'' ہدایت کرنے میں بہت راست گو ہے جو درود نہ لکھنے کو مُفتی کی کم نصیبی لکھا اس لئے کہ اگر مؤلّف صاحب حضرت کے ذکر میں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لکھ دیتے جو کوئی اس کتاب کو پڑھتا ہر کسی کے منہ سے درود بھی نکلتا تو ثواب میں مؤلّف ''براہین'' بھی ((بشرطِ مسلمان)) شریک ہوتے اب نہ لکھا تو یہ حصہ ثواب کا گھٹ گیا کم نصیبی اسی کو کہتے ہیں صاحبِ ''انوار'' نے جو الفاظ لکھے تھے نہایت صحیح ہیں تمام اہلِ انصاف مخالف و موافق سے پوچھو کہ اس میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں۔

☆ قولہ: صفحہ ۱۴ سطر ۳۔ اپنا یہ حال ہے کہ لکھتا ہے آئندہ بھی تحقیق آویگی اور ان شاء اللہ ندارد حالانکہ اللہ فرماتا ہے۔

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ۔ ((پارہ:15، سورہ کہف آیت:23)) ((ترجمہ: ''اور ہرگز کسی بات کو نہ کہنا کہ میں کل یہ کردوں گا''))

اقول: یہ اعتراض صاحبِ ''انوار'' پر کرنا مبنی ہے جہالت طریق تالیف کتاب پر کتاب

کے مضامین جب مسودہ میں پس وپیش جمع ہو جاتے ہیں نظرِ ثانی میں جب مؤلّف دیکھتا ہے کہ یہ مضمون دو مقام پر ہے تو پچھلے کی سند میں کہتا ہے کہ فلاں مقام میں بھی ہم یہ مضمون لکھ چکے ہیں اور آگے کے واسطے لکھ دیتا ہے کہ آگے بھی تحقیق آوے گی تو یہ استقبال کا صیغہ کہنا اُس کا مجازاً ہوتا ہے ورنہ حقیقت میں وہ تحقیق لکھی ہوئی آگے موجود ہے یہ تو فاعل ذٰلِكَ غدًا میں داخل نہیں جو اُس کے لیے ان شاء اللّٰہ کہنا ضرور ہو یہ تو جواب تحقیقی ہے اور دوسرا جواب الزامی یہ ہے کہ مؤلّف نے اپنے درود پڑھنے کا جواب دیا کہ زبان سے کہنا کافی ہے کتاب میں لکھنا ضروری نہیں پھر یہاں بھی یہی سمجھ لیا ہوتا کہ ان شاء اللّٰہ کا لکھنا کچھ ضرور نہیں اور تیسرا جواب الزامی یہ ہے کہ خود مؤلّف سطر اوّل صفحہ تین (۳) ''براہین قاطعہ'' میں لکھتا ہے ''منصف کی اُس سے بخوبی اطمینان ہو جاوے گی'' انتہی۔ کوئی اِن سے پوچھے اے بھائی تو نے ابھی دلائل ذکر نہیں کیے آگے بیان کرے گا بعد اُس کے منصف اُس کو دیکھے گا جب کبھی اُس کو اطمینان ہوگا پھر فعلِ استقبال پر تو نے ان شاء اللّٰہ کیوں نہ لکھا؟ پھر صفحہ ۱۸ سطر ۲۴ میں آپ لکھتے ہیں ''اس کا جواب آگے بیان کیا جائے گا'' اور یہاں بھی ان شاء اللّٰہ ندارد واہ سبحان اللّٰہ! خود رافضیحت و دیگراں رانصیحت۔

((رسول اللہ کو ایک وقت میں متعدد جگہ ماننا شرک کہنے پر مولوی عبدالجبار وہابی کا زبردست رد:))

☆ قولہ: صفحہ ۱۴ سطر ۸۔ رسول اللہ کو ایک وقت میں بیچ مواضع متعددہ کے حاضر جاننا شرک ہے۔

اقول: یہ شخص کیسا بے ادب ہے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب اور رشید احمد صاحب کے پیرانِ پیر کا بھی کچھ ادب نہیں کرتا بے تامّل اس عقیدہ کو شرک کہتا ہے حالانکہ اُن دونوں کے پیرانِ پیر یعنی حضرت مجدّد الف ثانی جلد ثانی ''مکتوبات'' مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۱۱۵ میں فرماتے ہیں کہ ہر گاہ جنیاں را بتقدیر اللہ سبحانہٗ دیں قدرت بود کہ

متشکل با شکال گشته اعمال غریبه بوقوع آرنداروح کمل را اگراین قدرت عطا فرمایندچه محل تعجب است وچه احتیاج ببدن دیگر ازین قبیله است انچه از بعضے اولیاء الله نقل میکنند که دریك آن درامکنۂ متعدده حاضر میگردند وافعال متبائنه بوقوع مے آرند انتھٰی۔

((ترجمہ: ’’جب کہ جنات بتقدیرِ خداوندی یہ طاقت رکھتے ہیں کہ مختلف شکلوں میں متشکّل ہو کر عجیب عجیب کام کر لیتے ہیں ارواحِ کاملین کو اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ طاقت وقدرت مل جائے تو اس میں تعجب کی کون سی بات ہے اور کسی دوسرے جسم میں منتقل ہو کر افعال صادر کرنے کی کیا حاجت ہے چنانچہ اسی سلسلے کی کڑی ہیں وہ واقعات جو بعض اولیاء اللہ سے منقول ہیں کہ وہ ایک ہی وقت میں متعدد مقامات کے اندر موجود اور حاضر ہوتے ہیں اور مختلف کام انجام دیتے ہیں‘‘))

اور پھر آٹھ سطر کے بعد مرقوم فرماتے ہیں:

این تشکل گاه در عالم شهادت بودو گاه در عالمِ مثال چنانچه دریکشب هزار کس آن سرورراعلیه وعلی آله الصلوٰة و السلام بصور مختلفه درخواب می بینند واستفاده هامی نمایند اینهمه تشکل صفات و لطائف اوست وعلی آله الصّلوٰة والسلام بصورة هائے مثالی و هم چنین مُریدان از صورِ مثالی پیران استفاده هامی نمایندو حلّ مشکلات می فرمایند انتهٰی ((ترجمہ: ’’یہ تشکّل کبھی عالم شہادت میں ہوتا ہے اور کبھی عالمِ مثال میں، چنانچہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ہزار آدمی ایک ہی رات میں خواب کے اندر نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کو مختلف صورتوں میں دیکھتے ہیں اور بہت سے فائدے اور برکات حاصل کرتے ہیں یہ بھی درحقیقت آپ کی صفات اور آپ کے لطائف کی شکلیں ہوتی ہیں جو مثالی صورتوں میں جلوہ گر ہوتی ہیں‘‘))اور صاحبِ ’’انوارِ ساطعہ‘‘ نے بہت توضیح وتصریح سے دو

ورق میں یہ مسئلہ بیان کیا پھر بھی مؤلف کی سمجھ میں نہ آیا مؤلف وہی مرغے کی ایک ٹانگ گاتے ہیں اس کوڑ مغزی کا کیا علاج۔ اب ہم ناظرینِ انصاف پسند کو اُس دو ورق سے چھ سطر پڑھ کر سُناتے ہیں وہ یہ ہے:۔ ''پس اسی طرح سمجھو کہ جب سورج سب جگہ یعنی اقالیم سبعہ میں موجود ہے کہ وہ چوتھے آسمان پر ہے روحِ نبی صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم جو ساتویں آسمان پر علیین میں موجود ہے اگر وہاں سے آپکی نظرِ مبارک کُل زمین پر یا زمین کے چند مواضع و مقامات پر پڑ جاوے اور ترشح انوار فیضانِ احمدی سے کُل مجالسِ مطہرہ کو ہر طرف سے مثل شعاعِ شمس محیط ہو جاوے کیا مُحال اور کیا بعید ہے علامۂ زرقانی نے ابو الطیب کا شعر ''شرح مواہب لدنیہ'' کی فصل زیارت قبر شریف میں نقل کیا ہے۔

کالشّمس فی وسط السماء ونورها یغشی البلاد مشار قاو مغاربا

کالبدر من حیث التفتِ رایته یُهدی الّي عینیك نورا ثاقبا

انتہی کلام ''انوار ساطعہ''۔ اب صافی طبعان انصاف منش تأمّل فرمائیں کہ اس تقریر میں شرک کی بو ذرا نہیں ہے کیا شرک کے معنی عقائد میں نہیں پڑھے الاشراك هو اثبات الشريك فی الالُوهية بمعنی وجوب الوجود كما للمجوس اوبمعنی استحقاق العبادة كما تعبده الاصنام كذا فی الشرح العقائد النسفی۔ اِس معنی کو محفل مولد شریف پر منطبق کیجئے تو ذرہ بھر لگاؤ نہیں ہے نہ یہاں کوئی کسی کو واجب الوجود شریکِ اُلوہیت سمجھتا ہے نہ مستحقِ عبادت اور نہ کسی صفاتِ مختصہ الٰہی میں شریک، پھر مُشرک کہنا اس عقیدہ کو محض جنون ہے اور رد ہو گئے اس تقریر سے اعتراضات مؤلف کے جو دس ((۱۰)) گیارہ ((۱۱)) سطریں سیاہ کی تھیں۔

قولہ: صفحہ ۱۴۴ سطر ۱۴۔ ''ایک وقت کے اندر مختلف مقامات میں حاضر ہونا رب العلمین کا خاصہ ہے''

اقول: معلوم نہیں مؤلف نے ''انوار ساطعہ'' کو حالتِ غنودگی میں دیکھا ہے یا بعد آنکھ

بند ہو جانے کے عالمِ خواب میں دیکھا ہے ہرگز اُس کی حقیقت کو نہیں سمجھا ہم خُلاصہ مضمون عبارت صاحبِ ''انوار'' سُناتے ہیں وہ یہ ہے کہ ''خاصہ شے کا وہ امر ہوتا ہے کہ ''یوجد فیہ ولا یوجد فی غیرہ یعنی اُسی میں پایا جاوئے دوسرے میں ہرگز نہیں'' اور فقط زمین پر چند جگہ موجود ہو جانا صفتِ خاصہ خدائے تعالیٰ کی نہیں۔ ملک الموت ہر ایک آدمی کو جانتا ہے ہر آدمی کے سرہانے حاضر ہوتا ہے وقت موت اُس کے اور ہر جاندار کی جان قبض کرتا ہے پس خیال کرو کہ ایک آن میں مشرق سے مغرب تک کس قدر چیونٹے، مچھر، کیڑے مکوڑے، چرند پرند، درند، آدمی مرتے ہیں ہر جگہ ملک الموت موجود ہو جاتا ہے اور ''دُرِّ مختار'' اور ''شامی'' میں ہے کہ ''شیطان یعنی ابلیس تمام بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے'' اور چاند کو اور سورج کو دیکھو جب وسط سماء میں ہوتے ہیں لاکھوں کروڑوں شہروں میں موجود ہوتے ہیں جہاں آدمی کھڑا ہو جائے گا وہیں چاند و سورج موجود ہوں گے پس معلوم ہوا کہ فقط زمین پر چند مواضع میں موجود ہو جانا وہ بھی کیسا کہ نہ ہر وقت نہ ہر آن بلکہ بعض اوقات میں صفتِ خاصہ خدا تعالیٰ کی نہیں بناءً علیہ جو لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو چند مواضع محافل میلادیہ مقدسہ میں موجود دیکھیں یا اعتقاد کریں یہ ہرگز ہرگز شرک نہیں ہو سکتا'' انتھیٰ کلامہ۔ یہ گفتگو صاحبِ ''انوار'' کی ایسی جامع اور صحیح ہے کہ کبھی کوئی صاحبِ علم اس کو شرک نہ کہہ سکے گا اور نیم مُلّا خطرۂ ایمان کا کچھ اعتبار نہیں اور نقل کر چکے ہم اس قول سے پہلے قول میں عقیدہ مولوی اسمٰعیل صاحب اور رشید احمد صاحب کے پیرانِ پیر مجدد الف ثانی کا کہ اولیاء اللہ کا آنِ واحد میں امکنہ متعدّدہ میں حاضر ہو جانا صحیح ہے۔ بھلا ایسے مستندین ثقات کے سامنے ان یاوہ گویانِ بے ہُنر ((لچر اور فضول باتیں کرنے والے)) کی کون سُنے۔

☆ قولہ: صفحہ ۱۴ سطر ۱۳۔ ''مکاشفاتِ اولیا اگرچہ حق اور ثابت ہیں لیکن حجتِ شرعی نہیں ہو سکتے''۔

اقول: اگر حجت نہیں نہ سہی لیکن جب حق جانتے ہو تو حق سے کیوں پھرے ہو جاتے ہو امرِ حق اور ثابت کا تسلیم کرنا تو بدعت نہیں ہے۔

((اپنے پیشوا شیطان کے متعلق مولوی عبدالجبار وہابی کا انکار اور اس کا جواب:))

☆ قولہ: صفحہ ۱۴ سطر ۱۸۔ ''شیطان تمام بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے عجیب وغریب ہے''۔

اقول: کتاب ''دُرِّ مختار'' موجود ہے دیکھ لو اور اخبارِ انبیاء علیھم السلام تو منکروں کو عجیب وغریب معلوم ہوا کرتے ہیں کافروں کو پیغمبروں کا آنا اور قیامت کے دن آدمیوں کا مبعوث ہونا نہایت عجیب وغریب معلوم ہوتا تھا چنانچہ قرآن شریف میں ہے بَلْ عَجِبُوٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَیْءٌ عَجِیْبٌ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِیْدٌ۔ ((پارہ:26،سورۂ قٓ،آیت:2،3))

((ترجمہ: ''بلکہ اُنہیں اس کا اچنبا ہوا کہ ان کے پاس انہی میں کا ایک ڈر سنانے والا تشریف لایا تو کافر بولے یہ تو عجیب بات ہے کیا جب ہم مرجائیں اور مٹی ہوجائیں گے پھر جئیں گے یہ پلٹنا دُور ہے''))

شیطان کی بابت صحیح حدیث میں آیا ہے۔ الشیطان جاثم علی قلب ابن آدم فاذا ذکر اللہ خنس واذا غفل وسوس رواہ البخاری تعلیقا۔

((شیاطین کے متعلق اہم وضاحت:))

اور بعض روایات میں جو شیاطین کا ذکر آیا ہے تو تطبیق دینی چاہیے کہ وہ جماعت سرکش بہکانے والوں کی ہے کہ اعوان وانصار شیطان سے ہے اور تفسیر میں شیطان کے معنے یہ لکھے ہیں کُلّ عادٍ متمرد من الجن والانس والدّواب اور ابلیس کو بھی شیطان کہتے ہیں پس جس مقام میں شیاطین جمع ہے وہ دوسرے معانی میں ہے اور شیطان جس کو ابلیس کہتے ہیں وہ لاریب ایک ہے مؤلّف کو بے علمی کے سبب سے عجیب معلوم ہوتا ہے۔

☆ قولہ: صفحہ ۱۴ سطر ۲۳۔ ''اُصول دین کے چار ہیں''۔

اقول: جواب اس کا عنقریب آتا ہے۔

☆ قولہ: صفحہ ۱۵ سطر ۸۔ ''اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ ایک شہر کا تعامل ہے پس یہ عمل بدعت ہوا''۔

اقول: مولد شریف ایک شہر کا تعامل نہیں یہ تو لاکھوں کیا کروڑوں شہروں عرب اور عجم ممالکِ مشرقیہ ومغربیّہ وجنوبیہ وشمالیہ میں مقبول و مستحسن ٹھہرایا گیا ہے۔

مولوی عبد الجبار وہابی کے مغالطہ کا رد:

☆ قولہ: صفحہ ۱۵ سطر ۱۲ ذکرِ رسول اللہ عبادات میں داخل ہے اور عبادت کی ہیئت توقیفی ہوتی ہے تو بغیر بیانِ شارع کے عمل مکروہ ہوا۔

اقول: جس طرح ذکرِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عبادت ہے، حضرت کی احادیث کا لکھنا بھی عبادت ہے وہ بھی توقیفی ہونا چاہئے بغیر بیان شارع بدعت ہوگا علی الخصوص جس طرح محدثین نے حدیثیں نماز کی ایک جگہ، روزہ کی ایک جگہ لکھی ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو بیان اس طرح نہیں فرمایا کہ ایک جلسہ میں فقط احکامِ روزہ فرمائیں اور سب احادیث روزہ کی ایک جلسہ میں، پس یہ خلاف ہیئت بیان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوگا اور یہ بدعتِ مذمومہ ٹھہرتا ہے اور وہ جو مثالیں متعلق نماز کے لکھی ہیں کہ حضرت سے منقول نہ ہونا دلیل کراہت کی ہوگئی یہ قیاس مع الفارق ہے اس واسطے کہ نماز ایسی چیز ہے کہ اس کا ہر رُکن ہر ہیئت کسی کسی بات کے ساتھ مقیّد ہے مکان اور زمان اور لباس وطہارت وفرضیت و وجوب وکراہت وتحریم وافساد و بطلان وغیرہ کی قیدیں لگی ہوئی ہیں پس ایسی مقیّد چیز پر مطلق ذکر کو محمول کر کے وہی حکم اُس میں دینا خلافِ عقل ہے اور مصافحہ کا حکم گذر چکا کہ اُس کی کراہت اور عِلّتوں پر مبنی ہے پس مصافحہ پر بھی محفل مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قیاس نہ کی جائے گی اور یہ جو لکھا کہ جو چیز متردّد ہو درمیان سنت وبدعت کے اُس کا ترک لازم ہے تو یہ وہاں ہے

جہاں تردد ہو تردد کے معنے یہ ہیں کہ آدمی شک میں ہو ترجیح کسی طرف نہ ہو یہاں تو قولِ جمہور سے تردّد رفع ہو گیا کہ محفل مولد شریف مستحسن ہے۔

((میلا د شریف کی اصل قرآن وسنت سے ثابت ہے:))

☆ قولہ: صفحہ ۱۵، سطر ۲۵۔ ''افعالِ مکلّفین دو قسم ہیں مشروع اور غیر مشروع''۔

اقول: یہ دلیل اور دلیلِ اوّل کہ اصول دین کے چار ہیں قریب قریب ہیں پس واضح ہو کہ امور مندرجہ محفل مولد شریف سب مشروع ہیں اس میں کوئی امر ایسا نہیں جو خلافِ کتاب وسنت ہو ذکرِ معجزات کرنا، مناقب پڑھنا، اپنے گھر آئے ہوؤں کو کچھ حسبِ توفیق کھلانا یا ہدیہ پیش کرنا، استعمال خوشبو، ذکر اللہ ورسول کے لیے اونچے مقام پر بیٹھنا یہ سب سنّت ومستحب ہیں اور کھڑے ہو کہ جو درود وسلام پڑھتے ہیں یہ بھی مشروع ہے اشعار مدحِ رسول وہجو کفّار وغیرہ کا پڑھنا عین منبر پر حضرت حسان سے ثابت ہے علاوہ برآں درود وسلام ذکر اللہ میں ہے اور ذکر اللہ کا پڑھنا جیسا قعود میں جائز ہے قیام میں بھی صحیح ہے **فَاذْكُرُوا اللهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا** ۔((پارہ:5، سورۂ نساء، آیت:103))((ترجمہ: ''تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے''))

ایک اور قاعدہ سے بھی یہ قیام جائز ہے یعنی ذکرِ رسول اور درود وسلام حالتِ قیام میں کرنے سے حضرت صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے منع نہیں فرمایا اور منع فرمایا ہوتو حدیث پیش کرو جن احادیث میں ممانعتِ قیام ہے وہ اور موقع پر ہیں پس جبکہ اس قسم کے قیام کے لیے کوئی خاص کر شریعت میں نهی ((ممانعت)) وارد نہیں ہوئی تو بقاعدۂ اُصول ''اصلِ اشیاء میں حلّت واباحت ہے'' یہ قیام مباح ٹھہرا سوا اسکے ایک بات یہ بھی ہے کہ ائمۂ دین نے اسکو مستحسن فرمایا ہے **قال البرزنجی وقد استحسن القيام عند ذكر مولده الشريف ائمة ذوورواية ودراية**۔((عِقْدُ الْجَوْهَرِ فِیْ مَوْلِدِ النَّبِيِّ الْاَزْهَر صفحه 106 اصدارات الساحة الخزرجية۔ابو ظبی، دولة الامارات العربية

المتحدۃ۔2008ء/1429ھ۔عِقْدُ الْجَوْھَرِ فِیْ مَوْلِدِ النَّبِیِّ الْاَزْھر اردو ترجمہ وتشریح بنام مولدِ برزنجی از مولانا نور بخش توکلی۔صفحہ 25 جامعہ اسلامیہ، 1۔ فصیح روڈ، اسلامیہ پارک، لاہور۔عِقْدُ الْجَوْھَرِ فِیْ مَوْلِدِ النَّبِیِّ الْاَزْھَر اردو ترجمہ بنام مولودِ برزنجی از مولانا عبدالغنی نوراللہ شاہ قادری صدیقی لکھنوی شاگردِ رشید حضرت مولانا سلامت اللہ رحمۃ اللہ علیہ صفحہ 26 مطبوعہ در مطبع نامی، لکھنؤ)) پس جبکہ اس میں کوئی امر خلاف ادلۂ اربعہ شرعیہ نہیں تو مکروہ نہیں ہوسکتا۔

☆ قولہ: صفحہ ۱۶ سطر ۱۶۔ وروز تولد و وفات ہیچ نبی راعید نگر داند ند۔

اقول: یہ قول شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا آپ نے نقل کیا اور اپنے زعم میں یہ سمجھا کہ اس سے معلوم ہوا مولد شریف باطل ہے اس عقل وفہم پر ہزار افسوس عید کرنا اور بات ہے اور ذکر مبارک عظمت اور آداب کے ساتھ پڑھنا اور بات ہے اور مولد شریف میں تعیّنِ یوم بھی نہیں جس طرح عید میں عید اُسی روز ہوتی ہے جو اُس کا دن ہے، اور مولد شریف اُس دن بھی ہوتا ہے اور بارہ مہینے جب چاہے یہ کیا قیاس فاسد ہے۔

((جمہور علماء کے خلاف چند افراد کا قول حجت نہیں:))

☆ قولہ: صفحہ ۱۶ سطر ۱۸۔ ''کتاب ''شرعیہ الٰہیہ'' میں مذکور ہے''۔

اقول: مؤلف نے اس مقام پر پانچ چھ آدمیوں کے قول در باب منع مولد شریف نقل کیے یہ بات صاحبِ ''انوار'' کے مخالف نہیں ہوسکتی اس واسطے کہ جمہور کے مقابل میں پانچ چھ آدمی تو کیا دس بیس بھی اگر ہوں تو معتبر نہیں ہوسکتے صاحبِ ''انوار'' نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ کوئی آدمی اُس کا مخالف نہیں ہاں یہ دعوی کیا ہے کہ مذہبِ جمہور استحبابِ مولد شریف ہے سو جمہور یعنی علماء کثیر سے اس کا جواب دو اگر کچھ دم میں دم ہے علاوہ بر آں جن کے نام تم نے لکھے یہ اُس درجہ کے مشہور اور معتمد علیہ نہیں جیسے مجوزینِ محفل مولد شریف ہیں مثل ابن جزری اور سیوطی اور صاحبِ ''مجمع البحار'' اور صاحبِ ''روح البیان'' اور محدث دہلوی و مُلا علی قاری اور زرقانی اور صاحبِ قاموس اور ابن حجر وغیرھم رحمۃ اللہ علیھم اجمعین۔

☆ قولہ: صفحہ ۱۸۔ سطر ۱۰۔ تعظیم وتکریم کے لیے قیام کرنا جیسا کہ اہلِ مولد کرتے ہیں مذموم ومکروہ ہے۔

اقول: غنیمت ہے کہ مؤلّف ''براہین'' پہلے اس کو شرک و کُفر کہتا تھا اب فقط مکروہ ہونے کا قائل ہوا ان شاء اللّٰہ تعالیٰ اگر دل کو بُغض سے خالی کر کے اہلِ حق کا کلام سُنے گا تو مباح اور مستحسن بھی کہنے لگے گا اور یہ جو ہم نے کہا کہ پہلے اس کو شرک کہتا تھا دلیل اُس کی یہ ہے کہ مؤلّف صفحہ ۱۴ سطر ۷ میں لکھتا ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو ایک وقت میں بیچ مواضع متعدّدہ کے حاضر جاننا شرک ہے'' اور اسی صفحہ کی سطر اوّل میں لکھتا ہے ''اُن کو یہی اعتقاد ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لاتے ہیں اسی وجہ سے قیام کرتے ہیں'' پس ظاہر ہے کلامِ مؤلّف سے کہ جب وہ اس اعتقاد سے کھڑے ہوئے تو یہ کھڑا ہونا دلیلِ شرک ہے ہم بہت غنیمت جانتے ہیں کہ دو ورق کے بعد مؤلّف کی آنکھ کُھل گئی کچھ عقل آ گئی اوّل شرک کی بوتھی اب کراہیت کی بو ہے خدا اس کو بھی کھووے ((یعنی ختم کروادے))۔

((قیامِ میلاد کا ثبوت:))

☆ قولہ: صفحہ ۱۹ سطر ۲۔ جب ان دلائل کا جواب نہ ہو سکا تو بحالتِ مجبوری لکھ دیا کہ ''حضرت نے خاص عجمیوں کی طرح سے منع فرمایا ہے مطلق قیام کو مکروہ نہیں فرمایا ہے''۔

اقول: اس شخص کو اتنی بھی خبر نہیں کہ یہ گفتگو خود صاحبِ ''انوار ساطعہ'' اپنی طرف سے نہیں کرتے بلکہ یہ ''قسطلانی'' اور صاحبِ ''مجمع البحار'' اور شاہ ولی اللہ وغیرہ محدثین رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تقریر ہے پھر اس بے علمی پر یہ بے ادبانہ کلام کہ جب جواب نہ آیا بحالتِ مجبوری لکھ دیا ہم کہتے ہیں کہ اگر تم شامتِ اعمال سے یہ گستاخانہ کلام صاحبِ ''انوار'' سے کرتے ہو تو اپنے مرشد مجتہد مولوی اسمٰعیل کے دادا پیر شاہ ولی اللہ مرحوم کو کیا کہو گے اُنہوں نے کس سے مجبور و لاجواب ہو کر ''حجۃ اللہ البالغۃ'' میں یہ لکھدیا۔ فان

العجم كان من امرهم ان تقوم الخدم بين ايدى سادتهم والرعية بين ايدى ملوكهم وهومن افراطهم فى التعظيم حتى كا ديتا خم الشرك فنهواعنه والى هذا وقعت الاشارة فى قوله عليه السلام كمايقوم الاعاجم۔ یہ عبارت ''حجۃ اللہ'' مطبوعہ بریلی کے صفحہ ۳۸۰ میں ہے۔

☆ قولہ: صفحہ ۱۹ سطر ۱۱۔ '' یہ قیام اس قسم کا ہے جیسا کہ واعظ بروقت وعظ گوئی کے کرتا ہے''۔

اقول: صاحبِ ''انوار'' نے اقسامِ قیام نو دس طرح پر لکھی ہیں از انجملہ حضرت حسّان کی بابت جس قدر عبارت لکھی وہ پوری بلاکم وبیش لکھی جاتی ہے وہ یہ ہے قیام ساتواں کھڑا ہوکر مدائح اور مفاخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پڑھنی۔ ''صحیح بخاری'' میں ہے کہ حضرت حسان منبر پر کھڑے ہوکر اشعارِ فخریہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پڑھتے تھے انتھی کلامہ اب فرمایئے جس قدر صاحبِ ''انوار'' کا بیان ہے اس پر کیا اعتراض ہوسکتا ہے اس شخص نے خواہی نخواہی کاغذ سیاہ کیا۔

((قیامِ میلاد کے متعلق مولوی عبدالجبار وہابی کے مغالطے کا رد:))

☆ قولہ: صفحہ ۱۹ سطر ۱۴۔ ''اور حضرت فاطمہ وغیرہ کا قیام کسی روایت صحیح سے ثابت نہیں یہ مؤلّف کا افترا ہے''۔

اقول: یہ شخص کس قدر کم فہم اور بے علم ہے کہ قیام فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو صاحبِ ''انوار ساطعہ'' کا افترا بیان کرتا ہے اگر اس شخص نے ''مشکوۃ'' پڑھی ہوتی تو دیکھ لیتا کہ مشکوۃ مطبوعۂ احمدی کے صفحہ ۳۹۴ میں یہ حدیث موجود ہے اور اگر ''ابوداوٗد'' پڑھتا اُس میں دیکھ لیتا اور اگر ''عینی شرح ہدایہ'' کو دیکھتا اُس میں پڑھ لیتا کہ اُس نے ذکر مصافحہ اور معانقہ کے ذیل میں یہ حدیث قیامِ فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی ''ابوداوٗد'' اور ''ترمذی'' اور ''نسائی'' سے روایت کی ہے اور یہ لکھا ہے کہ ترمذی کے نسخے مختلف ہیں

بعضوں میں اس حدیث کو حسن لکھا ہے اور بعضوں میں حسن صحیح۔ اور اگر ''غنیۃ الطالبین'' حضرت غوث الثقلین قدس سرّہ کی دیکھتا تو معلوم کر لیتا کہ بیشک صفحہ ۳۷ مطبوعہ دہلی میں صاف مرقوم ہے وقد روت عائشة رضی اللّٰه عنها کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم اذا دخل علی فاطمه رضی اللّٰه عنها قامت الیه فاخذت بیده وقبلته واجلسته فی مجلسها الحدیث اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا ترجمہ ''فارسی مشکوٰۃ'' کا مطبوعہ نولکشور جلد رابع صفحہ ۲۸ میں دیکھتا تو جان لیتا کہ لکھا ہے: پوشیده نماند که قیام آنحضرت صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم مرفاطمه را وقیام وے رضی الله عنها مر آنحضرت راصلی الله علیه وآله وسلم سابقاً معلوم شد و تاویل بانکه آن قیام محبت و اقبال بودنه تعظیم و اجلال خالی از بُعدی نیست وهم طیبی از منحی السنه نقل کرده که اجماع کرده اند جما هیر علماء بایں حدیث باکرام اهل فضل از علم یا صلاح یا شرف بقیام انتهی۔ اس عبارت سے وہ اعتراض بھی دفع ہو گیا ہے جو ''براہین'' کے صفحہ ۱۸ میں شیخ عبدالحق رحمة اللّٰه علیه کی طرف سے انکارِ قیام میں عبارت نقل کی ہے۔ اب دیکھئے اس قدر علماء بلکہ اس سے بھی زیادہ حدیث قیامِ فاطمہ رضی اللّٰه تعالیٰ عنہا کو نقل کر رہے ہیں اور حجت اُس سے اوپر صحتِ قیام کے پکڑ رہے ہیں اگر مؤلّف ''براہین'' گستاخ ہو کر معاذ اللّٰه ان حضرات محدثین اور عارفین کو علی الخصوص حضرت غوث پاک کو بھی نہ مانے اور بے باک ہو سب کو افترا کی طرف نسبت کرے جس طرح صاحبِ ''انوار'' کو لکھا تو کیا بے شرم ہو کر مولوی اسمٰعیل کے دادا پیر شاہ ولی اللہ کو مُفتری لکھ دیگا؟ نعوذ باللّٰه منها شاہ صاحب موصوف ''حجۃ اللہ البالغہ'' مطبوعہ بریلی صفحہ ۳۸۰ میں لکھتے ہیں وکانت فاطمة رضی اللّٰه عنها اذا دخلت علی النبی صلی اللّٰه علیه وآله وسلم قام الیها فاخذ بیدها فقبلها واجلسها فی مجلسه واذا دخل صلی اللّٰه علیه وسلم علیها قامت واخذت بیده فقبلته واجلسته فی مجلسها۔ اس قدر روایتیں ہم

نے اس واسطے نقل کیں کہ اگر مؤلّف ''براہین'' میں اللہ تعالیٰ نے کچھ مادّہ شرم اور غیرت کا پیدا کیا ہے تو یہ علماءِ حقّانی کے مقابلہ میں ایسے کلمات جہالت کے منہ سے نہ نکالے اور اگر یہ حصہ اُس کو ازل سے نصیب نہیں ہوا تو اور اہلِ انصاف اِن روایات کو دیکھ کر اُس کی بے علمی سے آگاہ ہو جائیں اور یقینِ کامل ہے کہ اہلِ علم اُس کی تقریروں سے اس قدر تو بالفعل سمجھ لیں گے کہ یہ طالب علم بھی نہیں ہے بلکہ محض جاہل و بے علم اور کج فہم ہے اور جب دوسرا کلام اُس کا دیکھیں گے کہ وہ کہتا ہے امام رازی کے معنے لکھے ہوئے کے مقابل میں کہ ایک ڈاڑھی مُنڈا اکَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ((یعنی ''ہاں ہاں جلد جاِن جاؤ گے'')) پڑھ دیتا تھا اُس وقت یہ جان لیں گے کہ یہ بھنگڑوں اور بے نواؤں کا صحبت یافتہ ہے۔

((مسجد میں بلند آواز سے ذکر کا ثبوت:))

☆ قولہ: صفحہ ۱۹ سطر ۲۲۔ ''جہر اُن اذکار میں مشروع ہے جن میں حدیث سے ثابت ہو چُکا ہے اور جس جگہ ثابت نہیں وہاں علماء خصوصاً فقہائے حنفیہ مکروہ لکھتے ہیں''۔

اقول: مجمع میں وعظ جہر سے کہنا ثابت اور اسی طرح اشعار کا پڑھنا جہر سے خاص رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کی حضوری میں حضرت حسّان سے ثابت ہے پس محفلِ میلاد شریف میں یا جہر اشعار کا ہوگا یا بیان روایات کا وہ دونوں ثابت ہیں اور فقہاء حنفیہ کو بدنام کرتے ہو تو ہم سے روایتِ فقہیہ سُنو۔ ''حموی شرح اشباہ والنظائر'' صفحہ ۳۸۲ مطبوعہ دہلی میں ہے منی انشاوالشعر رفع الصوت بھاو ینبغی ان یقید المنع من انشاء الشعر فی المسجد بما فیہ شئی مذموم کھجو المسلم و صفة الخمر وذکر النساء والمردان وغیر ذلك مما ھو مذموم شرعاً واَمّا اذا کان مشتملاً علی مدح النبوۃ والاسلام او کان مشتملاً علی حکمة اوباعثاً علی مکارم الاخلاق والزُّھد و نحو ذلك من انواع الخیر فلا باس بانشادہ فی المسجد انتھی۔ ((ترجمہ)) ''جب مسجد میں جہر سے اشعارِ مدح جائز ہوئے تو خارجِ

مسجد بطریقِ اولی جائز ہوئے اسی لئے کہ مسجد کے آداب میں یہ بھی ہے کہ اُس میں آواز بلند نہ کرے باتیں دُنیا کی نہ کرے بہت تعظیم وتوقیر مدِنظر رکھے خارج مسجد میں تو یہ موانع ہرگز نہیں''

☆ قولہ: صفحہ ۲۰ سطر ۱۱۔ ''دلیلِ دوم یہ کہ حرمین شریفین میں اس کا رواج ہے''

اقول: صاحبِ ''انوارِ ساطعہ'' نے یہ الفاظ نہیں لکھے اور نہ بحث اثبات عمل مولد شریف کو مبنی فقط اس دلیل پر کیا کہ حرمین شریفین میں رواج ہے بلکہ تمام ملکوں عرب اور عجم سے اس کا ثبوت دیا ہے منجملہ اُن بلادِ کثیرہ کے **حرمین شریفین زاد هما الله شرفاً و تعظیماً** کو بھی ذکر کیا کہ وہاں کے علماء استحسان کا فتویٰ دیتے ہیں اور ایک مقام پر بحثِ قیام میں مولوی قطب الدین خان صاحب کا قاعدہ ذکر کر کے الزاماً اُسی دلیل سے قیام ثابت کر دیا گیا ہے۔

قولہ: صفحہ ۲۱۔ سطر ۸۔ ''حدیث کے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ مُراد مسلمین سے صحابۂ کرام ہیں''

اقول: صاحبِ ''انوار'' نے اِس حدیث کی تحقیق بہت معقول ہے لیکن مؤلّف وہی مُرغے کی ایک ٹانگ کہتا ہے خیر اُس کی تسلی کے لیے دو مثالیں لکھے دیتے ہیں فقیہ ''شامی'' نے کتاب ''عنایہ'' سے روایت کی ہے کہ ''علماء متاخرین نے ایجاد کی ہے یہ بات کہ اذان اور تکبیر کے درمیان تثویب کی جائے'' اس کے آگے یہ لکھا ''**مارآه المسلمون حسنا فهو عندالله حسن**'' اور صفحہ دوسرے میں یہ مسئلہ ذکر کیا ہے کہ وقت خطبہ کے جمع ہو کر کے موذّن اذان کہتے ہیں یہ بدعتِ حسنہ ہے **وماراه المسلون حسنافهو عندالله حسن** فقہاء کرام اس حدیث کو بدعتِ حسنہ میں جس کو اہل اسلام یعنی علماء متاخرین نے پسند کیا ہے جاری کر رہے ہیں اور خود مؤلّف ''براہین'' سے بھی جب یہ بات نہ بن پڑی کہ **مسلمون** سے فقط صحابہ کس طرح مُراد ہوں تو صفحہ ۲۲۔ سطر اوّل میں قائل ہوا کہ ''مراد اس

سے مجتہدین ہیں'' انتہی۔ اور ہم کہتے ہیں کہ واقع میں اب بھی مؤلّف کو ایک درجہ دوسرا اُترنا چاہیے یعنی مجتہدین فقط نہیں بلکہ علمائے متاخرین بھی مراد ہیں چنانچہ مثال اُس کی ''شامی'' سے دی گئی پس مطلب صحیح اس حدیث کا یہ ہے کہ ہر دورہ کے کامل مسلمان جس چیز کو پسند کریں وہ اللہ تعالیٰ کو بھی پسند ہے اس میں صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور علماء متاخرین اور عباداللہ الصّالحین سب آ گئے اور بعض آدمیوں نے جو انکار مولد شریف کا کیا تو اُن کے قبیح کہنے سے محفل قبیح نہیں ہوسکتی اس لیے کہ مسلمان اس کے مستحب کہنے والے جماعتِ کثیر ہے اور جماعتِ کثیر مقدم ہے افرادِ چند پر اتبعو السواد الاعظم۔

قولہ: صفحہ ۲۲ سطر ۷۔ قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ۔ ((پارہ:22،سورۂ سبا،آیت:13))

((ترجمہ: ''اور میرے بندوں میں کم ہیں شکر والے))

اقول: محفل مولد شریف کے مستحب کہنے والے جو بہت کثرت سے ہیں تو دلیل پکڑی گئی حدیث سے کہ اتبعو السواد الاعظم یعنی ''پیروی کرو جماعت بڑی کی'' تب منکرین یعنی مؤلّف ''براہین'' اور اُس کے پیشواؤں نے یہ آیت پیش کی کہ۔ قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ((پارہ:22،سورۂ سبا،آیت:13)) ''اور میرے بندوں میں کم ہیں شکر والے''۔ اس دلیل پکڑنے سے منکرین کی زبانی خود معلوم ہوگیا کہ مُنکرین بہت قلیل ہیں باقی رہی یہ بات کہ یہ استدلال مُنکرین کا صحیح ہے یا نہیں ہم کہتے ہیں بہت لغو ہے اس لیے کہ معتزلی فرقہ بدعتی جو دیدارِ خدا تعالےٰ کے منکرین ہیں بہ نسبت اہل سنت و جماعت کے بہت قلیل کیا بلکہ اقل ہیں تو چاہیے کہ وہ منکرینِ دیدار اس آیت سے اپنی تائید کر کے سب اہل سنت و جماعت سے افضل ہو جائیں اور ہر شہر و قصبہ و گاؤں میں بھنگی اور چمار کم ہوتے ہیں بہ نسبت دوسرے ذی عزت ساکنین اُس مقام کے، پس اس آیۂ کریمہ کے وہ معنی سمجھ کر استدلال پکڑنا سخت غلط ہے

قولہ: صفحہ ۲۲ سطر ۱۳ ''لوگوں کا جمع ہونا کسی عبادت کے لیے اسی طور سے مشروع ہے

جوشرع سے ثابت ہو چکا ہے''۔

اقول: بانی محفل جولوگوں کو بُلاتا ہے یا تو اصل غرض اُس کی یہ ہے اُن کو کچھ کھلایئے شیرینی وغیرہ کا حصہ دیجئے تو اُس کوشریعت میں ضیافت کہتے ہیں اگر چہ ایک پاچہ بکری کا ہو یہ سنت ہے یا غرض یہ ہے کہ مناقب ومدائح ومعجزات رسول صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم سُنیے یہ بھی ہم ''حموی شارح اشباہ'' سے عبارت نقل کر چکے کہ مدائحِ مصطفوی جہر سے جائز ہیں اور عبداللہ ابن مسعود نے اگر قصہ گو پر انکار کیا تھا مدح خواں کو نہیں مسجد سے نکالا اور علامہ تفتازانی کا یہ قول کہ ایک بال میں قوت کم ہے جب بال بہت جمع کر کے رسی بنالیں گے تو وہ بہ نسبت ایک بال کے قوی ہو جائے گی ہماری مخالف نہیں بلکہ ہم کو مفید ہے یعنی ایک چیز میں جو استحباب تھا بہت چیزوں کے زیادہ تر ملنے سے مستحب ہو گیا اور خوبی زیادہ پیدا ہوگئی جیسے ایک چراغ کے روشنی کم تھی دس بیس سے اور زیادہ تجلّی ہوگئی۔

قولہ: صفحہ ۲۳ سطر ۹۔ ''اگر صحیح بھی فرض کی جاوے تب بھی مدّعا ثابت نہیں ہوتا''۔

اقول: صاحبِ ''انوار'' نے اشعار حضرت عباسؓ کے نقل کیے جو اُنہوں نے رسول صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے پڑھے تھے اُس میں بیانِ ولادتِ شریف بالا جمال ہے پس مؤلّف ''براہین'' نے اوّل تو بباعث بے علمی کے انکار کیا کہ یہ روایت واہی ((فضول، بے ہودہ)) ہے نعوذ باللّٰہ منہا اور یہ خبر نہیں کہ علامہ زرقانی اس کو اس طرح لکھ رہے ہیں کما فی حدیث کعب ابن مالک فی الصحیح اوّل انکار کر کے پھر مؤلّف ڈرا کہ صاحبِ ''انوار ساطعہ'' عالم ہے مبادا اس کی صحت پہنچائے تب یہ کلام کیا کہ اگر صحیح بھی فرض کی جائے تب بھی مدعا ثابت نہیں ہوتا ہم کہتے ہیں کہ اس روایت سے اس قدر مدّعا ثابت ہے کہ یہ ذکر سنّت ہے بدعت نہیں ورنہ حضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم یہ ذکر نہ کرنے دیتے انکار فرماتے جب سنت ٹھہرا تو آپ ہی فرمایئے سنّت کام کے لیے اگر آدمیوں کو جمع کیا تو یہ ثواب ہوگا یا نہیں۔

((مولوی عبدالجبار وہابی کے اس قول کا رد کہ تفریح طبع کے لیے میلاد کرنے میں قباحت نہیں:))

قولہ: صفحہ ۲۳۔سطر ۱۳۔ ’’اگر اتفاقیہ چند آدمی کسی جاے ((جگہ)) مجتمع ہو جائیں اور کوئی شخص اُن میں سے تفریحِ طبع وتلذّذِ نفس کے لیے قصہٗ ولادت وغیرہ بیان کرے تو کیا قباحت ہے‘‘۔

اقول: اس فقرہ سے دین ایمان مؤلّف کا اور تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جواُس کے قلب میں ہے سب معلوم ہوگئی حضرت کے ذکر پاک کوواسطے تلذّذِ نفس کے بیان کیا۔سب جانتے ہیں کہ نفس کی بابت قرآن شریف میں آیا ہے: اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ ۔((پارہ:13،سورۂ یوسف، آیت:53))((ترجمہ:’’بے شک نفس تو بُرائی کا بڑا حکم دینے والا ہے‘‘))اور تمام اہلِ اسلام دعا مانگتے ہیں اعوذ باللہ من شرّ نفسی پس ظاہر ہے جو چیز ایسی شریر ہے اُس کی لذت بھی قبیح چیز میں ہوگی مؤلّف کم فہم نے بہت برا کیا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو تلذذِ نفس قرار دیا اِس کے دین و ایمان پر کمال افسوس۔ اگر کوئی دیندار ہوتا یہ لکھتا کہ تازگیٔ دین وایمان وافزائش نورِ عرفان اورقوتِ روح ورواں کے لیے پڑھے تو بہت اولیٰ اور افضل ہے اور دوسری بیہودگی اس شخص کی یہ کہ جب اُس کو لذتِ نفس ہی قرار دیا تو پھر اتفاقیہ کی کیا قید جو چیزیں لذتِ نفس کی ہیں اُن میں قید اتفاقیہ کی نہیں یعنی یہ کسی نے نہیں لکھا کہ اگر کوئی اتفاقاً زبردستی کھیر چٹائے تو جائز ہے اور آپ قصداً کھیر پکا کر کھائے تو منع ہے۔ اِس عقلِ سلیم کی کیا بات ہے۔

☆ قولہ: صفحہ ۲۴ سطر ۱۵۔ ’’حال ابوالخطاب ابن دحیہ کا‘‘۔

اقول: جو عالم اپنے ہم عصروں میں سبقت لے جاتا ہے بہت آدمی جل کر اُس کو بُرا کہنے لگتے ہیں جب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر اُن کے بعض ہم عصروں نے کی ہو

توپھراورکسی کا کیاذکر۔(۳)

ع ہُنر بچشم عداوت بزرگ تر عیبے ست

☆ قولہ: صفحہ۲۴۔سطر۲۵۔ پاخانہ اور پیشاب کے آداب کوسنت کے موافق رواج دینا بڑی بدعت کے رواج دینے سے بہتر ہے جیسا کہ مدرسہ بنانا اور سامان فی سبیل اللّٰہ تیار کرنا۔

اقول: جب مدرسوں کے بنانے اور سامان فی سبیل اللہ تیار کرانے سے پاخانہ پیشاب موافق سنّت کے بہتر ہوا تو چاہیے تم سب مدرسوں کو ڈھا دو پاخانہ اور پیشاب سنّت کے موافق کراتے پھرو اور اگر تم مدرسوں کو جو تمہارے خود اقرار سے بدعتِ حسنہ ہیں نہیں توڑتے ہو تو ہم محفلِ مولد کو کہ یہ بھی بدعتِ حسنہ ہے کیوں چھوڑیں؟

((نماز میں السلام علیك ایھا النبی پڑھنے کے متعلق مولوی عبدالجبار وہابی کے اعتراض کا جواب:))

☆ قولہ: صفحہ ۲۶ سطر ۸۔اگر تسلیم کیا جائے تو ہم کہتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی میں صحابہ کو اسی طرح تعلیم فرمایا۔

اقول: جبکہ آپ نے صحابہ کو اسی طرح تعلیم فرمایا السلام علیك ایّھا النبی پڑھا کرو اور یہ ارشاد نہ فرمایا کہ بعد وفات میرے یہ خطاب کرنا چھوڑ دیجیو اور نہ یہ فرمایا کہ اگر میرے ساتھ نماز پڑھا کرو تو السلام علیك ایھا النبی پڑھا کرو اور اگر دیوار حائل ہو جائے یا تم سفر میں ہو میں وطن میں یا میں عرب میں ہوں تم کسی اور ملک میں تو اُس صورتِ غیوبت میں السلام علیك بلفظِ خطاب مت پڑھیو چنانچہ خود تمہارے قول سے ثابت

---

(۳) اگر امام ابن دحیہ کلبی کی مفصل مدلل توثیق ملاحظہ کرنی ہو تو مفتی محمد خان قادری صاحب کی کتاب ''امام ابن دحیہ کلبی اور شاہ اربل''، مطبوعہ کاروان اسلام پبلی کیشنز، جامعہ اسلامیہ لاہور ایچی سن ہاؤسنگ سوسائٹی ٹھوکر نیاز بیگ لاہور کا مطالعہ کریں۔(میثم قادری)

ہے کہ صحابہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حیات میں برابر السّلام علیك ایھا النبی پڑھتے تھے یہ کسی کا بھی قول نہیں کہ صحابہ جب سفر کو جاتے یا یہ کہ اور مسلمان اُس وقت دور دراز کے رہنے والے حالتِ حیاتِ مصطفوی صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم میں درصورتِ غیبوبت خطاب ترک کر دیتے تھے بلکہ یہی ثابت ہے کہ سب حالتِ غیبوبت میں بھی خطاب کے ساتھ سلام پڑھتے تھے پس ہم کہتے ہیں تعلیمِ رسول صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم و نیز عملِ صحابہ سے حالتِ غیوبت میں لفظ خطاب پایا گیا اور نیز دوسرے عمل یا محمدا توجه بك۔ کی نسبت خود مؤلّف نے لکھا ہے سطر ۱۶ صفحہ ۲۶ میں کہ حالتِ حیات میں آپ نے اس طرح تعلیم فرمایا تھا بعد وفات اس کے موافق عمل کیا گیا اب ہم کہتے ہیں کہ بعض بعض مواقع میں ازروئے تعلیمِ رسول صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم وازروئے عملدر آمد صحابہ وتابعین و عباداللّٰہ الصالحین حالتِ غیبوبت میں استعمال صیغۂ خطاب پایا گیا لیکن یہ فرمایئے ممانعت کس حدیث یا آیت سے ثابت ہوئی ہے کہ جو آنکھوں سے غائب ہو اُس کو خطاب کرنا حرام ہے یا شرک ہے۔ یہ اعتراض صاحبِ ''انوار'' کا ہے افسوس اُن کے اعتراض کا جواب بالکل ندارد آئیں بائیں شائیں کر کے چند ورق سیاہ کر دیے اور لوگوں میں مشہور کیا کہ ''انوارِ ساطعہ'' کا جواب ہو گیا۔ سبحان اللّٰہ یہ منہ اور مصالح اور یہ بھی واضح ہو کہ بعض صحابہ کے خطاب ترک کرنے سے کُل صحابہ کا خطاب ترک کرنا لازم نہیں آتا اور یہ بھی خوب معلوم ہے کہ اُمت کو تعلیمِ احکام سب صحابہ کے واسطے سے ہوئی اگر صحابہ سب باتفاق چھوڑ دیتے جیسے کہ ''براہین'' نے اوّل دعوی کیا پھر کہاں سے یہ خطاب جاری ہوتا جو تمام ملکوں میں تمام اہل سنت حنفی، حنبلی وغیرہ سب عورت و مرد پڑھتے ہیں السلام علیك ایھا النبی اور صاحبِ ''انوار'' کا اس باب میں ایک رسالہ مبسوط مستقل ہے مسمی ''القول الھنی فی تحقیق السلام علیك ایھا النبی'' (۴)

چاہیے کہ اُس کو دیکھ کر آدمی اپنے نورِ ایمان کو ترقی دیں اور نیز جوازِ خطاب یارسول اللّٰہ

---

(۴)　اس رسالہ کو بہت تلاش کیا لیکن نہیں مل سکا کاش کہیں سے دستیاب ہو جائے۔ (میثم قادری)

کے دلائل بارہ صفحہ میں صاحبِ ''انوار'' نے ''انوارِ ساطعہ'' میں لکھے ہیں طالبِ حق کو بہت ضروری ہے کہ اُس کی طرف رجوع کرے اِن رادّین مُنکرین کی تحریرات پر غور نہ کریں یہ تو ایک ایک دو دو لفظ لے کر اپنا سر پیٹ رہے ہیں تماشا یہ ہے کہ وہ بھی پیش نہیں چلتی ہم کو اس بات کی کمال درجہ تصدیق ہے کہ الحق یعلوا و لا یعلی یعنی ''جو بات حق ہے وہی بلند ہوتی ہے پست نہیں ہوتی''۔

((صلوۃ الحاجت کے متعلق مولوی عبدالجبار وہابی کے اعتراض کا جواب:))

☆ قولہ: صفحہ ۲۶ سطر ۱۸۔ ''مدینہ میں قحط پڑا تو حضرت عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ آپ کے چچا عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کو باہر لے گئے''۔

اقول: کیا کج فہموں کی دلیل ہے یہ نہ سمجھا کہ قحط میں نمازِ استسقاء پڑھنے باہر جنگل میں جایا کرتے ہیں اس لیے حضرت عباس کو ہمراہ باہر لے گئے۔ بھلا اُس وقت رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کو کہ آپکا بدن مبارک اُس وقت قُبہّ شریف میں تھا کس طرح باہر صحرا میں لے جاتے اور صلوٰۃ الحاجت جس میں یا محمد صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کا خطاب آتا ہے اس واسطے نہ پڑھی کہ وہ واسطے ضرورتِ خاصّہ شخصیّہ کے تھی۔ واسطے بلاء عامہ کے اس کے لیے نمازِ استسقاء موضوع ہے۔

((بزرگانِ دین اور فریق مخالف کے ندائیہ اشعار کے متعلق مولوی عبدالجبار وہابی کی وضاحت کا جواب:))

☆ قولہ: صفحہ ۲۶ سطر ۲۲۔ مؤلّف نے اشعار نقل کیے ہیں وہ خصم پر حجت نہیں ہو سکتے اس لیے کہ شعرا کا مدار اکثر تخیّلات و توہمات پر ہوتا ہے۔

اقول: صاحبِ ''انوار'' نے صحابہ سے یا رسول اللہ کہنا بعد وفات ثابت کیا از انجملہ آپ کی پھوپھی صفیہ کا یہ شعر ؎

الا یا رسول اللّٰہ کنت رجاء نا   و کنت بنا برّ ا ولم تک جافیا

اربابِ انصاف خیال فرمائیں کہ اس شعر میں کیا توہمات خیالات ہیں اور اسی طرح سعدی کا شعر ؎

چه وصفت کند سعدیٔ ناتمام علیك الصّلوٰة اے نبی والسلام

اور اسی طرح صحابہ سے لے کر تیرہویں صدی تک کے اشعار جس قدر صاحبِ ''انوار'' نے نقل کیے ہیں طالبانِ حق ضرور ملاحظہ فرمائیں کہ اُن میں کیا توہمات ہیں اور دوسرا الزامِ فاش مؤلف پر یہ ہے کہ فتویٰ انکاری میں اشعار ہی پڑھنے کا سوال تھا یہ اُس کی عبارت ہے اور رسول مقبول صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم اشعار میں مخاطب حاضر ہوں جائز ہے یا نہیں؟ مفتیانِ انکاری نے ان اشعار کو ضلالة فی النّار ٹھہرایا تھا بعضوں نے شرک تک کشاں کشاں نوبت پہنچائی تھی اپنی طرف سے شاخیں لگا کر، چنانچہ مؤلف ''براہین'' بھی اُنھیں شرک والوں کا شریک ہے صاحبِ ''انوار'' نے اُن کے اقاویلِ اباطیل کو رد کیا اور نظیریں ((مثالیں)) وقت رسول صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم سے اس صدی تک کی گذاریں تب اُس کے جواب میں مؤلف نے یہ باتیں بنانی شروع کیں کہ شعر کا مدار توہمات پر ہوتا ہے ہم کہتے ہیں اگر خطاب غائب کو کرنا شاعروں کے لیے جائز ہے کہ اُن کی بنیاد توہمّات پر ہوتی ہے تو پھر مدحِ رسول صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کو خطاب سے کیوں شرک و کفر قرار دیتے ہو خدا سے نہیں ڈرتے اور اگر فی الواقع تمہارے نزدیک خطاب غائب کو کرنا شرک ہے تو صحابہ سے لے کر تیرہویں صدی تک عباد صالحین کے اشعارِ خطابیہ جو صاحبِ ''انوار'' نے نقل کیے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب تمھارے نزدیک اسی حکم میں شریک ہوں گے نعوذ باللّٰہ من هذه العقائد الفاسده والاقوال الكاسده۔

((انبیاء علیهم السلام کے قبروں میں زندہ ہونے سے مولوی عبدالجبار وہابی کے انکار کا رد:))

☆ قولہ: صفحہ ۲۷ سطر ا۔ مؤلف نے لکھا ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم قبر میں زندہ ہیں''۔

اقول: صاحبِ ''انوار'' نے موسیٰ علیہ السلام کا نماز پڑھنا قبر میں اور نیز یونس علیہ السلام کالبّیك کہتے ہوئے حج کو جانا اور انبیاء علیہم السلام کا حاضر ہونا شبِ معراج واسطے اقتداء نمازِ رسول صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کے یہ سب احادیثِ ''صحیح مسلم'' سے روایت کیا ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور جلال الدین سیوطی اور مولوی اسمٰعیل صاحب کے پیران پیر شاہ ولی اللہ صاحب اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیھما سے یہ ثبوت دیا ہے کہ انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں مؤلّف ''براہین'' کی عقل کو دیکھو احادیث پر ایمان نہ لانا، اپنے بزرگوں کے بزرگوں کو رد کرنا اور اُن سب کے جواب میں ایک آدمی کی عبارت عربی بنائی ہوئی پیش کرنا کیسی جہالت اور کج فہمی کی بات ہے اعلان حضرت مولانا جلال الدین سیوطی قدس سرّہ اور مولانا عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللّٰہ علیہ............ نے کتاب بہت مبسوط اثبات حیاۃ النبی میں لکھی ہے صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم اگر مؤلّف ''براہین'' اور اُس کے ہم مذہب اپنا ایمان درست کرنا چاہیں تو ان سے اپنے سب شکوک اور توہمات کو صاف کرلیں ہم کو اس مختصر میں گنجائش اُن دلائل کی نہیں ہے۔

((مولوی عبدالجبار وہابی کے اس مسئلہ پر انکار کہ حضور اپنی امت کی طرف متوجہ ہیں کا رد:))

☆ قولہ: صفحہ ۲۷ سطر ۱۹۔ ''یہ جو مؤلّف نے روایت بیان کی ہے کہ حضرت کی توجہ ہر اُمتی کی طرف رہتی ہے محض غلط ہے''۔

اقول: مولوی اسمٰعیل صاحب کے دادا پیر شاہ عبدالعزیز صاحب کی تقریر جو تفسیر عزیزی میں ہے صاحبِ ''انوار'' نے اُس کو نقل کیا ہے وہ یہ ہے رسول اللہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدا درجہ از دین من سیدہ الی من قال در روایات آمدہ ہر نبی را بر اعمال اُمتیان خود مطلع می سازند کہ فلان چنان میکندوفلان چنان

تاروز قیامت ادائے شهادت تو ان کرد انتهی اور نیز نقل کی ہے صاحبِ ''انوار'' نے عبارت مولوی اسمٰعیل صاحب کے پیرانِ پیر حضرت شاہ ولی اللہ کی کہ وہ ''فیوض الحرمین'' میں لکھتے ہیں در آیته مستقرا علی حالته واحدة متو جها الی الخلق یہ سب تقریریں اور اس سے بھی زیادہ نہایت تشریح سے ''انوار ساطعہ'' میں موجود ہیں طالبانِ حق بالضرور اُن کو ملاحظہ کریں مؤلف ''براہین'' نے کوئی کوئی قول لے لیا ہے اور اپنے جلے پھپھولے پھوڑے ہیں اور یہ نہ سمجھا کہ وہ صاحبِ ''انوار'' کو نہیں بلکہ اپنے مقتداؤں کو رد کر رہا ہے اور نیز مؤلف نے اُن روایتوں مشعر توجہ پر صفحہ ۲۸ میں اعتراض کیا ہے کہ ''بعض آدمیوں کو فرشتے دھکے دیں گے حضرت فرمائیں گے یہ تو میرے اصحاب ہیں آواز آئے گی تجھ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا بدعتیں جاری کیں پس معلوم ہوا کہ اُن بدعتیوں کا حال آپ کو معلوم نہ ہوگا'' انتهی کلامه میں کہتا ہوں مؤلف کی عقل پر ہزار حیف ایسا بے سمجھ کہ ان دونوں قسم کی احادیث میں معارضہ پیدا کیا ہم کہتے ہیں کہ دونوں روایتیں ٹھیک ہیں یہ بھی درست ہے کہ آپ کے آگے اعمالِ اُمت پیش کئے جاتے ہیں اور یہ بھی صحیح ہے کہ آپ کو روزِ قیامت کہا جائے گا کہ تم کو کیا معلوم ہے انہوں نے کیا احداث کیا اِن دونوں حدیثوں میں مخالفت اُس وقت لازم آئے کہ یوں کہا جائے کہ وہ اعمال اُمت پیش کئے ہوئے قیامت تک ایک دم بھی آپ کے خیال سے نہیں اُترتے اور نہ اُتریں گے حدیثِ صحیح میں ہے کہ انسی کما تنسون یعنی ''مجھ کو بھی سہو ہو جاتا ہے جیسا تم کو ہوتا ہے'' کتاب ''عنایہ شرح ہدایہ'' میں ہے کہ ''آپ سے نماز میں ایک کلمہ رہ گیا بعد نماز آپ نے فرمایا کیا تم میں ابی ابن کعب موجود نہ تھا وہ بولے کہ حاضر آپ نے فرمایا تو نے وہ کلمہ کیوں نہ بتایا عرض کی کہ مجھ کو گمان تھا شاید منسوخ ہو گیا ہو تب آپ نے فرمایا اگر منسوخ ہوتا تم کو خبر کر دیتا'' دیکھئے قرآن شریف کا کلمہ قریب کا اُترا ہوا نماز میں سہو ہو گیا اعمال اصحاب کے اتنی مدّت دراز کے بعد یعنی قیامت میں کہ جو کمال ہول اور طرح طرح کے تردّداتِ اُمت کا وقت ہے اگر بعض آدمیوں کا کوئی حال اُس وقت میں سہو ہو جائے کیا بعید ہے اِس سے ہرگز

لازم نہیں آتا کہ آپ پر اعمالِ اُمت پیش نہیں ہوتے تھے جیسے نماز میں سہو ہونے سے یہ لازم نہ آیا کہ آپ پر یہ کلمہ نازل نہ ہوا تھانعوذ باللّٰہ من کل غبی وغویٰ اور یہ بھی محتمل ہے کہ جس طرح کلمۂ نماز میں سہو ہوکر پھر یاد آ گیا اسی طرح اُن لوگوں کا حال بھی بعد میں یاد آ جائے۔

☆ قولہ: صفحہ ۲۹۔ سطر ۲۱۔ ''شاہ ولی اللہ صاحب کو جو اس عمل کا قائل ٹھہرایا ہے وہ بھی کہ کذب معلوم ہوتا ہے''

اقول: دیکھو جہالت مؤلّف کی کہ فقط اٹکل اور تخمین سے گفتگو کرتا ہے کہتا ہے ''کذب معلوم ہوتا ہے'' سبحان اللّٰہ جواب کتاب کا اسی طرح لکھا کرتے ہیں مناسب یہ تھا کہ یا مؤلّف محض انکار کرتا ہم اُس صورت میں کتاب کھول کر دکھا دیتے یا یہ کہ اقرار کر لیتا کہ بیشک یہ اُن کی عبارت ہے وہ مولوی اسمٰعیل صاحب کے پیرانِ پیر ہیں میں اُن سے نہیں پھرتا تسلیم کرتا ہوں اور یہ جو مؤلّف نے دوسرے مسائل لاطائل شروع کر دیے کہ صفحہ ۲۸ میں سماعِ موتیٰ کا ذکر اور صفحہ ۲۹ میں تقلیدِ شخصی کا بیان اور حضرت سلطان العارفین سیدی شیخ محی الدین عربی قدس سرہ کی شان میں گستاخی افسوس کہ ابھی مسائل و دلائل ''انوارِ ساطعہ'' کچھ طے نہ ہوئے تھے کہ ادھر اُدھر کی اُڑان گھائی بتانے لگے سبحان اللّٰہ۔

تو کارِ زمیں را نکو ساختی
کہ بر آسماں نیز پر داختی

چونکہ مؤلّف نے اِدھر اُدھر گریز کرنا شروع کیا۔ بناءً علیہ دشمن کو بھگا کر ہم بھی اپنی شمشیر آبدار قلم کو آرام دیتے ہیں۔ والحمد لِلّٰہ اوّلاً و آخراً والصلوة علٰی نبیّہ و آلہ باطناً و ظاھراً۔ ماہِ میلا در بیع الاوّل ۱۳۰۴ھ ہجری نبوی۔

تقریظ نسخہ دلائل ساطعہ قاطعہٗ براہین قاطعہ

نتیجہٗ افکار شریعت شعار مولوی محمد معین الدین صاحب کیفی رئیس میرٹھ مدرس اوّل غازی آباد

دین کا گلزار اور اسلام کا باغ اگر خزاں کے جھونکوں اور بلا کی تُند ہواؤں سے محفوظ ہے تو اس کا زبردست سبب علماء و فضلائے اہلِ سنت وجماعت کی آبیاری ہے اور نخل بند چمنِ شریعت اور محافظِ گلشنِ ہدایت کا فیض جاری ہے تو ہٖب ((وہابیت)) کے بدروِش پودے اُگتے ہی کاٹے جاتے ہیں اور تعصب کے خاراں اُبھرتے ہی چھانٹے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ پاک صاحبِ لولاک احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ رسول معظم صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کے محبین عبادِ صالحین کو وہ ہمتِ کاملہ عطا فرمائی کہ دشمنانِ دین کی دست بُرد سے دولتِ اسلام بچائی ورنہ مسلمانوں کی وہ نعمتِ عظمیٰ جو آیہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ ((پارہ:6،سورۂ مائدہ،آیت:3))((ترجمہ: آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی'')) کی مصداق ہے شیطان سیرت انسان صورت لُٹیروں نے کب کی غارت کر دی ہوتی اور پیکرِ انسانیت پر پیراہنِ شیطنت پہن کر رضیت لکم الاسلام دینا کی حقارت کر دی ہوتی ۔

بچ گئے وہابیوں کے مکر سے اہلِ سُنن ‌ ‌ ‌ کام تھا یہ حفظ کا تیرے ہی ربِّ ذو المنن

اللہ تعالیٰ نے بھٹکے ہوؤں کی راہ دکھانے کو بہکے ہوؤں کے منزل تک پہنچانے کو انبیاء کرام علیھم الصلوٰۃ والسلام کو بھیج کر بندوں پر احسان کیا آخر کار پیغمبر مختار حبیب خاص رسول با اختصاص فخرِ عرب وفرِّ عجم ((عجم کی شان)) صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کو بھجوائے وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ((پارہ:۱۷ سورۂ انبیاء آیت:۱۰۷))((ترجمہ: ''اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے'')) عام

والا مقام نبیوں کا نبی بلند اقتدار اور تمام عالی خیام رسولوں کا رسولِ ذی وقار تجویز فرما کر مژدہ بِـالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ((پارہ:۱۱ سورۂ توبہ، آیت:۱۲۸)) ((ترجمہ: ''مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان'')) سُناتے ہوئے آخر زمانہ میں ابدالآباد کے لیے ہژدہ ہزار عالم پر بھیج دیا جس کی نبوتِ عظیمہ ورسالتِ فخیمہ کی شہادتِ صادقہ شجر وحجر، جن وبشر، مَلَک وحور، وحش و طیور حتیٰ کہ اوثان واصنام نے دی اور منادی غیب نے شرق سے غرب جنوب سے شمال تحت سے فوق تک شش جہات میں اور کُل کائنات میں ندائے صدقت یا رسول اللہ بلند کی گو بفحوائے يهدى من يشاء ويضلّ من يشاء ازلی ضال وابدی جہال ابولہب نظیر والی جہل مثال قعر ضلالت میں غرق رہے اور طریقِ ہدایت سے بفرق رہے لیکن بحکم من يهدى الله فلا مضل لـه جو توحیدِ الٰہی کے مائل اور تہدیدِ رسالت پناہی کے قائل ہو چکے تھے حامیانِ دین کی حمایت اور ہادیانِ بایقین کی ہدایت سے اپنے معتقدات پُر حسنات پر قائم ہیں اور قائم رہیں گے اور ان شاء اللّٰہ تعالٰی دائم رہیں گے۔ انانیت والی نفسانیت کی آگ بھڑکا کر حسد کے شُعلوں میں آپ ہی جل بُھن کر خاک ہو جائیں گے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ((پارہ:5، سورۂ نساء آیت:80)) ((ترجمہ: ''جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا'')) کے جاں نثار اور قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ ((پارہ:3، سورہ آل عمران، آیت:31)) ((ترجمہ: ''اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرماں بردار ہو جاؤ اللہ تمھیں دوست رکھے گا'')) کے دل فگار حبیبِ خدا اشرفِ انبیا کی بدولت فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ((پارہ:22، سورۂ احزاب، آیت:71)) ((ترجمہ: ''اس نے بڑی کامیابی پائی'')) رو سے دلی مُرادیں روحی تمنائیں پائیں گے۔ کیوں نہیں اُن کی عباداتِ مالی اور طاعاتِ بدنی میں انبیا اولیا اصدقا شُہدا اتقیا اصفیا مومنین مومنات مسلمین مسلمات سہیم اور سب اُن کے دعا گوے رحیم ومدعا جوے کریم ہیں حضرت رب الافلاک طفیل حبیب پاک حسنات سے محفوظ سیأت سے محفوظ رکھے۔ مولنا و بالفضل اولنا صدر نشین مقام رفیع جناب مولوی محمد عبدالسمیع صاحب کو جنھوں نے اس چودھویں

صدی میں بھی تالیفِ منیف ''انوارِ ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ'' سے حسنات و برکات خیرات وصدقات کی راہ نکالی جس کے لمعان پُر ضیا کی چمک نے غیر مقلدان شَپَّرہ چشم ((سورج کی روشنی میں آنکھیں بند رکھنے والے)) کی بینائی کو چوندھیایا ((تیز روشنی میں آنکھیں بند کرنا)) اور جس کے مضامین بے ریا کی کھٹک نے وہابیانِ کور باطن ((کم سمجھ رکھنے والے وہابیوں)) کی بیخ و بنیاد توہّب ((وہابیت کی اصل بنیاد)) کھود ڈالی۔ ایک غیر مقلد ناہنجار لقب مولوی۔ نام عبدالجبار ڈھونڈھ ڈھانڈ ٹٹول ٹٹال کر دو جزو کی کتاب بمضامینِ خستہ و بعباراتِ خراب ''البراہین القاطعہ فی ردانوارِ ساطعہ'' نام برعکس نہند نام زنگی کافور کی تصدیقِ تام لکھ لایا اور نا سمجھ کی سمجھ میں یہ نہ آیا کہ تردید ''انوارِ ساطعہ'' سے بڑے بڑے محققین فاضل اور عارفین کامل جن کے قدموں کے نیچے اور پانوں کے اوپر عام غیر مقلدین اور تمام وہابین آنکھیں بچھائے اور سر جھکائے ہوئے ہیں سب کے سب مرتد ہو جائیں گے اور اُس کی نسبت بدرگاہ ربّ العزت بہ ہزار التجا بددعا فرمائیں گے۔ ایسا شخص باطن ہی کا نہیں ظاہر کی آنکھوں کا بھی اندھا ہی کہا جائے گا اور ؎

کس نیاموخت علم تیر از من
کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد

اُس پر صادق آئے گا آنکھوں میں نور اور دل میں سرور ہوتا تو اُس کو اپنے مقتداؤں کا لحاظ اور پیشواؤں کا ادب ضرور ہوتا۔ لیکن مولائے کریم نے اپنے عبادِ فہیم کی توہین پر اُسے سزائے بدیِ کردار دی۔ ایک اپنے عبدِ صالح و بندۂ مومن کی طبیعت نیک طویت انقطاع ''براہین قاطعہ'' پر اُبھار دی۔

مولوی محمد شفیع صاحب رامپوری ناصرؔ تخلص کو بحق نصرت شافع یومِ نشور عدوئے مبین کے مقابلہ میں منصور کیا اُنھوں نے یہ رسالہ ''دلائلِ ساطعہ قاطعہ براہینِ قاطعہ'' نام سطور کیا جس کو بالتحقیق ابطالِ باطل واحقاقِ حق معروف ہونے کا استحقاق ہے اور جو بالتصدیق جَاءَ

الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبٰطِلُ اِنَّ الْبٰطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ((پارہ:15، سورۂ بنی اسرائیل آیت:81))
((ترجمہ: ''حق آ گیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا'')) کا مصداق ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ حضرت مولانا محمد عبدالسمیع صاحب جیسے کامل اکمل و عالم باعمل کو اصلاح و فلاح کے ساتھ دُنیا میں عمرِ نوح اور عقبیٰ میں جنت کے فتوح عطا فرمائے اور جناب مولوی محمد شفیع صاحب کو بھی مرتبتِ قربت پر پہنچائے دلشیوران شعار شریعت و طرقوا گویان طریق طریقت کو تعریف معرفت و تحقیق حقیقت عنایت کرے اور فریق بادیہ پیمائے ضلالت و غریق دریائے جہالت کو تعظیمِ عُظام و تکریمِ کرام کی ہدایت کرے۔ آمین آمین ہزار آمین۔ اور بلکہ لاکھ بار آمین۔ فقط تمام شد

کتبہ محمد محسن عفی عنہ

۲۸۔۱۲۔۱۸۸۶

اہتمام سے منشی عبداللہ خان ولد بھورے خان خزانچی جناب الٰہی بخش صاحب خان بہادر مرحوم ومغفور کے مطبع ''چمن ہند، واقع میرٹھ'' میں منشی علاء الدّین خان کی سَعی بلیغ سے مطبوع ((چھپی)) ہوئی۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ ماہ میلاد مبارک ربیع الاوّل سنہ ۱۳۳۳ ہجری

میں نسخہ متبرکہ اعنی

عید میلاد النبیؐ

مولفہ

مولانا حاجی مولوی نور بخش ایم۔ اے حنفی نقشبندی توکلی

جسمیں

جناب سرور دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خصائص و فضائل اور استحسان میلاد
وقیام کے دلائل مع رقت انگیز اشعار نعتیہ اور سلام علی خیر البریہ نہایت دلچسپ پیرایہ
میں درج ہیں

رفاہ عام سٹیم پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبد الحق مالک و منیجر مطبوع ہوا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ والصلوٰۃ والسلام علٰی سیدنا ومولانا و وسیلتنا فی الدارین محمدن الذی بعث رحمۃ للعالمین○ وعلٰی آلہ واصحابہٖ واتباعہٖ الٰی یوم الدین ○

اَمَّـا بَـعۡـدُ! بندۂ عاصی نور بخش حنفی نقشبندی توکلی برادرانِ اسلام کی خدمت میں گذارش پرداز ہے کہ ماہ ربیع الاوّل ہمارے واسطے غایت درجے کی خوشی کا مہینہ ہے کیونکہ اس کی بارھویں تاریخ کو ہمارے آقا ہمارے مولا حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے۔

خاتمِ پیغمبراں پیدا ہوئے
افتخارِ اِنس و جاں پیدا ہوئے

وہ ہوئے پیدا کہ جن کے واسطے
سب زمین و آسماں پیدا ہوئے

جن کے آنے کی خبر موسیٰ نے دی
وہ نبی با عزّ و شاں پیدا ہوئے

تشنہ لبِ عیسیٰ تھے جن کی بات کے
وہ لبِ کوثر نشاں پیدا ہوئے

اولین و آخریں کے پیشوا
مقتدائے مُرسلاں پیدا ہوئے

کیوں نہ ہو افلاک پر نازاں زمیں
مرجعِ قدوسیاں پیدا ہوئے

ہے محمد اور احمد جن کا نام
وہ شفیعِ عاصیاں پیدا ہوئے

اُمت آخر زماں کے واسطے
موجبِ اَمن و اماں پیدا ہوئے

اہل ایماں ہیں بہم گرم نوید
قاسمِ خلد و جناں پیدا ہوئے

(مولودِ بہاریہ)

حضور کے فضائل کا احاطہ طاقتِ بشری سے خارج ہے۔ ذیل میں اُن کا صرف ایک شمہ ((تھوڑا حصہ)) ہدیۂ ناظرین ہے:

۱۔ حضور کا نُور اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا کیا۔

عبدالرزاق نے بالاسناد نقل کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللّٰہ تعالٰی عنه نے عرض کیا:

یا رسول اللّٰہ اخبرنی عن اول شئی خلقه اللّٰہ تعالٰی قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللّٰہ تعالٰی خلق قبل الاشیاء نور نبیّك من نوره۔ الحدیث

(شرح ابن حجر الهیتمی علٰی متن الهمزیه فی مدح خیرالبریه)

ترجمہ: ''یارسول اللہ مجھے خبر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے کونسی شے پیدا کی۔ آپ نے فرمایا۔ اے جابر تحقیق اللہ تعالیٰ نے سب اشیاء سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کا نُور پیدا کیا''۔

کلیمے کہ چرخ فلك طور اوست
همه نورها پرتو نور اوست

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَیْنَا مَعَهُمْ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ۔

۲۔ حضور کے تولد شریف کے وقت قصرِ کسریٰ کے چودہ کنگرے گر پڑے اور آتشِ فارس بجھ گئی۔

دلائل حافظ ابی نُعیم (متوفی ۴۳۰ھ) میں حدیث ہانی مخزومی میں جس کی عمر ڈیڑھ سو سال کی تھی مذکور ہے کہ کسریٰ نے یہ واقعات دیکھ کر موبذانِ فارس ((فارسی قاضیوں)) سے ان کا سبب پوچھا۔ اُس نے کہا کہ عرب کی طرف سے کوئی حادثہ وقوع میں آئے گا۔ تب کسریٰ نے نعمان بن منذر کو لکھا کہ میرے پاس عرب کے کسی عالم کو بھیج دو جو میرے سوالوں کا جواب دے۔ نعمان نے عبدالمسیح بن حیان کو بھیجا۔ جب کسریٰ نے عبدالمسیح کو سب ماجرا کہہ سُنایا۔ تو اس نے جواب دیا کہ اس کا علم میرے ماموں سطیح کو ہے جو مُلکِ شام کے مشرقی حصّہ میں رہتا ہے۔ اِس پر کسریٰ نے عبدالمسیح کو مُلکِ شام میں سطیح کے پاس بھیجا۔ جب عبدالمسیح وہاں پہنچا۔ تو سطیح بسترِ مرگ پر پڑا ہوا تھا۔ عبدالمسیح کی طرف سر اُٹھا کر اُس نے الہام سے کہا۔

عبدالمسیح تھوی الی سطیح۔ وقد ادنی علی الضریح۔ بعثكَ ملك بنی ساسان۔ لارتجاس الایوان۔ وخمود النیران۔ ورؤیا الموبذان رأی ابلا صعابا۔ تقود خیلا عرابا۔ و قَدْ قطعت دجلة و انتشرت فی بلاد فارس۔ یا عبدالمسیح اذا ظهرت التلاوة۔ وغارت بحیرة ساوه۔ وخرج صاحب الهراوة۔ وفاض وادی السماوه۔ فلیست الشام لسطیح بشام یملك منهم ملوك وملكات علی عدد الشرافات وكلما هوآت آت۔

ترجمہ: ''اے عبدالمسیح۔ تو سطیح کے پاس آیا ہے حالانکہ وہ تو پادرِ گور (قبر میں پاؤں رکھے یعنی مرنے والا) ہے تجھ کو بنی ساسان کے بادشاہ نے بھیجا ہے۔ کیونکہ اُس کا محل ڈگمگا

گیا ہے اور آگ بُجھ گئی ہے اور موبذان نے خواب میں دیکھا ہے کہ سخت اونٹ عربی گھوڑوں کے آگے آگے ہیں یہاں تک کہ اُنہوں نے دجلہ کو عبور کیا اور بلادِ فارس میں پھیل گئے۔ اے عبدالمسیح جب تلاوت ظاہر ہوگی اور بحیرہ ساوہ (1) جذب ہو جائے گا۔ اور صاحبِ عصا (یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ و آلہ وسلم) ظاہر ہو جائیں گے۔ اور وادی سماوہ (2) لبا لب ہو جائے گی۔ تو مُلکِ شام سطیح کے لیے شام نہ رہے گا۔ اُن میں سے کنگروں کے عدد کے موافق پادشاہ اور ملکہ ہوں گی۔ اور جو آنے والا ہے۔ وہ آکر رہے گا انتھی''۔ یہ کہہ کر سطیح مر گیا۔ جیسا اُس نے کہا تھا ظہور میں آیا۔ نوشیروان سے یزدگرد تک چودہ مَلک و ملکہ تختِ فارس پر بیٹھے۔ پھر تمام فارس مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا۔

چو صیتش درافواہ دنیا فتاد

تزلزل درایوانِ کسریٰ فتاد

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَیْنَا مَعَھُمْ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَہُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔

۳۔((حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا نسب شریف ہر آلودگی سے پاک رہا، احادیث سے ثبوت))

حضور کا نسب شریف اللہ تعالیٰ نے آپ کی خاطر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ کے والد ماجد تک اور حضرت حوّا سے لے کر آپ کی والدہ ماجدہ تک ہر طرح کی آلودگی سے پاک رکھا۔

---

(1) یہ بحیرہ جو ہمدان وقُم کے درمیان تھا چھ میل لمبا اور اسی قدر چوڑا تھا۔ ایسے بڑے بحیرے کا خشک ہو جانا منجملہ خوارق ہے۔۱۲

(2) سماوہ ایک گاؤں تھا شام و کوفہ کے درمیان۔۱۲

''صحیح بخاری'' میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه و آله وسلم نے فرمایا:

بعثت مِنْ خیر قرون بنی اٰدم قرناً فقرناً حتی کنت مِن القرن الذی کنت منه۔

یعنی ''میں بنی آدم کے بہترین طبقات میں سے مبعوث ہوا ایک قرن بعد دوسرے قرن کے یہاں تک کہ میں اُس قرن سے ہوا جس سے کہ ہوا'' انتہی۔

حدیثِ ''مسلم'' میں ہے کہ آنحضرت صلی اللّٰہ تعالٰی علیه و آله وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالٰی نے حضرت اسمٰعیل علیه السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو برگزیدہ کیا۔ اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو برگزیدہ بنایا''۔

اِسی طرح ''ترمذی'' میں بسندِ حسن آیا ہے کہ ''اللہ تعالٰی نے خلقت کو پیدا کیا۔ پس مجھ کو اُن کے سب سے اچھے گروہ میں بنایا۔ پھر قبیلوں کو چُنا تو مجھے سب سے اچھے قبیلے میں بنایا۔ پھر گھروں کو چُنا تو مجھے اُن کے سب سے اچھے گھر میں پیدا کیا۔ پس میں روح و ذات اور اصل کے لحاظ سے اُن سب سے اچھا ہوں''۔

حافظ ابونُعیم نے ''دلائل النبوۃ'' میں بسندِ متصل نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه و آله وسلم نے فرمایا۔ لم یلتق ابوای فی سفاح لم یزل اللّٰہ عزوجل ینقلنی من اصلاب طیبة الٰی ارحام طاهرة صافیا مهذبا لا تتشعب شعبتان الا کنت فی خیرهما۔ یعنی ''میرے ماں باپ زنا میں جمع نہیں ہوئے۔ اللہ عزّوجلّ مجھے پاک پشتوں سے پاک ارحام کی طرف صاف و مہذب نقل کرتا رہا۔ کوئی دو گروہ جدا نہ ہوتے تھے مگر میں اُن میں سے بہتر میں تھا'' انتہی۔

اسی مطلب کی تائید قرآنِ مجید کی اِس آیت سے ہوتی ہے:

اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ ج وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ ج (پ:۱۸۔ نُور۔ ع:۳)

ترجمہ: ''گندی عورتیں گندے مردوں کے واسطے ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے واسطے ہیں۔ اور پاک عورتیں پاک مردوں کے واسطے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے واسطے'' انتہی۔

علاوہ بریں وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِيْنِ (پ:۱۹۔ شعراء ع:۱۱) کی ایک تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنھما سے یہ بھی مروی ہے۔ ما زال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یتقلب فِی اصلاب الانبیاء حتٰی ولدتہ امہ۔ (درِّمنثور السیوطی)

ترجمہ: ''نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم نبیوں کی پشتوں میں منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ آپ کی والدہ نے آپ کو جنا'' انتہی۔

ماحصل اِس تمام کا یہی ہوا کہ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے تمام آباء و امہات بدکاری و شرک کی آلودگی سے پاک رہے ہیں۔ اُن میں سے کوئی مشرک و کافر نہ تھا۔ کیونکہ مشرک کے حق میں الفاظ مختار و طاہر وغیرہ کبھی استعمال نہیں کیے جاتے۔ بلکہ اُس پر نجس کا اطلاق ہوتا ہے۔

چنانچہ قرآنِ مجید میں آیا ہے: اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ (پ:۱۰۔ توبہ۔ ع:۴)۔
((ترجمہ: مشرک نرے ناپاک ہیں))

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللّٰہ علیہ نے ''اشعۃ اللمعات'' میں کیا اچھا لکھا ہے:

اما آبائے کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس همه ایشاں از آدم تا عبداللہ طاهر و مطهر اندازد ونس کفرور جس شرك ـ چنانکه فرمود۔ آمده ام از اصلاب طاهره۔ ودلائل دیگر که متاخرین علمائے حدیث آنرا تحریر و تقریر نموده اند۔ ولعمری ایں علمے است که حق تعالٰی سبحانه مخصوص گردانیده است بایں متاخران را یعنی علم آنکه آباواجداد شریف آنحضرت همه بردین توحید و اسلام بوده اند۔ واز

کلام متقدمین لایح میگرد و کلمات برخلاف آن (وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ((پارہ:6 سورۂ مائدہ، آیت:54)) وَيَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (پارہ:3 سورۂ آلِ عمران، آیت 74)) وخدا جزائے خیردهد شیخ جلال الدین سیوطی را که دریں باب رسائل تصنیف کرده است و افاده و اجاده نموده ایں مدعا را ظاهر وباهر گردانیده است۔ وحاشا لله که ایں نور پاك رادر جائے ظلمانی پلید نهد ودر عرصات آخرت به تعذیب و تحقیر آباء اور امخزی و مخذول گرداندانتهی (اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۴۹۱ مطبوعہ منشی نولکشور))۔

((ترجمہ: ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آدم علیہ السلام سے عبداللہ رضی اللہ عنہ تک تمام آباؤ اجداد طاہر اور مطہر تھے کفر کی گندگی اور شرک کی نجاست سے وہ آلودہ نہیں ہوئے جیسا کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں پاک مردوں سے پاک عورتوں کی طرف منتقل ہوتا ہوا پیدا ہوا'' اور وہ دلائل کہ جو متأخرین علمائے حدیث نے اس موضوع پر تحریر وتقریر فرمائے مجھے اپنی عمر کی قسم کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد کے ایمان دار ہونے کا علم وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ متأخرین حضرات کے لیے مخصوص فرمایا ہے اللہ تعالیٰ شیخ جلال الدین سیوطی کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اس مسئلہ میں رسائل تصنیف فرمائے))

حبیب خدا غایت خلق عالم
نسب بوده اور امطهرز آدم
نگهداشت آبائے اور اخدا
زشرك وز كفروزعار زنا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَیْنَا مَعَھُمْ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ۔

۴۔ حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دعوت حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

دعائے خلیل اللہ علیہ السلام اللہ قرآن مجید میں یوں وارد ہے:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَیُزَكِّیْھِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ (پ:۱۔بقرہ۔ع:۱۵)۔

ترجمہ: یعنی ''اے ہمارے پروردگار اور تو اُن میں انہیں میں کا ایک رسول اُٹھا جو اُن پر تیری آیتیں پڑھے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھائے اور اُن کو پاک کرے۔ بے شک تُو ہی زبردست حکمت والا ہے'' انتہی۔

یہ دعا اللہ تعالیٰ نے قبول کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا جیسا کہ آیتِ ذیل سے ظاہر ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (پ:۴۔ال عمران۔ع:۱۴)

ترجمہ: ''بے شک اللہ نے ایمان والوں پر احسان کیا جو اُن میں ایک رسول اُنہیں میں کا بھیجا۔ وہ اُن پر اُس کی آیتیں پڑھتا ہے اور اُن کو پاک کرتا ہے اور اُن کو کتاب وحکمت سکھاتا ہے اور وہ تو پہلے صریح گمراہی میں تھے'' انتہی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَیْنَا مَعَھُمْ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ۔

۵۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بشارتِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

چنانچہ قرآنِ مجید میں وارد ہے:

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰۃِ وَمُبَشِّرًا ۢ بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ ط فَلَمَّا جَآءَ ھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا ھٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ۔

(پ:۲۸۔صف۔ع:۱)

ترجمہ: ''اور جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا آیا ہوں سچا کرتا اُس کو جو مجھ سے آگے ہے۔ تورات اور خوشخبری سُناتا ایک رسول کی جو مجھ سے پیچھے آئے گا اُس کا نام احمد ہے۔ پس جب وہ اُن کے پاس کُھلے نشان لے کر آیا۔ تو بولے یہ صریح جادو ہے'' انتہی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَیْنَا مَعَھُمْ کُلَّمَا ذَکَرَكَ وَذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِكَ وَذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔

۶۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خاتم الانبیاء ہیں۔

چنانچہ اللہ جلّ شانہٗ ارشاد فرماتا ہے:

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا (پ:۲۲۔احزاب۔ع:۵)

ترجمہ: ''محمد تمہارے مَردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور مہر ہیں سب نبیوں پر۔ اور اللہ سب چیز جانتا ہے'' انتہی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَیْنَا مَعَھُمْ کُلَّمَا ذَکَرَكَ وَذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِكَ وَذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔

۷۔ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ افضل الرُسل ہیں۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِّنْھُمْ مَّنْ کَلَّمَ اللہُ وَرَفَعَ بَعْضَھُمْ دَرَجَاتٍ ط (پ:۳ شروع) ((البقرہ:۲/۲۵۳))

ترجمہ: ''یہ سب رسول بڑائی دی ہم نے ایک کو ایک سے۔ کوئی ہے کہ کلام کیا اُس سے اللہ نے اور بلند کئے کسی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے درجے'' انتہی۔

اس آیت میں رَفَعَ بَعْضَھُمْ سے مراد جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جیسا کہ مجاہد و عامر شعبی نے اس کی تفسیر کی ہے (دُر منثور للسیوطی)۔ اس ابہام میں حضور کی بڑی فضیلت اور علوِ قدر ہے کیونکہ اِس میں اس امر کی شہادت ہے کہ حضور ایسے معروف و مُتَمَیِّز ((الگ)) ہیں کہ کسی کو اشتباہ والتباس نہیں ہوسکتا۔

دوسری جگہ یوں ارشاد ہوتا ہے:

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللہُ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ ط (پ:۷۔ انعام۔ ع:۱۰)

ترجمہ: ''وہ پیغمبر تھے جن کو اللہ نے ہدایت دی۔ سوتُو اُن کی راہ چل'' انتہی۔ اِس آیت سے ظاہر ہے کہ حضور کی ذاتِ بابرکات میں وہ تمام محاسن و فضائل جمع تھے جو اور پیغمبروں میں فرداً فرداً موجود تھے۔

آنچہ نبازند زاں دلبراں
جملہ تراہست و زیادت براں

''مشکوۃ شریف'' ''باب فضائل سیدالمرسلین'' میں بروایت حضرت ابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما مروی ہے۔ان اللّٰہ فضل محمدا علی الانبیاء وعلی اھل السماء۔ الحدیث۔

(ترجمہ:) یعنی ''تحقیق اللہ نے حضرت محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم کونبیوں پر اور آسمان والوں پر فضیلت دی ہے''۔

امامِ رُسل پیشوائے سبیل — امینِ خدامہبط جبرئیل

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَیْنَا مَعَھُمْ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ۔

۸۔ ((حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عالمِ ارواح میں بھی نبی تھے))

حضور نبی الانبیاء ہیں۔اُن کی شریعتیں حقیقت میں حضور کی شریعتیں ہیں عالم ارواح میں حضور دیگر انبیاء کی ارواح کی تربیت فرمایا کرتے تھے۔

''ترمذی شریف'' میں حدیثِ ابو ہریرہ رضی اللّٰہ عنہ میں ہے:

''قالوا یا رسول اللّٰہ متی وجبت لك النبوۃ قال واٰدم بین الروح والجسد صحابہ نے عرض کی۔یا رسول اللہ آپ کے لیے نبوت کب ثابت ہوئی۔حضور نے فرمایا کہ جس حال میں آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔یعنی میں اُس وقت نبی تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کی روح نے جسم سے تعلق نہ پکڑا تھا''۔

دوسری حدیث میں جو ''شرح السنہ'' میں مروی ہے یوں وارد ہے:

انی عند اللّٰہ مکتوب خاتم النَّبِیّٖنَ وان آدم لمنجدل فی طینتہ

(ترجمہ:) ''تحقیق میں اللہ کے نزدیک خاتم النبین لکھا گیا حالانکہ آدم علیہ السلام اپنی گِل (مٹی) وسرشت (خصلت) میں زمین پر پڑے تھے''۔

اس حدیث ''شرح السنہ'' کے تحت میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ''اشعۃ اللمعات'' میں یوں لکھا ہے:

اینجا میگویند که از سبق نبوت آنحضرت چه مراد است۔ اگر علم و تقدیر الٰهی است نبوت همه انبیاء را شامل است و اگر بالفعل است آں خود در دنیا خواهد بود۔ جو ابش آنست که مراد اظهار نبوت اوست صلی الله علیه وسلم پیش از وجودِ عنصری وے درملائکه و ارواح چنانکه وارد شده است کتابت اسم شریف او بر عرش و آسمانها و قصور بهشت وغرفه هائے آن و برسینه هائے حور العین و بر گهائے درختان جنت و درخت طوبیٰ وبراَبرُوها و چشمهائے فرشتگان ۔ وبعضے از عرفا گفته اند که روح شریف وے صلے الله علیه وسلم نبی بود در عالم ارواح که تربیت ارواح میکرد چنانکه دریں عالم بجسد شریف مربی اجساد بود و به تحقیق ثابت شده است خلق ارواح قبل اجساد والله اعلم انتهی۔

((عالمِ ارواح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت نہ ماننے والوں پر امام سُبکی کا ردِ بلیغ))

عارفِ موصوف نے فی الواقع بڑے مطلب کی بات کہی ہے۔ چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنے ایک رسالے میں لکھا ہے:

وقال السبکی هو مرسل الی کل من تقدم من الامم وغیر۔ فقال فجمیع الانبیاء وامم‍هم کلهم من امته۔ ومشمولون برسالته ونبوته۔ ولذلك یاتی عیسٰی فی آخر الزمان علٰی شریعته۔ فجمیع الشرائع التی جائت بِها الانبیاء شرائعه ومنسوبة الیه۔ فهو نبی الانبیاء وما جاؤا به الٰی امم‍هم احکامه فی الازمنة المتقدمة علیه۔

هكذا قرره ذلك الامام الحبر الذى لاتكاد تسمع الاعصار له بنظير۔ وافر دله تاليفا مستقلا حقه ان يرقم على السندس بالنضير۔ ويوا فقه من النظم النضيرى قول الشرف البوصيرى۔

وكل آى اتى الرسل الكرام بها
فانما اتصلت من نوره بهم
فانه شمس فضل هم كواكبها
يظهرن انوار ها للناس فى الظلم
وكلهم من رسول اللّٰه ملتمس
غرفا من البحراور شفا من الديم
وواقفون لديه عند حدهم
من نقطة العلم اومن شكلة الحكم

ترجمہ۔امام سبکی رحمته الله علیه نے کہا کہ آنخضرت صلی اللّٰہ علیه وسلم تمام گذشتہ اُمتوں کی طرف مرسل ہیں۔ پس تمام انبیاء اور اُن کی امتیں سب آپ کی امت میں سے ہیں اور آپ کی رسالت و نبوت میں داخل ہیں اسی واسطے اخیر زمانے میں حضرت عیسیٰ آپ کی شریعت پر آئیں گے۔لہذا تمام شریعتیں جو انبیاء لائے ہیں وہ آپ کی شریعتیں ہیں اور آپ کی طرف منسوب ہیں۔ پس آپ نبیوں کے نبی ہیں اور انبیاء جو کچھ اُمتوں کی طرف لائے۔ وہ آپ سے پہلے زمانوں میں آپ کے احکام ہیں۔ اِس طرح بیان کیا ہے اِس امر کو اُس عالم امام (سُبکی رحمة اللّٰہ تعالٰی علیه) نے کہ جس کی نظیر زمانے نہ سنیں گے۔ اور اس مضمون پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس کا حق یہ ہے کہ بیش قیمت دیبا پر سونے کے ساتھ لکھی جائے۔ اور اسی کے موافق ہے سنہری نظم میں سے امام شرف الدین بوصیری رحمة اللّٰہ تعالٰی علیه کا یہ قول:

ترجمہ اشعار: ” تمام آیات و معجزات جو بزرگ رسول لائے۔ وہ صرف

آنحضرت کے نور سے اُن کو پہنچے کیونکہ آپ فضیلت کے آفتاب ہیں اور وہ اُس آفتاب کے ستارے ہیں۔ جو انوار آفتاب کو لوگوں کے لیے تاریکیوں میں ظاہر کرتے رہے ہیں اور سب انبیاء رسول اللہ کے سمندر سے چلّو سے پانی پینے والے ہیں۔ یا آپ کی بارشوں سے منہ سے پینے والے ہیں۔ اور سب آپ کے پاس اپنی اپنی حد پر ٹھہرنے والے ہیں۔ وہ حد آپ کے علم کا ایک نقطہ یا آپ کی حکمتوں کی ایک شکل ہے'' انتہی۔

علامہ ابن حجر ہیتمی نے ''شرح ھمزیہ'' میں لکھا ہے کہ'' وادم بین الروح والجسد سے مراد تقدیرِ الٰہی نہیں کیونکہ آپ کے سوا اور انبیاء بھی ایسے ہی ہیں۔ بلکہ اس سے مقصود اشارہ کرنا ہے اس امر کی طرف کہ آپ کی روحِ عالی کے لیے وصفِ نبوت عالمِ ارواح میں ثابت تھا جو دوسرے نبیوں کے لیے نہ تھا۔ کیونکہ حدیث میں وارد ہے کہ روحیں دو ہزار برس اجسام سے پہلے پیدا کی گئیں''۔ اسی حقیقت کی تائید قرآنِ مجید کی آیتِ ذیل سے ہوتی ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ۔ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

(پ:۳۔آل عمران۔ع:۸)

ترجمہ: ''اور جس وقت اللہ نے پیغمبروں کا عہد لیا۔ البتہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور حکمت سے دوں پھر تمہارے پاس رسول آئے تصدیق کرنے والا اُس کو جو تمہارے ساتھ ہے۔ اُس پر ضرور ایمان لائیو اور ضرور اُس کو مدد دیجیو۔ کہا کیا تم نے اقرار کیا اور اُس پر میرا بھاری عہد لیا۔ اُنہوں نے کہا۔ ہم نے اقرار کیا۔ کہا پس تم شاہد رہو۔ اور میں تمہارے ساتھ شاہدوں میں سے ہوں۔ پس جو کوئی

اِس کے بعد پھر جائے۔ پس یہ لوگ وہی ہیں فاسق'' انتھی۔

امام سُبکی رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے اِس امر پر کہ اگر انبیاء اور اُن کی اُمتیں آنخضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے زمانے کو پائیں۔ تو آپ اُن کی طرف مرسل ہیں۔ پس آپ کی نبوت و رسالت عام ہے تمام خلقت یعنی انبیا اور اُن کی اُمتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے لے کر قیامت تک۔ اور اِس صورت میں وہ حضور کے قول وَاُرْسِلْتُ لِلنَّاسِ کَافَّۃً میں داخل ہیں۔ اور انبیاء سے اِس عہد کے لینے کی حکمت اُن کو اور اُن کی امتوں کو جتانا ہے کہ آنخضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم اُن سے پہلے اور اُن کے نبی و رسول ہیں۔ یہ امر دنیا میں یوں ظاہر ہوا کہ شبِ معراج میں (بیت المقدس میں) آپ سب نبیوں کے امام بنے۔ اور آخر زمانہ میں یوں ظاہر ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اُتر کر شریعتِ محمدی علیٰ صاحبھا الصلوۃ والسلام کے ساتھ حکم کریں گے اور اپنی شریعت کے ساتھ فیصل نہ فرمائیں گے انتھی۔ اسی واسطے حضور نے خود فرمایا ہے۔ ولو کان موسیٰ حیا ما وسعہ الا اتباعی (مشکوۃ۔ باب الاعتصام بالکتاب والسنہ)۔ یعنی ''اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو سوائے میری پیروی کے اُن کے لیے جائز نہ ہوتا''۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَیْنَا مَعَھُمْ کُلَّمَا ذَکَرَکَ وَذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِکَ وَذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔

۹۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تمام جن و اِنس کے رسول ہیں۔

چنانچہ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ

(پ:۲۲۔ سبا۔ ع:۳)

ترجمہ۔'' اور ہم نے تجھ کو نہیں بھیجا مگر سارے لوگوں کے واسطے خوشی اور ڈر سنانے کو، لیکن بہت لوگ نہیں سمجھتے'' انتہی۔

دوسری جگہ یوں ارشاد ہوتا ہے:

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْراً۔

(پ:۱۸۔فرقان شروع)

ترجمہ:''بڑی برکت ہے اُس کی جس نے اُتارا فرقان اپنے بندے پر کہ رہے جہان والوں کو ڈرانے والا'' انتہی۔

حدیثِ ''مسلم'' میں ہے کہ حضور نے فرمایا:

وارسلت الی الخلق کافۃ ۔ (مشکوۃ، باب فضائل سیدالمرسلین)

((ترجمہ:)) یعنی ''میں بھیجا گیا تمام مخلوقات کی طرف''۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَیْنَا مَعَهُمْ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ۔

۱۰۔ حضور ((صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) تمام بنی آدم کے سردار ہیں۔

چنانچہ حدیث مبارک میں ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم انا سید ولد آدم یوم القیامۃ واول من ینشق عنہ القبر واول شافع واول مشفع۔ رواہ مسلم (مشکوۃ۔باب فضائل سید المرسلین)

ترجمہ:''حضرت ابو ہریرہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں قیامت کے دن بنی آدم کا سردار

ہوں۔ اور میں پہلا شخص ہوں جس کے لیے قبر پھٹ جائے گی۔ اور پہلا شفاعت کرنے والا اور پہلا مقبول شفاعت ہوں۔ اِس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے''۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَیْنَا مَعَھُمْ کُلَّمَا ذَکَرَكَ وَذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِكَ وَذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔

۱۱۔ حضور ((صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)) تمام مخلوقات کے لیے رحمت ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (پ:۱۷۔انبیاء۔ع:۷)

ترجمہ: ''اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو مگر رحمت بنا کر جہان والوں کے لیے'' انتہی۔

اس آیت میں لفظ عــالــمیــن شامل ہے تمام ملائک وجن واِنس اور چرند و پرند و درند وغیرہ مخلوقات کو پس حضور اِن سب کے لیے رحمت ہیں۔

حضور ((صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)) کا فرشتوں کے لیے رحمت ہونا

(۱) فرشتے حضور پر درود بھیجنے کے سبب مورِدِ رحمتِ الٰہی بنے رہتے ہیں۔ کیونکہ حدیثِ ''مسلم'' میں ہے کہ حضور نے فرمایا۔ من صلّی علی واحدۃ صلی اللّٰہ علیہ عشرا (مشکوۃ۔باب الصلوۃ علی النبی و فضلھا) یعنی ''جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے، اللہ اُس پر دس بار درود بھیجتا ہے''۔

(۲) قاضی عیاض نے ''شفا'' میں ذکر کیا ہے حکی ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لجبریل علیہ السلام ھل اصابك من ھذہ الرحمۃ شئی قال نعم کنت اخشی العاقبۃ فامنت لثناء اللّٰہ تعالٰی علّی بقولہ عزّوجلّ ذی قوۃ عند ذی

العرش مکین مطاع ثم امین۔ یعنی ''روایت ہے کہ نبی صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا تجھ کو اس رحمت میں سے کچھ ملا ہے۔ اُس نے عرض کیا ہاں۔ میں عاقبت سے ڈرتا تھا۔ مگر اب میں امن میں ہوگیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول سے میری ثنا کی ہے۔ ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِیْنٍ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ (3) (پ:۳۰۔ تکویر)۔

حضور ((صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) کا مومنوں کے لیے رحمت ہونا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (پ:۱۱۔ توبہ۔ اخیر رکوع)۔

ترجمہ: ''بیشک تمہارے میں کا رسول تمہارے پاس آیا ہے بھاری ہوتی ہے اُس پر جو تم تکلیف پاؤ، تلاش رکھتا ہے تمہاری۔ ایمان والوں پر شفقت رکھنے والا ہے مہربان'' انتہی۔ اِسی واسطے حضور نے اپنی امت کو دنیا میں کسی مقام پر فراموش نہیں فرمایا حتیٰ کہ شبِ معراج میں عرش پر اور مقامِ قاب قوسین میں بھی اپنی امت کو یاد فرمایا۔ چنانچہ جب وہاں ارشادِ الٰہی ہوا۔ السلام علیك ایها النبی و رحمة الله و بركاته۔ تو اُس رحمۃ للعالمین نے اس فیض میں تمام انبیا و ملائک اور جن و اِنس میں سے تمام عباد صالحین کو شریک کر کے یوں فرمایا۔ السلام علینا و علی عباد الله الصالحین۔ اور قیامت کے دن حضور بساطِ شفاعت بچھا کر یوں پکاریں گے۔ رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ۔

حضور ((صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) کا کفار کے لیے رحمت ہونا

(ا) پہلی امتوں میں نافرمانی پر عذابِ الٰہی نازل ہوتا تھا۔ مگر حضور کے وجودِ باجود کی برکت

---

(3) ترجمہ۔ ''قوت والے عرش کے مالک کے پاس درجہ پائے ہوئے، سب کے مانے ہوئے، وہاں کے معتبر'' انتہی۔ یہ سب حضرت جبرئیل علیہ السلام کے اوصاف ہیں۔ ۱۲

سے کفار عذابِ دنیوی سے محفوظ رہے۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ (سورۂ انفال۔ ع:۴) بلکہ عذاب استیصالِ کفار سے تا قیامت مرفوع ہے۔

(۲) عن ابی هریرة قال قیل یا رسول الله ادع علی المشرکین قال انی لم ابعث لعانا وانما بعثت رحمة رواه مسلم (مشکوة، باب فی اخلاقه وشمائله صلی الله علیه وسلم)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ آپ مشرکین پر بددعا کریں۔ آپ نے فرمایا۔ میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ میں تو صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اِس حدیث کو ”مسلم“ نے روایت کیا ہے“ انتہی۔ بعض مشرکین پر جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا ((یعنی مشرکین کے لیے دعائے ضرر)) کی سو وہ بنا بر امتثال امرِ الٰہی تھا جیسا کہ بدر کے دن مشرکینِ قریش ہلاک ہوئے۔ فتدبّر۔

(۳) عن ابی هریرة قال جاء الطفیل بن عمرو الدوسی الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ان دوسا قد هلکت عصت وابت فادع الله علیهم فظن الناس انه یدعو علیهم فقال اللهم اهد دوسا وائت بهم۔ متفق علیه۔

(مشکوة۔ باب مناقب قریش وذکر القبائل)

ترجمہ ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو دوسی (جنہیں جناب رسالت مآب نے قبیلہ دوس میں دعوتِ اسلام کے لیے بھیجا تھا) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ قبیلہ دوس ہلاک ہو گیا کیونکہ اُس نے نافرمانی کی اور اطاعت سے انکار کر دیا۔ پس آپ اُن پر بددعا کریں۔ لوگوں نے گمان کیا کہ حضور اُن پر بددعا ((دعائے ضرر)) کرتے ہیں۔ پس آپ نے فرمایا۔ اے اللہ قبیلہ دوس کو ہدایت دے اور اُن کو لا (دراں حالیکہ مسلمان ہوں)۔ یہ حدیث

متفق علیہ ہے''۔

(۴) عن جابر قال قالوا یا رَسُوْل اللّٰہ احرقتنا نبال ثقیف فادع اللّٰہ علیھم قال اللھم اھدثقیفاً ۔رَواہ الترمذی (مشکوۃ،باب مناقب قریش و ذکر القبائل)

ترجمہ۔''حضرت جابر رضی اللّٰہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ہم کو قبیلہ ثقیف کے تیروں نے جلا دیا۔ آپ اُن پر بددعا ((دعائے ضرر)) کریں۔ حضور نے فرمایا۔ اے اللہ تُو قبیلہ ثقیف کو ہدایت دے۔ اِس حدیث کو ''ترمذی'' نے روایت کیا ہے''۔

حضور کے جمالِ باکمال کی یہ کیفیت تھی کہ جن پر اُس کا پَرتَو (سایہ) پڑ گیا۔ وہ نعمتِ اسلام سے مالا مال ہوکر دین کے پُشت پناہ بن گئے۔

آمده عباس حرب از بهر کیں
بهر قمع احمد واستیز دیں
گشت دیں را تا قیامت پشت رو
در خلافت اوو فرزندان او
آمده عمر بقصد مصطفی
تیغ بر بستہ بسے میثا قها
گشت اندر شرع امیر المومنیں
پیشوا و مقتدائے اهل دیں

(مثنوی مولانا روم)

بعض کفار جو حضور ((صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)) پر ایمان نہ لائے۔ سو یہ خود اُن کا قصور تھا۔ چنانچہ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے۔

وَاِنْ تَدْعُوْھُمْ اِلَی الْھُدیٰ لَا یَسْمَعُوْا ط وَتَراھُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ وَھُمْ لَا

یُبۡصِرُوۡنَ (پ:۹۔اعراف۔اخیر رکوع)

یعنی ''اگر تُو اُن کو ہدایت کی طرف بُلائے۔ تو وہ نہ سُنیں گے۔ اور تُو دیکھتا ہے کہ وہ تیری طرف آنکھیں کر رہے ہیں اور نہیں دیکھتے'' انتہی۔ مولانا روم اِسی مطلب کو تمثیلاً یوں فرماتے ہیں۔

گر درختِ خشك باشد درمكان
عيب آن از باد جان افزا مدان
باد كار خويش كرد و بروزيد
آنكه جانے داشت برجانش گزيد
دانكه جامد بود خود واقف نشد
واے آن جانے كه خود عارف نشد

حضور ((صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) کا یتامیٰ ومساکین وبیوگان کے لیے رحمت ہونا:

(۱) عن ابی ھریرة قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم الساعی علی الارملة والمساكين كالساعی فی سبيل اللّٰه واحسبه قال كالقائم لا يفترو كالصائم لا يفطر متفق عليه (مشکوۃ۔باب الشفقة والرحمة على الخلق)۔

ترجمہ۔ ''حضرت ابوہریرہ رضی اللّٰہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیوگان ومساکین پر خرچ کرنے والا راہِ خدا میں خرچ کرنے والے کی مانند ہے۔ اور میں گمان کرتا ہوں کہ آپ نے فرمایا بیوگان ومساکین پر خرچ کرنے والا مانند اُس شب خیز کی ہے جو سُستی نہیں کرتا۔ اور مانند روزہ رکھنے والے کی ہے جو افطار نہیں کرتا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے''۔

(۲) عن سھل بن سعد قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انا و کافل الیتیم لہ ولغیرہ فی الجنۃ ھکذا واشاربالسبابۃ والوسطی وفرج بینھما شیئاً۔ رواہ البخاری (مشکوۃ۔ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق)۔

ترجمہ۔ ''حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں اور یتیم کا متکفل خواہ وہ یتیم اُس کے رشتہ داروں میں سے ہو یا اجنبیوں میں سے ہو بہشت میں یوں ہوں گے۔ اور آپ نے انگشتِ سبابہ ((شہادت والی انگلی)) و وُسطی ((ہاتھ کی درمیانی انگلی)) کے ساتھ اشارہ فرمایا اور دونوں کے درمیان کچھ کشادگی رکھی۔ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے''۔

حضور ((صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)) کا بچوں کے لیے رحمت ہونا:

(۱) زمانۂ جاہلیت میں اہلِ عرب فقر و عار کے ڈر سے لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے جیسا کہ اِس آیت سے ظاہر ہے:

وَ اِذَا الْمَوْءٗدَۃُ سُئِلَتْ۔ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ۔ (پ:۳۰۔تکویر:8/82)

ترجمہ: ''اور جب زندہ درگور لڑکی پوچھی جائے گی۔ تُو کس گناہ کے بدلے ہلاک کی گئی'' انتہی۔

حضور کی برکت سے اس رسمِ بد کا ایسا قلع و قمع ہو گیا کہ کسی دنیوی قانون سے ہرگز ممکن نہ تھا آپ نے فرمایا:

ان اللّٰہ حرم علیکم عقوق الامھات ووأد البنات۔ الحدیث۔

(مشکوۃ۔باب البر والصلہ)

ترجمہ: یعنی ''اللہ نے تم پر حرام کر دیا ماؤں کی نافرمانی اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا''۔

(۲) قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَھُمْ سَفَھًاۢ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَھُمُ اللّٰہُ افْتِرَآءً عَلَی اللّٰہِ ؕ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا کَانُوْا مُھْتَدِیْنَ (پ:۸۔آیہ اخیر ربع)۔

ترجمہ: ''بے شک خراب ہوئے وہ لوگ جنہوں نے اپنی اولاد نادانی سے بن سمجھے مار ڈالی۔ اور حرام ٹھہرایا جو اللہ نے اُن کو رزق دیا جھوٹ باندھ کر اللہ پر۔ بے شک وہ گمراہ ہوئے اور راہ پر نہ آئے'' انتہی۔

حضور ((صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) کا غلاموں کے لیے رحمت ہونا:

عن ابی ذر قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من لاء مکم من مملو کیکم فاطعموه مماتا کلون واکسوه مما تکسون ومن لا یلا ئمکم منهم فبیعوه ولا تعذبوا خلق اللّٰه ۔رواه احمد وابو دأود (مشکوة۔باب النفقات و حق المملوك)

ترجمہ: ''حضرت ابوذر رضی اللّٰه عنه سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللّٰه علیه وسلم نے فرمایا۔ تمہارے غلاموں میں سے جو تمہارے موافق ہو اُسے کھلاؤ اُس میں سے جو تم کھاتے ہو اور اُسے پہناؤ اُس میں سے جو تم پہنتے ہو۔ اور اُن میں سے جو تمہارے موافق نہ ہو۔ اُسے بیچ دو اور اللہ کی مخلوقات کو عذاب نہ دو۔ اس حدیث کو امام احمد و ابوداؤد نے روایت کیا ہے''

انتہی اِسی مساوات کا نتیجہ تھا کہ اسلام میں غلام بادشاہ بن گئے۔ چنانچہ ملکِ ہند میں خاندانِ غلاماں نے ۶۰۲ھ سے ۶۸۷ھ تک حکومت کی۔ اور مصر میں خاندانِ ممالیک نے ۶۴۸ھ سے ۹۲۳ھ تک حکمرانی کی۔ اسلام کے سوا کسی مذہب کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔

حضور کا بہائم ((جانوروں)) کے لیے رحمت ہونا:

(۱) عن ابی هريرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بینما رجل یمشی بطریق اشتد علیه العطش فوجد بئراً فنزل فیها فشرب ثم خرج فَاِذا کلب یلهث یا کل الثر ی من العطش فقال الرجل لقد بلغ هذا

الکلب من العطش مثل الذی کان بلغ منی فنزل البئر فملأ خفه ماء ثم امسکه بفیه حتی رقی فسقی الکلب فشکر اللّٰہ تعالٰی له فغفر له قالوا یا رسول اللّٰہ ءَ ان لنامن البھائم اجرًا فقال فی کل کبدر طبة اجراً اخرجه الثلاثة و ابو داؤد (تیسیرا الوصول الٰی جامع الاصول۔ جلداول صفحہ ۲۴۵)

ترجمہ۔ ''حضرت ابوہریرہ رضی اللّٰہ عنه سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیـه وسلـم نے فرمایا۔ جبکہ ایک شخص راستے میں چل رہا تھا۔ اُسے سخت پیاس لگی۔ پس اُس نے ایک کنواں دیکھا۔ اُس میں اُتر کر اُس نے پانی پیا۔ پھر نکل آیا۔ ناگاہ اُس نے ایک کتا دیکھا جو پیاس کے مارے زبان نکالے ہوئے تھا اور مٹی کھا رہا تھا۔ پس اُس شخص نے کہا کہ تحقیق اِس کتے کو پیاس سے ویسی ہی تکلیف ہے جیسی مجھے تھی۔ اِس لئے وہ کنوئیں میں اُترا اور اپنا موزہ پانی سے بھرا۔ پھر اُسے اپنے منہ سے پکڑا یہاں تک کہ اوپر چڑھ آیا۔ پس کتے کو پانی پلایا۔ اللہ نے اُس کی قدر دانی کی اور اُس کو بخش دیا۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ کیا چارپایوں میں ہمارے واسطے کچھ اجر ہے آپ نے فرمایا کہ ہر ذِی روح میں اجر ہے۔ اس حدیث کو امام مالک و بخاری و مسلم و ابوداؤد نے روایت کیا ہے'' انتہی۔

(۲) عن عبداللّٰہ بن جعفر رضی اللّٰہ عنھما قان کان احب ما استتر به رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لحاجة ھدف اوحائش نخل فدخل حائطًا لرجل من الانصار فاذا فیه جمل فلما رأی النبی صلی الله علیه وسلم حنّ و ذرفت عیناہ فاتاہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فمسح ذفراہ فسکت فقال من رب ھذا الجمل فقال فتی من الانصار ھولی یا رسول اللّٰہ فقال افلا تتقی اللّٰہ فی ھذہ البھیمة التی ملکك اللّٰہ ایاھا فانه شکی الی انك تجیعه وتدیبه اخرجه ابو داؤد

(تیسیرالوصول جلداوّل صفحہ ۲۴۵)

ترجمہ۔ ''حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللّٰہ عنھما سے روایت ہے کہ سب سے پسندیدہ شے جس کو رسول اللہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قضائے حاجت کے لیے اوٹ بناتے

تھے کوئی بلند چیز (دیوار یا ریگ تو دہ وپشتہ وغیرہ) یا درختانِ خرما کا مجمع تھا۔ پس آپ انصار میں سے ایک شخص کے باغ میں داخل ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اُس باغ میں ایک اونٹ ہے۔ اُس اونٹ نے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ تو وہ رو پڑا اور اُس کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے پاس آئے اور اُس کے پسِ گوش پر ہاتھ پھیرا۔ پس وہ چُپ ہو گیا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ اِس اونٹ کا مالک کون ہے انصار میں سے ایک نوجوان نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ یہ اونٹ میرا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تو اس چار پایہ کے بارے میں جس کا اللہ نے تجھ کو مالک بنایا ہے اللہ سے نہیں ڈرتا کیونکہ اِس نے میرے پاس شکایت کی ہے کہ تُو اِسے بھوکا رکھتا ہے اور کثرتِ استعمال سے اِسے تکلیف دیتا ہے۔ اِس حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔'' انتہی۔

(۳) عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنہما قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم دخلت امرأۃ النار فی ھرۃ ربطتھا فلَمْ تطعمھا ولم تدعھا تاکل من خشاش الارض اخرجہ الشیخان (تیسیر الوصول۔ جلد اول صفحہ ۲۴۵)۔

ترجمہ: ''حضرت ابن عمر رضی اللّٰہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک عورت ایک بلّی کے سبب دوزخ میں گئی جسے اُس نے باندھ رکھا۔ اور کھانا نہ کھلایا اور نہ چھوڑا تا کہ حشرات الارض کو کھاتی۔ اس حدیث کو امام بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔'' انتہی۔

(۴) عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لا تتخذ واتحھور د وابکم منابر فان اللّٰہ تعالٰی انما سخرھا لکم لتبلغکم الی بلد لم تکونوا بالغیہ الابشق الانفس وجعل لکم الارض فعلیھا فاقضوا حاجاتکم رواہ ابو داؤد (مشکوۃ۔ باب آداب السفر)۔

ترجمہ۔ ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللّٰہ

تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ تم اپنے چار پایوں کی پیٹھوں کو منبر نہ بناؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اِن کو تمہارے تابع کیا ہے تا کہ وہ تم کو ایسے شہروں میں پہنچا دیں جہاں تم بغیر مشقتِ جان نہ پہنچتے۔ اور تمہارے واسطے زمین بنائی۔ پس اُسی پر اپنی حاجتیں پوری کرو۔ اِس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے'' انتہی۔

(۵) عن جابر مرفوعًا لعن اللّٰہ من مثل بالحیوان رواہ احمد والشیخان والنسائی (مرقات شرح مشکوۃ۔ کتاب الصید والذبائح)

ترجمہ۔ ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت ہے کہ اللہ لعنت کرے اُس کو جو حیوان کو مُثلہ کرے اِس حدیث کو امام احمد و شیخین اور نسائی نے روایت کیا ہے'' انتہی۔

(۶) عن ابن عمر ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لعن من اتخذ شیئاً فیہ الروح غرضاً متفق علیہ (مشکوۃ۔ کتاب الصید والذبائح)۔

ترجمہ: ''حضرت ابن عمر رضی اللّٰہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے اُس شخص کو جو کسی جاندار شے کو نشانہ بنائے'' انتہی۔

(۷) عن ابن عمر قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ینھی ان تصبر بھیمۃ او غیرھا للقتل متفق علیہ (مشکوۃ، کتاب الصید والذبائح)۔

ترجمہ۔ ''حضرت ابن عمر رضی اللّٰہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے سُنا رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو، کہ منع فرماتے تھے اِس بات سے کہ کوئی چار پایہ یا اور حیوان ہلاک کرنے کے لیے حبس کیا جائے'' متفق علیہ۔ انتہی۔

(۸) عن ابن عباس قال نھی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن التحریش بین البھائم۔ رواہ الترمذی و ابو داؤد (مشکوۃ۔ باب ذکر الکلب)۔

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے چار پایوں کو آپس میں لڑانے سے منع فرمایا اس حدیث کو ترمذی و ابو داؤد نے روایت کیا ہے'' انتہی۔

(۹) عن جابر ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم مرّ علیہ حمارو قد وسم فی وجھہ قال لعن اللّٰہ الذی وسمہ رواہ مسلم (مشکوۃ۔ کتاب الصید و الذبائح)

ترجمہ: ''حضرت جابر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ ایک گدھا نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے پاس سے گذرا اور اُس کے چہرے پر داغ دیا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ لعنت کرے اللہ اُس شخص کو جس نے اِسے داغ دیا ہے اِس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔'' انتہی۔

(۱۰) عن سھیل بن الحنظلیۃ قال مرّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ببعیر قد لحق ظھرہ ببطنہ فقال اتقوا اللّٰہ فی ھذہ البھایم المعجمۃ فارکبوھا صالحۃ واترکوھا صالحۃ۔ رواہ ابو داؤد (مشکوۃ۔باب النفقات وحق الملوك)

ترجمہ۔ ''حضرت سہیل بن حنظلیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ایک اونٹ کے پاس سے گزرے جس کی پیٹھ (بھوک اور پیاس کے سبب) اُس کے پیٹ سے لگی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ اِن بے زبان چارپایوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ اور تم اُن پر سوار ہو دراں حالیکہ وہ لائق (سواری کے) ہوں۔ اور اُن کو چھوڑو درانحالیکہ وہ لائق (پھر سوار ہونے کے) ہوں۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے'' انتہی۔

(۱۱) عن ابی واقد اللیثی قال قدم النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم المدینۃ وھم یجبّون اسنمۃ الابل ویقطعون الیات الغنم فقال ما یقطع من البھیمۃ وھی حیۃ فھی میتۃ لا تؤکل۔ رواہ الترمذی و ابو داؤد۔

(مشکوۃ۔ کتاب الصید و الذبائح)

ترجمہ: ''حضرت ابوواقد لیثی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اور لوگ اونٹوں کی کوہان اور بھیڑ بکری کی سرین کا گوشت کاٹ لیتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ جو گوشت کسی زندہ چارپایہ سے کاٹا جائے۔ وہ مردار ہے۔ کھانا نہ چاہیے۔ اِس حدیث کو ''ترمذی'' و ''ابوداؤد'' نے روایت کیا ہے'' انتہی۔

حضور ((صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)) کا پرندوں اور حشرات الارض کے لیے رحمت ہونا:

(۱) عن عبدالرحمٰن بن عبداللّٰہ عن ابیہ قال کنا مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی سفر فانطلق لحاجتہ فرأینا حمرۃ معھا فرخان فاخذنافرخیھا فجاء ت الحمرۃ فجعلت تفرش فجاء النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال من فجّع ھذہ بولدھا ردّوا ولدھا الیھا ورأی قریۃ نمل قد حرّقناھا قال من حرّق ھذہ فقلنا نحن قال انہ لا ینبغی اَن یعذب بالنار اِلَّارَبَّ النَّارِ۔ رواہ ابو داؤد (مشکوۃ۔ باب قتل اھل الردۃ والسعادۃ بالفساد)

ترجمہ: ''عبدالرحمٰن بن عبداللہ نے اپنے باپ سے روایت کی۔ اُس نے کہا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے، ہم نے ایک زورک (پرندہ) کو دیکھا جس کے ساتھ دو بچے تھے۔ ہم نے اُس کے دونوں بچوں کو پکڑلیا۔ پس زورک آئی اور (اُترنے کے لیے) بازو پھیلانے لگی۔ اتنے میں نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ نے فرمایا: اِس کے بچوں کو پکڑ کر اسے کس نے مصیبت زدہ کیا ہے۔ اِس کے بچے اِسے واپس دے دو۔ اور آپ نے چیونٹیوں کا گھر دیکھا جسے ہم نے جلا دیا تھا۔ پس آپ نے فرمایا: اِسے کس نے جلایا؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم نے (جلایا ہے) آپ نے فرمایا: جائز نہیں کہ کوئی آگ کے ساتھ عذاب دے سوائے آگ کے مالک (خدا) کے۔ اِس حدیث کو ''ابوداؤد'' نے روایت کیا ہے'' انتھی۔

(۲) عن عامر الرام قال بینا نحن عندہ یعنی عند النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا اقبل رجل علیہ کساء وفی یدہ شئی قد التف علیہ فقال یا رسول اللّٰہ مررت بغیضۃ شجر فسمعت فیھا اصوات فراخ طائر فاخذتھن

فوضعتهن فی کسائی فجاء ت امهن فاستدارت علی راسی فکشفت لها عنهن فوقعت علیهن فلففتهن بکسائی فهن اولاء معی قال ضعهن فوضعتهن وابت امهن الالزو مهن فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اتعجبون لرحم ام الافراخ فراخها فوالذی بعثنی بالحق للّٰه ارحم بعباده من ام الافراخ بفراخها ارجع بهن حتی تضعن من حیث اخذتهن وامهن معهن فرجع بهن۔ رواه ابو داؤد (مشکوۃ)

ترجمہ: ’’عامر تیر انداز سے روایت ہے کہا جبکہ ہم آپ کے یعنی نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ ناگاہ ایک شخص آیا جس پر ایک کمبل تھا اور اُس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جس پر اُس نے کمبل لپیٹا ہوا تھا۔ اُس نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! میں درختوں کے جنگل میں سے گزرا۔ میں نے اُس میں ایک پرندے کے بچوں کی آوازیں سنیں۔ میں نے اُن کو پکڑ لیا اور اپنے کمبل میں رکھ لیا۔ پس اُن کی ماں آئی اور میرے سر پر منڈلائی۔ میں نے اُس کے لیے کمبل کو اُن پر سے دور کر دیا۔ وہ اُن پر گر پڑی۔ میں نے اُن سب کو اپنے کمبل میں لپیٹ لیا۔ اور وہ یہ میرے پاس ہیں۔ حضور نے فرمایا: اِن کو رکھ دے۔ میں نے اُن کو رکھ دیا۔ اُن کی ماں نے اُن کے ساتھ رہنے کے سوا ایک نہ مانی۔ پس رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم ماں کے اپنے بچوں پر رحم کرنے پر تعجب کرتے ہو۔ اُس ذات کی قسم ہے جس نے مجھے راستی دے کر بھیجا ہے۔ تحقیق اللہ اپنے بندوں پر اِن بچوں کی ماں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ تو ان کو واپس لے جا، یہاں تک کہ وہیں رکھ دے جہاں سے اِنہیں پکڑا ہے اور اُن کی ماں اُن کے ساتھ ہو۔ پس وہ اُن کو واپس لے گیا۔ اِس حدیث کو ’’ابوداؤد‘‘ نے روایت کیا ہے‘‘ انتہی۔

(۳) عن ابن عباس قال نهی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن قتل اربع من الدواب النملة والنحلة والهدهد والصرد رواه ابو داؤد والدارمی (مشکوۃ۔باب الحلال و الحرام)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنھما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے دوابّ میں سے اِن چار کے مارڈالنے سے منع فرمایا۔ چیونٹی۔ شہد کی مکھی۔ ہدہد۔ اور صرد (لٹورہ) اِس حدیث کو ''ابوداوٗد'' و ''دارمی'' نے روایت کیا ہے'' انتہی۔

(۴) اخرج البزار فی مسنده عن عثمان بن حبان قال کنت عند ام الدرداء فاخذت برغوثا فرمیته فی النار فقالت سمعت ابا الدرداء یقول قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لا یعذب بالنار الارب النار (مرقات۔ جزء رابع۔ صفحہ ۲۳۶)۔

ترجمہ: ''مسند بزار میں مروی ہے کہ عثمان بن حبان نے کہا کہ میں حضرت ام الدرداء کے پاس تھا۔ میں نے ایک پسو پکڑ کر آگ میں ڈال دیا۔ اس پر ام درداء نے کہا کہ میں نے ابوالدرداء کو سُنا کہ کہتے تھے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے۔ عذاب نہ دے آگ کے ساتھ مگر مالک آگ کا (یعنی خدا)'' انتہی۔

حضور ((صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ)) کا حیوانات ونباتات وجمادات کے لیے رحمت ہونا:

جب کبھی امساکِ باراں ہوا کرتا تھا۔ تو لوگ حضور وسیلہ پکڑ کر دعا کیا کرتے اور وہ مستجاب ہو جاتی۔ یا حضور خود دعا فرمایا کرتے اور بارانِ رحمت نازل ہوتا جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔ یہاں بطور تبرک صرف ایک استقاء کا ذکر کیا جاتا ہے۔ حضور ابھی بارہ برس کے بھی نہ ہوئے تھے کہ آپ کے چچا ابوطالب نے آپ کے وسیلہ سے دعائے باراں کی۔ جسے اللہ تعالٰی نے فوراً شرفِ اجابت بخشا۔ اِس واقعہ کو ''ابن عساکر'' نے بروایتِ عرفطہ یوں نقل کیا ہے:

''قال قدمت مکة وھم فی سنة قحط فقالت قریش یا ابا طالب اقحط

الوادی واجدب العیال فهلم فاستسق فخرج ابو طالب و معه غلام کانه شمس دَجُنٍ انجلت عنه سحابة قتماء وحوله اغیلمة فاخذ ابو طالب الغلام والصق ظهره بالکعبة ولاذالغلام باصبعه وما فی السماء قزعة فاقبل السحاب من هٰهنا وههنا واغدق واغدودق وانفجر له الوادی واخصب النادی والبادی وفی ذٰلك یقول ابو طالب ؎

وابیض یستسقی الغمام بوجهه

ثمال الیتامی عصمة للارامل

ترجمہ: ''عُرفُطہ (بن الحباب صحابی) نے کہا میں مکہ میں آیا اور اہلِ مکہ قحط سالی میں مبتلا تھے قریش نے کہا۔ اے ابو طالب! جنگل قحط زدہ ہو گیا ہے اور ہمارے زن و فرزند قحط میں مبتلا ہیں۔ آ اور بارش کے لیے دعا کر۔ ابو طالب نکلا اور اُس کے ساتھ ایک لڑکا (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تھا گویا وہ تاریکئ ابر کا آفتاب تھا کہ جس سے سیاہ بادل دور ہو گیا ہو۔ اور اُس کے گرد چھوٹے لڑکے تھے۔ پس ابو طالب نے اُس لڑکے کو لیا اور اُس کی پُشت کعبہ سے لگائی اور اُس لڑکے نے اُس کی اُنگلی پکڑی اور آسمان میں کوئی بادل کا ٹکڑا نہ تھا، پس بادل چاروں طرف سے آنے لگے۔ اور مینہ برسا اور بہت برسا۔ جنگل میں پانی ہی پانی جاری ہو گیا اور شہری و بدوی خوشحال ہو گئے۔ اِس بارے میں ابو طالب کہتا ہے۔ ؎

وہ (محمد مصطفٰے) گورے ہیں جن کے چہرے کے وسیلے سے نزولِ باراں طلب کیا جاتا ہے۔ آپ یتیموں کے ملجا وماویٰ اور رانڈوں یا درویشوں کے محافظ ہیں'' انتہی (قسطلانی شرح بخاری)

حضور چونکہ رحمتہ للعالمین تھے۔ آپ کے اخلاق بھی ویسے ہی کریمانہ تھے۔ حضور فرماتے ہیں۔ بعثت لاتمم مکارم الاخلاق (مؤطا)

ترجمہ: یعنی ''مجھے بھیجا گیا تا کہ میں اخلاق کی خوبیوں کو تام و کامل کروں''۔

کفار کے ہاتھ سے آپ کو اس قدر اذیتیں پہنچیں کہ کسی نبی کو اُس کی اُمت سے نہیں

پہنچیں۔ اُن اذیتوں کو صبر و تحمل سے برداشت کرنا آپ ہی کا کام تھا۔ بعثت کے دسویں سال جب ابوطالب وحضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وفات پائی۔ تو قریش کو آپ کے ستانے کا اور موقع ہاتھ آ گیا۔ اِس لئے اُسی سال ماہِ شوال میں آپ نے اِس خیال سے کہ اگر ثقیف ایمان لے آئیں تو قریش کے برخلاف میری مدد کریں گے طائف کا قصد کیا۔ مگر سردارانِ ثقیف نے آپ کی دعوت کو قبول نہ کیا۔ بلکہ کمینے لوگوں اور غلاموں کو آپ پر برانگیختہ کیا۔ جنہوں نے آپ کو گالیاں دیں۔ وہ نابکار آپ کے راستے میں دو صفیں بنا کر بیٹھ گئے۔ جب آپ اُن صفوں کے درمیان سے گذرے۔ تو جونہی کہ آپ قدم اُٹھاتے یا رکھتے۔ آپ کے پاؤں کو پتھروں سے کوٹتے یہاں تک کہ آپ کے نعلین خون سے رنگین ہو گئے۔ جب آپ کو پتھروں کا صدمہ پہنچتا۔ تو زمین پر بیٹھ جاتے مگر وہ آپ کے بازو پکڑ کر کھڑا کر دیتے جب آپ چلتے تو پتھر مارتے اور ہنستے۔ اِس حال میں آپ قرن الثعالب میں پہنچے جو مکہ سے ایک دن رات کا راستہ ہے۔ وہاں ملك الجبال (پہاڑوں کے فرشتے) نے آپ کو آواز دی اور سلام کر کے کہا: ''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے تیری قوم کی بات سُن لی ہے۔ میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں۔ مجھے تیرے رب نے تیری طرف بھیجا ہے۔ اگر تُو حکم دے تو میں اخشبین (4) کو اُن پر اُلٹ دوں''۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں جواب دیا بل ارجو ان یخرج اللّٰہ من اصلابھم من یعبد اللّٰہ وحدہ لا یشرك بہ (مشکوۃ)۔

ترجمہ: یعنی ''بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اُن کی پشتوں سے ایسے بندے پیدا کرے گا جو خدائے واحد کی عبادت کریں گے اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے'' انتہی۔

جنگِ اُحد میں جب کفار نے حضور کی پیشانی و رخسار مبارک زخمی کر دیے اور دانت

(4) اخشبین دو پہاڑ ہیں جن کے درمیان مکہ مشرفہ واقع ہے۔ اُن میں سے ایک کا نام ابوقبیس ہے۔ ۱۲

مبارک شہید کر دیا۔ تو صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اُن پر بددعا کیجئے۔ آپ نے فرمایا:

اللھم اغفر لقومی فانھم لا یعلمون (شرح الھمزیہ لابن حجر صفحہ۱۲۲)

ترجمہ: یعنی ''اے اللہ! میری قوم کو معاف کر دے کیونکہ وہ نہیں جانتے'' انتھی۔

جب مکہ فتح ہو گیا۔ تو اہلِ ایمان کو قریش سے انتقام لینے کا خوب موقع ہاتھ آیا۔ فتح کے دوسرے روز تمام قریش مسجدِ حرام میں بٹھائے گئے۔ صحابۂ کرام منتظر تھے کہ دیکھئے حضور کس کس کے قتل وقید کا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے کھڑے ہو کر پہلے خطبہ پڑھا۔ پھر فرمایا:

معشر قریش ماترون انی فاعل فیکم۔

(ترجمہ:) ''اے گروہِ قریش بتاؤ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں''

اُنہوں نے کہا:

خیرا اخ کریم و ابن اخ کریم۔

(ترجمہ:) یعنی ''آپ نیکی کریں۔ آپ بزرگ بھائی اور بزرگ بھائی کے بیٹے ہیں''

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذھبوا فانتم الطلقاء۔

(ترجمہ:) ''جاؤ تم آزاد ہو''

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

اقول لکم کما قال یوسف لاخوتہ لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھوا رحم الراحمین۔

ترجمہ: یعنی ''میں تم سے کہتا ہوں جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا۔ آج تم پر کوئی الزام نہیں اللہ تم کو بخشے اور وہ سب مہربانوں سے مہربان ہے'' (شرح الھمزیہ صفحہ۱۹۸)

''ایک دفعہ سفر میں کسی منزل پر حضور سو رہے تھے کہ غورث بن الحرث نے جو بعد میں

ایمان لے آیا تھا، آپ کی تلوار اُٹھا کر کھینچ لی۔ آپ کی جو آنکھ کھلی۔ تو تلوار غورث کے ہاتھ میں کھچی ہوئی پائی۔ غورث بولا "من یمنعك منی" (تجھ کو مجھ سے کون بچائے گا) آپ نے فرمایا: "اللہ عزّوجلّ"۔ یہ سن کر غورث کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ آپ نے تلوار اُٹھا کر فرمایا: "من یمنعك منی" (تجھ کو مجھ سے کون بچائے گا) غورث نے عرض کیا: "کن خیر آخذ" (تو اچھا تلوار پکڑنے والا ہو) پس آپ نے اُسے معاف فرما دیا، غورث نے اپنی قوم میں جا کر کہا: "جئتکم من عند خیر الناس" یعنی لوگوں میں سے سب سے اچھے کے پاس سے میں تم میں آیا ہوں" (شرح الهمزیه صفحہ ۹۹)۔

اپنی ذات کے لیے حضور کبھی کسی پر خفا نہیں ہوئے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس سال تک آپ کی خدمت کی۔ وہ فرماتے ہیں کہ اِس عرصے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی مجھے اُف تک نہیں کہا۔ متعدد مقامات پر جو حضور سے غضب ظہور میں آیا۔ وہ صرف خدا کے لیے تھا اور اِس امرِ الٰہی کا امتثال تھا۔

يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ (توبہ، رکوع:۱۰)

ترجمہ: یعنی "اے نبی کفار و منافقین سے جہاد کر اور اُن پر تند خوئی کر" انتہی۔

حِلم بھی حضور کی ذاتِ بابرکات میں بدرجۂ کمال تھا۔ "ایک دفعہ ایک اعرابی نے اپنی چادر کے ساتھ حضور کو اِس شدت سے کھینچا کہ آپ کی گردن مبارک پر چادر کے حاشیہ کا نشان پڑ گیا۔ اور کہا "یا محمد مربی من مال اللہ الذی عندك" یعنی اے محمد اللہ کے مال سے جو تیرے پاس ہے مجھے دے۔ اِس پر حضور ہنس پڑے اور اُسے کچھ مال دیا" (صحیح بخاری)

حضور کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ جو کچھ آتا راہِ خدا میں دے دیتے اور خود فقیروں (5) کی

---

(5) اس عبارت کا سیاق وسباق اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مولف کی مُراد اس سے زُہدِ اختیاری ہے جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اگر آپ عیش وآرام اور ناز ونعم میں زندگی گزارنا چاہتے تو یہ آپ کے اختیار میں تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے خزائن کا وارث بنایا ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر۔۔۔)

طرح اوقات بسر کرتے۔ دو دو مہینے گذر جاتے کہ دولت خانہ میں آگ جلائی نہ جاتی۔ بعض دفعہ بھوک کی شدت سے اپنے پیٹ پر ایک بلکہ دو پتھر باندھ لیتے۔

''ایک روز حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا نے حضور سے درخواست کی کہ گھر کے کاروبار کے لیے مجھے غنیمت میں سے ایک خادم عنایت فرمایا جائے۔ حضور نے اپنی صاحبزادی کو تسبیح و تکبیر و تحمید کی تعلیم دی اور فرمایا: ''لا اعطیكِ وادَعُ اهل الصفة تطوی بطونهم من الجوع'' (شرح الهمزیه۔ صفحہ ۱۳۰) یعنی ''یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ تجھے خادم دوں اور اہلِ صُفّہ بھوکے مریں'' انتہیٰ۔

حضور بڑے متواضع اور باحیا تھے۔ اپنے کپڑے میں خود پیوند لگا لیتے تھے۔ فقراء و مساکین سے محبت رکھتے تھے۔ اُن کے ساتھ بیٹھتے اور اُن کے مریضوں کی بیمار پُرسی کیا کرتے تھے۔ اُن کے جنازوں کے پیچھے چلتے تھے۔ بزرگوں سے الفت رکھتے تھے اور اہلِ فضل کا اکرام کرتے تھے۔ جس سے ملتے پہلے آپ سلام کہتے۔ سوائے سچ کے نہ بولتے۔ غرض آپ کے اخلاقِ حمیدہ احاطۂ حصر سے خارج ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں: ''کان خلقه القرآن'' یعنی ''حضور کی ذات اُن تمام محاسن کی جامع تھی جو قرآن مجید میں مذکور ہیں''۔

پس بشر کو کیا طاقت کہ آپ کے خلق کے کمالات کو بیان کرے جبکہ خود خالقِ زمین و زمان یوں فرمائے:

(۔۔۔پچھلے صفحہ کا بقیہ حاشیہ (5)۔) آپ مختارِ کُل ہیں لیکن اس کے باوجود آپ نے عیش و آرام میں زندگی گذارنے کو پسند نہ فرمایا [redacted] اس کے برعکس اگر کوئی بد بخت حضور صلی الله علیه وسلم کو فقرِ اضطراری میں مبتلا قرار دیتے ہوئے ''فقیر'' کہے کہ آپ صلی الله علیه وسلم کو عیش و آرام اور کھانے پینے پر قدرت حاصل نہ تھی تو اس کو علماء نے گستاخی قرار دیا ہے اور ایسے الفاظ سے منع فرمایا ہے تفصیل کے لیے ''فتاویٰ رضویہ (جدید تخریج شدہ)، جلد ۷، کتاب السیر، مسئلہ نمبر ۲۵۸ (مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور) ملاحظہ کریں۔ (میثم قادری)

''وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ'' یعنی ''اے پیغمبر! تُو البتہ بڑے خلق پر ہے''۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَیْنَا مَعَھُمْ کُلَّمَا ذَکَرَكَ وَذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِكَ وَذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔

۱۲۔ حضور ((صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)) کی خاطر اللہ تعالیٰ نے تمام عالم کو پیدا کیا۔

چنانچہ حدیث میں ہے۔

اخرج الحاکم و صححہ عن ابن عباس قال اوحی اللہ الی عیسیٰ اٰمن بمحمد و مر من ادرکہ من امتك ان یؤمنوا بہ فلو لا محمد ما خلقت اٰدم ولا الجنۃ ولا النار ولقد خلقت العرش علی الماء فاضطرب فکتبت عَلَیْہِ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فسکن۔ الحدیث

(''انوار العاشقین'' لشیخنا العلامہ مولانا مشتاق احمد الانبھتوی الصابری۔ صفحہ۲)

یعنی ''حاکم نے اس کو روایت کیا اور صحیح کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حکم بھیجا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا اور تیری امت میں سے جو اُن کو پائیں اُنہیں حکم دے کہ اُن پر ایمان لائیں۔ پس اگر محمد نہ ہوتے۔ میں آدم کو پیدا نہ کرتا اور نہ بہشت و دوزخ کو پیدا کرتا۔ البتہ میں نے عرش کو پانی پر پیدا کیا۔ پس وہ ڈگمگایا۔ لہٰذا میں نے اُس پر ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' لکھ دیا۔ پس وہ ٹھہر گیا''۔ انتہی۔

اِسی طرح شیخ ابن حجر مکی (شرح الہمزیہ صفحہ ۹) نے لکھا ہے:

صح عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنهما وله حكم المرفوع ولولا محمد ما خلقت آدم، ولولا محمد، ماخلقت الجنة وَالنار لقد خلقت العرش على الماء فاضطرب فكتبت عليه لا اله الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه فسكن وفى روايات اخرلولاه ماخلقت السماء والارض ولا الطول ولا العرض ولا وضع ثواب ولا عقاب ولا خلقت جنة ولا ناراولا شمسا ولا قمرا۔ ((المنح المكية فى شرح الهمزية صفحہ۷۹دار المنهاج، بيروت))

یعنی ”حضرت ابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنھما سے ثابت ہے اور یہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہے کہ اگر محمد ((صلی اللّٰہ علیہ وسلم)) نہ ہوتے تو میں آدم کو پیدا نہ کرتا۔ اور اگر محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم نہ ہوتے۔ تو میں بہشت و دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔ البتہ میں نے عرش کو پانی پر پیدا کیا۔ پس وہ ڈگمگایا۔ لہٰذا میں نے اُس پر ”لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ“ لکھ دیا۔ پس وہ ٹھہر گیا۔ اور دیگر روایات میں ہے کہ اگر محمد نہ ہوتے۔ میں آسمان و زمین کو، نہ طول و عرض کو پیدا کرتا نہ عذاب و ثواب مقرر کرتا۔ اور نہ بہشت و دوزخ کو، نہ سورج اور چاند کو پیدا کرتا“ انتہی۔

نگر دیدے اگر آن افتخار انس و جاں پیدا
نگشتے عرش و کرسی و زمین و آسماں پیدا

خبر بایکدگر فرمود ھر مرسل کہ میگردد
محمد مصطفےٰ دردورۂ آخر زماں پیدا

تصدق میکنم جان و جگر برنام آنسرور
کہ پاس خاطر او کردہ شد کون و مکاں پیدا

احد بر صورت احمد ز وحدت خواستہ کثرت
عیاں آمد شدش میم محبت درمیاں پیدا
جمال و شوکت و اخلاق و حلم و بخشش و جرأت
ہمہ بودش کہ بود آں در ہمہ پیغمبراں پیدا
رضائے حق ہمہ جویند حق جوید رضائے او
کدامیں ز انبیائے مرسلین شد آنچناں پیدا
نیاید در بیاں نعت حبیب کبریا انورؔ
کہ ہر موئے تنم را گر شود صد صد زباں پیدا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَيْنَا مَعَهُمْ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ۔

۱۳۔ حضور ((صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) کے تولد شریف سے پہلے یہود آپ کا وسیلہ پکڑا کرتے تھے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ج فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ز فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ ط (پ:ا۔بقرہ، ع:۱۱)

ترجمہ: ''اور جب اُن کو اللہ کی طرف سے کتاب پہنچی سچا بتانے والی اُس کو جو اُن کے پاس ہے اور وہ پہلے سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔ پس جب پہنچا اُن کو وہ جو پہچان رکھا تھا۔ اُس سے منکر ہو گئے۔ سو لعنت ہے اللہ کی منکروں پر'' انتہی۔

دلائل ابی نُعیم صفحہ ۱۹ میں بالاسنادیوں مذکور ہے:

حدثنا حبيب ابن الحسن قال ثنا محمد بن يحيى المروزى قال ثنا احمد بن ايوب قال ثنا ابراهيم بن سعد عن محمد بن اسحاق انه قال بلغنى عن عكرمة مولى ابن عباس وعن سعيد بن جبير عن ابن عباس ان يهودا كانوا يَسْتَفْتِحُوْنَ على الاوس والخزرج برسول الله صلى الله عليه وسلم قبل مبعثه فلما بعثه الله عزّوجلّ من العرب كفروابه وجحدوا ما يقولون فيه فقال لهم معاذ بن جبل و بشر بن البراء بن معرور اخوبنى سلمة يا معشر اليهود اتقوا الله واسلموا وقد كنتم يستفتحون علينا بمحمد وانا اهل الشرك وتخبرونا بانه مبعوث وتصفونه لنا بصفته فقال سلام بن مشكم ما هو بالذى كنا نذكر لكم ما جاء نا بشئى نَعْرِفُهٗ فانزل الله عزّوجلّ فى ذلك من قولهم ولما جاء هم كتاب من عندالله مصدق لما معهم وكانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا فلما جاء هم ماعرفوا كفروا به فلعنة الله على الكافرين۔

ترجمہ: (بحذف اسناد) ''ابن عباس سے روایت ہے کہ یہود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے آپ کے وسیلے سے ''اوس'' و ''خزرج'' پر فتح مانگا کرتے تھے۔ جب اللہ عزّوجلّ نے آپ کو عرب سے مبعوث فرمایا۔ تو آپ سے منکر ہو گئے۔ اور انکار کر دیا اُس سے جو آپ کے حق میں کہا کرتے تھے۔ پس معاذ بن جبل اور بنی سلمہ کے بھائی بشر بن البراء بن معرور نے اُن سے کہا۔ اے یہود کے گروہ! اللہ سے ڈرو اور مسلمان بن جاؤ۔ تم تو ہم پر بوسیلۂ محمد فتح مانگا کرتے تھے حالانکہ ہم مشرک تھے۔ اور تم ہمیں خبر دیا کرتے تھے کہ وہ مبعوث ہونے والے ہیں اور ہمارے پاس اُن کے اوصاف بیان کیا کرتے

تھے۔ اِس پر سلام بن مشکم نے کہا کہ یہ وہ نہیں جن کا ہم تمہارے پاس ذکر کیا کرتے تھے۔ یہ وہ شے نہیں لائے جسے ہم پہچانتے ہیں۔ پس اللہ عزّ وجلّ نے اُن کے اِس قول پر یہ آیتِ کریمہ نازل کی ''وَلَمَّا جَآءَ هُم'' الآیہ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَيْنَا مَعَهُمْ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ۔

۱۴۔ حضور ((صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) شاہد اور بشیر ونذیر اور سراج منیر ونور ہیں۔

چنانچہ اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے:

(۱) يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ○ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا (پ:۲۲۔احزاب۔ع:۶)

ترجمہ۔ ''اے نبی تحقیق ہم نے بھیجا ہے تجھ کو گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور بلانے والا اللہ کی طرف اُس کے حکم سے اور چراغ روشن''۔انتہی۔

(۲) قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (پ:۶۔مائدہ۔ع:۳)۔

ترجمہ: ''تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب بیان کرنے والی'' انتہی۔

محمد کہ آمد سراجاً منیرا
بمومن و کافر بشیراً نذیرا
ازو مومنا نرا دھد درقیامت
خداوند جنت و ملکاً کبیرا

زانکار او کافرا نرار ساند
خداوند دوزخ وساءت مصیرا
محمد براحوال امت نموده
خدایش همیشه سمیعاً بصیرا
محمد محمد بگوای برادر
که ذکرش خدا کرده ذکراً کثیرا
کرامات احمد نبی کس نداند
ولو کان بعض لبعضٍ ظهیرا
هر آنکس که بر مصطفیٰ بغض ورزد
فیدعو ثبوراً ویَصْلٰی سعیرا
زفضل نبی امت او به بیند
پس از مرگ شمساً ولا زمهریرا
محمد زبان شفاعت کشاید
چو مرسل نمایند بانگ و نفیرا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَيْنَا مَعَهُمْ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ۔

۱۵۔ حضور ((صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) کو اللہ تعالیٰ نے کنایہ سے خطاب ویاد فرمایا بخلاف دیگر انبیاء کے کہ اُنہیں اُن کے نام سے خطاب ویاد کیا۔

دیکھو آیاتِ ذیل:۔

(۱) وَقُلْنَا يٰاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا

وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (پ:۱۔ع:۴)

(۲) وَعَصٰى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى (پ:۱۶۔طہ۔ع:۷)

(۳) قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ

(پ:۱۲۔ہود۔ع:۴)

(۴) وَنَادٰى نُوْحُ ۨابْنَهٗ وَكَانَ فِىْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَىَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ (پ:۱۲۔ہود۔ع:۴)

(۵) يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا (پ:۱۲۔ہود۔ع:۷)

(۶) وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (پ:۱۔بقرہ۔ع:۱۵)

(۷) قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَبِكَلَامِىْ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ۔ (پ:۹۔اعراف۔ع:۱۷)

(۸) فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۫ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ (پ:۲۰۔قصص۔ع:۲)

(۹) اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِىْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ۔

(پ:۷۔مائدہ۔ع:۱۵)

(۱۰) قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۔

(پ:۷۔مائدہ۔ع:۱۵)

(۱۱) یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْھَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (پ:۲۳۔ص۔ع:۳)

(۱۲) وَوَھَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَیْمٰنَ ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّہٗٓ اَوَّابٌ (پ:۲۳۔ص۔ع:۳)

(۱۳) یٰزَکَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمِ نِ اسْمُہٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا

(پ:۱۶۔مریم۔ع:۱)

(۱۴) کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْھَا زَکَرِیَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَھَا رِزْقًا

(پ:۳۔آل عمران۔ع:۴)

(۱۵) یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّةٍ (پ:۱۶۔مریم۔ع:۱)

(۱۶) وَزَکَرِیَّآ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ

(پ:۱۷۔انبیاء۔ع:۶)

مگر ہمارے آقائے نامدار بِاَبِیْ ھُوَ وَاُمِّیْ کو اللہ تعالیٰ یوں خطاب فرماتا ہے۔

(۱) یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ (پ:۱۰۔انفال۔ع:۸)

(۲) یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ (پ:۶۔مائدہ۔ع:۱۰)

(۳) یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ (پ:۲۹۔مزمل شروع)

(۴) یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ (پ:۲۹۔مدثر شروع)

جہاں اللہ تعالیٰ نے حضور ((صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)) کے نام مبارک کی تصریح فرمائی ہے۔ وہاں ساتھ ہی رسالت یا کوئی اور وصف مذکور فرمایا ہے۔ دیکھو آیاتِ ذیل:۔

(۱) وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ (پ:۴۔ال عمران۔ع:۱۵)

(۲) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (پ:۲۶۔فتح۔ع:۴)

(۳) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْماً (پ:۲۲۔احزاب۔ع:۵)

(۴) وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ لا كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ

(پ:۲۶۔محمد۔ع:۱)

جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل وحبیب کا یکجا ذکر کیا ہے۔ وہاں اپنے خلیل کا نام لیا ہے اور اپنے حبیب کو نبوت کے ساتھ یاد فرمایا ہے۔ چنانچہ یوں ارشاد ہوا ہے:

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ط وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ (پ:۳۔آل عمران۔ع:۷)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَيْنَا مَعَهُمْ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ۔

۱۶۔ حضور ((صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) کا نامِ مبارک اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب پاک میں طاعت ومعصیت فرائض واحکام اور وعدہ ووعید کا ذکر کرتے وقت اپنے پاک نام کے ساتھ یاد فرمایا ہے۔

دیکھو آیاتِ ذیل:۔

(۱) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ

(پ:۵۔نساء۔ع:۸)

(۲) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ

(پ:۹۔انفال۔ع:۳)

(۳) وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَیَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ۔ (پ:۱۰۔توبہ۔ع:۹)

(۴) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْهَبُوْا حَتّٰى یَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ (پ:۱۸۔نور۔ع:۹)

(۵) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ ج

(پ:۹۔انفال۔ع:۳)

(۶) وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ یُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِیْهَا ص وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ۔ (پ:۴۔نساء۔ع:۲)

(۷) اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا (پ:۲۲۔احزاب۔ع:۷)

(۸) بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى الَّذِیْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ

(پ:۱۰۔توبہ۔شروع)

(۹) وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ (پ:۱۰۔توبہ۔ع۱)

(۱۰) اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا یَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ یَتَّخِذُوْا

مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلَا رَسُوْلِہٖ وَلَا الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیْجَۃً ط وَاللّٰہُ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

(پ:۱۰۔توبہ۔ع:۲)

(۱۱) اَلَمْ یَعْلَمُوْآ اَنَّہٗ مَنْ یُّحَادِدِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاَنَّ لَہٗ نَارَ جَھَنَّمَ خَالِدًا فِیْھَا ط ذٰلِکَ الْخِزْیُ الْعَظِیْمُ (پ:۱۰۔توبہ۔ع:۸)

(۱۲) اِنَمَا جَزٰؤُ الَذِینَ یحَارِبُونَ اللّٰہَ وَرَسولہٗ وَیَسعَونَ فِی الارضِ فسَادا ان یُّقَتَّلُوْآ اَوْیُصَلَّبُوْآ اَوْتُقَطَّعَ اَیْدِیْھِمْ وَاَرْجُلُھُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ط

(پ:٦۔مائدہ۔ع:۵)

(۱۳) قَاتِلُوْا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِا للّٰہِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَلَا یَدِیْنُوْنَ دِیْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَۃَ عَنْ یَّدٍ وَّھُمْ صَا غِرُوْنَ (پ:۱۰۔توبہ۔ع:۴)

(۱۴) قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ ج (پ:۹۔انفال۔شروع)

(۱۵) وَمَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُا لْعِقَابِ (پ:۹۔انفال۔ع:۲)

(۱٦) فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ط (پ:۵۔نساء۔ع:۸)

(۱۷) وَلَوْ اَنَّھُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ لا وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَرَسُوْلُہٗٓ اِنَّآ اِلَی اللّٰہِ رَاغِبُوْنَ (پ:۱۰۔توبہ۔ع:۷)

(۱۸) وَاعْلَمُوْآ اَنَّمَا غَنِمتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوْلِ۔ (پ:۱۰۔شروع)

(۱۹) وَمَا نَقَمُوْآ اِلَّآ اَنْ اَغْنٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ ج (پ:۱۰۔توبہ۔ع:۱۰)

(۲۰) وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔

(پ:۱۰۔توبہ۔ع:۱۲)

(۲۱) وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ج وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ ط (پ:۲۲۔احزاب۔ع:۵)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَيْنَا مَعَهُمْ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ۔

۱۷۔ حضور کو نامِ مبارک کے ساتھ خطاب کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا حالانکہ دیگر اُمتیں اپنے اپنے نبیوں کو نام کے ساتھ خطاب کیا کرتی تھیں۔

دیکھو آیاتِ ذیل:

(۱) قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ط (پ:۹۔اعراف۔ع:۱۶)

(۲) اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ط (پ:۷۔مائدہ۔ع:۱۵)

(۳) قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِیْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۔ (پ:۱۲۔ہود۔ع:۵)

(۴) قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا

وَاِنَّنَا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ (پ:۱۲۔ہود۔ر:۶)

مگر ہمارے آقائے نامدار بِاَبِیْ هُوَ وَاُمِّیْ کی نسبت یوں ارشاد باری ہے۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ط

(پ:۱۸۔نور۔ع:۹)۔

"مت مقرر کرو پکارنا پیغمبر کا درمیان اپنے جیسا پکارنا بعضے تمہارے کا ہے بعضوں کو" انتہی

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَيْنَا مَعَهُمْ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ۔

۱۸۔ ((حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی براءت وتنزیہ))

حضور کی براءت وتنزیہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمادی بخلاف دیگر انبیاء کے کہ اپنے مکذبین کی تردید وہ خود کیا کرتے تھے۔

چنانچہ قومِ نوح نے اُن سے کہا:

اِنَّا لَنَرٰكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔

ترجمہ: یعنی "تحقیق ہم تجھے ظاہر گمراہی میں دیکھتے ہیں"۔

اس کی نفی خود حضرت نوح علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں کی:

"يٰقَوْمِ لَيْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ"۔

(پ:۸۔اعراف۔ع:۸)

ترجمہ: یعنی "اے میری قوم مجھ میں گمراہی نہیں ولیکن میں رب العالمین کی طرف سے رسول ہوں" انتہی۔

قومِ ہود علیہ السلام نے اُن سے کہا:

اِنَّا لَنَرٰكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ" یعنی "تحقیق ہم تجھ کو بیوقوفی میں دیکھتے ہیں اور تجھے جھوٹوں سے گمان کرتے ہیں"۔ اِس پر حضرت ہود علٰی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: یٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ (پ:۸۔اعراف۔ع:۹) یعنی "اے میری قوم! مجھ میں بیوقوفی نہیں ولیکن میں رب العالمین کی طرف سے رسول ہوں" انتہی۔

فرعون نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا: "اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا"۔ یعنی "تحقیق میں تجھے اے موسیٰ! البتہ جادو کیا ہوا گمان کرتا ہوں"۔ اِس پر حضرت موسیٰ علٰی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا (پ:۱۵۔ بنی اسرائیل۔ع:۱۲) یعنی "تحقیق میں تجھے اے فرعون! البتہ ہلاک کیا گیا گمان کرتا ہوں" انتہی۔

کفار ہمارے آقائے نامدار بِاَبِیْ هُوَ وَاُمِّیْ پر جنون وسحر وکہانت وغیرہ کے الزامات لگایا کرتے تھے۔ اِن الزامات سے حضور کی براءت خود اللہ تعالیٰ نے فرمادی۔

دیکھو آیاتِ ذیل:

(۱) مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ (پ:۲۹۔قلم شروع)

ترجمہ: "تو اپنے رب کی نعمت کے ساتھ دیوانہ نہیں"۔

(۲) وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ۔

(پ:۲۳۔یٰسٓ۔ع:۵)

ترجمہ: "اور ہم نے اُس کو شعر نہیں سکھایا اور اُس کے لیے لائق نہیں، وہ نہیں مگر نصیحت اور کتاب ظاہر"۔

(۳) مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ

یُّوْحٰی (پ:۲۷۔نجم شروع)۔

ترجمہ: ''نہیں بہک گیا یار تمہارا، اور نہ راہ سے پھرا، اور وہ نہیں بولتا اپنی خواہش سے، نہیں وہ مگر وحی کہ بھیجی جاتی ہے''۔

(۴) اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ط اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ط وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ

(پ:۱۲۔ہود۔ع:۲)

ترجمہ: ''آیا جو شخص اپنے پروردگار کی دلیل پر ہوا، اور اُس کی طرف سے اُس کے پیچھے ایک شاہد آتا ہے اور اُس سے پہلے کتابِ موسیٰ ہے پیشوا اور رحمت۔ یہ لوگ ایمان لاتے ہیں ساتھ اُس کے اور جو کوئی کفر کرے ساتھ اُس کے گروہوں میں سے۔ پس آگ ہے اُس کے وعدے کی جگہ'' انتہی۔

(۵) کفار حضور سے بطورِ استہزا یوں کہا کرتے تھے۔ هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ لا اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ۔ یعنی ''کیا ہم لے چلیں تم کو اُس شخص کی طرف کہ تم کو خبر دیتا ہے کہ جب تم ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے نہایت ریزہ ریزہ ہونا۔ تحقیق تم البتہ نئی پیدائش میں ہوگے'' انتہی۔

کفار کے اس استہزا کا دفعیہ باری تعالیٰ یوں فرماتا ہے:

اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ط بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِى الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ (پ:۲۲۔سبا۔ع:۱)

یعنی ''کیا باندھ لیا ہے اُس نے اللہ پر جھوٹ یا اُس کو جنون ہے۔ بلکہ وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے عذاب اور دُور کی گمراہی میں ہیں'' انتہی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَیْنَا مَعَهُمْ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ۔

۱۹۔ حضور ((صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) کے سوا اللہ تعالیٰ نے کسی پیغمبر کی زندگی کی قسم نہیں کھائی۔

قرآن مجید میں ہے۔

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (پ:۱۴۔حجر۔ع:۵)

یعنی ''تیری زندگی کی قسم ہے۔ وہ (قوم لوط) البتہ اپنی مستی میں سرگردان ہیں'' انتہی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَيْنَا مَعَهُمْ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ۔

۲۰۔ حضور کی ہدایت ورسالت پر اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے۔

دیکھو آیاتِ ذیل:

(۱) يٰسٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۙ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (پ:۲۲۔یٰسٓ شروع)

یعنی ''قسم ہے قرآنِ محکم کی۔ تحقیق تو البتہ پیغمبروں میں سے ہے اور پر سیدھے راستے کے''۔

(۲) وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۙ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۚ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ؕ (پ:۲۷۔نجم۔شروع)

ترجمہ: ''قسم ہے تارے کی جب گرے۔ نہیں بہک گیا یار تمہارا اور نہ راہ سے پھرا۔ اور نہیں

بولتا اپنی خواہش سے''۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَیْنَا مَعَھُمْ کُلَّمَا ذَکَرَکَ وَذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِکَ وَذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔

۲۱۔ حضور ((صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)) کے قدموں کی برکت سے مکّہ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کی قسم کھائی۔

چنانچہ اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے۔

لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ ۙ وَاَنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَدِ (پ:۳۰۔سورہ بلد شروع)

ترجمہ: ''میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی اور تو حلال ہونے والا ہے اس شہر میں'' انتہی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَیْنَا مَعَھُمْ کُلَّمَا ذَکَرَکَ وَذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِکَ وَذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔

۲۲۔ حضور کی قدر و منزلت کو اللہ تعالیٰ نے بلند کیا ہے حتی کہ عرش و فرش پر سب جگہ مشہور ہیں۔

چنانچہ اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے۔ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (پ:۳۰۔سورۂ انشراح)

ترجمہ: یعنی ''ہم نے تیرے واسطے تیرا ذکر بلند کیا''۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَیْنَا مَعَھُمْ کُلَّمَا ذَکَرَکَ وَذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِکَ وَذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔

۲۳۔ حضور ((صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) پر اللہ تعالیٰ اور فرشتے درود بھیجتے رہتے ہیں۔

چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ط (پ:۲۲۔احزاب۔ع:۷)

ترجمہ: ''تحقیق اللہ اور اُس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔اے ایمان والو! درود بھیجو اُس پر اور سلام بھیجو سلام بھیجنا''۔

پڑھو مومنو مصطفٰے پر درود — محمد حبیبِ خدا پر درود
خدا کا یہ ہے حکم قرآن میں — پڑھو خاتمِ انبیاء پر درود

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَيْنَا مَعَهُمْ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ۔

۲۴۔ حضور کو اللہ تعالیٰ نے ایک زندہ معجزہ ایسا عنایت کیا ہے جو ہزارہا معجزات کے برابر ہے۔

کیونکہ قرآن مجید میں ۷۷ ہزار سے کچھ زیادہ کلمات ہیں اگر ہم اقل مقدار جس میں اعجاز پایا جائے سورۂ کوثر کو لیں جس میں دس کلمے ہیں۔تو اس حساب سے سات ہزار سے زائد اجزاء ہوئے جو فی نفسہٖ معجز ٹھہرے۔پھر اگر بلاغت وطریقِ نظم واخبارِ غیب وغیرہ وجوہِ اعجاز پر غور کیا جائے۔تو سات ہزار کی تضعیف ہوتی جائے گی۔پس حساب کر لیں کہ ایک قرآن شریف کتنے ہزار معجزوں کے برابر ہوا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَیْنَا مَعَهُمْ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ۔

۲۵۔ ((اللہ تعالیٰ نے حضور کو اپنا دیدار کرایا اور راز و نیاز کی باتیں کیں))

حضور کو اللہ تعالیٰ نے ایک رات حالتِ بیداری میں جسد شریف کے ساتھ مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ اور وہاں سے آسمانوں کی سیر کرائی اور اپنی جناب میں بُلا کر ناز و نیاز کی باتیں کیں۔

یہی مذہب ہے جمہور محققین و متکلمین وصوفیۂ کرام کا۔ اور یہی حق ہے۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ الایہ ((ترجمہ: پاکی ہے اُسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا)) سے اِسی کی تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ عبد نام ہے جسم و روح کا نہ فقط روح کا۔ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْیَا الَّتِیْٓ اَرَیْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ (پ:۱۵۔ بنی اسرائیل۔ ع:۶) ((ترجمہ: ”اور ہم نے نہ کیا وہ دکھاوا جو تمھیں دکھایا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کو“)) اِسی کا موید ہے۔ کیونکہ رؤیا سے مراد رؤیا عینی ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما کا قول ہے۔ علاوہ بریں احادیثِ صحیحہ کثیرہ سے جو حدِ تواتر کو پہنچنے والی ہیں اِسی کا حق ہونا پایا جاتا ہے۔ اگر یہ معراج خواب میں ہوتا۔ تو کوئی انکار نہ کرتا اور لوگ مرتد نہ ہوتے اور نہ مسجدِ اقصے کی نشانیاں پوچھتے۔ کیونکہ خواب میں ایسا امر مُحال نہیں، خواب میں تو اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ایک لحظے میں ہم مشرق میں ہیں اور دوسرے لحظے میں ہزارہا کوسوں پر مغرب میں ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَیْنَا مَعَهُمْ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ

عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ۔

۲۶۔ حضور ((صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)) کی انگشتِ مبارک کے اِشارے سے چاند دوٹکڑے ہو گیا

چنانچہ قرآنِ کریم میں ہے۔ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۔

(پ:۲۷۔قمر شروع)۔

ترجمہ: ''نزدیک آئی قیامت اور پھٹ گیا چاند'' انتہی۔

چوں محمد یافت آں ملك و نعیم

قرص مہ را کرد اندردم دونیم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَيْنَا مَعَهُمْ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ۔

۲۷۔ حضور ((صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)) کی مبارک انگلیوں سے چشمہ کی طرح پانی جاری ہوا۔

چنانچہ ''تیسیر الوصول'' (جلد ثانی۔صفحہ ۳۱۹) میں ہے۔

عَن جابر رضی اللہ عنه قال عطش الناس یوم الحدیبیة فاتوا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم و بین یدیه رکوۃ وقالوا لیس عندنا مایتوضأ به وَلا یشرب الاما فی رکوتك فوضع صلی اللہ علیه وسلم یده فی الرکوۃ فجعل الماء یفور من بین اصابعه کا مثال العیون فتوضانا وشربنا قیل لجابر کَمْ کنتم یومئذ قال لو کنا مِأةَ الف لکفانا۔ کنا خمس عشرۃ مائة اخرجه الشیخان۔

ترجمہ: ''حضرت جابر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی۔ پس وہ رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کے سامنے ایک چھاگل تھی۔ اور عرض کیا کہ آپ کی چھاگل کے پانی کے سوا ہمارے پاس نہ وضو کرنے کو پانی ہے، نہ پینے کو۔ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک اُس چھاگل میں رکھا۔ پس آپ کی انگلیوں میں سے پانی یوں نکلنے لگا جیسے چشمے۔ ہم نے وضو کیا اور پیا۔ حضرت جابر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے دریافت کیا گیا کہ تم اُس دن کتنے تھے۔ حضرت جابر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے جواب دیا کہ اگر ہم ایک لاکھ ہوتے تو ہمیں کفایت کرتا۔ ہم ڈیڑھ ہزار تھے۔ امام بخاری و مسلم نے اسے روایت کیا ہے'' انتہی۔ یہ معجزہ حضور سے متعدد دفعہ صادِر ہوا ہے''۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَیْنَا مَعَھُمْ کُلَّمَا ذَکَرَكَ وَذَکَرَہُ الذّٰکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِكَ وَذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔

۲۸۔ حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کی رسالت پر حجر و شجر نے شہادت دی۔

چنانچہ ''ترمذی شریف'' (مطبوعہ احمدی۔ جلد ثانی۔ صفحہ ۲۲۳) میں ہے:

عن علی ابن ابی طالب قال کنت مع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بمکۃ فخرجنا فی بعض نواحیھا فما استقبلہ جبل ولا شجر الا وھو یقول السلام علیك یا رَسُوْلَ اللّٰہ۔

ترجمہ: ''حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجھہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھا۔ پس ہم اُس کے بعض نواح میں نکلے۔ جو پہاڑ یا درخت حضور کے سامنے آتا تھا۔ وہ یوں کہتا تھا۔ آپ پر سلام ہو اے اللہ کے رسول'' انتہی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَیْنَا مَعَھُمْ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَہُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔

۲۹۔ حضور ((صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)) کے فراق میں ستونِ حنانہ رویا۔

مسجدِ نبوی میں منبر بننے سے پہلے حضور مسجد کے ایک ستون کے ساتھ جو درخت خرما کا ایک خشک تنہ تھا، پشت مبارک لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ جب اہلِ ایمان کی کثرت ہو گئی۔ تو منبر بنایا گیا۔ جب حضور اُس منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھنے لگے۔ تو اُس ستون سے اِس طرح آوازِ اشتیاق نکلی جیسے اونٹنی اپنے بچے کے اشتیاق میں آواز نکالتی ہے۔

یہ معجزہ ''ترمذی شریف'' (جلد ثانی۔ صفحہ ۲۲۳) میں یوں مروی ہے:

عن انس بن مالك ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خطب الی لزق جذع واتخذوا لہ منبرا فخطب علیہ فحنّ الجذع حنین الناقۃ فنزل النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فمسہ فسکت۔

ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ایک تنہ درخت سے پشت مبارک لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ جب آپ کے لیے منبر بنایا گیا۔ تو آپ نے اُس پر خطبہ پڑھا۔ پس اُس تنہ سے اونٹنی (6) کی مانند آوازِ اشتیاق نکلی'' انتہی۔

مولانا روم نے اِس معجزے کو یوں رشتۂ نظم میں منسلک کیا ہے۔

اُستن حنانہ از ہجر رسول
نالہ مے زد ہمچو ارباب عقول

---

(6) ایک روایت میں ہے کہ حنانہ بچے کی طرح رویا۔

در میان مجلس وعظ آنچنان
کزوے آگہ گشت ہم پیروجواں

در تحیر ماندہ اصحاب رسول
کزچہ مے نالد ستون باعرض و طول

گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستون
گفت جانم از فراقت گشت خوں

از فراق تو مراچوں سوخت جاں
چوں ننالم بے تواے جان جہاں

مسندت من بودم از من تاختی
برسر منبر تو مسند ساختی

پس رسولش گفت کای نیکو درخت
اے شدہ باسر تو ہمراز بخت

گرہمیخواہی ترنخلے کنند
شرقی و غربی تو میوہ چنند

یادراں عالم حقت سروے کند
تاتروتازہ بمانی تابد

گفت آن خواہم کہ دایم شد بقاش
بشنواے غافل کم از چوبے مباش

آن ستوں را دفن کرداندر زمین
تاچومردم حشر گرددیوم دیں

تا بدانی ہر کرا یزداں بخواند
از ہمہ کار جہاں بیکار ماند
ہر کرا باشد زیزداں کاروبار
یافت بار آنجا وبیروں شدز کار
وآنکہ اور انبو دازا اسرار داد
کے کند تصدیق اونالہ جماد
گوید آرے نے زدل بہر وفاق
تانگویندش کہ ہست اہل نفاق
گر نیندے واقفان امر کن
در جہاں روگشتہ بودے ایں سخن

اس مقام پر یہ بھی عرض کر دینا مناسب ہے کہ جو فضائل و معجزات انبیائے سابق کو عطا ہوئے اُن میں کوئی ایسا نہیں کہ اُس کی مثل یا اُس سے بڑھ کر حضور کو عطا نہ ہوا ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ کرامت بخشی کہ فرشتوں نے ایک دفعہ آپ کو سجدہ کیا۔ مگر حضور کو اِس سے بڑھ کر یہ فضیلت بخشی کہ خود باری تعالیٰ اور نیز فرشتے ہمیشہ حضور پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے درجۂ خلت عطا فرمایا۔ مگر حضور کو اس سے بڑھ کر مقامِ محبت عنایت فرمایا۔ اِسی واسطے قیامت کے دن جب حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے شفاعت کے لیے درخواست کی جائیگی، تو آپ فرمائیں گے۔ انما کنت خلیلاً من وراء وراء۔ حضرت داوٗد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ معجزہ تھا کہ آپ کے دستِ مبارک میں لوہا موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا۔ حضور نے اُمِ معبد کی بکری کے تھن پر جو بیائی نہ تھی، اپنا دستِ مبارک پھیرا اور وہ دودھ دینے لگ گئی۔ اِس سے بھی بڑھ کر حضور نے یہ کیا کہ عرب جیسی قوم کے دلوں کو

موم کی طرح نرم بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہوا حضرت سلیمان علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے تابع بنایا، مگر حضور انور کو بُراق عطا فرمایا جو ہوا سے بدرجہا تیز تھا۔

حضرت سلیمان علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے پرندے کلام کرتے۔ مگر حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے حجر و شجر کلام کرتے۔ جن اگر حضرت سلیمان علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے تابع تھے تو صرف کام کرنے میں۔ مگر حضور کے ایسے تابع ہوئے کہ آپ پر ایمان لے آئے۔

حضرت یوسف علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو حسن کا ایک حصہ ملا تھا۔ مگر حضور کو کل حُسن عطا ہوا۔

حضرت موسیٰ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے عصا سے بحر کو شق کر دیا۔ حضور نے اس سے بڑھ کر عالمِ علوی میں تصرف کیا کہ اپنی انگشتِ شہادت سے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا۔ حضرت موسیٰ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے پتھر سے پانی کے چشمے جاری کر دیئے حضور نے اپنی انگلیوں سے چشموں کی مانند پانی جاری کر دیا اور یہ اُس سے بڑھ کر ہے کیونکہ پتھر جنسِ زمین سے ہے جس سے چشمے نکلتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوہِ طور پر اپنے رب سے کلام کیا۔ حضور شبِ معراج میں عرش کے اوپر مقام قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی میں اپنے پروردگار سے ہم کلام ہوئے۔

حضرت موسیٰ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عصا کا سانپ بنا دیا جو اِدھر اُدھر دوڑنے لگا۔ حضور نے ایک خشک تنہ (حنانہ) کو انسان کی طرح گویا کر دیا۔

حضرت عیسیٰ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام مُردوں کو زندہ و گویا ((بولنے والا)) کر دیتے اور ابرص و اکمہ کو اچھا کر دیتے تھے۔ حضور سے بھی اِسی قِسم کے معجزے صادر ہوئے۔ بلکہ سنگریزوں اور درختوں کا کلام کرنا مُردوں کے کلام کرنے سے زیادہ عجیب ہے۔ کیونکہ یہ اُس جنس سے ہی نہیں جو کلام کرے۔

باقی انبیاء کے معجزوں کو بھی اسی پر قیاس کر لینا چاہیے۔ ایسے معجزات کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو بے شمار خصائص عطا کئے ہیں۔ وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَيْنَا مَعَهُمْ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ۔

۳۰۔ حضور ((صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) کی جانب ہو کر فرشتوں نے کفار سے جنگ کیا۔

چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ج فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ○ بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ۔ (پ:۴۔ ال عمران۔ ع:۱۳)

ترجمہ: ''اور تحقیق البتہ تم کو اللہ نے جنگ بدر میں مدد دی اور تم بے مقدور تھے۔ سو تم اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم احسان مانو جس وقت تُو مسلمانوں سے کہتا تھا۔ کیا تم کو کفایت نہ کریگا یہ کہ تمہارا پروردگار تمہاری مدد بھیجے تین ہزار فرشتے آسمان سے اُتارے ہوئے۔ بلکہ اگر تم صبر کرو اور پرہیز گاری کرو اور وہ تم پر اِسی دم آئیں۔ تو مدد بھیجے تمہارا پروردگار پانچ ہزار فرشتے پلے ہوئے گھوڑوں پر'' انتہی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَيْنَا مَعَهُمْ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ۔

۳۱۔((حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر نازل قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی حفاظت کی وجہ سے تحریف سے پاک ہے))

حضور پر جو کتاب نازل ہوئی وہ بہ حفظِ الٰہی تحریف و تبدیل سے محفوظ ہے برعکس کتب دیگر انبیاء کے کہ اُن کی حفاظت اُن کے متبعین کے سپرد تھی۔

چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔

(۱) اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (پ:۱۴۔حجر۔ع:۱)

ترجمہ: یعنی ''تحقیق ہم نے قرآن اُتارا اور ہم ہی اُس کے نگہبان ہیں''۔

(۲) اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰۃَ فِیْھَا ھُدًی وَّنُوْرٌ یَحْکُمُ بِھَا النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِیْنَ ھَادُوْا وَالرَّبّٰنِیُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ کِتٰبِ اللّٰہِ وَکَانُوْا عَلَیْہِ شُھَدَآءَ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا ط وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ ○

(پ:۶۔مائدہ۔ع:۷)

ترجمہ: ''بیشک ہم نے اُتاری توریت جس میں ہدایت اور روشنی ہے حکم کرتے اُس کے ساتھ پیغمبر جو حکم بردار تھے یہود کو، اور درویش اور عالم، اِس واسطے کہ نگہبان ٹھہرائے تھے اللہ کی کتاب پر اور اُس کی خبرداری پر تھے۔ سو تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔ اور میری آیتوں پر تھوڑا مول نہ لو۔ اور جو کوئی اللہ کے اُتارے پر حکم نہ کرے۔ سو وہی لوگ منکر ہیں'' انتہی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَیْنَا مَعَھُمْ کُلَّمَا ذَکَرَکَ وَذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِکَ وَذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔

۳۲۔ حضور ((صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)) کا دین تمام دینوں پر غالب ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ۝ (پ:۲۶۔فتح۔ع:۴)

ترجمہ: ''وہ ہے جس نے اپنا پیغمبر ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اُس کو سارے دینوں پر غالب کرے اور کافی ہے اللہ شاہد بننے کو'' انتہی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَیْنَا مَعَهُمْ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ۔

۳۳۔ حضور ((صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)) کے دین میں تشدد و تنگی نہیں۔

دیکھو آیاتِ ذیل:۔

(۱) هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ (پ:۱۷۔حج۔ع:۱۰)

ترجمہ: ''اُسی نے تم کو برگزیدہ کیا اور دین میں تم پر کچھ تنگی نہیں کی'' انتہی۔

(۲) یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (پ:۲۔بقرہ۔ع:۲۳)

ترجمہ: ''اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور تمہارے ساتھ دشواری نہیں چاہتا'' انتہی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَیْنَا مَعَهُمْ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ۔

۳۴۔ حضور ((صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)) کی امت خیر الامم ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ (پ:۴-آل عمران-ع:۱۲)

ترجمہ: ''تم بہتر امت ہو جو نکالی گئی ہو لوگوں کے واسطے، حکم کرتے ہو ساتھ بھلائی کے اور منع کرتے ہو برائی سے اور ایمان لاتے ہو ساتھ اللہ کے'' انتہی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَيْنَا مَعَهُمْ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ۔

۳۵۔ حضور ((صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) کی اُمت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔

چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں:

ان اللّٰہ لا یجمع امتی او قال امۃ محمد علی ضلالۃ۔ الحدیث۔

(مشکوۃ۔باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

ترجمہ: ''تحقیق اللہ جمع نہ کرے گا میری امت کو یا فرمایا اُمتِ محمد کو گمراہی پر''۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَيْنَا مَعَهُمْ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ۔

۳۶۔ حضور ((صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) کی اُمت میں سے اہل بہشت کے دو تہائی ہوں گے۔

چنانچہ ''ترمذی شریف'' (جلد ثانی۔صفحہ ۸۷) میں ہے:

عَنْ ابن بریدۃ عن ابیہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم اہل الجنۃ عشرون ومأۃ صف ثمانون منہا من ہذہ الامۃ واربعون من سائر الامم۔ہذا حدیث حسن۔

ترجمہ: ''ابن بریدہ نے اپنے باپ بریدہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اہلِ بہشت ایک سو بیس صفیں ہوں گے۔ جن میں سے اَسی (۸۰) اس اُمت کی ہوں گی۔ اور چالیس باقی امتوں کی۔ یہ حدیث حسن ہے'' انتہی۔

ابن قیم نے ''حاوی الارواح الٰی بلاد الافراح'' میں اِس حدیث کو نقل کر کے یوں لکھا ہے۔ رواہ الامام احمد والترمذی واسنادہ علٰی شرط الصحیح۔ یعنی ''اس حدیث کو ''امام احمد'' و ''ترمذی'' نے روایت کیا ہے اور اس کا اسناد صحیح کی شرط پر ہے'' ۔انتہی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَیْنَا مَعَھُمْ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَہُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔

۳۷۔ ((رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سب سے پہلے جنتی))

حضور سب سے پہلے بہشت میں داخل ہوں گے اور آپ کی تبعیت سے آپ کی امت بھی سب امتوں سے پہلے بہشت میں جائے گی۔

چنانچہ حضور خود فرماتے ہیں:

وانا اول من یحرّك حلق الجنة فیفتح اللہ لی فَیُدْ خِلُنِیْھَا وَمَعِیَ فُقَرَاءَ الْمُؤْمِنِیْنَ (مشکوۃ۔باب فضائل سیدالمرسلین)

یعنی ''میں پہلا شخص ہوں گا جو بہشت کے دروازوں کی زنجیریں ہلائے گا۔ پس اللہ میرے لئے دروازے کھول دے گا اور مجھے اُن میں داخل کرے گا اور میرے ساتھ فقراء مومنین ہوں گے'' انتہی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَیْنَا مَعَھُمْ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَہُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔

۳۸۔ حضور ((صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)) کو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز حوضِ کوثر عطا فرمائے گا جس سے آپ اپنی اُمت کو سیراب فرمائیں گے۔

چنانچہ اللہ عزّو جلّ فرماتا ہے:

اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ (پ:۳۰۔کوثر)

ترجمہ: ''تحقیق ہم نے تجھ کو کوثر عطا کیا'' انتہی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَیْنَا مَعَھُمْ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَہُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔

۳۸۔ حضور ((صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)) کو اللہ عزّو جلّ قیامت کے دن مقامِ محمود عطا فرمائے گا جس میں آپ گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔

عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ (پ:۱۵۔بنی اسرائیل۔ع:۹)

ترجمہ: ''قریب ہے کہ تیرا پروردگار تجھ کو مقامِ محمود میں بھیجے'' انتہی۔

نماند بعصیاں کسے در گرو
کہ دارد چنیں سیدِ پشیرو
عطائے شفاعت چنانش دھند
کہ امت تمامی ردورح رھند

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَیْنَا مَعَھُمْ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَہُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔

۴۰۔ حضور ((صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)) خلیفہ مطلق و نائبِ کُل حضرت باری تعالیٰ کے ہیں۔

چنانچہ فرماتے ہیں۔

وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ (مشکوۃ۔ کتاب العلم)

یعنی ''میں تو بانٹنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے'' انتہی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

وی صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ مطلق و نائبِ کُل جناب اقدس است میکندو میدھد ھرچہ خواھد باذن وے

فان من جودك الدنيا وضرّتها

ومن علومك علم اللوح والقلم

جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء (اشعۃ اللمعات۔ جزء چہارم۔ صفحہ ۳۳۵)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَیْنَا مَعَھُمْ کُلَّمَا ذَکَرَكَ وَذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِكَ وَذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔

((بارہ ربیع الاول کو میلاد شریف کی خوشی کی بجائے وفات کا غم منانے والے وہابیوں کا رد))

اب ناظرین غور فرمائیں کہ ہمارے واسطے ایسے جلیل القدر آقا بِاَبِیْ ھُوَ وَاُمِّیْ کے یومِ میلاد سے بڑھ کر کونسا دن مبارک ہوسکتا ہے، لہذا اہم پر واجب ہے کہ بفحوائے وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔ اُس روز اللہ کے اِس احسانِ عظیم کا شکریہ ادا کریں اور مجالسِ میلاد

میں حاضر ہو کر آپ کے پیارے پیارے حالات سُنیں اور اپنے بچوں کو سُنائیں۔

عرب شریف میں میلادِ مبارک بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ مگر ملکِ ہند میں اس کی طرف نہایت کم توجہ رہی ہے۔ میرے خیال میں اِس عدمِ توجہی کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ یہی روز حضور کے وصال کا دن ہے۔ اِس لئے عرصۂ دراز سے اِس ملک میں اِسے بارہ وفات کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ لہذا اس کا تعلق محض ماتم کے ساتھ سمجھا جاتا رہا ہے، مگر یہ غلطی ہے۔ چنانچہ علامہ محمد طاہر حنفی (متوفی ۹۸۱ھ) ''مجمع البحار'' کی جلد ثالث کے خاتمہ پر لکھتے ہیں۔

ثُمَ بِحَمْدِہٖ و تیسیرہ الثلث الاخیر من مجمع بحار الانوار فی غرائب التنزیل ولطائف الاخبار فی اللیلۃ الثانیۃ عشر من شھر السرور والبھجۃ مظھر منبع الانوار والرحمۃ شھر ربیع الاول فانہ شھر امرنا باظھار الحبور فیہ کل عام فلا نکدرہ باسم الوفاۃ فانہ یشبہ تجدید الماتم وقد نصوا علی کراھیتہ کل عام فی سیدنا الحسین مع انہ لا اصل لہ فی امھات البلاد الاسلامیۃ وقد تحاشوا عن اسمہ فی اعراس الاولیاء فکیف بہ فی سید الاصفیاء۔

یعنی ''بحمد اللہ ''مجمع بحار الانوار فی غرائب التنزیل ولطائف الاخبار'' کا ثلث اخیر ختم ہو گیا ماہِ ربیع الاول کی بارھویں رات کو جو سُرور اور خوشی کا مہینہ اور منبع انوار و رحمت کا مظہر ہے۔ پس تحقیق یہ وہ مہینہ ہے جس میں ہم کو ہر سال اظہارِ خوشی کا حکم ہے۔ لہذا ہمیں اِسے وفات کے نام سے مکدر نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ تجدیدِ ماتم کے مشابہ ہے۔ اور علماء نے سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ہر سال ماتم کرنے کی کراہیت پر تصریح فرما دی ہے۔ علاوہ بریں بڑے بڑے اسلامی شہروں میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ جب اولیاء کے عرسوں میں اِس نام سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ تو سید الاصفیاء کے حق میں بطریقِ اولیٰ اِس سے پرہیز چاہئے'' انتہی۔

علاوہ بریں مسلمانوں کا ایک فرقہ ((خود کو مسلمان کہلوانے والا فرقہ)) کچھ عرصے سے مجالسِ میلاد کا مخالف رہا ہے۔ مگر اَلْحَمْدُلِلّٰہ اب چند سال سے اہلِ ہند کی توجہ اِس طرف بڑھتی جاتی ہے اور ایسے شخصوں کی تعداد کم ہوتی جاتی ہے جو ایسی مجالسِ متبرکہ کو شرک و بدعت کہیں"۔

علامہ سید احمد زینی المشہور بدحلان نے "سیرتِ نبویہ" میں لکھا ہے کہ "لوگوں میں معمول ہے کہ جب آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی ولادت کا ذکر سُنتے ہیں تو آپ کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ قیام مستحسن ہے کیونکہ اس میں نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے اور اس فعل کو اکثر علمانے جو مقتدائے امت ہیں، کیا ہے"۔

((حضرت علامہ حلبی صاحبِ سیرتِ حلبیہ سے میلاد شریف کے مستحسن ہونے کا ثبوت))

علامہ حلبی نے اپنی "سیرتِ نبویہ" میں لکھا ہے کہ "بعض نے روایت کی ہے کہ امام سُبکی رحمۃ اللّٰہ علیہ کے پاس اکثر علمائے وقت جمع تھے۔ کسی نے اُس مجلس میں امام صرصری رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ کا یہ قول نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی مدح میں پڑھا۔

قلیل لمدح المصطفی الخط بالذھب   علی ورق من خط احسن من کتب

وان تنھض الاشراف عند سماعہ   قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب

پس اُس وقت تمام حاضرینِ مجلس کھڑے ہو گئے اور اُس مجلس میں بڑا انس پیدا ہوا۔ قیام کی طرح مولود شریف کا کرنا اور لوگوں کا اس کے لیے جمع ہونا بھی مستحسن ہے۔

((امام نوَوِی کے استاد امام ابو شامہ سے میلاد شریف کے مستحسن ہونے کا ثبوت))

امام نوَوِی کے اُستاد امام ابو شامہ نے کہا کہ "نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی

ولادت کے دن جو صدقات واحسان اور زینت وخوشی کا اظہار ہوتا ہے، وہ ہمارے زمانے کی بدعاتِ حسنہ سے ہے۔ کیونکہ فقراء کے ساتھ احسان کے علاوہ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اِس کارِخیر کے کرنے والے کے دل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہے کہ اس نے ہم پر احسان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا جو سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں''۔

((امام سخاوی سے میلاد شریف کے مستحسن ہونے کا ثبوت))

امام سخاوی نے کہا کہ ''مولود شریف کا کرنا قرونِ ثلاثہ (یعنی تابعین) کے بعد حادث ہوا۔ پھر اُس وقت سے ہر طرف اور ہر شہر کے مسلمان مولود شریف کرتے ہیں اور اُس کی راتوں میں طرح طرح کے صدقات دیتے ہیں اور شوق سے مولود پڑھتے ہیں جس کی برکتوں سے اُن پر فضلِ عمیم ظاہر ہوتا ہے''۔

((امام ابنِ جوزی سے میلاد شریف کے مستحسن ہونے کا ثبوت))

ابن جوزی نے کہا کہ ''مولود شریف کے خواص سے یہ ہے کہ اُس سال امن رہتا ہے اور آرزو اور مقصد جلد حاصل ہوتا ہے''۔

بادشاہوں میں سب سے پہلے ملک مظفر ابوسعید صاحبِ اربل نے مولود شریف کو جاری کیا۔ اور حافظ ابنِ دحیہ نے اُس کے لیے ایک رسالہ مولود تالیف کیا جس کا نام ''التنویر فی مولد البشیر النذیر'' رکھا۔ ملک مظفر نے ابنِ دحیہ کو اس کے صلے میں ایک ہزار دینار دیئے اور مولود شریف کیا۔ ملک موصوف ربیع الاول میں مولود کیا کرتا تھا اور اُس کے پاس بڑے بڑے علماء وصوفیہ کرام حاضر ہوا کرتے تھے۔ وہ اُن کو خلعت دیا کرتا تھا اور اُن کے لیے عود ولُبان وغیرہ جلایا کرتا تھا۔ اور مولود پر تین لاکھ دینار خرچ کیا کرتا تھا۔

((امام ابن حجر مکی سے میلاد شریف کے مستحسن ہونے کا ثبوت))

حافظ ابن حجر نے مولود شریف کی اصل کو حدیث سے ثابت کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ''صحیح

بخاری و مسلم میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ و آلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے۔ تو دیکھا کہ یہود عاشوراء کے دن روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے اُن سے سبب دریافت کیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ نے فرعون کو غرق کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی۔ پس ہم شکریہ میں اِس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہم تمہاری نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ قریب ہیں''۔

''حضرت عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے ابولہب کو خواب میں دیکھا کہ دوشنبہ کے روز اُس کے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے اور اُس کی دو اُنگلیوں سے پانی نکل آتا ہے جسے وہ پی لیتا ہے۔ اِس تخفیف کی وجہ یہ کہ اُس نے آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشخبری سُن کر اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا''۔

اللہ تعالیٰ ملک شام کے حافظ شمس الدین محمد بن ناصر پر رحم کرے جس نے کہا ہے ۔

اذا کان ھٰذا کافر جاء ذمہ

و تبت یداہ فی الجحیم مخلدا

اتی انہ فی یوم الاثنین دائما

تخفف عنہ للسرور باحمدا

فما الظن بالعبد الذی کان عمرہ

باحمد مسرور اومات موحدا

یعنی ''ابولہب جو کافر تھا جس کی مذمت میں آیا ہے کہ اُس کے دونوں ہاتھ ہلاک ہوں، وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ جب ایسے کافر پر احمد مجتبےٰ کی ولادت پر خوش ہونے کے سبب ہر دوشنبہ کو عذاب میں تخفیف کی جائے۔ تو اُس بندے کی نسبت کیا گمان ہو گا جو عمر بھر احمد مجتبیٰ کی خوشی مناتا رہا ہو اور جس کا خاتمہ توحید پر ہوا ہو'' انتہی۔

((منکرینِ میلاد کے رد میں امام ابن حجر ہیتمی کا محققانہ فتوی))

علامہ ابن ہجر ہیتمی (متوفی ۹۷۳ھ) سے مولود شریف کے بارے میں استفتاء کیا گیا۔

اُن کا فتویٰ بجنسہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

سئل نفع الله به عن حكم الموالد والاذكار التى يفعلها كثير من الناس فى هٰذا الزمان هل هى سنة ام فضيلة ام بدعة فان قلتم انها فضيلة فهل وردفى فضلها اثر عن السلف اوشئى من الاخبار۔

وهل الاجتماع للبدعة المباحة جائز ام لا۔ وهل تجوز اذا كان يحصل بسببها اوسبب صلاة التراويح اختلاط واجتماع بين النساء والرجال و يحصل مع ذلك مؤانسة و محادثة و معاطاة غير مَرْضية شرعا۔

وَقاعدة الشرع مهما رجحت المفسدة حرمت المصلحة وصلاة التراويح سنة ويحصل بسببها هٰذه الاسباب المذكورة فهل يمنع الناس من فعلها ام لا يضر ذلك۔

(فاجاب) بقوله الموالد والا ذكار التى تفعل عندنا اكثرها مشتمل على خير كصدقة وذكرو صلاة وسلام على رسول الله صلى الله عليه وسلم ومدحهٖ وعلٰى شرٍّبَلْ شرور لو لم يكن منها الارؤية النساءِ للرجال الاجانب لكفى۔ وبعضها ليس فيها شرلكنه قليل نادر۔

ولا شك ان القسم الاول ممنوع للقاعدة المشهورة المقررة ان درء المفاسد مقدم على جلب المصالح فمن علم وقوع شيئى من الشرفيما يفعله من ذلك فهو عاص اٰثم۔

وبفرض انه عمل فى ذلك خيرا فربما اخيره لا يساوى شره الاترى ان الشارع صلى الله عليه وسلم اكتفى من الخير بما تيسّرو فطم عن جميع انواع الشرحيث قَال ”اذا امر تكم بامر فَأتوا منه ما استطعتم واذا نهتيكم عن شيئى فاجتنبوه“ فتامله تعلم ما قررته من ان الشروان قل لا يرخص فى شئى منه والخير يكفى منه بما تيسّر۔

والقسم الثانی سنة تشمله الاحادیث الواردة فی الاذکار المخصوصة والعامة کقوله صلی اللّٰه علیه وسلم لا یقعد قوم یذکرون اللّٰه تعالٰی الاحفتهم الملائکة وغشیتهم الرحمة و نزلت علیهم السکینة و ذکرهم اللّٰه تعالٰی فی من عندہٖ رواه مسلم۔ وروٰی ایضاً انه صلی اللّٰه علیه وسلم قال لقوم جلسوا یذکرون اللّٰه تعالٰی ویحمد ونه علٰی ان هداهم الاسلام اتانی جبریل علیه الصلوة والسلام فاخبرنی ان اللّٰه تعالٰی یباهی بکم الملا ئکة۔

وفی الحدیثین اوضح دلیل علی فضل الاجتماع علی الخیر والجلوس له وان الجالسین علی خیر کذلك یباهی اللّٰه بهم الملا ئکة وتنزیل علیهم السکینة وتغشاهم الرحمة ویذکرهم اللّٰه تعالٰی بالثناءِ علیهم بین الملا ئکة فایُّ فضائل اجل من هذه۔

وقول السائل نفع اللّٰه به وهل الاجتماع المبدع المباحة جائز، نعم هو جائز۔

قال العزبن عبدالسلام رحمه اللّٰه تعالٰی البدعة فعلٌ مالم یعهد فی عهدالنبی صلی اللّٰه علیه وسلم وتنقسم الی خمسة احکام یعنی الوجوب والندب الٰی اٰخرہٖ وطریق معرفة ذٰلك ان تعرض البدعة علٰی قواعد الشرع فای حکم دخلت فیه فهی منه۔

فمن البدع الوجبة تعلم النحوا لذی یفهم به القران والسنة ومن البدع المحرمة مذهب نحوالقدریة ومن البدع المندوبة احداث نحوالمدارس والاجتماع لصلٰوة التراویح ومن البدع المباحة المصافحة بعد الصلوة۔ ومن البدع المکروهه زخرفه المساجد والمصاحف ای بغیر الذهب والا فهی محرمة۔

وفی الحدیث کلِ بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار فهو محمول علی

المحرمة لا غير۔ وحيث يحصل فى ذلك الاجتماع لذكرا وصلاة التراويح اونحوِها محرم وجب علٰى كل ذى قدرة النهى عن ذلك وعلٰى غيره الامتناع من حضور ذٰلك والاصار شريكاً لهم ومن ثم صرّح الشيخان بان من المعاصى الجلوس مع الفُسّاق اينا سالهم (فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۱۱۲)

سوال

یہ جو اکثر لوگ اس زمانے میں میلا دواذ کار کرتے ہیں۔اُن کا کیا حکم ہے؟ آیا یہ سنت ہیں یا فضیلت یا بدعت؟ اگر تم کہو کہ یہ فضیلت ہیں تو کیا انکے فضل کے بارے میں سلف سے کوئی اثر یا کوئی حدیث وارد ہے؟ کیا مباح بدعت کے لیے جمع ہونا جائز ہے یا نہیں؟ کیا ایسی بدعت جائز ہے؟ جبکہ اس کے سبب سے یا نمازِ تراویح کے سبب سے مَردوں اور عورتوں میں میل ملاپ پیدا ہو۔اور علاوہ اس کے باہمی الفت و گفتگو ومناولت پیدا ہو جواز روئے شریعت ناپسندیدہ ہے اور شرع کا قاعدہ ہے کہ جب فساد نیکی سے بڑھ جائے۔تو وہ نیکی ممنوع ہوتی ہے، نمازِ تراویح سنت ہے اور اُس کے سبب اسبابِ مذکورہ پیدا ہوتے ہیں،تو کیا لوگ نماز تراویح سے منع کیے جائیں یا یہ مضر نہیں؟

جواب

میلا دواذ کار جو ہمارے ہاں کئے جاتے ہیں۔اُن میں سے اکثر نیکی (مثلاً صدقہ وذکرو درود شریف ومدح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور بُرائی بلکہ برائیوں پر مشتمل ہیں۔اگر صرف عورتوں کا اجنبی مَردوں کو دیکھنا ہو تو یہی بُرائی کافی ہے۔اور اُن میں سے بعض میں کوئی بُرائی نہیں مگر ایسے میلاد قلیل ونادر ہیں۔اِس میں شک نہیں کہ قسمِ اول ممنوع ہے۔ کیونکہ یہ قاعدہ مشہور ومقرر ہے کہ مفاسد کا دفعیہ مصالح کی تحصیل پر مقدم ہے۔پس جس شخص کو ایسے میلا دواذ کار میں جسے وہ کرتا ہے وقوعِ شر کا علم ہو وہ عاصی اور گنہگار ہے۔

((میلاد شریف کے لیے جمع ہونا اللہ تعالیٰ کی رِضا کا باعث ہے))

بالفرض اگر وہ اُن میں نیکی کرے تو بعض دفعہ اُس کی نیکی اُس کی بدی کے برابر نہیں ہوتی۔ کیا تُو نہیں دیکھتا کہ شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے نیکی میں تو اُسی قدر پر کفایت کی جو ہو سکے اور بُرائی کے تمام انواع سے منع فرمایا۔ چنانچہ یوں ارشاد فرمایا اذا امرتکم بامر فأتوا منه ما استطعتم واذا نهيتكم عن شيىءٍ فاجتنبوه جس وقت میں تم کو کسی امر کا حکم دوں۔ تو اُس سے کرو جو کر سکتے ہو۔ اور جس وقت میں تم کو کسی امر سے منع کروں تو اُس سے باز رہو۔ پس تُو اس پر غور کر، تجھے معلوم ہو جائے گا۔ جو میں نے کہا کہ بُرائی خواہ کتنی ہی کم ہو، اُس کی کسی قسم کی اجازت نہیں ہو سکتی اور نیکی کافی ہے جتنی ہو سکے۔

اور قسمِ ثانی سنت ہے اور مندرج ہے اُن احادیث میں جو خاص و عام اذکار کے بارے میں آئی ہیں۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کہ جو لوگ بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ فرشتے اُن کا اکرام کرتے ہیں اور رحمت اُن کو گھیر لیتی ہے اور اُن پر سکون و وقار نازل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُن کو اپنی بارگاہ کے فرشتوں میں یاد کرتا ہے۔ اس حدیث کو ''مسلم'' نے روایت کیا ہے

اور یہ بھی مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں سے جو بیٹھے اللہ کا ذکر کرتے تھے اور اُس کا شکر کرتے تھے کہ اُس نے اُن کو ہدایت اسلام کی، فرمایا: کہ میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے اور مجھے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں تم پر فخر کرتا ہے۔

اِن دونوں حدیثوں میں اس امر کی نہایت واضح دلیل ہے کہ خیر کے لیے جمع ہونا اور بیٹھنا نیک کام ہے اور اس طرح خیر کے لیے بیٹھنے والوں پر اللہ تعالیٰ فرشتوں میں فخر کرتا ہے اور اُن پر سکون و وقار نازل ہوتا ہے اور اُن کو رحمت گھیر لیتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرشتوں میں اُن کو ثنا سے یاد کرتا ہے۔ پس اِس سے بڑھ کر اور کونسی فضیلت ہے؟

((بدعتِ مباحہ کے لیے اجتماع کرنا جائز ہے))

رہا سائل کا یہ قول اللہ اس سے نفع دے کہ آیا مباح بدعتوں کے لیے جمع ہونا جائز ہے۔ سو اُس کا جواب یہ ہے کہ ہاں جائز ہے۔

((علامہ عز بن عبدالسلام سے ثبوت کہ بدعت کی پانچ قِسمیں ہیں جن میں سے صرف ایک ممنوع ہے))

عز بن سلام رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بدعت سے مراد اُس شے کا کرنا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں نہ تھی۔ اور بدعت کے پانچ حکم ہیں یعنی وجوب استحباب الخ۔ اور اس کی پہچان کا طریق یہ ہے کہ بدعت کو شرع کے قاعدوں پر پیش کیا جائے، پس جس حکم میں یہ بدعت داخل ہو، وہی اس کا حکم ہے۔ چنانچہ واجب بدعتوں میں سے ہے علمِ نحو کا سیکھنا کہ اُس کے ذریعہ قرآن وحدیث سمجھا جائے۔ اور حرام بدعتوں میں سے ہے قدریہ جیسے فرقہ کا مذہب۔ اور مستحب بدعتوں میں سے ہے مدارس وغیرہ کا بنانا اور نمازِ تراویح کے لیے جمع ہونا۔ اور مباح بدعتوں میں سے ہے نماز کے بعد مصافحہ کرنا۔ اور مکروہ بدعتوں میں سے ہے مساجد ومصاحف کا آراستہ ومزیّن کرنا۔ یعنی سونے کے سوا اور اشیاء سے۔ کیونکہ اگر سونے کے ساتھ ہو تو حرام ہے۔

((ہر قِسم کی بدعت کے حرام ہونے پر وہابیہ کی دلیل کا جواب))

اور حدیثِ مبارک میں جو ہے کہ "ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں ہے"۔ سو یہ حرام بدعت پر محمول ہے نہ کہ دیگر اقسامِ بدعت پر۔ اور جب ذکر یا نمازِ تراویح وغیرہ کے لیے جمع ہونے میں کوئی حرام امر پیدا ہو۔ تو صاحبِ قدرت پر واجب ہے کہ لوگوں کو اُس سے منع کرے اور اگر صاحبِ قدرت نہ ہو۔ تو اُس پر واجب ہے کہ ایسے اجتماع میں حاضر نہ ہو۔ ورنہ وہ بھی گناہ میں اُن کا شریک ہوگا۔ اسی وجہ سے شیخین نے تصریح فرمائی ہے

کہ ''فاسقوں کے ساتھ اُلفت سے بیٹھنا بھی گناہ ہے'' انتہی۔

اِس مقام پر اتنا اور عرض کر دینا ضروری ہے کہ مجالسِ میلاد میں بے اصل قصے بیان نہ کیئے جائیں۔ بلکہ کوئی مستند مولود پڑھا جائے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ مولودِ برزنجی سب سے عمدہ ہے اور عرب شریف میں یہی پڑھا جاتا ہے۔ علامہ نبہانی نے ''جواہر البحار'' میں اِس کی نسبت لکھا ہے۔ لیس له نظیر۔

نظرِ بریں انجمن نعمانیہ، لاہور نے یہ مولود شریف مع ترجمہ اُردو وحواشی طبع کرادیا ہے اور اُس کا نام ''مولودِ بے نظیر'' (7) رکھا ہے۔ میلاد کے خاتمہ پر کھڑے ہو کر سلام پڑھنا چاہئے۔ بطورِ نمونہ ایک سلام یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

سلام

یا نبی سلام علیک ---یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک ---صلوات اللہ علیک

نامِ نامی حرزِ جاں ہے--- چارۂ دردِ نہاں ہے
دم بدم وردِ زباں ہے---صلوات اللہ علیک

دو جہاں کے آپ سرور --- آپ کا مداح ہے داور
کون ہے ایسا پیمبر---صلوات اللہ علیک

---

(7) امام برزنجی کی کتاب عِقْدُ الْجَوْھَرِ فِیْ مَوْلِدِ النَّبِیِّ الْاَزْھَر کے اس ایڈیشن کا عکس (اردو ترجمہ و تشریح کے ساتھ بنام ''مولدِ برزنجی'' از مولانا نور بخش توکلی) ''جامعہ اسلامیہ، 1۔ فصیح روڈ، اسلامیہ پارک، لاہور'' سے شائع ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ اس کتاب کا ایک اور اردو ترجمہ بنام ''مولودِ برزنجی'' از مولانا عبدالغنی نور اللہ شاہ قادری صدیقی لکھنوی شاگردِ رشید حضرت مولانا سلامت اللہ رحمة الله عليه مطبوعہ در مطبع نامی، لکھنؤ سے بھی شائع ہو چکا ہے راقم کے پاس دونوں نسخے موجود ہیں۔ (میثم قادری)

کس کو یہ رتبہ ملا ہے۔۔۔نام کس کا مصطفےٰ ہے
کس کا عاشق کبریا ہے۔۔۔صلوات اللہ علیک

کس کے قبضہ میں ہے کوثر۔۔۔ہے خدا کا پیار کس پر
کون ہے محبوب داور۔۔۔صلوات اللہ علیک

کس کو خالق نے بلایا۔۔۔کس نے ہے یہ رتبہ پایا
کس پہ ہے قرآن آیا۔۔۔صلوات اللہ علیک

شافعِ محشر تمہیں ہو۔۔۔ دین کے رہبر تمہیں ہو
خاص پیغمبر تمہیں ہو۔۔۔صلوات اللہ علیک

رہنما وَ پیشوا ہو۔۔۔ سربسر نورِ خدا ہو
تم تو شاہِ دوسرا ہو۔۔۔صلوات اللہ علیک

گرچہ عصیاں کی ہے کثرت۔۔۔غم نہیں ہے روزِ قیامت
واں تو ہونگے آپ حضرت۔۔۔صلوات اللہ علیک

واسطہ آلِ عبا کا۔۔۔ صدقہ حضرت فاطمہ کا
غم نہ ہو روزِ جزا کا۔۔۔صلوات اللہ علیک

میرے مولیٰ میرے آقا۔۔۔آپ ہی کا ہے بھروسا
حشر میں رہ جائے پردہ۔۔۔صلوات اللہ علیک

آپ ہی شمس الضحیٰ ہیں۔۔۔آپ ہی بدرالدجیٰ ہیں
آپ محبوبِ خدا ہیں۔۔۔صلوات اللہ علیک

چاند سورج اور ستارے۔۔۔آپ پر صدقے اُتارے
جان و دل دونوں کو وارے۔۔۔صلوات اللہ علیک

اب نہیں اُٹھتے یہ صدمے۔۔۔ دل ہوا ہے ٹکڑے ٹکڑے
آپ کی صورت کے صدقے۔۔۔صلوات اللہ علیک

آپ کی فرقت نے مارا۔۔۔بس یہی ہے اسکا چارا
اب زیارت ہو خدارا۔۔۔ صلوات اللہ علیک

آپ پر قربان جاؤں۔۔۔ ایک دم جو دیکھ پاؤں
حالِ دل سب کہہ سناؤں۔۔۔صلوات اللہ علیک

خواب میں گر آپ آتے ۔۔۔ صورتِ انور دکھاتے
ہجر کے غم سے چھڑاتے۔۔۔صلوات اللہ علیک

روضۂ احمد پہ جا کر۔۔۔ یہ پیامِ شوخ مضطر
اے صبا کہنا مقرر۔۔۔صلوات اللہ علیک

یا نبی سلام علیک ۔۔۔ یارسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک ۔۔۔ صلوات اللہ علیک

میں چاہتا تھا کہ خاتمہ پر کچھ نعتیں درج کرتا۔مگر بخوفِ طوالت ایک غزل فارسی اور ایک نعت اُردو پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

غزل

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

منِ بیدل بجمال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی

چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نظر
اے قریشی لقبی هاشمی و مطلبی

نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را
زانکه از آدم و عالم توچه عالی نسبی

ماهمه تشنه لبا نیم و توئ آب حیات
رحم فرما زحد میگزرد تشنه لبی

شب معراج عروج توز افلاك گذشت
بمقامے که رسیدی نرسد هیچ نبی

ذات پاك تو که در ملك عرب کرد ظهور
زاں سبب آمده قرآں بزباں عربی

نخل بستان مدینه ز تو سر سبز مدام
زاں شده شهره آفاق بشیریں رطبی

نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم
زانکه نسبت بسگ کوئے توشد بے ادبی

عاصیا نیم زما نیکی اعمال مپرس
سوئے ماروئے شفاعت بکن از بے سببی

بردرِ فیض تو استاده بصد عجزو نیاز
رومی و طوسی و هندی جلبی و عربی

سیدی انت جیبی و طبیب علی
آمده سوئے تو قدسی پے درماں طلبی

نعت

سیہ کاریاں بخشوا کملی والے
محمد حبیبِ خدا کملی والے

مجھے اپنا جلوہ دکھا کملی والے
کہ ہوں میں ترا مبتلا کملی والے

قلم لکھ سکا جب نہ توصیف تیری
یہیں کالا منہ ہو گیا کملی والے

وہ محبوبیاں جو خدا کو خوش آئیں
ہمیں وہ ادائیں دکھا کملی والے

بنے تاکہ سایہ ترا چتر رحمت
یہاں سے وہاں اُڑ گیا کملی والے

ترے ساتھ سایہ نہ بھایا خدا کو
دوئی کی طرح مٹ گیا کملی والے

پھنسا بال بال اپنا ہے معصیت میں
رہے بول بالا چھڑا کملی والے

خبر لیجئے اکبر غمزدہ کی
ترے ہجر میں مر مٹا کملی والے

ھٰھنا تم الکتاب بعون الملک الوھاب۔ واٰخر دعوانا ان الحمد لِلّٰہ ربِ العٰلمین والصلوٰة والسّلام علٰی سیّدنا ومولانا محمد وعلٰی الہ واصحابہٖ واتباعہٖ اجمعین۔

رسالہ

مولود مصطفوی

مولفہ

مولینا مولوی سید آل حسن مرحوم رضوی موہانی

حسب فرمائش

جناب مولانا مولوی سید محمد حیات الحسن صاحب رضوی موہانی

نبیرۂ مولف عہدہ دار سرکار نظام

سید فضل الحسن حسرت موہانی بی اے اڈیٹر اردوی معلیٰ

نے اپنے

اردو پریس واقع علی گڈھ میں چھپایا

اور شائع کیا

قیمت فی مجلد مع محصول ڈاک } صرف ۴ر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

امروز شاہِ شاہاں مہماں شد است مارا
جبریل باملائک درباں شد است مارا
درمجلسِ گدایاں مرسل کجا بگنجد
بے برگ و بے نوائی ساماں شد است مارا

((حمدِ باری تعالیٰ))

''اللھُمَّ انت الاولُ فَلاَ شَیْئٌ قَبْلَکَ'' یا خدایا تُو پہلا ہے تجھ سے پہلے کچھ نہیں ''انت الظاھرُ فَلا شیئ فَوْقَکَ'' تُو باہر ہے تجھ سے اوپر کچھ نہیں ''انت الباطنُ فَلا شیئ دونَکَ'' تُو بہتر ہے تجھ سے ورے کچھ نہیں ''انتَ الاحَدُ الصَّمَدُ'' تُو یکتا بے نیاز ہے ''لَیْسَ کَمِثْلِکَ شَیْئٌ لا رَیْبَ فِیْہِ'' بے شک تیرا کوئی کسی مرتبہ میں ثانی نہیں ہے۔ ''اشھد ان لاالہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد انَّ محمدا عبدہ و رسولہ'' کہاں تک تعریف کروں میں اپنے رب کریم کی، اس کی تعریف میں سرورِ دوجہاں لا احصی اعتراف فرماتے تھے اور کس زبان سے اس کا نام لوں اس کے نام پر موسیٰ عمران اور عیسیٰ مریم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جان دیتے تھے، وہ ایک دم ہم کو اپنی نگاہ سے اوجھل نہیں ہونے دیتا اور ایک لحظہ جدا ہونے کا نہیں روادار ہوتا۔

دوست در گوش دلم گفت کہ اے غافل مست
من ترا می طلبم پس تو کرا می طلبی

مژدہ ''اِذَا سَئَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ'' سے دردمندوں کی تسکین فرماتا ہے یعنی ''جو پوچھیں تجھ سے میرے بندے مجھ کو تو میں مِلا ہوا ہوں، جدا نہیں ہوں'' اور پیغام تسلی بخش ''اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ'' سے بے درمان کو اطمینان دیتا ہے یعنی ''اللہ اپنے بندے کے لیے بس ہے باقی ہوس، اور بشارتِ روح افزا ہے ''نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ'' ((پارہ:۲۶، سورۂ ق، آیت:16)) سے ہر دم زندگی تازہ عنایت فرماتا ہے یعنی ''رگِ جاں جتنی تم سے ملی ہوئی ہے، اس سے زیادہ ہم اس سے ملے ہوئے ہیں''۔

مثنوی

اے کہ صبرت نیست از فرزند وزن
صبر چوں داری زرب ذوالمنن
اے کہ صبرت نیست از دنیائے دوں
صبر چوں داری زنعم الماھدون

((سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا ہوا پھر اس نور سے تمام کائنات پیدا فرمائی))

باکمال اسما اور صفات کا متعین ہو گیا اور وہ سرِّ مکنون باتمثال کن فیکون مانند ارجمند ستون جلبابِ عظمت تک بلند ہوا اور نہایت ادب سے اُس نے جبینِ ارادت زمینِ محبت پر رکھ کر سجدہ کیا اور الحمد للّٰہ کہا، حق تعالیٰ نے فرمایا: اسی واسطے میں نے تجھ کو پیدا کیا اور تیرا نام محمد رکھا، آغازِ آفرینش تجھی سے ہے اور انتہائے نبوت بھی تجھی پر، پھر اسی نور سے لوح و قلم اور عرش و کرسی اور زمان و مکان اور جملہ مصداقاتِ کُن فکاں ظاہر ہوئے۔

ایکہ امکاں از وجوب و احدیت تا احد
صورت تمثالی از آئینہ زا نوے اوست

رونق ایں ہفت محفل از چراغش پر توے
جوشِ ایں نہ بحر اخضر رشحۂ از موے اوست

از سوادِ ملك هستی تا شبستان وجود
هر کجا مژگان کشائی سایه گیسوے اوست

هرچه آید در خیال و آنچه بالد در نظر
يك قلم جوشِ بهارستان رنگ و بوئے اوست

خواه مشرق درشمار و خواه مغرب کن قیاس
هر طرف روئے نیاز آورده باشی روئے اوست

کثرتے کز وحدتش خارج شماری باطل است
چار سو و شش جهت هنگامه گیسوے اوست

آستانِ اوسراغ هرچه خواهی می دهد
هر دوعالم در کنارش محوجست وجوئے اوست

((امتِ محمدیہ کی فضیلت کا بیان))

الغرض! پھر حکم ہوا قلم کو ”اکتب یا قلم“ لکھ اے قلم۔ اس نے عرض کیا ”ما اکتب یا ربی“ کیا لکھوں اے پروردگار۔ فرمایا ”اکتب توحیدی“ لکھ میری توحید لا الہ الا اللہ یعنی ”نہیں کوئی سوا خدا کے جو بے نیاز ہو ماسوا سے“ پھر حکم ہوا ”اکتب کل شیئ“ لکھ ہر چیز۔ قلم نے عرض کیا ”کیف اکتب“ کس کیفیت سے لکھوں؟ فرمایا: لکھ پہلے روز نامچہ سب امتوں کا اس طرح سے ”امة آدم من اطاع اللہ ادخلہُ الجنة و من عصی اللہ ادخلہُ النّار“ یعنی ”امت آدم کی جس نے اطاعت کی اللہ کی اس نے اس کو بہشت میں داخل کیا اور جس نے کہا نہ مانا اس کو اس نے اس کو دوزخ میں ڈالا“۔ اسی طرح اسی منشی دیوانِ قضا وقدر نے آدم اور نوح اور ابراہیم کی امت سے لے کر موسیٰ اور عیسیٰ کی امت تک

لکھا، بعد اس کے اُس نے لکھا ''امة محمد من اطاع اللّٰه ادخله الجنة'' امت محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی جس نے فرمانبرداری کی خدا کی، اس کو اس نے بہشت میں داخل کیا۔ ''ومن عصی اللّٰه'' اور جس نے نافرمانی کی، چاہا قلم نے لکھوں ''ادخله النار'' کہ ''داخل کیا اس کو خدا نے دوزخ میں'' ناگاہ مملکت رحمتِ سرمدیہ اور منبع رافتِ صمدیہ سے آواز آئی ''تادّبْ یا قلم تادّبْ یا قلم''۔ ''ادب کرائے قلم، ادب کرائے قلم'' یعنی یہ وہ نام آیا جس کے نام لینے سے آتشیں طوفان دوزخ کا سرد، اور جس کا نام لینے والوں کی وجاہت سے موکلانِ جہنم کا رنگ زرد ہوتا ہے، جس کی محبت میں جان دینے والوں سے پل صراط پر گذرنے میں دوزخ کہتی ہے جلد گزرو، تمہارے نور سے میری آگ ٹھنڈی ہوئی جاتی ہے اور جس کی امت کے گنہگاروں سے داروغۂ جہنم کو قیامت کے دن تیور بدلتے شرم آتی ہے۔ بالجملہ یہ خطاب پُرعتاب سنتے ہی سینہ قلم کا شق ہو گیا اور ہزار برس سطوت جلالِ الٰہی سے کانپتا رہا، پھر اس پر دستِ قدرت سے تسکین کا خط لگا (یعنی قلم کی نوک کاٹی گئی)) اور حکم ہوا لکھ ''امة مذنبة ورب غفور'' امت گناہ گار ہے اور پروردگار رحیم وغفار۔

چشم کشا نور محمد ببیں
قاعدۂ دولت سرمد ببیں
هر دو جهاں پرتو نور ویست
کون و مکاں بهر ظهور ویست
نور نبی لمعۂ نورِ خدا است
لمعۂ هر نور ازو کے جدا ست
یا رب صل وسلم دائما ابدا
علی نبیك خیر الخلق کلهم

وہ نورِ کرامت ظہور ایک مدت بے حد تک مشغول تسبیح وتہلیل خداوندی ہو کر مطلع انوارِ

قُدسیہ سے مثل کوکب درّی معلق درخشاں رہا، پھر اس کے لیے محل و مورد مطلوب ہوا، سو بعد ترکیب اور ترتیب کالبد حضرت آدم کے بفحوائے ''اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ'' ممالکِ ملکوت میں ندا ہوئی کہ جو کوئی قابلیت قبولیت کی رکھتا ہو، اس نور گرانمایہ کی خریداری کرے۔

گوہرے بر سر بازار ظہور آوردند
تا خریدار وے از کون و مکان بر خیزد

ابوالبرکات منبع الرم مخلوقات حضرت آدم علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے زبانِ استعداد سے عرض کیا۔

بنشیں بر دل ویرانہ ام اے گنج مراد
کہ من ایں خانہ بسودائے تو ویراں کردم

پس بمصداق ''وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ'' وہ ودیعتِ عظمیٰ اور نعمتِ کبریٰ جسمِ خاکی انسان کو عنایت ہوئی اور نورِ محمدی حضرت آدم کی پیشانی میں جلوہ افروز ہوا اور تمام ملائکہ زمین و آسمان نے آدم کو سجدہ کیا۔ ''طبرانی'' اور ''ابو نعیم'' اور ''ابنِ عساکر'' نے صحابہ کرام سے روایت کی ہے۔ کہ ''جس وقت حضرت آدم نَعِیم جنت سے باہر ہو کر زمین پر آئے، یعنی جب کہ بمقتضائے داعیۂ محبت اور باعثۂ دردِ مُوَدَّت ((محبت)) جس کے واسطے حضرت آدم پیدا ہوئے تھے، ایوانِ جواہر نگار بہشت اور باغ و انہار خلدِ بریں میں سبق عشق و محبت کی تکرار نہ کر سکے، اور کتابِ سوز و درد کا درس وہاں نہ دے سکے، لاچار انہیں حور و قصور کا چھوڑنا اور ویرانۂ محنت اور غم کدۂ مشقتِ دنیا کا اختیار کرنا ضرور ہوا تو وہ نہایت متوحش اور بغایت سراسیمہ تھے، حضرت جبرئیل نے آکر باذنِ ربِ جلیل اذانِ محمدی کہی، جس وقت آدم نے کلمۂ ''اشهد ان محمّدا رسول اللّٰه'' سُنا، ان کی وحشت مبدل بطمانیت ہوئی اور اضطراب و قلق سب جاتا رہا، اور آرام و چین ان کو حاصل ہوا اور کیوں نہ حاصل ہوتا، حضرت سرورِ کائنات ہمہ تن جلوۂ جمالِ الٰہی اور سراپا صورتِ رحمتِ کاملۂ خداوندی تھے اور دستور ہے

کہ بلا کشیدۂ سطوتِ جلال کو تجلیِ جمال سے آرام وچین ملتا ہے، اور ہر کندہ لباس دشتِ جلال کو نگہت پیراہنِ جمال سے تسلی ہوتی ہے، تفتۂ جگر وادی فراق کو شاہد جاں بخش وصال کے نام سے تسکین آتی ہے۔ کشتۂ آفتِ ہجر کس طرح دلدادہ نام حضرت وصل نہ ہو اور فرقت کشیدۂ خستہ جگر کیونکر جانانۂ وصلت بخش کے نام سے خوش نہ ہو۔

((حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے مقبول ہوئی))

حضرت ''طبرانی'' اور ''حاکم'' اور ''ابو نُعیم'' اور ''بیہقی'' نے علی مرتضٰی اور عمر ابن خطاب سے روایت کی ہے کہ آدم کی توبہ تو بتوسلِ اسم شریف حضرت خاتم النّبیین کے قبول ہوئی۔ الغرض! وہ نور سراپا سرور کہ جاگزینِ پیشانیِ آدم تھا، آدم سے شیث کو اور شیث سے بہ چند واسطہ نوح کو اور اسی طرح درجہ بدرجہ منتقل ہو کر ابراہیم تک اور ابراہیم سے اسمٰعیل تک پہنچا اور ان سے خاندانِ قریش تک اور پھر بنی ہاشم کو ملا۔

مثنوی

منتقل ہونے لگا نورِ گزیں
جبہہ در جبہہ اور جبیں اندر جبیں

برج برج آتا تھا یوں مہر فلک
تا کہ پہنچا جبہۂ عدنان تک

ہو گیا جوں عدن رو عدنان کا
نور چمکا مصدرِ احسان کا

واں سے آیا پھر جبینِ معد میں
ساعتِ محمود و وقتِ سعد میں

پھر ہوا اس نور سے روے نزار
تازہ و تر چوں گلِ فصلِ بہار

پھر منور ہو گیا روے مُضَر
نورِ احمد سے کہ ہے خیرالبشر

بعد ازاں الیاس نے پایا وہ نور
جس کے پَرتَو سے ہے روشن روے حور

مُدرکہ پھر مدرکہ کا نور یاب
ہو گیا نورِ محمد سے شِتاب

مدرکہ سے پھر خُزیمہ نور گیر
پھر خزیمہ سے کِنانہ مُسْتَنِیر

نضر میں آیا وہ نورِ مصطفےٰ
نضر سے مالک ہوا پھر مجتبیٰ

پھر کیا اس نور نے رُو سوے فہر
نور افزاے جمالِ ماہ و مہر

فہر سے غالب میں آیا نورِ پاک
پھر ہوا روے لوی بس تاب ناک

پھر چلا وہ نور از روے لوی
کعب مرہ تا کلاب و تا قصی

پھر ہوا اس نور سے عبدمناف
روشن و تابندہ مثل نورِ صاف

پھر ہوا اس نور سے ہاشم منیر
اس سے عبدالمطلب پھر نور گیر

روے عبدالمطلب سے پھر وہ نور
آیا عبداللہ میں باصد ظہور

یا رب صل وسلم دائما ابدا
علی نبیك خیر الخلق كلهم

((حضرت عبدالمطلب کے خواب میں انبیاء تشریف لائے))

شیخ ابوالفرح ابن جوزی رحمۃ اللّٰہ علیہ لکھتے ہیں کہ عبدالمطلب حضرت کے جدِ امجد نے قبل پیدا ہونے عبداللہ کے خواب دیکھا کہ ان کی پشت سے ایک زنجیر نورانی نکلی، اس کے چار سرے ہیں ایک سرا اس کا آسمان کی طرف بلند ہو کر چلا اور دوسرا زمین کی طرف اور ایک جانبِ مشرق اور ایک جانبِ مغرب وہ زنجیر ایسی چمکتی تھی کہ نگاہ اس پر نہیں پڑتی تھی، پھر یکا یک اس زنجیر کا ایک درخت ہو گیا کہ سب قسم کے میوے اس میں لگے ہیں، اس درخت کے نیچے دو شخص باہیبت وجلال کشیدہ قامت صاحبِ وجاہت کھڑے ہیں۔

عبدالمطلب نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ ایک ان میں سے بولا کہ میں نوح نبی اللہ ہوں اور دوسرے نے فرمایا: کہ میں ابراہیم خلیل اللہ ہوں۔ ہم آئے ہیں کہ اس درخت کے سایہ میں جو تیری پشت سے نکلا ہے، آرام لیں۔ پس عبدالمطلب چونک پڑے اور کاہنوں کے پاس جا کر اپنی خواب کی تعبیر پوچھی، کاہنوں نے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو تمہاری پشت سے ایک شخص پیدا ہو گا کہ اہلِ مشرق اور مغرب کو دینِ خدا کی دعوت کرے گا اور باعث رحمت ایک قوم اور موجب خرابی دوسری قوم کا ہو گا۔

((یہودیوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے غیبی مدد بھیج کر مدد فرمائی اور یہودیوں کو ہلاک فرمایا))

بعد اس کے جب عبداللہ پیدا ہوئے عبدالمطلب نے گمان کیا کہ یہ وہی شخص ہے، لیکن جو پوتا بیٹے کا حکم رکھتا ہے، اس خواب کا ظہور پشتِ عبداللہ سے ہوا اور حضرت عبداللہ کی

شادی حضرت آمنہ بنت وہب سے ہوئی، بدیں تقریب کہ منجملہ یہودیاں شام ستر آدمیوں نے بسبب دریافت کرنے اس بات کے اپنی کتابوں کی رو سے کہ وہ شخص جس سے ہماری ذلت اور خواری پھر تازہ اور بہت زیادہ ہونے والی ہے اور ہمارا دین اس کی جہت سے بالکل باطل ٹھہرے گا، عبداللہ ابن عبدالمطلب کے صُلب ((اولاد)) سے پیدا ہونے والا ہے، ظلمت، حسد اور تیرگی عداوت سے بآمادگی قتل عبداللہ نواحِ مکہ میں آئے، ناگاہ ایک دن حضرت عبداللہ کو اکیلا پا کر چاہا کہ مار ڈالیں، غیب سے کچھ لوگ نمودار ہوئے انہوں نے ان یہودیوں کو نیست و نابود کیا اور حضرت عبداللہ صحیح سلامت اپنے گھر میں آئے اور یہ سب ماجرا حضرت آمنہ کے باپ وہب ابن مناف نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا، پس عظمت و جلالت حضرت عبداللہ کی اُن کے دل میں بہت زیادہ سما گئی اور گھر میں آ کر اپنی زوجہ کو عبدالمطلب کے پاس حضرت عبداللہ کی شادی کے واسطے اپنی بیٹی کے ساتھ پیغام لے کر بھیجا عبدالمطلب راضی ہوئے اور حضرت عبداللہ کی شادی وہب ابن مناف کی بیٹی حضرت آمنہ کے ساتھ کر دی اور نورِ محمدی عبداللہ سے منتقل ہو کر بطرف حضرت آمنہ ہوا۔

آیا جب برجِ حمل میں آفتاب — میکدے وے(۱) کے ہوئے یکسر خراب
باغِ عالم تھا خزاں سے خشک و زرد — ہو گیا سبزہ کِھلے نَسرِین و وَرد
کٹ گیا پیرِ مُغاں وے(۲) کا سر — گلبند ازوی آمد در ہنر
کوہ و صحرا ہو گئے فیروزہ رنگ — گُل کھلے سبزے کے سر پر شوخ و شنگ
ہو گئے آراستہ ساتوں محل — مہ عطارد زھرہ حور سے تازحل
ہاتھ میں زہرہ کے قانونِ طَرَب — بین جوزا میں نہاں سازِ عرب
نارِ دوزخ ہو گئی سب سرد برد — بھر گئی ابلیس کے آنکھوں میں گرد

(۱)(۲) وے لفظ ''وہ'' کی جمع ہے اب اس کا استعمال متروک ہے اردو میں ''وہ'' واحد و جمع دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ (مستفاد از از فیروز الغات صفحہ ۱۴۸۴ مطبوعہ فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ، لاہور۔ ۲۰۰۵ء (میثم قادری)

ہو گئیں آراستہ آٹھوں بہشت نور سے ہر ایک کی ان میں شرست
ہو چکے آراستہ دونوں جہاں ناگہاں نورِ رسول انس و جاں
نقل کر کے صُلبِ عبداللہ سے آرہا میں بطن میں خاتون کے
لے اُٹھایا آمنہ خاتوں نے بار نام پر جس کے ہیں دو عالم نثار

ملائکۂ آسمان نے غلغلہ شادمانی کا زمین تک پہنچایا اور ملائکۂ زمین نے طنطنہ کامرانی کا آسمان کو سنایا، مبارک بادی دی فرشتوں نے فرشتوں کو اور خوشخبری سنائی طیور و وحوش نے ہم دیگر ایک نے دوسرے کو، عالمِ قدس انوار سے معمور ہو گیا، ابلیس کا تختِ حکومت اُلٹ گیا اور وہ پہاڑوں میں چالیس شبانہ روز روتا رہا اور چڑھنا شیطانوں کا آسماں کی طرف موقوف ہو گیا اور شہابِ ثاقب سے رجم شیاطین ہونے لگا۔

((حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا اپنے حمل شریف کے متعلق بیان))

صاحبِ مواہب ''اسحاق محدث'' سے نقل کرتے ہیں کہ خود حضرت آمنہ سے روایت ہے کہ ''حمل سے چھ مہینے کے بعد میں نے بین النوم و الیقظہ ایک شخص کو دیکھا کہ مجھ سے پوچھتا ہے کہ تیرے پیٹ میں کون ہے؟ میں نے کہا میں نہیں جانتی، اس نے کہا کہ سرورِ دو جہاں نبی آخر الزماں ہے''۔ اور حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ ''میں نے مدتِ حمل میں کسی طرح کی تکلیف نہیں اٹھائی اور گراں باری حمل کی مجھے معلوم نہیں ہوئی''۔ اور مشہور ہے کہ ''آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ و آلہ وسلم حمل ہی میں تھے کہ ان کے پدرِ بزرگوار عبداللہ ابن عبدالمطلب نے انتقال فرمایا مگر محققین لکھتے ہیں کہ آنحضرت دو مہینے کے ہو چکے، تب ان کے والد نے انتقال کیا''۔

یا رب صلِ وسلم دائما ابدا
علی نبیک خیر الخلق کلهم

صبح دم تا خسرو افلاك یعنی آفتاب
بر کشید از عارضِ گلگون خود بند نقاب
از زمیں تا آسماں رشكِ تجلی زار شد
خاك گردید از صفا همرنگِ فرشِ ماهتاب
بسکه شبنم از فروغ لاله مشعل برفروخت
سبزه همرنگ زمرد شد زفرط آب و تاب
هیچ میدانی که ایں صبح صفا باشد چه صبح
کز صفا تش چهرۂ خورشید می ریزد گلاب
صبح میلاد پیمبر هست ایں کز جلوه اش
غیرت آئینه میگردد دل هر شیخ و شاب

کرسی نشینانِ عرش بریں جامۂ اطلس اور کمر گوہریں سے آراستہ ہو کر صف بصف سلامی درود کے واسطے پائے تعظیم سے کھڑے ہوئے اور نیرِ اعظم باطبل و ناوے شعاعی اور نیرِ اصغر باجلاجل زرّیں بصد خوشنمائی ناہید اور شعرائے یمانی باصد ہزار نوید کامرانی بامعجز زرتار اور زنگلہ زریں سرگرم رقص و سرودِ شادکامی اور کروبیان حظیرۂ قدس اور مقربانِ ہمایوں بارگاہ حضرت اُنس بصد دل و جاں آمادۂ وجد و سماع جاودانی ہوئے اور زیر بم غلغلہ کائنات کا نسبتِ تالیفی الفت سے معمور ہو کر نغمہ انگیز طرب اور زمزمہ خیر خرمی ہوا، بارہویں تاریخ ربیع الاول کو دوشنبہ کے دن صبح کے وقت آفتاب عالم تاب نظامِ ملکوتی اور کوکبِ دری افقستان ممالکِ جبروتی نیّر اعظم شیدشتانِ ملک لاہوتی مطلع قدم سے ساحت حدوث پر رونق افروز عالمِ ناسوتی ہوا۔ یعنی سیدِ کونین رسول الثقلین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ہزاروں جاہ وجلال سے دولت سرائے اقبال میں ظہورِ اجلال فرمایا۔

ندا از حاملانِ عرش آمد
که بر خیز از پئے تعظیم احمد

دریں مقام برخاستن رسم اهل حرمین است

وُلد الحبیب و مثله لایولد
ولد الحبیب و خده یتوردُ
ولد الحبیب مکحلا و مطیب
والنور من وجناته یتوقد
هذا امام المرسلین حقیقة
هذا ختام الانبیاء وسید
ان کان یوسف قد افاق جماله
واللّٰه ذالمحبوب منه ازیده
لوکان ابراهیم اعطی رشده
باللّٰه و المولود منه ارشد
هذا الذی خلعت علیه ملابس
ونفایس فنظیره لایوجد
جبریل نادیٰ فی منصة حسنه
هذا مدیح الکون هذا احمد
یا عاشقین توله فی حبه
هذا هو الحسن الجمیل المفرد
ویقول یا عشاق هذا المصطفیٰ
ویقول یا مشتاق هذا احمد
قالت ملائکة السماء باسرهم
ولد الحبیب و مثله لا یولد

شہنشاہِ اعظم یہ پیدا ہوئے
رسولِ مکرم یہ پیدا ہوئے
شہِ دین و دنیا یہ پیدا ہوئے
مہِ اوجِ علیا یہ پیدا ہوئے
یہ پیدا ہوئے سرورِ مُرسلاں
یہ پیدا ہوئے رہبرِ دو جہاں
یہ پیدا ہوئے مہرِ اوجِ شرف
یہ پیدا ہوئے فخرِ عہدِ سلف
یہ پیدا ہوئے خواجۂ بعث و نشر
یہ پیدا ہوئے شافعِ روزِ حشر

السلام اے آفتاب دارو دیں
السلام اے انتخابِ اولیں
السلام اے دست گیر بیکساں
السلام اے چارۂ دردِ نہاں
السلام اے قبلۂ حاجاتِ دیں
السلام اے بادشاہِ مُرسلیں
السلام اے پیشوائے انبیا
السلام اے دل رُبائے اولیا
السلام اے مصدرِ اسرارِ حق
السلام اے مظہرِ انوارِ حق
السلام اے شاہِ شاہاں السلام
السلام اے جانِ جاناں السلام

یارب صل وسلم دائما ابدا
علٰی نبیّك خیر الخلق کلھم

((حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو ملک شام کے محلات نظر آئے))

صاحبِ ''مواہبِ لدنیہ'' لکھتا ہے کہ ''احمد ابن حنبل'' اور ''بزار'' اور ''طبرانی'' اور ''حاکم'' اور ''بیہقی'' بواسطہ عرباض ابن ساریہ اور ''ابو نُعیم'' بواسطۂ حلیمہ سعدیہ خود حضرت آمنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ''بروقت وضع حمل میں نے ایسی روشنی دیکھی کہ اس روشنی میں مجھے ملکِ شام کے شہر نظر آنے لگے'' اور ''ابو نُعیم عبدالرحمٰن ابن عوف کی ماں سے اور ''بیہقی'' عثمان ابن ابی العاص کی والدہ سے روایت کرتا ہے کہ ''انہوں نے بھی وہ روشنی دیکھی اور عثمان ابن ابی العاص کی والدہ یہ بھی کہتی تھیں کہ اس وقت آسمان کے تارے ایسے جھکتے نظر آتے تھے کہ میں نے گمان کیا کہ ہم پر گر پڑیں گے''۔

((حضور صلی اللہ علیہ وسلم ختنہ شدہ پیدا ہوئے اور آپ نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا))

اور آنحضرت مختون اور ناف بریدہ پیدا ہوئے اور حضرت آمنہ سے روایت ہے کہ جس وقت آنحضرت پیدا ہوئے، اسی دم انہوں نے سجدہ کیا اور انگشتِ شہادت آسمان کی طرف اُٹھائی۔ بعد اس کے میں نے دیکھا کہ ایک ابر سفید نے اُنہیں چھپا لیا کہ میری نظر سے پوشیدہ ہو گئے۔ لیکن یہ آواز میرے کان میں آئی، کہنے والا کہتا ہے کہ اس لڑکے کو مشرق سے مغرب تک پھرالاؤ، بعدازاں وہ ابر کُھل گیا، میں نے آنحضرت کو ایک حریر سفید میں لپٹا اور اس حریر سے پانی ٹپکتا پایا، اس تاریخ کو دریائے ساوا خشک ہو گیا اور وادی سماوا بہہ نکلا اور نوشیرواں کا محل زلزلہ میں آیا اور چودہ کنگرے اس کے گر پڑے اور قدیم آتش کدہ فارس کا جو

ہزار برس سے برابر روشن تھا بجھ گیا۔ یعنی ایسے آثار اور مقدمات ظاہر ہوئے کہ جس سے معلوم ہوا کہ ایک انقلاب عظیم الشان عالم میں ہونے والا ہے اور کیش و آئین اور تخت و دِہیم ((تاج)) پارس کا برہم ہو جانیوالا ہے۔

((حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں لونڈی آزاد کرنے کی وجہ سے ابولہب کے عذاب میں کمی ہوتی ہے))

پس بعد ولادت آنحضرت نے آٹھ سات دن دودھ اپنی والدہ کا پیا، پھر ثویبہ جاریۂ ابولہب نے دودھ پلایا، یہ وہی جاریہ ہے جس نے بروقت ولادتِ آنحضرت کے ابولہب کو خوشخبری دی تھی کہ تمہارا بھتیجا پیدا ہوا، اس نے اس خوشخبری پر اُسے آزاد کر دیا تھا، چنانکہ بسندِ صحیح حضرت عباس ابن عبدالمطلب سے منقول ہے کہ "انہوں نے ایک بار ابولہب کے مرنے کے بعد اسکو خواب میں دیکھا، عذاب کا حال پوچھا، اس نے کہا کہ عقوباتِ شدیدہ میں مبتلا ہوں، مگر دوشنبہ کے روز اس جہت سے کہ اس دن آنحضرت کی ولادت کی خوشی سے لونڈی اپنی آزاد کی تھی، عذاب کی تخفیف ہوتی ہے اور جس انگلی سے اشارہ کر کے میں نے آزاد کیا تھا، اس انگلی میں کچھ صدمہ عذاب کا نہیں معلوم ہوتا ہے"، اور بعد ثویبہ کے حلیمہ سعدیہ نے آنحضرت کو دودھ پلایا۔

یارب صل وسلم دائما ابدا على نبيك خير الخلق كلهم

((دائی حلیمہ کے گھر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات))

"ابن اسحٰق" اور "ابن راہویہ" اور "ابویعلی" اور "طبرانی" اور "بیہقی" اور "ابونُعیم" نے حلیمہ سعدیہ سے روایت کی ہے کہ حلیمہ فرماتی تھیں کہ جب میں قبیلہ بنی سعد ابن بکر کی عورتوں کے ساتھ جو شیرخوار لڑکوں کی تلاش میں نکلی تھیں، مکہ میں آئی، اس سال بڑا قحط پڑا تھا میرے پاس ایک خرِ مادہ ((گدھی)) تھی کہ لاغری سے چل نہیں سکتی تھی اور ایک اونٹنی تھی جو ابھی دودھ نہیں دیتی تھی اور میرا بیٹا اور میرا خاوند میرے ساتھ تھا، تنگدستی کا یہ حال تھا کہ

مارے فاقوں کے نہ رات کو نیند آتی اور نہ دن کو چین پڑتا۔ جب قوم کی سب عورتیں مکہ میں پہنچیں تو سب نے اپنے خاطر خواہ اچھے اچھے مالداروں کے لڑکے دودھ پلانے کو لئے، یہاں تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی لڑکا باقی نہیں رہا، سو وہ بھی اس جہت سے کہ ان کی یتیمی کے سبب سے کسی نے انہیں نہیں لیا، میں نے اپنے خاوند سے مشورہ کیا کہ مجھے بڑی شرم آتی ہے کہ مکہ سے خالی پھر جاؤں اور کوئی لڑکا اپنے ساتھ نہ لوں، اب بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس یتیم ہی کو لے لوں، یہ صلاح کر کے میں آمنہ کے پاس گئی اور اُنکے لڑکے کو میں نے دیکھا کہ ایک سفید کپڑے میں لپٹا ہوا سوتا ہے اور آواز سونے کی گلے سے آرہی ہے اور اس کے بدن کی خوشبو سے مکان مہک رہا ہے۔ میرا دل اس پر فریفتہ ہوگیا آہستہ جا کر میں نے انکے سینہ پر ہاتھ رکھا، اُنہوں نے آنکھ کھول دی اور مسکرائے، میں نے پیار سے دونوں آنکھیں چومیں اور گود میں لے لیا اور دودھ پلانے لگی، انہوں نے ایک جانب کا دودھ پیا اور دوسری جانب کا نہ پیا اور یہی حال رہا جب تک کہ وہ میری رضاعت میں رہے ایک طرف وہ پیتے تھے دوسری طرف میرا بیٹا، یعنی کہ عدالت ان کی خلقت میں داخل تھی کہ برادرِ رضاعی کا حق چھوڑ دیتے تھے مگر میں ان کو گود میں اُٹھا کر جہاں اتری تھی وہاں لائی، اپنے خاوند کو دِکھلایا وہ بھی دیکھتے ہی بصد جان شیفتہ ہوگیا اور اسی دن میری اونٹنی ہری تازی معلوم ہونے لگی اور اس نے پہلے دن اتنا دودھ دیا کہ سب نے پیٹ بھر کر پیا اور نیند بھر سوئے، صبح کو اس کے خاوند نے کہا کہ یہ لڑکا بہت مبارک اور بابرکت معلوم ہوتا ہے، اس کو ضرور لینا چاہئے پس چند روز کے بعد حلیمہ آنحضرت کو لے کر حضرت آمنہ سے رخصت ہوئیں اور وہ مرکب لاغر جس پر آنحضرت کو گود میں لے کر سوار ہوئیں تھیں، بہت چُست و چالاک ہوگیا اور سب رواحل سے آگے جاتا تھا، لوگ تعجب کرتے تھے کہ ایسی طاقت اس میں کہاں سے آگئی۔

حلیمہ کہتی ہیں کہ جس منزل پر میں اُترتی تھی وہاں کی سوکھی گھاس ہری ہو جاتی تھی اور خشک درخت سرسبز ہو جاتے تھے، جب گھر میں پہنچی تو ایک عجیب رونق میرے گھر میں ہوگئی،

ہر چیز میں برکت ہی برکت نظر آتی۔ بکریاں میری جو بہت دبلی اور بے شیر تھیں سب تازہ اور فربہ اور شیر دار ہو گئیں، لوگ اپنے گلہ بانوں سے کہتے کہ جہاں حلیمہ کے جانور چرتے ہیں وہیں ہمارے جانور بھی لے جایا کرو، یہ نہ جانا انہوں نے کہ چراگاہ دوسرا نہیں ہے، بلکہ صاحب "تبارك الذی بیده الملك" کے قدوم کا اثر ہے اور حلیمہ کہتی ہیں کہ جتنا کوئی مثلاً مہینوں میں بڑھتا ہے اُتنا آنحضرت گویا دنوں میں بڑھتے تھے اور جب بولنے لگے تو پہلے اللّٰہ اکبر اور الحمد لِلّٰہ کہا اور جو چیز اُٹھاتے یا رکھتے تو بسم اللّٰہ کہتے۔

یارب صل وسلم دائما ابدا علٰی نبیك خیر الخلق کلهم

((حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلی دفعہ شقِ صدر ہونا))

اور جب آنحضرت حلیمہ کے یہاں تھے اور چار برس کے ہوئے ایک دن آنحضرت اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ بکریوں کے چرانے کو باہر گئے، جب لڑکا حلیمہ کا کھانا لینے گھر میں آیا تو آنحضرت کو اکیلا بکریوں کے پاس چھوڑ آیا تھا، ناگاہ دو شخص نمودار ہوئے آنحضرت کو انہوں نے پکڑ کر چت لٹا دیا اور شکمِ مبارک کو چاک کیا۔ اس اثنا میں وہ لڑکا کھانا لے کر آ پہنچا، یہاں جو حال دیکھا تو مضطرب ہو کر پلٹ گیا اور اپنی ماں حلیمہ سے جا کر کہا کہ وہ بھائی رضاعی ہمارا قریشی تلف ہو گیا چل کر دیکھو، حلیمہ اپنے خاوند کو لے کر بکمال اضطرار وہاں پہنچیں، دیکھتی ہیں کہ آنحضرت صحیح سالم کھڑے ہیں اور آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں، حلیمہ نے گود میں لے لیا اور پیار کیا اور حال پوچھا آنحضرت نے فرمایا: کہ دو شخص آئے، ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ یہ وہی لڑکا ہے، دوسرے نے کہا! ہاں وہی ہے، میں نے ان سے علیحدہ ہونا چاہا، انہوں نے جھپٹ کر مجھے پکڑ کر گرا دیا اور میرا پیٹ چاک کر ڈالا مگر مجھے کچھ درد نہیں معلوم ہوا، پھر ایک نے دوسرے سے پانی مانگ کر لیا اور اندر سے پیٹ میرا دھویا اور کچھ سیاہ سا نکال کر پھینک دیا اور کہا یہ حصہ شیطان کا تھا، پھر ایک نے دوسرے سے کچھ چیز لے کر میرے دل پر چیر کی اور اس چاک کو سی دیا۔ یہ ایک نمایش تھی شرح صدر معنوی کی کیونکہ اکثر عادتِ الٰہیہ جاری ہے کہ عالمِ غیب کی بات بطور سایہ کے عالمِ شہادت

میں صورت پکڑتی ہے اور اسی جہت سے آنحضرت کو وہ مرتبہ حاصل ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جس کی تمنا کرتے تھے کہ ''رب اشرح لی صدری'' اور یہاں خداوند تعالیٰ فرماتا ہے ''اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ'' اور اسی جگہ سے وہ بات آنحضرت کو حاصل ہوئی جو اربابِ کشف وکرامت آنحضرت کے حق میں فرماتے ہیں۔

موسیٰ زہوش رفت بیک پرتو صفات
تو عینِ ذات می نگری در تبسمی

اور اسی جگہ سے یہ بات ہے کہ جتنے کمالاتِ حقیقیہ نوعِ انسانی کے ہیں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ بابرکات سے باوجود اُمیّت ((اُمّی ہونے کے)) کے مانند دریائے ناپیدا کنار کے سارے عالم میں پھیل پڑے کہ ایسے اور اس طرح کبھی نہ پھیلے تھے ''ذلك فضل اللہ یوتیہ من یشا''۔

((حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سن کر ہبل بت اُلٹے منہ گر گیا))

القصہ! حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب شقِ صدر کا واقعہ وقوع میں آیا، میرے شوہر اور مجھ سے لوگوں نے کہا کہ اس لڑکے کو اس کی ماں اور دادا کے پاس پہنچادو، ایسا نہ ہو کہ اسے کچھ صدمہ پہنچے سو میں انہیں لے کر مکہ کو چلی جب قریب پہنچی تو ایک جگہ میں انہیں بٹھا کر طہارت کے لئے کنارے آڑ میں ہوگئی، جب فارغ ہو کر آئی تو میں نے ان کو اس مقام پر نہ پایا ہر طرف ڈھونڈھا کچھ پتا نہ ملا، تب تو میں داڑھیں مار کر رونے لگی۔ اتنے میں ایک بوڑھا آدمی آیا اور مجھ سے اس نے یہ ماجرا سُن کر کہا کہ میں تجھے ایک بڑے شخص کے پاس لے چلوں، وہ تجھے بتا دے گا، سو بڈھا مجھے ہبل بت کے سامنے لے گیا اور اس کی معذرت کر کے میرا حال اضطرار کا بیان کیا، اتنے میں اس بڈھے نے جونہی نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لیا وہ بت کہ سب سے بڑا وہی تھا، اَوندھے ((اُلٹے)) منہ گر پڑا اور ایک آواز

آئی کہ یہ نام مت لے۔ اس کا خدا اس کا حافظ ہے پھر جب وہاں بھی اس کا کچھ پتا نہ لگا، تو میں عبدالمطلب کے پاس گریاں اور نالاں آئی، وہ مضطربانہ کوہِ صفا پر چڑھ گئے اور یا آلِ غالب کہہ کر سب کو پکارا، سب قریش جمع ہوئے اور ڈھونڈھنے لگے جب کچھ پتا نہ چلا، تب عبدالمطلب وغیرہ نے مسجد حرم میں طواف کر کے مناجات کی۔ آواز غیبی سے معلوم ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مقامِ تہامہ میں بیٹھے ہیں، سب مل کر وہاں پر گئے اور انکو لے آئے اور بڑی خوشی کی اور عبدالمطلب نے حلیمہ کو خوش کر کے رخصت کیا۔ ((مدارج النبوت (اردو ترجمہ) جلد۲ صفحہ ۴۰ مطبوعہ شبیر برادرز، ۴۰ اردو بازار، زبیدہ سنٹر، لاہور۔ مترجم مولانا غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ))

((حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی وفات))

پس اُمِ ایمن جارِیہ ((کنیز)) جو آنحضرت کو باپ کے ترکے سے پہنچیں تھیں آپ کی کھلائی کے طور پر مقرر ہوئیں، جب آنحضرت چھ سات برس کے ہوئے حضرت آمنہ انہیں مدینہ لے گئیں اور مُعاوَدَت ((واپسی)) کے وقت راستہ میں حضرت آمنہ نے انتقال کیا اور ساتھ والے جب آپ کو مکہ میں لائے، عبدالمطلب متکفل پرورش کے ہوئے اور جب انہوں نے انتقال کیا تو ابوطالب والدِ علی مرتضیٰ متکفل آپ کی خبر گیری کے ہوئے۔

یارب صل وسلم دائما ابدا علیٰ نبیك خیر الخلق كلهم

((حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی کا نزول))

سمجھنا چاہئے کہ چالیس برس کی عمر تک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بوحیِ خفی اپنی شریعتِ خاصہ پر پوشیدہ عبادت کرتے رہے اور چالیسوں برس ایسی پوشیدگی میں بوحیِ خفی عبادت کرنا اختیار فرمایا کہ کسی شخص کو تا حال بجز اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کسی دوسرے کی شرع کے بے اتباع عبادت کرتے تھے۔ اور اس عبادت کی کیفیت اور طرز سے واقفیت نہ ہوئی، تاکہ اولیا اللہ جو اخفائے

مجاہدات اور ریاضات پر معمور ہیں تعمیلِ امر کے ساتھ امتثالِ سنت سے بھی سرفراز ہوں اور محروم نہ رہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کی نبوتِ ثابتہ کو بذریعہ وحی ظاہر جبرئیل علیہ السلام نزولِ قرآن شریف کی وساطت سے اظہار فرمایا اس طور پر کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم چالیس برس کے سِنّ ((عمر)) میں اکثر غارِ حرا میں تشریف لے جاتے اور عُزلت ((تنہائی)) اختیار فرماتے اور اپنے طور پر عبادت بوجۂ خفی کیا کرتے اور بحرِ توحید میں ایسے مستغرق رہتے کہ باوجود کمالِ علم اور وسعتِ حوصلہ کے اگر جبرائیل علیہ السلام پیش آجاتے تو عالمِ امکان کی طرف بغیر التفات فرمائے آپ اُن کو نہ پہچانتے۔ چنانچہ روایت میں ہے ایک مرتبہ آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم غارحرا میں عبادت کے واسطے تشریف رکھتے تھے۔ ریاضتِ باطنی فرما کر کسی مصلحت سے طہارت کے واسطے غار سے باہر تشریف لائے، کہ ناگاہ ایک آواز السلام علیکم کی اوپر کی جانب سے آئی، باوصف کمال مرتبۂ استغراق حصول تمایز کاملہ سے اس قدر پہچان لیا کہ یہ آواز جنسِ مخلوقات سے ہے اور بشر کی نہیں ہے، لیکن عالمِ علوی وحدت کی جانب متوجہ ہونے کے سبب سے اس قدر خیال نہ فرمایا کہ جِنّ کی آواز ہے یا مَلِکْ کی جیسا کہ بعض مفسرین نے اپنی تفسیروں میں روایت کیا ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جِنّ سمجھ کر متوحش ہوئے، یہ

تَوَحُّش جِنّ کے ڈر اور ہیبت سے نہ تھا کیونکہ آپ کی امت کے اولیاء کمال توکل میں کسی بلا کی حقیقت نہیں سمجھتے ہیں، اور نہ ڈرتے ہیں چہ جائے کہ مرتبۂ آنخضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم غیر سے ڈرنے کو یہاں دخل ہے، بنظر اس کے کہ قوم جِنّ آتشی ہونے کے سبب سے اکثر امورِ حَسَنہ میں فساد ڈالتے ہیں آنخضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس مقام سے غارِ حراء کی طرف متوجہ ہوئے، تاکہ اس سے علیحدہ ہوجائیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جلدی سے مشکّل ہوکر سامنے راہ میں نزول کیا اور آنخضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ملاقات کی۔

چونکہ اول ہی سے آنخضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم استغراق بحرِ توحید میں

مقام علوی ذات وصفات کی طرف متوجہ تھے اور آواز دینے والے کی حیثیت کے خیال سے احتیاطاً غارِ حرا کی طرف تشریف لے چلے تھے، عالم امکان سے زیادہ بے توجہی اس وقت طاری تھی، حضرت جبرئیل علیہ السلام کو نہ پہچانا، غارِ حرا میں تشریف لے جا کر مصروف بہ عبادت ہوئے، پھر دفعِ توحُّش کے واسطے گھر تشریف لائے اور اہل وعیال میں دل بہلا کر پھر غارِ حرا میں تشریف لے گئے اور یونہی عادت شریف تھی کہ دو چار روز گھر میں رہ کر پھر اکثر غارِ حرا میں بسر اوقات فرماتے۔ دو ایک مرتبہ اور بھی حضرت جبرئیل علیہ السلام کی ملاقات کا اسی طرح اتفاق ہوا اور شناسائی کی عادت بھی باہم ہوئی پھر بعد اس کے ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں حاضر ہوئے اور سورۂ اقرء لا کر حضرت صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہا، اقرء یعنی پڑھیے چونکہ آنحضرت صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے راز ونیازِ محبت سے عبادت میں مشغول رہتے تھے اور کبھی پڑھنے لکھنے کا شغل نہیں فرمایا تھا کہ نزولِ قرآن شریف کے وقت کفار اپنے انکار پر آپ کی عادتِ نوِشت خواند ((پڑھنے لکھنے کی عادت)) کو دلیل نہ پکڑیں کہ دوسری کتابوں سے سیکھ کر آپ نے قرآن بنا لیا ہے اور نوِشت خواند ((پڑھنے لکھنے)) کی طرف توجہ معاملاتِ علوی کے مانع رہا کرتی ہے اس وجہ سے آنحضرت صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "مَا اَنَا بقارئ" یعنی "میں پڑھنے والا نہیں ہوں" کہ میرا کام قربِ اعلیٰ کا ہے اور نوِشت خواند کا کام چاہتا ہے کہ حروف کی طرف توجہ اور التفات ہو جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ معاملہ دیکھا خیال کیا کہ کاروبارِ تعلیم و تعلُّمِ خلائق درہم برہم ہو جائے گا۔ ناچار جس طرح کارکنان دربارِ سلاطین کو جس وقت کہ وہ اپنے لذائذ میں مشغول ہو جاتے ہیں، انتظامِ مملکت کے واسطے معاملاتِ دفتر کی طرف متوجہ کر دیا کرتے ہیں، اپنے پروں میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ڈھانپ لیا کہ کیف حجابِ مَلَکیت کے سبب سے حضرت صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو امورِ ممکنات کی طرف التفات پیدا ہو

جائے، چونکہ غلبۂ نورانیت وتصرفِ خاص آنحضرت صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا وسیع تھا، ایک مرتبہ کا ڈھانپنا کچھ موثر نہ ہوا، آنحضرت صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے وہی جواب ارشاد کیا، دوبارہ پھر حضرت جبرئیل نے ڈھانپا، تاہم بدستور اول قوتِ نورانیت کی وجہ سے وہی کیفِ سابق قائم رہا، اور ویسا ہی "مَا اَنَا بقارئ" فرمایا، میں پڑھنے والا نہیں ہوں اور بسبب کمال استغراق توحید کے پڑھنا لکھنا نہیں چاہتا ہوں، یعنی پڑھنے کو اپنا مقصود اور کارِ ضروری نہیں سمجھتا ہوں، ناچار تیسری بار خُوب طرح سے جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو اپنے پروں میں ڈھانپا کہ تاثیرِ اتحاد سے حجابِ مَلکیت کا کیف آنحضرت صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو لاحق ہوا اور امور ہدایتِ خلق جاری ہوں، آنحضرت صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اس طرف متوجہ ہو کر قرأت میں مشغول ہوئے، ہر چند کہ آپ کا علم اور تمام کمالات تعینِ نور ہی کے وقت سے آپ کو بلا وساطتِ غیر محض تعلیمِ الٰہی سے حاصل تھے، جیسا وصف اُمّی اس پر دلالت کرتا ہے، لیکن بحرِ توحید میں کمال استغراق کے سبب سے اس عالم کی طرف سے ایسی بے التفاتی اس وقت حاصل تھی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا یہ معاملہ پیش آیا، گویا ظاہر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت کو پڑھایا اور حقیقت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کی تحریکِ خادمانہ کے سبب سے آنحضرت صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اپنے علمِ کُلّی کی طرف متوجہ ہو کر پڑھنے لگے اور حرف شناسی کی طرف توجہ ہوئی، چونکہ یہ توجہ اس کیف کی منافی تھی کہ کمال استغراق سے گویا اس عالم سے ناواقفی حاصل کی تھی، پھر اس سے توجہ کرنے کا اتفاق ہوا، پس قُربِ اعلیٰ سے قُربِ ادنیٰ کی طرف تنزل کرنے کے سبب سے ہَولِ دل ((دل میں اندیشہ)) پیدا ہوا اور جسم مبارک کے رونگھٹے کھڑے ہو گئے، آنحضرت صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے لحاف اوڑھ لیا۔

حضرت خدیجہ کبری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا نے یہ کیفیت دیکھ کر احوال پوچھا آنحضرت صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے بہ فحوائے "تکلموا الناس علی

قدره عقولهم"۔یعنی"باتیں کرو لوگوں سے بقدر ان کی سمجھ کے"، احوالِ ظاہر جو گذرا تھا بیان کیا اور عالمِ وحدت سے عالمِ امکان کی طرف تنزّل کے سبب سے کہ کیف کو ناگوار ہوتا ہے، فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ ایسا نہ ہو کہ اس کیفیت سے ہلاک ہو جاؤں، یعنی اس عالم کی طرف التفات کا حال اگر ایسا ہی ہر آن دائمی رہے گا تو میرے نزدیک اس تقربِ اعلیٰ کی فرصت نہ پانے کے سبب سے گویا ہلاکت ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا اپنا ساڈر سمجھ کر آنحضرت صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی تشفی اس طور پر کرنے لگیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اخلاقِ کریمہ عطا فرمائے ہیں۔ جیسے خلائق پر رحم کرنا محتاجوں کی حاجت برلانا، ایسا شخص رحمتِ الٰہی کا مستحق ہوتا ہے نہ غضب کا۔ آنحضرت صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو اس تشفی سے تسکین نہ ہوئی۔ آخر حضرت خدیجہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا تشفی دلانے کے واسطے آنحضرت صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو ورقہ ابن نوفل اپنے چچا زاد بھائی کے پاس کہ سابق کی آسمانی کتاب کے ماہر تھے، لے گئیں، ورقہ نے یہ حال سن کر آپ کو پہچان لیا اور آپ کی رسالت کی تصدیق سے سرفراز ہوا۔ عرض کیا کہ وہ ناموسِ اکبر تھا اور ناموسِ اکبر اس زمانہ کے اہل کتاب کی اصلاح میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کو کہتے تھے اور کہا کہ وہ پیغمبروں کے پاس وحی لے کر آیا کئے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھی آئے، آپ نہ گھبرائیے، آپ کی بہت بڑی شان ہے لیکن آپ کی قوم آپ کا مرتبہ نہ سمجھے گی اور آپ کو ایسا رنج پہنچائے گی کہ آپ اپنے وطن سے نکلیں گے چونکہ آپ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ہیں۔ خرابی قوم کا ذکر آپ کے سامنے ہوا، تو غلبۂ ترحم سے اُن کی جانب التفات پیدا ہوا اور اس تنزّل کو ان کی مصلحت سمجھ کر آپ نے پسند فرمایا، آپ کا وہ توحّش دفع ہوا، پھر حکمِ خداوندی آیا "یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ وَ لَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ وَ لِرَبِّكَ فَاصْبِرْ" ((پارہ:۲۹، سورۂ مدثر، آیت:۱)) یعنی "اے بالاپوش اوڑھنے والے اٹھ اور ڈرا لوگوں کو خدا سے اور اپنے پروردگار کی بڑائی سب کے سامنے بیان کر اور اپنے لباس کو پاک صاف رکھ اور رکھنے والی چیزوں سے علیحدہ رہ اور

سلوک کسی کے ساتھ اس ارادے سے نہ کر کہ مجھے اس سے کچھ فائدہ ہو اور اپنے پروردگار کے لیے ہر طرح کا تحمل اور بردباری اختیار کر"۔ بعد اسکے عنایتِ خداوندی سے کارخانۂ رسالتِ الٰہیہ کا گرم ہوا اور منجملہ مکلفین بعد حضرت خدیجہ کے اوّلاً حضرت صدیقِ اکبر مشرف باسلام ہوئے اور جس زمانہ میں کوئی آنحضرت کا رفیق نہ تھا، انہوں نے آنحضرت پر جانبازی اور آبروشاری کی اور علی مرتضےٰ نے تو آپ ہی کی گود میں پرورش پائی تھی انکا تو نشو ونما ہی جوانی کا اسلام میں ہوا۔

یا رب صل وسلم دائما ابدا علی نبیك خیر الخلق کلهم

((حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج شریف کا بیان))

اور گیارہویں سال نبوت کے آنحضرت کو پیش گاہ خداوندی سے مرتبہ معراج کا عنایت ہوا، ناگاہ حضرت کبریائے جلیل سے حضرت جبرئیل کو حکم پہنچا کہ پرِ طاوسی، بازوئے مرصع قدوسی، جامۂ نگارین فردوسی اپنے بدن پر آراستہ کر۔ اور کمر خدمت گاری کی مضبوط باندھ۔ تاج فرمانبرداری کا سر پر رکھ۔ مِروَحہ سعادت ہاتھ میں لے، میکائیل سے کہہ کہ باملائک ارزاق تیار ہو۔ اور اسرافیل سے کہہ صور ہاتھ سے رکھ دے۔ عزرائیل قبضِ ارواح سے باز رہے۔ آسمان کے نوبتی صدق وصفا کی نوبت بجائیں۔ فراشانِ انجمنِ قدس چاندنی نور کی طبقاتِ سماوات پر بچھائیں۔ صحنِ آسمانِ دنیا کو جاروب شعاعِ آفتاب سے جھاڑ کر سپیدۂ صبح اور گلاب روز سے دھویں عرش کو لباس زرنگار اطلس تجلیات بوقلموں کا پہنائیں۔ اور سرمہ شبِ قدر کا کواکب کے آنکھوں میں لگائیں۔ رضواں در و دیوارِ بہشت کو آئین بند کرے۔ چمن چمن روش روش پر فرشِ زریں تجلیات کا بچھائے۔ مالک دروازے دوزخ کے بند کرے۔ حورانِ خلد بریں صف بصف آراستہ ہو کر عود قماری محبت کا سلگائیں اور غلمانِ بہشت طبق طبق جواہر گراں درود شوق کے نثار کرنے کے واسطے لائیں۔ آفتاب نکلنے سے۔ افلاک گردش سے۔ ہوا جنبش سے۔ دریا چلنے سے باز رہے اور تو درِ دولت مصطفوی پر براق

لے کر حاضر ہوا اور عرض کرے

آرایش سرمدی است امشب
معراج محمدی است امشب
امشب شب قدر تست بشتاب
قدر شب قدر خویش دریاب

''صحیح بخاری'' اور ''مسلم'' وغیرہ کتبِ صحاح حدیث میں وارد ہے کہ ایک شب کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم خوابِ استراحت میں تھے، حضرت جبرئیل بایک دابہٗ معتدل القامت جسے براق کہتے ہیں حضرت کے حضور میں حاضر ہوئے اور سوتے سے جگایا اور مژدۂ جاں بخش عروج سنایا، اور اس دابہ پر آنحضرت کو سوار کیا۔ اولاً مسجدِ اقصیٰ یعنی بیت المقدس کو لے گئے۔ آپ نے وہاں نماز پڑھی اور ارواحِ مقدسۂ انبیا اور مُرسلین نے اقتدا کی۔

پھر وہاں سے حضرت کو آسمان کی طرف لے چلے جب آسمانِ اوّل پر پہنچے، دروازہ آسمان کا کھلوایا۔ دربانانِ فلکِ اوّل نے پوچھا، کون ہے؟ کہا جبرئیل۔ پوچھا تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، انہوں نے کہا، کیا وہ بلائے گئے ہیں۔ کہا ہاں! وہ بولے مرحبا خوش آمدید اور دروازہ کھل گیا، جب اندر گئے تو وہاں حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا، جبرئیل نے کہا، یہ تمہارے باپ آدم ہیں، ان کو سلام کرو، آنحضرت نے سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دے کر فرمایا ''مرحبا اے فرزندِ راست باز اور اچھے پیغمبر'' پھر جبرئیل آپ کو آسمانِ دوم پر لے گئے، دروازہ کھلوایا، بوّابین فلکِ دوم ((دوسرے آسمان کے چوکیدار)) بولے، کون ہے؟ کہا جبرئیل، بولے تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بولے کہ وہ بلائے گئے ہیں، جبرئیل نے کہا، ہاں! انہوں نے کہا، مرحبا! آئیے خوش آمدید اور دروازہ کھل گیا، جب اندر گئے تو حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کو دیکھا ان سے حضرت نے سلام علیک کی، انہوں نے جواب سلام کا

دیا اور کہا! ''مرحبا! اے برادرِ راست باز اور اے نبی نیک سرشت''! پھر تیسرے آسمان پر گئے، دروازہ کھلوایا، حراس فلکِ سوم ((تیسرے آسمان کے نگہبانوں)) نے کہا، کون ہے؟ جبرئیل بولے، میں جبرئیل! کہا تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم انہوں نے کہا، کہ وہ بلائے گئے ہیں، کہا ہاں! بولے، مرحبا آیئے خوش آمدید، دروازہ کھل گیا، اندر گئے، دیکھا حضرت یوسف علیہ السلام کو، حضرت نے سلام علیك کی، انہوں نے جواب سلام دیا اور کہا ''مرحبا اے برادرِ صالح اور اے پیغمبرِ صالح''! پھر چوتھے آسمان پر گئے اور دروازہ کھلوایا۔ نگہبانانِ فلکِ چہارم بولے، کون ہے؟ کہا جبرئیل، بولے ساتھ تیرے کون ہے؟ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بولے کیا وہ بلائے گئے ہیں، کہا ہاں! بولے مرحبا آیئے۔ خوش آمدید۔ دروازہ کھل گیا، اندر گئے۔ دیکھا حضرت ادریس علیہ السلام کو، ان سے حضرت نے سلام علیك کی، انہوں نے جوابِ سلام دیا اور کہا مرحبا اے برادرِ راست باز اور اے پیغمبرِ راست باز''، پھر پانچویں آسمان پر گئے، دروازہ کھلوایا۔ حارسان فلکِ پنجم نے کہا، کون ہے؟ کہا جبرئیل، کہا تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، کہا۔ کیا وہ بلائے گئے ہیں، کہا ہاں! بولے مرحبا! آیئے، خوش آمدید۔ دروازہ کھل گیا، اندر گئے، دیکھا حضرت ہارون علیہ السلام کو ان سے حضرت نے بسلام علیك کی، انہوں نے جواب سلام دیکر کہا، آیئے ''مرحبا اے برادرِ راست باز اور اے پیغمبرِ راست باز''، پھر چھٹے آسمان پر گئے، دروازہ کھلوایا، دربانان فلکِ ششم نے کہا، کون ہے؟ کہا جبرئیل، کہا ساتھ تیرے کون ہے؟ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم؟ کہا کیا وہ بلائے گئے ہیں، کہا ہاں! بولے! آیئے، مرحبا خوش آمدید، اندر گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، ان سے حضرت نے سلام علیك کی، انہوں نے جواب سلام دیا اور کہا ''مرحبا اے برادرِ صالح اور اے پیغمبرِ صالح''، پھر ساتویں آسمان پر گئے دروازہ کھلوایا بوابین فلکِ ہفتم ((ساتویں آسمان کے چوکیداروں)) بولے کون ہے؟ کہا جبرئیل، کہا ساتھ تیرے کون ہے؟ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، کہا کیا وہ بلائے گئے ہیں، کہا ہاں بولے آیئے، مرحبا

خوش آمدید، دروازہ کھل گیا، اندر گئے، دیکھا! حضرت ابراہیم علیہ السلام کوانہوں نے جوابِ سلام دے کر کہا، مرحبا اے فرزندِ صالح اوراے نبی صالح!ؔ

یا رب صل وسلم دائماً ابدا
علی نبیك خیر الخلق كلهم

((حضور صلی اللہ علیہ وسلم نورِ خدا ہیں اور آپکا سایہ مبارک بھی نہ تھا))

قدر رعنا کی ادا جامۂ زیبا کی پھبن
سرگیں آنکھ غضب ناز بھری وہ چتون
وہ عمامہ کی سجاوٹ وہ جبینِ روشن
اور وہ مکھڑے کی تجلی وہ بیاض گردن
وہ عبائے عربی اور وہ نیچا دامن
دلربایانہ وہ رفتار وہ بیساختہ پن
مردہ بھی دیکھے تو کر چاک گریبان کفن
اُٹھ چلے قبر سے بیتاب زباں پر یہ سخن
مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت تو عجب خوش لقبی

آمد آمد کی جو افلاک پہ پیہم تھی دھوم
عرش ہر مرتبہ بس شوق سے جاتا تھا جھوم
اور ہر ایک نقشِ قدم پر تھا فرشتوں کا ہجوم
کوئی رکھتا تھا جبیں اور کوئی لیتا تھا چوم
پاؤں رکھتا تھا جہان ناز سے وہ عین علوم
اس جگہ آنکھ بچھاتے تھے تمنا سے نجوم

کوئی کرتا تھا ادا عشرت و شادی کی رسوم
اور کسی نغمہ سے ہوتا تھا یہ مضمون مفہوم

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت تو عجب خوش لقبی

انگلیاں اٹھنے لگیں دُور سے وہ آپہنچا
گردنیں جھکنے لگیں سجدے کی خاطر ہر جا
سب لگے کہنے کہ ہے سایۂ ذاتِ یکتا
آدمی ہم نے تو اس حسن کا دیکھا نہ سُنا
آدمی ہوتا تو اس ماہ کا سایہ ہوتا
جس کے سایہ نہ ہو وہ نورِ خدا ہے بخدا
واہ کیا حُسن ہے کیا شان ہے اے صلِّ علیٰ
وجد کے حال میں پھر جھوم کے ہر ایک بولا

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت تو عجب خوش لقبی

غل ہوا سیر کو فردوس کے آتے ہیں حبیب
بولا رضواں کہ بھلا میرے کہاں تھے یہ نصیب
پیش کش کیا کروں اس شاہِ زمن کے میں غریب
صدقہ آپ ہی کا ہے جو خلد میں ہے چیز عجیب
کوئی دعوت کی نہیں بنتی ہے مجھ سے ترکیب
مگر امت کے مکانوں کی دکھاؤں ترتیب
ناگہاں آنے لگی کانوں میں آوازِ نقیب
عرض کرنے لگا یوں جا کے سواری کے قریب

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدیات تو عجب خوش لقبی

حوریں کہتی تھیں کہ ہم لینے کو جایا کرتے
آپ ہر روز اسی طرح سے آیا کرتے
پیشوائی کے لیے دھوم مچایا کرتے
اور ہم یہ قدم آنکھوں سے لگایا کرتے

رُخِ گلگوں سے عرق پونچھ کے لایا کرتے
اپنے کپڑوں کو پسینے میں بسایا کرتے
آپ کو تختِ زمرد پہ بٹھایا کرتے
سامنے ہم یہ کھڑے ہو کے سنایا کرتے

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت تو عجب خوش لقبی

الغرض! فلکِ ہفتم سے سدرۃ المنتہی پر پہنچے، اسے سدرہ اس واسطے کہتے ہیں کہ مشابہ درخت کنار بے خار کے ہے اور منتہی اسواسطے کہتے ہیں کہ ملائکۂ کارکن اس کے ورے کے وہیں تک پہنچتے ہیں اور اس کے پرے کے بھی وہیں تک آتے ہیں۔ آنحضرت فرماتے ہیں کہ اس میں پھل لگے تھے جیسے موضع ہجر کے مٹکے اور پتے اس کے جیسے ہاتھی کے کان اور اس کو ڈھانپ لیا تھا حکمِ خدا سے جس چیز نے کہ ڈھانپ لیا تھا کہ اس کی خوبی کی تعریف کوئی مخلوق نہیں کرسکتا ہے اور بعضے روایت میں آیا ہے کہ جس طرح کرمک شب تاب ہوتا ہے جسے جگنو کہتے ہیں، بے شمار سنہرے پتنگے اس پر تھے، پس حضرت جبرئیل رک گئے اور کہنے لگے ”لو دنوت انملۃ لا حترقت“ یعنی ”اگر ایک انگل بھی آگے بڑھوں، تو جل جاؤں“

چنـــاں گــرم در تیـــہ قــربــت بـرانـد
کـــہ درسـدرہ جبرئیل ازوبـاز مـانـد
بـدو گـفـت سـالارِ بیـتِ الـحـرام
کــہ اے حـامـلِ وحـی بـرتـر خـرام
بـگـفتـا فـراتـر مـجـالـم نـمـانـد
بـمـانـدم کـــہ نیـروے بـالـم نـمـانـد
اگـــر یـکســر مـوے بـرتــر پـرم
فـروغِ تــجـلـی بسـوزد پـر م

اورآنخضرت آگے بڑھے، جلباب تجلیات کو طے کرتے اس جگہ پہنچے، فرماتے ہیں ڈبودیا گیا کسی چیز میں اور مشرف بہ خلعتِ سرفرازی فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی ((پارہ:۲۷،سورۃ النجم،آیت:۱۰)) ((ترجمہ:"اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جووحی فرمائی")) ہوئے۔

زسپھر کردچنـاں گذر کـہ زشیشـہ میگذرد نـظر
نـہ بپـا زرفتـن رہ اثـر نـہ بـروح غم نـہ بجاں ضرر
نـہ زجا ں سرے نـہ زدل خبر نـہ ملك رسیدہ ونے بشر
تـو عـروجِ پـایـۂ اونگـر کـہ کجـا رسید بیك نـظر
بلغ العلٰی بکمالـہ کشف الدجیٰ بجمالـہ
حسـنـت جـمیـع خـصـالـہ صلـوا علیـہ وآلـہٖ
چـور سیدخـواجـہ دراں مـکـاں ھـمـہ رازگشت بروعیاں
چـہ عیاں کـہ گشـت بـروعیاں چـہ نھاں کہ بود ھمہ نھاں
پـسِ پـردہ خـالـقِ انـس و جاں بسرور وصل شـہ شھاں
زبـرائے زمـزمـۂ بیـاں بملك اشارہ کند کـہ مدھاں

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہٖ
زبہارِ حسنِ رخِ نکو چمنے شدہ ہمہ کو بکو
نہ اشارتے و نہ گفتگو نہ سراغِ راہ و نہ جستجو
چو میسر آمدہ آرز و بخضر بگفت خدائے او
کہ بسلسبیل بکن وضو برساں نوید بچار سو
بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہٖ
چو نویدِ مَقْدَمِ شاہِ دیں برسیدہ برفلکِ بریں
پئے سجدۂ قدم بریں مہ و مہر شد ہمہ تن جبیں
ملک و بشر فلک و زمیں ہمہ شاداں و طربِ گزیں
لبِ جبرئیل بذکرِ ایں کہ جنات سید مرسلیں
بلغ العلےٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہٖ
شبِ وِصل برقع دلکشا چو کشادازرخِ جانفزا
زخودی گذشتہ وخویش رابخودش ندید بجز خدا
نظر و نظارۂ دلربا دل و ہمکناری مدعا
چو نصیب گشت دریں لقاز فلک بلند شد ایں صدا
بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہٖ
چوفتاد غلغلہ بر سما کہ قریب آمدہ مصطفیٰ
خضر و مسیح برہنہ پا بدوید بہ پیش کہ مرحبا

چہ ملک چہ حور چہ انبیا ہمہ تن زباں زپئے دعا
لبِ ہر فرشتہ جدا جدا ہمیں ترانہ شد آشنا
بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہٖ
دل و جانِ من بفدائے تو سرودیدہِ وقف ہوائے تو
چہ کسی کہ بھر بقائے تو شدہ اشتیاق خدائے تو
زسپہر تا بسرائے تو ہمہ نور شد بضیائے تو
چوبہ لا مکاں شدہ جائے تو دلِ عرش گفت ثنائے تو
بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہٖ
بشگفت غنچہ چمن چوشنید نکہت پیرہن
شدہ زرد شمع در انجمن چوبدید روئے شہ زمن
بزباں نمیر سلاز دھن مگر ایں سخن مگر ایں سخن
کہ ز پردۂ فلك کھن رسدایں ترانہ بگوش من
بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجی بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہٖ

((بعد وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کا امتِ محمدیہ کی مدد فرمانا))

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہاں پچاس وقت کی نماز کی فرضیت کا حکم ہوا، سو پھرتے وقت موسیٰ کے پوچھنے پر میں نے اُن سے کہا کہ پچاس نمازیں فرض ہوئیں ہیں، حضرت موسیٰ نے کہا کہ رجوع کرو اپنے رب کی طرف اور تخفیف طلب کرو، تمہاری اُمت اتنی نمازوں کی طاقت نہ رکھے گی، میں بنی اسرائیل کو بہت آزما چکا

ہوں یعنی وہ باوجود یہ کہ اقویا تھے، تو بھی بجا آوریٔ احکام میں عذر کیا کرتے تھے۔ آنحضرت فرماتے ہیں کہ میں نے پھر رجوع اپنے رب کی طرف کی، پانچ نمازوں کی تخفیف ہوئی اور میں نے موسیٰ سے تخفیف کا حال بیان کیا، انھوں نے پھر وہی کہا کہ اور تخفیف کی درخواست کرو۔ الغرض! اسی طرح مراجعت اور مسئلت تخفیف کی مکرر ہوتی رہی، یہاں تک کہ پانچ نمازیں رہ گئیں، اس پر بھی موسی نے تخفیف کی درخواست کے لئے کہا۔ میں نے کہا، اب تخفیف کی درخواست کرتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے، پھر آواز آئی کہ ان پانچ نمازوں میں انہیں پچاس نمازوں کا ثواب ملے گا الغرض! آپ نے معاودت فرمائی اور ہنوز صبح نہ ہونے پائی تھی کہ اپنے گھر پہنچے۔

یا رب صل وسلم دائما ابدا — علی نبیك خیر الخلق کلهم

((تصدیق واقعہ معراج کے متعلق حضرت صدیق اکبر کا ایمان افروز واقعہ))

حضرت اُمِ ہانی بنتِ ابی طالب فرماتی ہیں کہ ''ایک دن صبح جو ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ و آلہ وسلم مجھ سے فرمانے لگے کہ رات کو جبرئیل مجھے بیت المقدس لے گئے اور صبح ہونے سے پہلے پھر یہاں لے آئے اُمِ ہانی کہتی ہیں، میں نے عرض کیا ''فداك ابی وامی'' یہ بات آپ منکروں سے نہ کہیے گا آنحضرت نے فرمایا: واللہ! میں تو اسے نہ چھپاؤں گا۔ اور حضرت عباس ابن عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ اُس صبح کو اتفاقیہ ابوجہل آنحضرت کے حضور میں آکر بیٹھا اور ٹھٹھے سے کہنے لگا، کہو کوئی نئی بات بھی ہوئی، آنحضرت نے فرمایا: ہوئی تو ہے، اس نے پوچھا کیا؟ آنحضرت نے فرمایا: رات کو میں بیت المقدس میں گیا، اس نے کہا رات ہی کو گئے اور صبح پھر مکہ میں آگئے، آپ نے فرمایا: ہاں! اور کہا ایسا ہی ہوا۔ اس نے کہا یہ ماجرا اور بھی کسی سے کہے گا، آپ نے فرمایا: سب کے روبرو کہوں گا۔ ابوجہل نے لوگوں کو بلایا اور آنحضرت سے کہا کہ ان کے سامنے بھی بیان کیجئے۔ آپ نے

پھر وہی سخن اعادہ فرمایا کہ رات میں بیت المقدس گیا اور صبح نہ ہونے پائی تھی کہ پھر ((یعنی واپس)) آ گیا۔ ابو جہل لوگوں کو لئے ہوئے حضرت صدیقِ اکبر کے پاس آیا ان سے کہا، کہ تمہارے یار نے آج ایک نئی بات نکالی ہے، کہتے ہیں کہ رات میں بیت المقدس میں گیا اور وہاں سے پھر مکہ میں آیا اور ہنوز صبح نہ ہوئی تھی۔ صدیق اکبر نے کہا، سچ کہو کیا وہ ایسا ہی کہتے ہیں۔ یعنی تُو تو اپنی طرف سے جھوٹ نہیں بناتا ہے؟ اُس نے کہا کہ میں سچ کہتا ہوں، اپنے جی سے بنا کر نہیں کہتا ہوں۔ حضرت صدیق اکبر نے فرمایا: اگر انہوں نے فرمایا ہے تو سچ کہا ہے، اس منہ سے کبھی جھوٹ نہیں نکل سکتا، جب صدیق اکبر حضرت کے پاس آئے اور آپ سے سب ماجرا بیان کیا۔ تو آنحضرت نے متبسم ہو کر فرمایا کہ تم نے کیونکر جلدی باور کر لیا، حضرت ابو بکر صدیق نے عرض کیا کہ ہر گاہ ہم نے اس بات کو باور کیا کہ جبرئیل آسمان پر سے دم بھر میں آپ پاس آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں، تو انکا لے جانا آپ کو ہمیں دشوار کیوں معلوم ہوتا اور جماعتِ قریش میں کچھ لوگ ایسے تھے۔ جنہوں نے بیت المقدس کو دیکھا تھا، آنحضرت سے اس کا پتا ذَری ذَری ((یعنی ذرا ذرا)) بات کا پوچھنے لگے۔ آنحضرت صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں ان کے اس طرح کے پوچھنے سے بہت گھبرایا۔ یعنی میں نے بنظرِ سرسری دیکھا تھا، مجھے بخوبی سب کچھ معلوم نہ تھا مگر خداوند تعالیٰ نے اسی وقت وہ مسجد میرے سامنے نمودار کر دی پس جو بات اس کی وہ پوچھتے گئے، آنحضرت باطمینان تمام فرماتے گئے، جب قریش نے مسجد کے پتے ٹھیک ٹھیک سنے، تو آپس میں حیرت زدہ ہو کر پوچھنے لگے کہ ہمارے فلانے فلانے قافلے ملکِ شام کو گئے ہیں، ان کی تو کوئی خبر کہو، آپ نے کہا کہ فلانے قافلے کا ایک اونٹ فلانی منزل میں کھو گیا تھا وہ اس کی تلاش میں پھرتے تھے اور فلانے قافلے کے فلانی منزل میں ایک کا پانی بھرا رکھا تھا، میں نے اسے پی لیا تھا، وہ لوگ آئیں تو ان سے دونوں باتیں پوچھ لینا اور فرمایا: کہ ایک نشان اور بتاتا ہوں کہ راہ میں جب فلانے قافلے پر گذر ہوا تو دو مرد ایک اونٹ پر سوار ملے، جونہی میرا مرکب اس کے پاس ہو کے نکلا، وہ اونٹ بہک کر بھاگا اور دو

سواروں سے ایک گر پڑا، ہاتھ اس کا ٹوٹ گیا، ان لوگوں نے آنحضرت سے پوچھا کہ جو قافلہ آتا ہے وہ کہاں ملا تھا، اور اس کا کیا حال ہے؟ اور کتنی دور ہے؟ کس وقت مکہ میں پہنچے گا؟ آپ نے فرمایا: کہ اس کو میں نے مقام تنعیم میں دیکھا تھا اور دو اونٹوں پر عرارے لدے ہیں اور وہی دونوں قافلے کے آگے آگے چلتے ہیں، پرسوں صبح آفتاب نکلتے ہی وہ قافلہ مکہ میں داخل ہوگا۔ ان شریروں نے یہ بندوبست باندھا کہ کسی طرح آپ کو سرِ دست الزام دینا چاہیے، سو مشورہ کر کے تیسرے دن کچھ رات رہی میں باہر جا کر ایک تو مطلع آفتاب پر نگاہ جما کر بیٹھا تھا اور ایک نے اس ناکے کی طرف جدھر سے قافلہ آنے والا تھا آنکھ جمائی، یعنی اگر قُدُومِ قافلہ ((قافلہ کے واپس پہنچنے)) اور طلوعِ آفتاب میں کچھ بھی پس و پیش ((آگے پیچھے)) ہو تو ہمیں الزام دینے کی جگہ ہو جائے، خدا کی قدرت آنحضرت کا اعجاز، ایک طرف والے نے پکار کہا ''طلعت الشمس'' ''آفتاب نکلا'' ساتھی اس کے دوسرے طرف والے کی آواز بلند ہوئی ''دخلت القافلہ'' ''آپہنچا قافلہ'' اور بعد اس کے جب اور قافلہ والے آئے تو سب نے نشانیاں موافق فرمانے آنحضرت کے پوچھیں اور ویسی ہی پائیں۔

یا رب صل وسلم دائما ابدا علی نبیك خیر الخلق کلهم

((حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام فضائل بیان کرنا ممکن نہیں))

مناقبِ مصطفویہ کے بیان کے واسطے دفتر چاہیے اور علمِ وافر اور پھر بھی جو حقیقت ان کے مناقب کی ہے، اسکا بیان کسی سے نہیں ہوسکتا۔

نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را
زانکہ از عالم و آدم توئی عالی نسبی

ان کی رفعت اور منزلت کا کوکبہ اتنا بلند ہے کہ جبرئیل اور اسرافیل کی پگڑیاں اُدھر سر اُٹھا کر دیکھنے میں گرتی ہیں، حضرت روح اللہ ان کی منقبت کے بیان میں فرماتے تھے کہ

طاقت زیادہ بیان کی نہیں اور سننے والوں کو کہتے کہ تم متحمل نہ ہوسکو گے۔ حضرت سرورِ کائنات کا فضل واحسان خدا کے سب پیغمبروں پر بہت اچھی طرح نمایاں اور آشکارا ہے، جس کلمۃ اللہ کے بلند ہونے کی اگلے سب پیغمبروں کو تمنا تھی اور جس کو موسیٰ اور عیسیٰ توریت و انجیل میں اول احکام شریعتِ الٰہیہ اور بزرگ ترین احکام ملتِ ناموسیہ اور موجبِ تحیاتِ جاودانی اور اصل الاصول ضروریاتِ ایمانی قرار دیتے تھے یعنی ''لا الہ الا اللّٰہ'' کہ ''نہیں کوئی سوا خدا کے جو بے نیاز ہو ماسوا سے''، سو وہ کلمہ بطفیل رسالت حضرت سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے اس طرح بلند ہوکر عالم میں پھیلا کہ اس کمیت اور کیفیت سے کبھی کسی نبی کے ہاتھوں سے نہیں پھیلا تھا اور غلغلہ یکتا پرستی اور طنطنہ ممانعتِ غیر خدا پرستی کا مشرق سے مغرب تک عموماً پھیل کر بلند ہوا، اور آوازۂ توحیدِ خالص آویزۂ گوشِ روزگار ہوکر اس نہج پر صاف اور درست بلند ہورہا ہے، کہ کسی پیغمبر کی امت میں اس طرح کچھ دنوں بھی درست نہیں رہا، اور وحی الٰہی بایں طول وبسط جیسی کہ بدولت آنحضرت کے مشرق سے مغرب تک تلاوت کی جاتی ہے کسی معصوم سے وحی الٰہی اس طرح پر باقی ہی نہیں رہی چہ جائے کہ مشہور ہورہی ہو۔

یا رب صل وسلم دائما ابدا علی نبیك خیر الخلق كلهم

تمام ازیں کہ نشینانِ کشورستانِ نبوت ورسالت عموماً اور خصوصاً حضرت نوح اور حضرت ابراہیم اور حضرت لوط اور حضرت موسی اور حضرت ہارون اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان اور حضرت عیسیٰ علی نبیّنا وعلیهم الصلوٰة والسلام صرف آنحضرت ہی کے بدولت ان رذائل اور کفریات کی تہمتوں سے جو اہلِ کتاب نے اُن کی نسبت اپنی کتابوں میں لکھ رکھی تھیں بری ومعصوم سمجھے گئے اور صفات اور افعالِ صمدیہ حضرت حق جلّ و علی اور معارف و حقائقِ الٰہیہ جو کبھی آشکارا نہیں ہوئے تھے، سو ہر مکتب اور مدرسہ اور ہر مجلس ومسجد میں عیاں ہو کر مشہور ہوں۔

قفلها کہ انبیا بگذا شتند
آں بدینِ احمدی برداشتند

عقدہ ہائے ناکشودہ ماندہ بود
کزدمِ انا فتحنا برکشود

اور انہیں کے بدولت ایک عجیب عبادتِ بدنیہ خداوند تعالیٰ کی جامع جمیع مراتبِ تعظیم بہ تسبیح وتہلیل وتکبیر اور قیام اور رکوع وسجود اور تلاوتِ وحی الٰہی بنظافت اور صفائی تمام جسے نماز کہتے ہیں، صبح وشام اور دوپہر ڈھلتے اور تھوڑا دن رہتے۔ تھوڑی رات جاتے، پچھلی رات رہتے، تھوڑا دن چڑھتے سارے عالم میں مغرب سے مشرق تک رواج پاکراب تک پھیل رہی ہے۔ اس طرح کی عبادت کبھی کسی نبی کے عہد میں ظاہر ہی نہیں ہوئی تھی۔ چہ جائیکہ سارے جہان میں پھیلتی چلی گئی ہو۔

یا رب صل وسلم دائما ابدا   علی نبیك خير الخلق كلهم

((حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے سے چاند دوٹکڑے ہوگیا))

''بخاری'' اور ''مسلم'' اور ''ترمذی'' اور ''احمد ابن حنبل'' اور ''بیہقی'' اور ''ابو نعیم'' اور ''عبدالرزاق'' نے عبداللہ ابن مسعود اور حذیفہ ابن الیمان اور علی مرتضےٰ اور عبداللہ ابن عمر اور عبداللہ ابن عباس اور انس ابن مالک اور معمر سے باسانیدِ کثیرہ متصلہ استخراج کیا ہے کہ حضرت سرورِ کائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات کے اشارہ سے چاند دوٹکڑے ہوگیا جس کی خبر قرآن شریف میں اس طرح دی گئی ہے۔

''اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ وَ اِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَ يَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ'' ((پارہ:۲۷، سورۂ قمر، آیت:۱)) یعنی ''دورِ آخر الزماں آیا اور پاس آلگی قیامت اور پھٹ چکا چاند اور کافروں کا حال یہ ہے کہ اگر دیکھتے ہیں کوئی نشانی ٹال جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو قدیم جادو ہے''۔

((قرآن پاک کی مثل لانے سے مشرکینِ عرب عاجز آگئے))

اور سارے عرب کے بڑے بڑے زبان دانوں کو کلامِ الٰہی کے حق میں ''وَلَنْ تَفْعَلُوْا'' ((پارہ:۱، سورۂ بقرہ، آیت:۲۴)) ((یعنی ''ہرگز نہ لاسکو گے'')) کا علانیہ دعویٰ کر کے

عاجز کر دیا یعنی ہرگز ہرگز ایسا کلام نہ کہہ سکو گے، کافروں نے اپنی آبرو اور جان و مال حمیتِ جاہلیت سے بت پرستی کے پیچھے کھوئی اور مضمونِ خطاب ''وَلَنْ تَفْعَلُوْا'' ((پارہ:۱، سورۃ بقرہ، آیت:۲۴)) ((یعنی ''ہرگز نہ لاسکو گے'')) کو مُرتفع ((اُٹھا)) نہ کر سکے یعنی امرِ اختیاری ان کا خود ان سے نہ چل سکا، باوجودے کہ صاحبِ بلاغت اور فصاحت اور زباں داں لوگ تھے اور آں حضرت اُمّی تھے۔

((حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر معجزات کا اجمالی بیان))

چنانکہ یہ معاملہ متواتر الثبوت ہے اور بارہا آنخضرت نے بہت تھوڑے کھانے سے سینکڑوں آدمیوں کو آسودہ کر دیا اور وہ کھانا جوں کا توں بنا رہا اور بارہا تھوڑے سے پانی سے ہزاروں آدمیوں اور جانوروں کو سیراب کر دیا او وہ برتن پانی کا جیسا کہ لبریز تھا، لبریز رہا اور جو آسودگیاں اور سیرابیاں گرسنگانِ الوانِ نعمت معرفت اور تشنگانِ ساحلِ دردومحبت کو آنخضرت کی عنایت سے حاصل ہوئیں اور اب بھی ہوتی ہیں انکا تو بیان حیز امکان سے باہر ہے۔

یا رب صل وسلم دائما ابدا علی نبیك خیر الخلق کلهم

بارہا بعضے جانور اور بعض درخت اور بعضے جمادات لکڑی اور پتھر آنخضرت کے صدقِ نبوت کے گواہ ہوئے۔ آنخضرت کی صحبت میں کھانا کھاتے، کھانے سے تسبیحِ الٰہی کی آواز سنی جاتی، راہ چلتے پتھروں سے آواز ''سلام علیك'' کی بلند آنے لگتی، ہر بنِ مو سے اللہ اللہ کی آواز آپ کی جہت سے بہتیروں کے پیدا ہونے لگتی، آنخضرت کے ہاتھوں سے ہاتھ لگاتے بہتیرے بیمار اچھے ہو گئے، پاؤں ٹوٹا ہوا دفعتہً درست ہو گیا۔ آنکھ باہر نکل پڑی ہوئی چنگی بھلی ہو گئی، زہر سانپ کا آبِ دہن لگاتے ہی فوراً جاتا رہتا اور دیدۂ رمد رسیدہ اس سے ہمیشہ کے لیے اچھا ہو گیا اور بیمار دل والے لاکھوں کروڑوں صاحبِ قلبِ سلیم ہو گئے۔

آسمان خشک سالی کا آنخضرت کے کہنے سے فوراً گھر کر برسنے لگا۔ مینہ کی جھڑی لگی ہوئی دفعتۂ شہر پر سے کھل گئی اور ایک مٹھی خاک سے سینکڑوں دشمنانِ توحید کی آنکھوں میں گرد بھر

گئی، چھڑی لکڑی کی دشمنِ خدا پر آپ کے حکم سے آپ کے جاں نثار کے ہاتھ میں تلوار بن گئی اور زمین سنگ لاخ آپ کے دشمن کے حق میں آپ کے حکم سے دلدل ہوگئی۔ کافر کا بدن جو استخفافاً آپ کی چال کی نقل کرتا تھا بمجرد آپ کے کُــنْ فرمانے کے اَینٹھ ((اکڑ)) گیا۔ شیر ژِیاں ((خوفناک شیر)) آپ کے نام سے آپ کے غلام کے سامنے گربہ مسکین ہوگیا۔ گُرگِ خشمگیں ((غصے میں بھرا ہوا بھیڑیا)) آپ کے صدقِ نبوۃ کی بزبانِ فصیح گواہی دینے لگا۔

((مسجد نبوی کے ستون حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں بچوں کی طرح رونا))

اور ''بخاری شریف'' وغیرہ صحاح کتبِ حدیث میں بتواترِ معنوی وارد ہے کہ حضرت سرورِ کائنات علیہ الصلوات و التسلیمات ابتداً اپنی مسجد میں ایک چوبی ستون کا تکیہ دے کر خطبہ اور وعظ فرماتے، چند روز کے بعد ایک شخص نے منبر بنا لا دیا۔ آنحضرت نے تکیہ دینا ستون کا موقوف کر کے منبر کو سرفراز فرمایا۔ سو جس دن آپ نے اس ستون کا تکیہ موقوف کیا، اس سے آواز دردانگیز فراق کی بلند ہوئی۔ جیسا بچہ اپنی ماں کے فراق میں روتا ہے، آپ نے منبر سے اُتر کر اس کو چھاتی سے لگالیا۔ یہاں تک کہ جس طرح روتا لڑکا ماں کے دستِ شفقت سے ٹھہر ٹھہر کر چپ کا ہوتا ہے، وہ آواز دردناک ستون کی ٹھہر ٹھہر کر موقوف ہوئی ۔

ستوں کی دیکھ کر حالت صحابہ سربسر روئے
تمامی حاضرانِ مجلس خیرالبشر روئے
رُلائے جبکہ چوبِ خشک کو حضرت کی مہجوری
کہو پھر دردِ فرقت سے نہ کیوں جانِ بشر روئے
سنی جب اس ستونِ عاشق بیتاب کی زاری
رسول اللہ کے اصحاب کہیئے کس قدر روئے

بھرا آتا ہے آنکھوں میں وہ عالم اُن کے رونے کا
کہ کس کس طرح سے اصحاب باسوز و جگر روئے
ستوں نے یہ کیے نالے کہ عین حال سے اس دم
شجر روئے حجر روئے سبھی دیوار و در روئے
رسول اللہ کی الفت محبو! اصل عرفاں ہے
فراقِ مصطفٰے میں اہلِ عرفاں عمر بھر روئے
بشکلِ ابر اے کافؔی یہ مہجوروں کا عالم ہے
یہاں روئے وہاں روئے اِدھر روئے اُدھر روئے

زہے رتبۂ عالی ان لوگوں کا جو محبوبِ رب العالمین سے معانقہ کرتے تھے جس کے صرف جمالِ جہاں آرا کے بہ نگاہِ محبت دیکھنے سے تمام مراتب فنا و بقا کے طے ہو جاتے تھے۔

جس کو لگا لیا ہے گلے تُو نے مہ جبیں
آغوشِ حور بھی اسے بھاتی کبھی نہیں

یا رب صل وسلم دائما ابدا
على نبيك خير الخلق كلهم

شخص اقدس ظاہری مصطفوی خود ایک معجزۂ نمایاں تھا کہ باوجود معتدل القامت ہونے کے کیسے ہی لمبے آدمیوں میں مل کر بیٹھتے یا چلتے، سب سے سر بلند نظر آتے اور جیسا روبرو دیکھتے ویسا ہی پسِ پشت دیکھتے اور بول آپکا معطر ہوتا، بعضے عاشق پی گئے، اثرِ محبت سے وہ خوشبو مدت العمر ان کے منہ میں رہی، اور کبھی لختۂ ابر ((بادل کا ٹکڑا)) دھوپ میں آپ پر سایہ کر کے چلتا اور کبھی درخت کا سایہ فوراً اور طرف سے پھر کر جدھر آپ بیٹھتے ادھر ہو جاتا۔ اور حکیم ترمذی نے سنداً روایت کی ہے کہ دھوپ اور چاندنی میں جہاں آپ کی نہیں (۳) پڑا کی۔

---

(۳) ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس مقام پر کاتب سے کچھ الفاظ نقل ہونے سے رہ گئے ہیں واللہ و رسولہ اعلم۔ امام سیوطی کی کتاب ''الخصائص الکبریٰ'' میں یہ روایت ''حکیم ترمذی'' کے حوالے سے دو مقام پر منقول ہے سطور ذیل میں ان دونوں مقام کی عبارات ترجمہ وتخریج کے ساتھ درج کر دی ہیں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۔۔۔پچھلے صفحہ کا بقیہ حاشیہ (۳)) ملاحظہ فرمائیں تا کہ حضرت مؤلف کا مدعا موقف قارئین واضح ہو سکے۔

پہلی حدیث: اخرج الحكيم الترمذی عن ذكوان ((ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن يرى له ظل فی شمس ولا قمر)) قال ابن سبع من خصائصه ان ظله كان لا يقع على الأرض وأنه كان نورا فكان إذا مشى فى الشمس أو القمر لا ينظر له ظل قال بعضهم ويشهد له حديث قوله صلى الله عليه وسلم فى دعائه ((واجعلنى نورا))

(الخصائص الكبرىٰ ،ذكر المعجزات والخصائص، باب الآية فى انه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لم يكن يرىٰ له ظل، ج1،ص116، دار الكتب العلمية ،بيروت)

ترجمہ: ''حکیم ترمذی نے ذکوان سے تخریج کی کہ سرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا سایہ نہ دھوپ میں نظر آتا نہ چاندنی میں۔ ابن سبع کہتے ہیں کہ حضور کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا اور آپ نور تھے پس آپ دھوپ یا چاندنی میں خرام فرماتے تو آپ کا سایہ نظر نہ آتا۔ اور بعض علماء نے فرمایا کہ اس پر ایک یہ حدیث شاہد ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنی دعا میں یوں عرض کیا ''یا اللہ مجھے نور بنا دے۔''

دوسری حدیث: أخرج الحكيم الترمذی من طريق عبد الرحمن بن قيس الزعفرانی عن عبد الملك بن عبد الله بن الوليد عن ذكوان ((ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن يرى له ظل فی شمس ولا قمر ولا أثر قضاء حاجة))

(الخصائص الكبرىٰ،ذكر المعجزات والخصائص ، باب الآية فى فى حفظه صلى الله عليه وسلم من الاحتلام، ج1،ص122، دار الكتب العلمية ،بيروت)

ترجمہ: ''حکیم ترمذی نے عبد الرحمٰن بن قیس زعفرانی از عبد الملک بن عبداللہ بن ولید از زکوان کی سند (مرسل) سے تخریج کی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا سایہ نہ دھوپ میں نظر آتا نہ چاندنی میں نیز آپ کی قضائے حاجت کا اثر بھی دکھائی نہیں دیتا تھا''۔

اس مسئلہ پر سیر حاصل تحقیق ملاحظہ کرنی ہو تو امامِ اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی ۳ کتب (۱) قمر التمام فی نفی الظل عن سيد الانام عليه وعلىٰ اله الصلوٰة والسلام ۔ (۲) نفی الفیء عمن اسننا رىنوره كل شیء صلى اللّٰه عليه وسلم۔ (۳) ھدی الحیران فی نفی الفیئی عن سيد الاكوان عليه الصلوٰة والسلام الاتمان الاكملان اور غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمة الله تعالىٰ عليه کے مقالات کی جلد نمبر ۴ مطبوعہ ملتان ملاحظہ کریں۔ (میثم قادری)

اور باوجودے کہ کمال تمکین ووقار سے چلتے مگراور سب ساتھ چلنے والے بمشقت تمام ساتھ پہنچتے اور کہتے تھے کہ آپ کے قدموں کے نیچے زمین گویا طے ہوتی جاتی تھی اور آپکا پسینہ خوشبو کے سبب سے عطر کی جگہ مستعمل ہوتا اور جس گلی میں ہو نکلتے عنقریب آنیوالا اُس گلی کا آپ کی خوشبو پھیلنے سے جان لیتا کہ آنحضرت ادھر سے تشریف لے گئے ہیں، چنانکہ اہل دل لوگوں کواب بھی مدینہ کی گلیوں سے کچھ اس کی مہک معلوم ہوتی ہے

((حضرت اویس قرنی کا عشقِ رسول))

اورایک خوشبو آپ کی وہ تھی جس نے اویس قرنی کو یمن میں دیوانہ بنا رکھا تھا۔جس دیوانگی سے انہوں نے بروزِ شہادت دندان مبارک آنحضرت کے اپنے سب دانت توڑ ڈالے،(۴)

(۴) حضرت ملاعلی قاری رحمة الله عليه اپنے رسالہ ”المعدن العدنی فی فضائل اویس القرنی“ میں فرماتے ہیں: ازالة الوهم :ثم اعلم ان ما اشتهر على السنة العامة من ان اويسنا قلع جميع اسنانه لشدة احزانه حين سمع ان سن النبی(صلى الله عليه وسلم) اصيب يوم احد ولم يعرف خصوص ای سن كان بوجه معتمد”فلا اصل له عند العلماء“ مع انه مخالف للشريعة الغراء ولذا لم يفعله احد من الصحابة الكبراء على ان فعله هذاعبث لا يصدر الاعن السفهاء وكذا لا يثبت نسبة الخرقة النبوية اليه(المعدن العدنی فی فضائل اويس القرنی(عربی) صفحہ۳۱ مطبوعہ جمعیت اشاعتِ اہلِ سنت،نور مسجد،کاغذی بازار،کراچی،پاکستان۔طبع ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء) ترجمہ: ”اور پھر یہ جاننا چاہیے یہ کہ جو عام عوام میں مشہور ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی الله تعالیٰ عنه نے جب یہ سنا کہ غزوہ اُحد کے دن رسول صلی الله علیه وسلم کے مبارک دانتوں کوزخم آئے تو شدت حزن وغم کی وجہ سے اپنے سارے دانت نکال دیے کیونکہ ان کو یہ معلوم نہ ہوا کہ نبی اکرم صلی الله علیه وسلم کے کون سے دانت کو تکلیف پہنچی ہے تو علماء کے نزدیک کوئی اصل نہیں ہے اور پھر یہ ہے بھی شریعت کے مخالف، کیونکہ صحابہ کرام علیهم الرضوان میں سے تو کسی نے بھی یہ کام نہ کیا اور پھر یہ ہے بھی عبث اور سوائے بے وقوفوں کے کسی سے صادر نہیں ہوسکتا اور ایسے ہی نبی اکرم صلی الله علیه وسلم کی خرقہ کی جو نسبت آپ رضی الله تعالیٰ عنه کی طرف کی جاتی ہے یہ بھی ثابت نہیں“ (المعدن العدنی فی فضائل اويس القرنی (اردو ترجمہ) صفحہ۳۱ مطبوعہ جمعیت اشاعتِ اہلِ سنت،نور مسجد،کاغذی بازار،کراچی،پاکستان)(میثم قادری)

پوچھا لوگوں نے کہ یہ کیا حرکت ہے، کہنے لگے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حال کی موافقت کرتا ہوں، لوگوں نے کہا کہ کہاں تم کہاں وہ، منازل دُور دُست ((یعنی اتنی دور جہاں پہنچنا بہت مشکل ہو)) کی مسافت، یہ کیونکر معلوم ہوا کہ آج ان کا دانت ٹوٹ گیا، کہا جہاں وہ ہیں وہاں میں بھی ہوں۔ یہ اثر محبت کا دیکھیے کہ ان کی اولاد میں اب تک کسی کے دانت اور آدمیوں کے سے مسوڑھوں سے متجاوز نہیں ہوتے۔

مصاحبت چہ ضرور است آشنائی را

ہنوز باد یمن محوِ نکہت عرب است

آنحضرت ان کے حق میں فرمایا کرتے تھے کہ یمن کی طرف سے مجھے اللہ کی خوش بُو آتی ہے اور حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت عمر سے آپ نے فرمایا تھا کہ جب تم اس سے ملنا تو اپنے واسطے دعا کروانا، غرضیکہ ایک نَکْہَتِ احمدی وہ تھی جس پر صدیق اکبر اور علی مرتضیٰ جان دیتے تھے اور تمام مقربینِ ایزدی اولین و آخرین سب اس پر مَرتے تھے۔

تو بدیں جمال و خوبی برطور اگر خرامی

اَرِنیْ بگوید آنکس کہ گفت لَنْ تَرَانِیْ

اور آنحضرت کے موئے مبارک اور لباس شریف کو پانی میں دھوکر پینے سے بہتیرے بیمار اچھے ہوا کیے اور جس طرح صندوق تبرکاتِ موسوی کو ساتھ لینے سے جسے تابوتِ سکینہ کہتے تھے، بنی اسرائیل کافروں پر جہاد میں، غالب آتے تھے، ایک موئے مبارک کے پاس رکھنے سے خالد ابن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ کافروں پر غالب آیا کیے، چنانکہ اس موئے دلجو سے ایک بار یہ کرامت خدا نے دکھلائی کہ ساٹھ عرب ساٹھ ہزار آدمیوں پر غالب ہو گئے اور ان کافروں نے ہزیمت ((شکست)) اٹھائی اور آنحضرت کے لعابِ دہن سے کھاری کنواں میٹھا ہو گیا اور جو کبھی زمین کی طرف تھوکتے تو اجلۂ مہاجرین و انصار فرطِ محبت سے ہاتھوں ہاتھ لیتے اور زمین پر نہ آنے دیتے اور اس کے لینے پر اتنی مسابقت کرتے کہ بیگانہ آدمی جانتا کہ اس آبِ دہن پر تلوار چلا چاہتی ہے اور ایسی ہی محبت کی

بدولت ہر ایک ان میں سے مشرقستانِ خورشید معنی اور شیدستان تجلیاتِ الٰہی ہو گیا تھا، کہ اس کے آثار اب تک نمایاں ہیں۔

یا رب صل وسلم دائما ابدا علی نبیك خیر الخلق کلهم

((حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گذرنے والے انبیاء نے آپ کی آمد کی خبریں دیں))

اور حضرت موسی علیہ السلام نے توریت وانجیل میں آنحضرت کے واسطے دکھایا کہ میں اخوانِ بنی اسرائیل یعنی بنی اسمٰعیل سے ایک نبی مبعوث کروں گا مانند تیرے اے موسیٰ یعنی صاحبِ والدین اور صاحبِ زن وفرزند اور صاحب جہاد اور صاحبِ سیاسات اور تعزیرات اور صاحبِ وفات برفراش اور غیر راجع بدارالعمل بعد وفات اور اپنی امت میں ملقب بعبد اللہ ورسول اللہ اور جو اس نبی کی بات نہ مانے گا اس سے مواخذہ کیا جائے گا یعنی وہ مواخذہ جو ہر نبی کے منکروں سے نہیں ہوتا رہا ہے، یعنی صرف غیبی مواخذہ نہیں، بلکہ مواخذہ شرعی کیا جائے گا جس کو عیسیٰ مریم نے فرمایا: کہ "میں اپنے منکروں کو سزا دینے کو نہیں آیا ہوں، ان کا سزا دینے والا ایک ہی ہے جو آخر زمانہ میں ہوگا" اور حواریانِ عیسوی بعد چلے جانے حضرت عیسیٰ کے اس جہاں سے توریت کی خبر کی یوں شرح کرتے تھے کہ "عیسی مسیح ضرور ہے کہ آسمان پر روکا جائے، یہاں تک کہ پوری ہولے وہ بات جو نبیوں کی معرفت ہم تک پہنچی ہے کہ موسی نے ہمارے باپ داداؤں سے کہا ہے کہ اخوانِ بنی اسرائیل سے ایک نبی مبعوث ہوگا اور اسی واسطے عیسیٰ مسیح اولاً مبعوث ہوا" اور حضرت داؤد علیہ السلام نے اس طرح پر خبر دی کہ انکے حق میں خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ "تو حُسن میں سب بنی آدم سے افضل ہے، تیری ہونٹوں سے نعمت جاری ہے، تُو اپنے جاہ وجلال سے تلوار اپنی ران پر لٹکا، تُو اقبال مندی سے سوار ہو، تو حکومت کر، تیرا داہنا ہاتھ ہیبت ناک کام دکھائے گا، بادشاہوں کے دلوں میں تیرے تیر تیزی کریں گے، لوگ تیرے سامنے ہزیمتیں

اُٹھائیں گے، بادشاہوں کی بیٹیاں تیرے اہلیت میں داخل ہوں گی اور دولتمند لوگ تجھے ہدیہ بھیجیں گے" اور دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ "بہت قومیں اس سے سزا پائیں گی اور اس کے لوگ اللہ کے نام پر وجد وسماع کریں گے" چنانکہ حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حال میں نقل کیا ہے کہ "ایک بار اثنائے سفر میں کسی دامنِ کوہ ((پہاڑ سے ملے ہوئے میدان، وادی)) میں حضرت جنید باچند یاران صحبت وارد ہوئے اور ان میں سے کسی کی گرویدگی پر وجد سماع ہوا، ایک درویش نصرانی جو وہیں کہیں رہتا تھا۔ یہ حال دیکھ کر مسلمان ہوا اور اس نے کہا کہ میں نے امت نبی آخرالزمان کی یہ نشانی اپنی کتابوں میں پائی ہے اور حضرت داؤد نے ان کی نشانی فرمائی ہے کہ اُن کے گلوں میں ذکرِ الٰہی اور ہاتھوں میں تلوار ہوگی"۔ جیسا کہ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

بہ تکبیر مردان شیر زن

کہ مردو غارا شمارند زن

اور حضرت اشعیا نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ "وہ ان لوگوں کو جن کے برتنوں میں سور کا شوربا ہے، ذلیل کرے گا اور فرمایا کہ جب تک حکومت نہ کرلے گا نہ گھٹے گا اور اس کی بدولت خدا کی ثنا خوانی پھیلے گی۔ یعنی وہ ثنا خوانی پھیلے گی جو آگے کبھی نہیں پھیلی تھی۔ بت پرست لوگ اس کے سامنے سے ہزیمتیں اُٹھائیں گے، اس کے عہد میں غیر خدا پرستی کی موقوفی پھیلے گی بلندیوں پر، پہاڑ کی چوٹیوں پر بڑائی کی جائے گی" اور حضرت عیسیٰ صاحب الانجیل "انجیل"، میں خوشخبری دیتے ہیں کہ "آسمانی بادشاہت آنے والی ہے اور وہ پہلے مانند ایک بودی گھاس کے اُگے گی پھر بڑھتے بڑھتے پھر مانند ایک درخت کے ہوجائے گی کہ پورب پچھّم سے لوگ آکر اس میں ہم نشین ابراہیم اور یعقوب کے ہونگے" اور اس بادشاہت کے یعنی اپنی امت کے لوگوں کی نسبت اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ اس بادشاہت میں داخل نہ ہوں گے اور میں اس خاندانِ بنی اسرائیل سے چھین لیا جاؤں گا اور اُسی آنے والی

بادشاہت کو دیا جاؤں گا اور میرے ہاتھ سے آخر زمانہ میں اس بادشاہت کے رواج کی تکمیل ہوگی اور دوسرے مقامات پر فرمایا کہ ''میرے بعد آنے والا بڑا سراہنے والا اور بڑا سراہا گیا اور شفاعت کرنے والا اور تسلی دینے والا اور کارساز اُمت کا ہے، پر جب تک میں نہ جاؤں گا وہ نہ آئے گا اور جب وہ آئے گا تو میرا منصب پائے گا یعنی بہ پیکرِ بشری ظاہر ہوگا اور یہ جو میں نے کہا کہ میرا منصب پائے گا تو اس واسطے کہا کہ جو کچھ اللہ کا ہے سو میرا ہے، اور وہ سرورِ عالم ہوگا۔ اسی کے نام سزا دہی کا فرمان جاری ہوا ہے اور میرے تار و پود وجود سے اس کو کچھ علاقہ نہیں ہے اور میری بات بھول جانے والوں کو میری بات یاد دِلائے گا اور میرے منکروں کو بحکومت و حاکمیت توبیخ اور سرزنش کرے گا اور جس طرح تم اے حواریو! میری گواہی دیتے ہو، اسی طرح وہ بھی گواہی دے گا اور میری بزرگی ظاہر کرے گا''۔

یا رب صل وسلم دائما ابدا
علی نبیك خیر الخلق کلهم

((حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ عالی کا بیان))

حضرت سرورِ کائنات نے کلمتہ اللہ بلند ہونے کے لئے سینکڑوں طرح کی مصیبتیں اُٹھائیں اور کبھی خلافِ حق نہ کیا۔ اگرچہ ہر وقت مارے جانے کا سامان مہیا رہتا تھا اور کئی بار راہ چلتے میں پتھروں کی مار کھائی، کانٹے راستہ میں بچھائے گئے، اونٹ کا اوجھ ((اوجھڑی)) نماز کے اندر آپ کے سر پر ڈالا گیا، آئے دن فاقے کئے، وطن چھوڑا۔ ۔۔۔کبھی نیند بھر کر نہیں سوئے، خدا کی بندگی میں پاؤں سُو جائے، گُرسنگی ((بھوک)) کی شدت سے اکثر پتھر پیٹ پر باندھے اور موٹی چادروں اور روکھی جو کی روٹیوں پر اکثر اوقات گذارنی ((گذاری))، کبھی آرام و چین نہ اُٹھایا، نرم بچھونے پر نہ سوئے، مزے کا کھانا کبھی نہ پایا۔

اذیت، مصیبت، ملامت، بلائیں
اس اک عشق میں اُس نے کیا کیا نہ دیکھا

کوڑی پیسا کبھی گھر میں نہ رکھا، شام تک ایک پیسے کا رہ جانا بھی گھر میں منظور نہ فرماتے، آپ اکثر بھوکے رہے، اپنا کھانا اوروں کو کھلا دیا، ۔۔۔اپنا کپڑا اوروں کو دے دیا۔

سب کی خبر گیری کرتے اور سب پر ہی شفقت فرماتے کہ ہر ایک بیکس آپ کو اپنا باپ جانتا، بُڑھیا بیواؤں کا کام بازار کا کر دیتے، یتیم پر اتنی شفقت فرماتے کہ وہ نہ جانتا کہ اس شخص کا باپ مرگیا ہے۔ قرض داروں کو قرض کے بار ((بوجھ)) سے سبکدوش کر دیتے اور اپنے قرض خواہ کی دُرُشت گوئیوں ((سخت کلامیوں)) پر غصہ نہ ہوتے، بلکہ جو کوئی دُرُشت گو ((سخت کلام کرنے والے)) پر غصہ کرتا اُس پر آپ غصہ ہوتے، وحشی موذی جانوروں کو دانہ پانی دیتے، پالتو جانوروں کی سفارش ان کے مالکوں سے کیا کرتے اور فرماتے کہ ہر جاندار کی راحت رسانی میں اجر وثواب ہے، موذی واجب القتل کے مارنے کے بھوکا پیاسا کر کے روادار نہ ہوتے اور غیر موذی جانور جو کھایا نہیں جاتا، اس کے مارنے کو منع کرتے اور ایذا دہی کو عموماً سب جانوروں کی نسبت ممانعت فرماتے۔ کبھی مجلس میں اپنے ہم نشین کے آگے پاؤں نہ پھیلاتے، کسی کے آگے زانو بڑھا کر نہ بیٹھتے۔ جس کسی سے بات کرتے پوری متوجہ ہو کر بات کرتے اور جب تک طرفِ ثانی بات اپنی نہ تمام کر لیتا اس کی طرف سے منہ نہ پھیرتے، اپنی سواری کے ساتھ کسی کے پیادہ ((پیدل)) چلنے کے روادار نہ ہوتے، اپنے لیے تواضعاً اُٹھنے کو منع کرتے، کام میں غلاموں کے شریک ہوتے، سفر میں غلام کی اور اپنی باری سواری کے برابر رکھتے، جن کو دنیا دار لوگ رذیل جانتے، اُن کو اپنے ساتھ ایک برتن میں کھانا کھلاتے اور برابر اپنے بٹھلاتے اور، اور لوگوں کے لونڈی غلام سائیس ((گھوڑے کی دیکھ بھال کرنے والے)) خدمت گار کی تیمارداری خود بنفسِ نفیس فرماتے۔

یارب صل وسلم دائما ابدا علی نبیك خیر الخلق کلهم

((حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت سے محبت))

کتبِ حدیث میں لکھا ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سخن ”فمن تبعنی فانه منی ومن عصانی فانك غفور الرحیم“ یاد کیا یعنی حضرت ابراہیم نے مناجات کی تھی، اپنے رب سے اپنی

امت کے لیے اسطرح پر کہ ''بار خدایا جس نے میری پیروی کی سو وہ میرا ہوا یعنی وہ تو یقیناً بخشا جائے گا اور جس نے نافرمانی کی سو تُو غفور الرّحیم ہے یعنی وہ مستحق بخشش کا نہیں ہے مگر یہ کہ تیرے کرم سے کچھ بعید نہیں ہے''، بعد اس کے حضرت سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ و التسلیمات نے یاد کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سخن ''اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ''۔ یعنی حضرت عیسیٰ نے مناجات کی اپنی امت کے لیے اس طرح پر کہ ''بار خدایا اگر تُو ان کو عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر ان کو بخش دے سو تُو زبردست حکمت والا ہے''، ان دونوں آیتوں کی تلاوت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم روئے کہ بار خدایا!''امتی امتی''، یعنی ابراہیم اور عیسیٰ نے اپنی اپنی امتوں کے لیے دعا کی میں اپنی امت کے لئے روتا ہوں، اس پر وحی الٰہی ہوئی کہ میں تجھے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خوش و رضامند کروں گا۔ تجھ کو تیری امت کے باب میں ہرگز ہرگز غمگین نہ ہونے دوں گا''، سو اور حدیثوں میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ میں ہرگز راضی نہ ہوں گا جب تک کہ ایک آدمی بھی میری امت کا دوزخ میں رہے گا۔

((بروزِ قیامت سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی شفاعت فرمائیں گے))

اور احادیثِ صحیحہ میں وارد ہے کہ آںحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جب عرصۂ محشر میں سب آدمی شدائد اور مصیبتوں سے بہت تنگ اور عاجز ہوں گے تو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ تم ہمارے سب کے باپ ہو، ہماری شفاعت رب العالمین کے حضور میں کرو، حضرت آدم کہیں گے نَفْسِی نَفْسِی یعنی مجھے اپنی جان کی فکر پڑی ہے، میں نے ایک لغزش خدا کی کی ہے اس کا مجھے بہت اندیشہ ہے، تم نوح کے پاس جاؤ۔ سب آدمی حضرت نوح کے پاس آئیں گے اور درخواست

شفاعت کی کریں گے، وہ بھی کہیں گے نَفْسِی نَفْسِی میری ایک بد دعا سے بندگانِ خدا لاکھوں ہلاک ہو گئے ہیں، اس کا مجھے اندیشہ ہے، تم ابراہیم کے پاس جاؤ۔ سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر شفاعت اپنی چاہیں گے وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ نَفْسِی نَفْسِی میں نے تین باتیں ایسی کی ہیں کہ ان میں بیک معنی شبہ کذب کا ہوتا ہے، مجھ کو اندیشہ ہے، تم موسیٰ کے پاس جاؤ۔ لوگ حضرت موسیٰ کے پاس آکر درخواست شفاعت کی کریں گے، وہ بھی کہیں گے نَفْسِی نَفْسِی مجھ سے ایک شخص کا بلا قصد خون ہو گیا ہے، مجھے اس کا اندیشہ ہے، تم عیسیٰ کے پاس جاؤ۔ سب آدمی حضرت عیسیٰ کے پاس آئیں گے۔ وہ بھی فرمائیں گے نَفْسِی نَفْسِی مجھے میری امت نے خدا ٹھہرایا ہے، مجھے اس کی شرم آتی ہے، میں اقدام شفاعت پر نہ کروں گا، تم سب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کے پاس جاؤ، یہ منصب اُنہیں کا ہے۔ سب آدمی حضرت کے حضور میں آئیں گے اور درخواست شفاعت کی کریں گے، آنحضرت اس کام کی حامی بھریں گے اور فرمائیں گے کہ البتہ! مجھ ہی کو خدا نے اس منصب کی سرفرازی عنایت فرمائی ہے، پھر متوجہ ہوں گے رب العالمین کی طرف اور سجدہ کریں گے اور حمد وثنا اس کی ادا کریں گے۔ جنابِ احدیت سے حکم ہوگا کہ سر اُٹھاؤ سجدہ سے اور مانگو جو کچھ مانگتے ہو، جو مانگو گے عنایت کروں گا اور سفارش کرو جس کی سفارش چاہو، تمہاری سفارش قبول ہوگی۔ اس پر آنحضرت سب کی شفاعت فرمائیں گے اور پھر اس وقت دروازہ شفاعت کا کھُل جائے گا اور آنحضرت کی بدولت شفاعت عام ہو جائے گی اور جس نے حضرت عیسیٰ کو نہیں مانا اس کی ہرگز شفاعت نہ ہوگی اور ہر نبی اپنی امت کی شفاعت کروائے گا اور ہر ایک مقرب بارگاہِ ایزدی اپنے نیاز مند گناہ گار کی شفاعت کروائے گا، یہاں تک خداوند تعالیٰ شفاعت کرانے والے لوگوں کو حکم دے گا کہ جس کے دل میں برابر ذرہ کے ایمان سمجھو اس کو دوزخ سے نکلوالو، بعد اسکے شفاعت کرانے والے عرض کریں گے کہ ہماری دانست میں اب تو کوئی شخص دوزخ میں ایسا نہیں رہا جس کے دل میں ذرہ بھی ایمان ہو اس وقت رب العالمین ازروئے رحمتِ کاملہ

فرمائے گا کہ سب لوگ شفاعت کرا چکے، صرف میں باقی ہوں اب میں نکالوں گا دوزخ سے اُن لوگوں کو جن کے دل میں صرف اسی قدر بھلائی ہے جس کو کہ لوگ جانتے ہیں کہ کچھ نہیں ہے سو اللہ تعالیٰ بلا شفاعتِ خاص کسی کے ان لوگوں کو دوزخ سے نکال لے گا اور وہ آزاد کردگانِ خدا کہلائیں گے اور فرمایا آنحضرت نے کہ قیامت کو آدم اور تمام اولاد ان کی میرے جھنڈے کے نیچے ہوگی اور وہ جھنڈا علی المرتضٰی کے ہاتھ میں ہوگا۔

یا رب صل وسلم دائما ابدا علی نبیك خیر الخلق کلهم

((صحابہ کے عشقِ رسول کے ایمان افروز واقعات))

ایک شخص نے حضرت سرورِ کائنات کے حضور میں التماس کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ آنحضرت نے پوچھا تُو نے قیامت کے لیے کیا سامان کر رکھا ہے؟ اُس نے کہا کہ میرے پاس قیامت کا سامان کچھ نہیں ہے مگر خدا اور رسول سے مجھ کو محبت ہے، آنحضرت نے فرمایا ''المرء مع من احبَّ'' یعنی آدمی اسی کے ساتھ ہے جس سے محبت رکھتا ہے۔ صحابہ کہتے ہیں کہ بعد مسلمان ہونے ((کے)) ہم کو اتنی خوشی اسلام کے سوا کسی بات پر نہیں ہوئی جتنی خوشی آنحضرت کے اس فرمانے سے ہوئی کہ ''المرءُ مع من احبَّ'' اور اسی طرح ایک بار اور ایک شخص کے کہنے پر فرمایا کہ جو شخص جس سے محبت رکھتا ہے، وہ اسی کے ساتھ ہوگا۔ سو صحابہ مقربین حضرت سرورِ کائنات علیه الصلواة والتسلیمات کے عاشقِ زار تھے،

((حضرت ثوبان رضی اللّٰہ عنہ کا واقعہ))

چنانکہ حضرت ثوبان وائل رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه کے حال میں لکھا ہے کہ وہ ایک بار دن بدن زار ولاغر ہونے لگے اور روز بروز زرد ہوتے جاتے۔ ایک دن حضرت محبوبِ رب اللعالمین نے ان سے پوچھا، تمہارا یہ کیا حال ہے؟ تم کو کیا بیماری ہے؟ انہوں نے کہا مجھ کو کوئی بیماری نہیں مگر میں اس غم میں مرتا ہوں کہ آپ کو اگر میں نہیں دیکھتا ہوں تو بے قرار ہوتا ہوں، سو قیامت کو اگر میں بخشا گیا اور بہشت میں بھی گیا تو بھی آپ جو اور پیغمبروں کے

ساتھ بہت اعلیٰ مقام پر ہونگے میں آپ کو کیوں کر دیکھوں گا اور وائے برحالیکہ نہ بخشا گیا تو فراقِ ابدی میں مبتلا رہوں گا، اسی فکر کی مجھے بیماری ہے۔ اُس پر ان کے تسکین کے لیے آنحضرت نے فرمایا: کہ ''جس نے اللہ اور رسول لی پیروی لی وہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا''

((حضرت خثمہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ))

اور حضرت خثمہ ایک صحابی ہیں کہ غزوۂ تبوک میں آنخضرت کے ساتھ نہ گئے تھے اور اُن کا ارادہ یہ ہوا کہ کل پرسوں چل کر راستہ میں آپ سے مل لوں گا اس دن دوپہر کے قریب اپنے گھر میں آئے، اُن کے گھر میں ایک درخت تھا، بہت سایہ دار اس کا سایہ بہت ٹھنڈا تھا اور پانی سرد رکھا ہوا تھا اور کھانا تیار اور ان کی دو بیبیاں تھیں ان کی چھپر کھٹیں بچھی ہوئیں انہوں نے اپنے تیئں آراستہ بھی کر رکھا تھا۔ حضرت خثمہ نے یہ کیفیت دیکھی سب سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ رسول اللہ دھوپ اور لو ((گرم ہوا)) میں چلے جاتے ہوں گے اور میں اس آسائش میں ہوں یہ مجھ سے نہ ہوگا۔ یہ کہہ کر گھر سے نکلے اور کھانا بھی نہ کھایا اور کچھ ساتھ بھی نہ لیا اور چل کھڑے ہوئے

((ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ))

اور ایک عورت انصاریہ جنگِ اُحد کے روز معرکہ قتل گاہ میں جو آئی تو پہلے خاوند کی لاش دیکھی، پھر بیٹے کی، پھر باپ کی، پھر بھائی کی ان سب کی لاشیں دیکھ کر کہ سارا گھر قتل ہوگیا، بے اختیار ہوکر پوچھنے لگی کہ لوگو! رسول اللہ کی خبر کہو، وہ تو بخیریت ہیں؟ لوگوں نے کہا، وہ بخیریت ہیں، اس نے کہا مجھے ان تک پہنچا دو، وہاں پہنچی، آنخضرت کو دیکھا کہ اچھی طرح ہیں، بے اختیار رونے لگی اور کہنے لگی کہ آپ کی سلامتی درکار ہے، سب آپ پر نثار ہوئے، اچھا ہوا۔

((خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا واقعہ))

اور ایک بار آنخضرت نے مال صدقہ کرنے کو فرمایا: ابوبکر صدیق کہ دولت مند آدمی

تھے اپنے گھر کا بالکل نقد وجنس اُٹھا کر تصدّق ((صدقہ)) کر دیا ایک جبہ کمل کا پہن کر اسکو کانٹے سے اٹکا کر آنخضرت کے حضور میں آئے۔ آنخضرت نے پوچھا کہ اپنے اہل وعیال کے لیے تم نے کیا رکھا، انہوں نے عرض کیا کہ صرف اللہ اور اللہ کے رسول کو۔ اہل حدیث لکھتے ہیں کہ حضرت جبرئیل اس وقت نازل ہوئے اور کہا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابوبکر سے پوچھو کہ اس حالت میں ہم سے خوش ہے یا نہیں۔ آنخضرت نے صدیقِ اکبر سے اس پیغام کو کہا، ان کو وجد ہوا اور بار بار کہنے لگے کہ میں اپنے پروردگار سے راضی وخوش، میں اپنے پروردگار سے راضی وخوش۔

((خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللّٰہ عنہ کا وصال حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی جدائی کے غم کی وجہ سے ہوا))

اور عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ابوبکر کی موت کا سبب کچھ نہیں تھا سوائے دردِ فراقِ رسول اللہ کے اور ایک بار آنخضرت نے ایسا کلمہ فرمایا جس سے یہ بات بوجھی جاتی تھی کہ ابوبکر صدیق بعد آنخضرت کے جیتے رہیں گے، اس پر ابوبکر داڑھ مار کر رونے لگے کہ آیا یہ روزِ سیاہ بھی ہمارے واسطے ہوگا کہ آپ نہ ہوں گے اور ہم جیتے رہیں گے

((خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا واقعہ))

اور ایک بار آنخضرت اپنے ازواجِ مطہرات سے کچھ خفا ہوئے تھے حضرت عمر حقیقت ِحال دریافت کرنے کو آنخضرت کے پاس آئے، آنخضرت بالا خانے پر تھے اور ایک دربان زینے پر بیٹھا تھا عمر بن خطاب نے اجازت آنے کی چاہی، دربان نے کچھ جواب نہ دیا، حضرت عمر نے باوازِ بلند کہا کہ میں اپنی بیٹی کی سفارش کے واسطے نہیں آیا ہوں، واللّٰہ۔ اگر حکم ہو تو ابھی اس کا سر کاٹ لاؤں؟ آنخضرت نے بُلا لیا اور باتیں کرنے لگے۔ صلح حدیبیہ میں جو بعض باتیں عہد نامے میں آنخضرت کی طرف سے ایسی لکھی گئی تھیں کہ فی الجملہ بظاہر موجب کسر شانِ اسلام تھیں حضرت عمر کو یہ بے چینی اور بے قراری ہوئی جس کا بیان نہیں ہوسکتا

((خلیفۂ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا واقعہ))

اور حضرت عثمان جو آنحضرت کی طرف سے سفیر ہو کر کفارِ مکہ کے پاس گئے انہوں نے ان سے کہا کہ تم یہاں آئے ہو حج کر لو حضرت عثمان نے باوجودے کہ حج کرنا واجب تھا نہ کیا اور کہا کہ بغیر رسول اللہ کے حج کرنا خوش نہیں۔۔۔۔

((خلیفۂ چہارم حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کا واقعہ))

اور حضرت علی مرتضٰی کے زانو پر آنحضرت سر رکھ کر سو گئے اور سوتے رہے یہاں تک کہ آفتاب ڈوب گیا اور جناب امیر نے اگرچہ نمازِ عصر کی نہ پڑھی تھی، مگر آنحضرت کا جگانا گوارا نہ کیا اور نماز قضا کی اور اسی صلح نامہ حدیبیہ میں جو آنحضرت کے نام پاک کے ساتھ ''رسول اللہ'' کے لفظ کا کافروں نے لکھا رہنا منظور نہ کیا، سو آنحضرت نے علی مرتضٰی سے کہا کہ اس لفظ کو کاٹ دو، جناب امیر نے قلم ہاتھ سے رکھ دیا کہ مجھ سے یہ لفظ نہ کاٹا جائے گا پس آنحضرت نے خود ہی بوجہ اعجاز اس لفظ پر انگلی رکھدی کہ وہ محو ہو گیا۔

((مشرکین بھی صحابہ کو حضور کی تعظیم کی وجہ سے مشرک کہتے تھے اور وہابیہ دیوبندیہ بھی اہلِ سنت کو حضور کی تعظیم کی وجہ سے مشرک کہتے ہیں))

بالجملہ! رسول اللہ کے ساتھ عشق بازی کی صحیح حکایتیں صحابہ کی کہاں تک لکھی جائیں اس کا کچھ پایاں ((انجام)) نہیں، خلاصہ یہ کہ مشرکین طعنہ دینے لگے صحابہ کو کہ تم بھی تو شرک کے پاس آ لگے ہو۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش کیا چاہتے ہو۔

یا رب صل وسلم دائما ابدا — علی نبیك خیر الخلق كلهم

((اس دنیا کے کثیر حصے پر امتِ محمدیہ کی حکومت رہی ہے))

اور جیسا آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے بتلاوت وحی الٰہی فرمایا تھا کہ ''اللہ تعالٰی تم سے وعدہ کرتا ہے اے مسلمانو! کہ تم میں سے بعض نیکو کاروں کو بادشاہ کر دے گا جیسا کہ اگلوں کو بادشاہ کیا اور جس دین کو تمہارے لئے برگزیدہ کیا ہے اس دین کو جما

دے گا، سو ویسا ہی ہوا کہ تیس پینتیس برس کی مدت میں منجملہ ربع مسکون قریب یک ربع بلکہ زائد اس سے بحساب کسر خلفائے راشدین کے حوزۂ اقتدار میں آ گیا اور اسطرح پر آ گیا کہ اگلی حکومتوں کا نام ونشان بھی نہ باقی رہا، شہنشاہی فارس کی بالکل منعدم ہوگئی اور شہنشاہی فرنگستان کی نہایت مبتذل ہوگئی ہے کہ اس کمیت اور کیفیت اور اس صفت اور حیثیت کے ساتھ از آدم تا ایں دم کبھی کسی کے واسطے نہیں ہوا۔ چنانکہ عالم کی صحیح تاریخیں گواہ ہیں اور جس طرح پر حضرت سرورِ کائنات نے بتلاوت وحی الٰہی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو دینِ حق لے کر بھیجا کہ سارے دینوں پر غالب کر دے، ویسا ہی ہوا کہ ملکِ فارس اور اندلس جسے سپین کہتے ہیں، بلکہ جزائرِ خالدات سے لے کر کہ یہی ربع مسکون کی حدِ غربی ہے جزائرِ شرقیہ چین تک کہ یہی ربع مسکون کی حدِ شرقی ہے اور سواحل جنوبیۂ افریقہ کیپ اور زنگبار وغیرہ جزائرِ جنوبیہ ہندوستان کہ یہی سب ملکر حدِ جنوبی ربع مسکون کی ہے لے کر اقصائے اقلیم ششم اور کہیں اقصائے اقلیم ہفتم تک کہ یہی حدِ شمالی آبادی متعد بہ ربع مسکون کی ہے کمتر کوئی جگہ بڑے صوبہ کے موافق جو کہ خوب آباد اور سیر حاصل ہو، باقی رہی ہو گی کہ مسلمانوں نے ہزار گیارہ سو برس کے اندر وہاں حکومت نہیں کی، خواہ بلا واسطہ اور خواہ درواسطہ گو کہ کہیں شعائرِ اسلامیہ بخوبی جاری کیے ہوں اور کہیں صرفِ زرِ نعل بندی لینے پر اکتفا کیا ہو، شہنشاہی فرنگستان کے حق میں فرمایا تھا۔ "**اذا هلك قيصر فلا قيصر**" یعنی "جب برباد ہو جائیگی وہ شہنشاہی میری امت کے ہاتھ سے پھر وہ کبھی نہ سنبھلے گی"، چنانکہ اس کا اِبتذال ((زوال)) خلفائے راشدین کے عہد سے شروع ہوا اور ان کا بڑا ملک سیر حاصل یعنی ایشیائے روم جسکا پانسو کوس کا طول اور کچھ کم پانچ سو کوس کا عرض ہے اور وہیں سارے ملوکِ فرنگ کا معبد واقع ہے، اول ہی وَہلَہ ((حملہ)) میں چھین لیا گیا چنانکہ حضرت عثمان کے وقت میں شہنشاہ فرنگستان ایک بار سات سو جہاز جنگی لے کر سواحلِ افریقہ پر آیا، خلیفہ کی طرف سے کچھ جہاز جنگی کہ شوکت اور مہارتِ جنگ میں بہت کم تھے، سو شہنشاہ کو سوائے ہزیمت کچھ نہ ملا اور بعد اس کے وہ شہنشاہی ترکوں کے ہاتھ سے ایسی بے نام و

نشان ہوئی کہ اب کئی سو برس سے اس کا نام بھی نہیں باقی اور کئی بار تمام ملوکِ فرنگ کُلُّھُمْ اَجْمَعِیْن لاکھوں سپاہیوں کی فوجوں سے یکجا، ہوکر مسلمان ترکوں سے لڑے کہ انکو روم سے نکال دیجئے اور معبد اپنا چھین لیجیے معہذا آخر کار شکستیں کھائیں اور ہزیمتیں اُٹھائیں اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر آئیں گے تو اس بادشاہت کا ازسرِ نو رواج ہوکر اس کی تکمیل ہو جائے گی اور جس طرح آنحضرت نے یہ سب کچھ فرمایا تھا۔ اسی طرح یہ بھی فرمایا تھا چنانکہ بعض صحاح میں لکھا ہے کہ ''ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مخالفین اسلام کے اہلِ اسلام پر غالب آئیں گے اور اُن کا غلبہ بہت بڑھ جائے گا لوگوں نے عرض کیا کہ اس زمانہ میں شاید ہم لوگ یعنی مسلمان بہت کم رہ جائیں گے، اس جہت سے ہمارے مخالف ہم پر غالب ہو نگے، آنحضرت نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہو گا یعنی تم لوگ کم نہیں ہو گے۔ بلکہ اب سے زیادہ ہو گے۔ اب تو سینکڑوں ہزاروں ہو، اُس زمانہ میں لاکھوں کروڑوں ہو گے۔ بلکہ یہ اس طرح پر ہو گا کہ تمہارے دلوں میں دنیا کی محبت اور موت کا ڈر سما جائے گا''۔ اور اس پیشین گوئی کا ظہور کچھ تو پانسو برس ((پانچ سو سال)) کے بعد ہوا تھا مگر ظہورِ کامل اہلِ فرنگ کے ہاتھوں بعد ہزار گیارہ سو برس کے نمودار ہوا اور بخاری شریف وغیرہ میں وارد ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ قیامت نہ آئے گی جب تک کہ اہلِ روم یعنی اہلِ فرنگ تمام دنیا کے لوگوں سے زیادہ نہ ہولیں یعنی حکومت اور بادشاہت میں۔ فرمایا تھا کہ اہلِ روم یعنی اہلِ فرنگ وہیرے مزاج والے ہیں آخر زمانہ میں عروج پکڑیں گے چنانکہ ''جامع صغیر'' میں منقول ہے۔ سو اس سب کا ظہور دو اڑہائی سو برس سے شروع ہے اور اب ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔

یا رب صل وسلم دائما ابدا   علی نبیك خیر الخلق کلهم

صرف آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ہی کے دھیان کے استغراق میں خدا کی فرط محبت یعنی عشقِ الٰہی حاصل ہوتا ہے اور حاصل ہونا کمال عشقِ الٰہی کا ازروئے تجربہ آپ ہی کی محبت اور آپ ہی کے دھیان کے استغراق پر منحصر ہے۔

((امتِ محمدی کے اولیاء کرام کی کرامات کا بیان))

اور آپ ہی کے ساتھ محبت رکھنے کی یہ تاثیر ہے کہ آدمی خالص بندہ خدا کا ہو جاتا ہے یعنی مرتبہ ''کنت سَمْعَهُ الذی یَسْمَع بہٖ و بَصَرَهُ الذی یَبْصُرُ بہٖ'' کو پہنچتا ہے کہ جب تک وہ مرتبہ حاصل ہو تب تک بندہ پورا بندہ نہیں ہوتا اور آپ ہی کی محبت سے یہ ہوتا ہے کہ نظروں میں سارے عالم کا طمطراق ایک طلسم کا کارخانہ ٹھر جاتا ہے جو باتیں بزرگی کی انبیائے سابقین سے ہوئیں، وہی باتیں یا ویسی ہی آنحضرت کے ساتھ محبت رکھنے والوں سے بھی ہوئیں یعنی جس طرح حضرت ابراهیم پر آتشِ نمرودی نے اثر نہیں کیا بعض درویشانِ امتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیه و آله وسلم بمقابلۂ بعض ائمۂ ضلالت آگ میں گھس گئے اور رُونگٹا ((بدن کا بال)) بھی نہ میلا ہوا اور بہتیرے درویشانِ اُمتِ محمدی مانند حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سطحِ دریا پر چلے ((چلتے)) گئے اور جسطرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں سے جمادی حیوان ہو جاتا تھا، اسی طرح بہتیرے اولیاء اللہ کی کرامت سے جمادات میں جان پڑ گئی اور جس طرح یدِ بیضا تھا اسی طرح بہتیروں کے ساتھ ہر وقت مانند قرص آفتاب کے ایک روشنی رہا کی کہ شبِ تار برابر اُن کے روبرو مانند روزِ روشن کے ہوا کی اور جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آخر زمانہ میں انکے چہرہ مبارک پر نگاہ کرنے کی تاب کسی کو نہیں ہوتی تھی، اسی طرح بعض اولیاء اُمتِ مصطفویہ کے چہرۂ مبارک کے دیکھنے سے بے اختیار ہو کر آدمی سجدہ کیا کئے اور احیائے میت بھی بہتیروں سے ہوتا رہا ہے اور سینکڑوں کوس کی بات سن لینا اور بیماروں کو فوراً ہاتھ لگاتے یا ہونٹ ہلاتے چنگا کر دینا، یہ تو سینکڑوں سے ہوتا رہا۔ اور دعوتِ خلق الی الحق مقتدرانہ کرنا اور انذار و تبشیر پیغمبرانہ فرمانا بھی بہتیروں سے ہوا کیا۔

یا رب صل وسلم دائما ابدا علی نبیك خير الخلق كلهم

((حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک حلیہ کا بیان))

صاحبِ ''جامع ترمذی'' رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ نقل کرتا ہے کہ حضرت سبطِ اکبر جناب حسن ابن علی علیہما السلام (۵) فرماتے تھے کہ میں حلیہ شریف رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ و آلہ وسلم کے خوب دریافت کرنے کا ہمیشہ مشتاق رہتا تھا کہ اپنے دل کو اس سے اٹکاؤں، سوائمہ حدیث رحمھم اللّٰہ تعالٰی باسنادِ متصلہ اجلہ صحابۂ کرام سے اسطرح پر نقل کرتے ہیں۔ ''کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وعلٰی آلہٖ وسلم احسن الناس وجهاً فخماً مضخماً یتلا لؤُ وجهه تَلَا لُؤَ القمر لیلة البدر لو رأیته لقلتَ الشمس طالعة''۔ ''تھے رسول اللہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه و آلہ وسلم سب سے زیادہ خوبصورت اور شاندار چمکتا تھا چہرہ مبارک جیسے چودہویں رات کا چاند، اے دیکھنے والے! اگر تُو دیکھنا چاہتا کہ آفتاب نکلا ہے رنگ آپ کا جوروشن تھا سو بانمک تھا اور اس میں سرخی کی دمک''۔

---

(۵) امام اہل سنت سیدی اعلٰی حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ سے سوال ہوا کہ ''شرعاً انبیاء و مرسلین و ملائکہ و مقربین کے نام کے ساتھ ''علیہ السلام'' اور صحابہ کے نام کے ساتھ ''رضی اللہ تعالٰی عنہ'' اور اولیاء و علماء کے ساتھ ''رحمۃ اللہ علیہ'' کہنے کا کیا حکم ہے، ہر ایک کے لیے یہ الفاظ تخصیص کے ساتھ خاص کردیے گئے ہیں یا جس کے نام کے ساتھ جو الفاظ چاہیں کہہ سکتے ہیں؟''

اس کا جواب دیتے ہوئے آپ نے فرمایا:

''صلٰوۃ و سلام بالاستقلال انبیاء و ملائکہ علیهم الصلوٰة والسلام کے سوا کسی کے لیے نہیں، ہاں بہ تبعیت جائز ہے جیسے اللّٰھم صل وسلم علٰی سیدنا و مولٰنا محمد و علٰی ال سیدنا و مولٰنا محمد۔ اور صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنهم کے لیے ''رضی اللہ تعالیٰ عنه'' کہا جائے، اولیاء و علماء کو ''رحمة اللہ تعالٰی علیهم'' یا ''قدست اسرارهم'' اور اگر ''رضی اللہ تعالٰی عنهم'' کہے جب بھی مضائقہ نہیں جیسا کہ ابھی تنویر سے گزرا۔ واللہ تعالٰی اعلم''

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳، صفحہ ۳۹۰ و ۳۸۹ مطبوعہ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ، لاہور)

(میثم قادری)

اس صباحت میں ملاحت کا نمک
آبشار صبغۃ اللہ غیر شک
تھا وہ رومرآۃ حسن ذوالجلال
حق کو دیکھا جس نے دیکھا وہ جمال

گرد روئے صاف ضوبے اشتباہ
خرمن مہ جیسے گردِ جرم ماہ
عاشق مشتاق حسن بے زوال
چاہیے ان آنکھوں سے دیکھے وہ جمال

"عظیم الهامة رجلا جعدا كان شعره الى نصف اذنيه وشحمتيه وله شعرة يضرب منكبيه"۔ "سر مبارک بزرگ تھا اور بال آپ کے نہ بہت لٹکے ہوئے نہ بہت بھرے ہوئے انداز کے ساتھ اس میں ژولیدگی تھی اور تھے بال آپ کے آدھے کانوں تک اور کانوں کی لوؤں تک اور کبھی کندھوں سے مِل جاتے"۔

تھا سرِ سرور بزرگ و معتدل
عقلِ کُل حل اس میں وہ اُس کا محل
تھا سرِ سرور جو وہ خورشیدوار
مثلِ شب اُس پر تھے موئے مشکبار

لیلۃ القدر است موئے خوش صفات
یا کہ ظلمت برسرِ آب حیات

"واسع الجبين ازجّ الحواجب من غير قرن بينهما عرق يدره الغضب"

زیر ابرو موئے سر ماہِ جبیں
مثل ہمہ قرصِ مہ روشن بہ بیں

تھے آپ کشادہ پیشانی اور گمان ابروبھویں پوری تھیں کھچّی ہوئی اور حِٹی ہوئی نہ تھیں بلکہ

ذری ((ذرا)) سا فرق تھا ان میں اور ان دونوں کے درمیان ایک رگ تھی کہ غصہ کے وقت دمکنے لگتی ''اهدب الاشفار اشكل العنيين واعجهما، واكحلهما، خافض الطرف''، لمبی پلکیں، آنکھیں بڑی دنبالہ دار ((دُم دار، گچھے دار))، اُن کی سیاہی بہت سیاہ، ان کی سفیدی بہت سفید، اور ان میں لال ڈورے اور بے سرمہ لگائے سرمگیں تھیں اور آپ تھے نہایت شرمگیں۔

تھے سیہ مژگان پر خم اور دراز
جوں صف بر گشتہ محبوبان ناز
حبذا چشم خدا بیں حق نظر
وصف ایں چشم است مازاغ البصر

مازاغ البصر کے یہ معنی ہیں کہ باوجود پیشکش ہونے تمام عالم کے از عرش تا فرش کسی چیز کو نگاہ میں نہ لائے، صرف حضرت جامع جمیع صفات کمال مقصودِ ہمت رہا اور صرف اُسی کو دیکھا اور کسی طرف نگاہ نہ پڑی اور ہمہ تن آئینہ دار جمال ذوالجلال اور کوکب دری ضوء لازوال ہو گئے تھے ''اقنى العرنين له نور يعلوه يحسبه من لم يتامله اتم''، بن بنی باریک تھی اور بانسا کچھ اونچا اور بنی مبارک پر ایک روشنی تھی جو تامل سے نہ دیکھتا جانتا کہ بانسا بہت اونچا ہے ''سهل الخدين لا بالمطهم ولا بالمكلثم فی وجهه تدوير'' نرم اور برابر تھے رخسار، نہ پُر گوشت ((گوشت سے بھرے ہوئے نہ تھے)) نہ پھولے اور چہرہ مبارک میں تھوڑی سی گلاوٹ تھی ضليع الفم احسن عباداللّٰه شفتاً والطفهم ختم فم۔'' آپ کے دہانے میں بالکل گلاوٹ نہ تھی بلکہ اس میں فی الجملہ دنبالہ داری تھی کہ نہایت خوشنما ہوتی ہے اور سب آدمیوں کے دہانوں سے زیادہ تر لطیف تھا وہ دہانہ اور ہونٹھ ((ہونٹ)) سب کے ہونٹوں سے اچھے''۔

اس دہانِ پاک کا آبِ دہن
تھا شفا بخش مریضانِ بے سخن

تھوکتے تھے جب کبھی حضرت کہیں
عشق باز آنے نہ دیتے تا زمیں

"مفلج الاسنان اذا تکلم روی کالنور یخرج من بین ثنایاہ و اذا ضحک یتلالو فی الجد ر واذا افترضا حکا افتر عن مثل سنا البرق"۔ "کچھ کھڑکی دار تھے دندان مبارک جب بات کرتے تو اگلے دانتوں سے کچھ روشنی بھی نکلتی اور جو کبھی آپ ہنس پڑتے تو بجلی سی کوند جاتی" "احسن الناس عنقاً و کان عنقہ ابریق فضۃ و کانہ جید دمیۃ"۔

تھی صراحی نور کی گردن تمام
تھا گلوئے صاف رشک سیم خام
خوش گلو تھا اک صنم وہاں دمیہ نام
دیتے تھے تشبیہ اس کی سب انام

"کث اللحیۃ تملاء صدرہ انبوہ" "تھی ریش ((داڑھی)) مبارک عرض میں بھر لیتی تھی سینۂ مبارک کو"۔عبل العضدین والزراعین والا سافل طویل الزندیں رجب الرّاحتہ شسن الکفین ماکان شئی الین من کفہ لا خزو لا حریر" قوی اورز بردست تھے بازو اور کلائیاں وغیرہ اور لمبی تھیں باہیں اور ہتھیلیاں چوڑی انگلیاں لمبی جڑ سے بھاری، نہ تھا کوئی ریشمی کپڑا کیا گُندہ ((موٹا، دبیز)) کیا باریک نرم زیادہ آپ کی ہتھیلیوں سے"۔

ساعد و پنجہ و بازو نہ قوی ہو کیونکر
دست گیر ایک ہے اور حد سے فزوں اہلِ نیاز

سواء البطن والصدرو عریضہ موصولا، بین اللبۃ والسُّرَّۃ بشعر کا لخط عاری الثدبین والبطن مما سوا ذلک "سینہ اور شکم برابر تھا اور سینہ عریض تھا اور سینے سے ناف تک رونگھٹوں کی سیلی ((پیٹ اور سینے پر بالوں کی سیدھی لکیر)) تھی اور باقی

سینہ اور شکم بجز اس خط کے سب صاف تھا"۔ "بعید مابین منکبیہ و بین کتفیہ خاتم النبوۃ" "تھوڑا سا فرق تھا آپ کے دونوں شانوں میں اور اُن میں مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے"۔ مہرِ نبوت کے یہ معنی ہیں کہ وہ نشانی تھے جو اگلے پیغمبروں نے خبر دی تھی کہ خاتم النبیین کے پشت پر وہ نشانی ہوگی "اشعر الزراعین و المنکبین" اور آپ کے پہنچوں اور شانوں پر بھی رونگٹے تھے "کان فی ساقه حمو شته" آپ کی پنڈلیوں میں ناز کی تھی خمصان الاحمصین مسیح القد مین "گہرے تھے تلوے آپ کے یا یہ کہ برابر تھے کہ زمین پر پورا نقش پڑتا تھا اور چکنے تھے دونوں قدم یعنی کھرا پن اور سختی نہ تھی"۔

نہ رسائی ہوئی وصفِ کفِ پاتک اُس کے
طائرِ فکر نے کی گرچہ فلک تک پرواز
کب کھُلے عقدۂ قعر کفِ پا جبکہ نشیب
ارض کا شوق میں یا بوس کے ہو جائے فراز

کان ربعة من القوم لا بالطویل البائن و لا بالقصیر المتردد۔

روایت کی امام اولیا نے
علی مرتضےٰ شیرا خدا نے
کہ تھا بے حد نہ طولِ قدِ اقدس
نہ تھا ایسا کہ ہو کوتاہ از بس
غرض یوں تھا عیاں شانِ نبی سے
منزہ ہیں درازی کو تہی سے

ضخم الکرا دیس جلیل المشاس "جوڑ بند زبردست اور دونوں مونڈھے ((کندھے)) گول اور بھاری"۔ معتدل الخلق بادن متما سک حسنِ الجسم کانه صیغ من فضة "متناسب الاعضا کہ سکہ سے درست بدن تیار کسا گٹھا ہوا خوبصورت گویا چاندی کا ڈھلا ہوا"۔

قامت رعنا بحد اعتدال
سرو جاں دیکھے سے ہو جسکے نہال
قامتِ رعنا قیامت کی شبیہ
بلکہ تھا عینِ قیامت اے فقیہ
پس محمد صد قیامت بود نقد
زانکہ حل شد ز قیامت حل و عقد
ہر کہ گوید کو قیامت اے صنم
خویش بنما کہ قیامت نك منم
در نگر اے سائل محنت زدہ
اے قیامت صد جہاں افزون شدہ
زادۂ ثانی است احمد درجہاں
صد قیامت بود او اندر عیاں

کان خلقه القران یعنی عادت آنحضرت کی اورقرآن شریف کے۔۔۔ایک ہی چیز تھے آپ کے ملکات گویا تفسیر تھے قرآن کی آیتوں کے۔

یہ کس کے حسن کا چرچا ہوا ہے
دل بیتاب کو تڑپا دیا ہے
سُنی تعریف کس نور بدن کی
کہ ہے آمد یہاں دیوانہ پن کی
دل مشتاق نے پایا بہانہ
غزل پڑھتا ہے طرزِ عاشقانہ

غزل

دیکھتے جلوۂ دیدار کو آتے جاتے
گل نظارہ کو آنکھوں سے اُٹھاتے جاتے
ہر سحر روئے مبارک کی زیارت کرتے
داغ حرماں دل محزوں سے مٹاتے جاتے
سرِ شوریدہ کو گیسو پہ تصدق کرتے
دلِ دیوانہ کو زنجیر پہناتے جاتے
پائے اقدس سے اُٹھاتے نہ کبھی آنکھوں کو
روکنے والے اگر لاکھ ہٹاتے جاتے
دشتِ یثرب میں ترے ناقہ کے پیچھے پیچھے
دھجیاں جیب و گریباں کی اُڑاتے جاتے

بالجملہ! علی مرتضٰی علیہ السلام (۶) فرماتے ہیں۔''یقول ناعتہ لم ارقبلہ ولا

(۶) امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال ہوا کہ ''شرعاً انبیاء و مرسلین و ملائکہ و مقربین کے نام کے ساتھ ''علیہ السلام'' اور صحابہ کے نام کے ساتھ ''رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' اور اولیاء و علماء کے ساتھ ''رحمۃ اللہ علیہ'' کہنے کا کیا حکم ہے، ہر ایک کے لیے یہ الفاظ تخصیص کے ساتھ خاص کر دیے گئے ہیں یا جس کے نام کے ساتھ جو الفاظ چاہیں کہہ سکتے ہیں؟''

اس کا جواب دیتے ہوئے آپ نے فرمایا:

''صلوٰۃ وسلام بالاستقلال انبیاء و ملائکہ علیھم الصلوٰۃ والسلام کے سوا کسی کے لیے نہیں، ہاں بہ تبعیت جائز ہے جیسے اللّٰھم صل وسلم علٰی سیدنا و مولٰنا محمد و علٰی ال سیدنا و مولٰنا محمد۔ اور صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنھم کے لیے'' رضی اللہ تعالٰی عنہ'' کہا جائے، اولیاء و علماء کو'' رحمۃ اللہ تعالٰی علیھم'' یا'' قدست اسرارھم'' اور اگر'' رضی اللہ تعالٰی عنھم'' کہے جب بھی مضائقہ نہیں جیسا کہ ابھی تنویر سے گزرا۔ واللہ تعالٰی اعلم'' (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳، صفحہ ۳۹۰ و ۳۸۹ مطبوعہ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ، لاہور) (میثم قادری)

بعده مثله"۔ یعنی جو شخص آپ کی تعریف کرتا کہتا: کہ "ہم نے ایسا خوب محبوب کبھی نہیں دیکھا، نہ قبل آپ کے دیکھنے کے نہ بعد آپ کے دیکھنے کے"۔

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وھم
وزھر چہ گفتہ ایم شنیدیم وخواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بہ پایاں رسید عمر
ماھمچناں در اولِ وصفِ تو ماندہ ایم
یارب صل وسلم دائما ابدا
علی نبیك خیر الخلق كلهم

اے ختم رسل آئینہ نوری بخدا — در مظہر خویشتن بقصوری بخدا
این جملہ مظاہر از تو دریافت ظہور — تو منشئی النشائی ظہوری بخدا

الحمد للہ و المنۃ کہ مجموعہ رسائل ثلثہ یعنی نکات اسم اللہ و محمدؐ
و نماز مع میلاد شریف موسوم

الاسرار و النکات فی الاسماء و الصلوۃ
مع میلاد اشرف المخلوقات

علیہ افضل التحیۃ و اکمل الصلوۃ

از تصنیف لطیف و تالیف شریف جناب مولانا غلام احمد صاحب شوق فریدی سنہابی سلمہ اللہ المولی

حسب فرمائش مولوی غلام احمد صاحب مہتمم الصدر
کے منشی محمد ولی اللہ نے اپنے
مطبع گلزار احمدی واقع مراد آباد محلہ نواب پورہ میں چھاپا
اور مولوی غلام احمد صاحب ممدوح نے چھپوا کر شائع کیا
ستمبر ۱۹۱۰ء

قیمت فی جلد ۲/ — طبع اول ۵۰۰

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

((تمام کائنات اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتی ہے))

الحمد لِلّٰہ رب العلمین ساری تعریفیں اور تمام نعمتوں کے شکر کے لایق اور زیبا ہیں اُس کریم آقا رحیم مولا کو جو پرورش کرنے والا اور پیدا کرنے والا اور مارنے والا اور جِلانے والا سارے جہان کا اور دونوں عالم کا ہے سبحان ذاته که صفا تش ز کبریا بر خاك عجز میفگند عقل انبیا۔ ''پاک ہے ذات اُس کی جس کی کبریائی کی صفت مثل بجلی چمکنے والی کی دونوں عالم کی آنکھوں میں جلوہ گر ہے ہر دم اس کی ذاتِ مقدس کی تجلّی نوری ارض وسما، بحر وبر، شجر، حجر، قطرہ قطرہ، ذرّہ ذرّہ میں پیشِ نظر ہے آسمان اُس کے عشق میں مستانہ وار مست سرشار جامِ بےخودی ہو کر شب و روز گھومتا ہے یعنی اُس کا طواف کرتا ہے عرشِ اعلیٰ سے تا بہ لامکان، جہان ارواح اور عالم بالا اس صانع مطلق قادر برحق کے سرور بادۂ ذوق اور نشۂ شرابِ شوق میں محوِ لذتِ بےہوشی ہو کر وجد میں آ کر کس کس رنگ سے جھومتا ہے اور اس کی ہی محبت کا دم بھرتا ہے کرہ زمین اُس کے جذبۂ الفتِ کامل میں زیر و زبر ہے حُور و مَلَک، جن و پَری، انسان، وحش وطَیر ((یعنی چوپائے اور پرندے))، پہاڑ، جنگل، آبادی، ویرانہ، خشکی، تَری، دریا وسمندر میں اس کی یادگاری کا جوش ہے عالمِ ہستی مثل موسیٰ علیہ السلام اُسی نرالی ادا والے محبوبِ حقیقی کے ناز و انداز پر مہ جبینِ فنا سے ہم آغوش۔

ہر دم ہے ترا نام زباں پر جاری کب تک نہ مہکے ایک زباں بیچاری
ہر موے بدن کاش زباں ہو جائے باری باری کہے وہ باری

چمن چمن اُسی کی یادگاری ہے۔ اُسی کے ذکر کا نغمہ بلبل اور قمری کی زبان پر جاری ہے۔ عندلیب نے سرو ما کی اسی گلِ رعنا غنچۂ دہن کے عشق میں بہ آہ وزاری ہے، قمری محرومِ راز سراپا

نیاز کے صدائے حَقّ سِرُّہٗ اس کے تصدق، اسرارِ قدرت میں کیا پیارے پپیہا اُس کو ڈھونڈتا ہے، ''پی کہاں'' کی آواز دے کر پکارتا ہے، فاختہ نے بھی اسی نغمۂ سرخوش ترانۂ دلکش ''پی کہاں'' کا ترجمہ فارسی زبان میں ''کُوکُو'' کیا، جس سے وہ ہی مراد صاف ظاہر ہے کہ اے دوست تُو کہاں ہے۔ پیرہن پھول کا تیری جدائی میں چاک، دل کلیوں کا ترے صدمۂ فرقتِ پنہاں میں غم ناک ہے۔ چشمِ بیدارِ نرگس زبانِ سوسن (۲) کو کس ایما و اشارۂ نہانی اور زبان سے بے زبانی تعلیم یادِ الٰہی کی کرتی تھی اور کہتی ہے۔ ؎

کر یاد ذرا خدا سے غافل — فرضوں کو نہ کر قضا سے غافل

تب زبانِ سوسن (۳) نغمۂ شکر و حمدِ خدا میں تر زبان اور مصروف ہو کر چشمِ نرگسِ خوابیدہ کو کہتی ہے کہ خوابِ شیریں سے ذرا جاگ اور اپنے پیدا کرنے والے کی قدرتِ رنگا رنگ کا تماشا آنکھ کھول کر دیکھ سویا سو کھویا جاگا سو پایا اے نرگسِ حیران ہوشیار ہو وقتِ بیدار ہے خواب نہیں ؎

مُردوں سے نہ شرطِ بد کہ سوائے زندہ — مرنا ہی نہ ہو روزِ جزا سے غافل

پتّہ پتّہ، ڈالی ڈالی، خار و گل، سبزہ و بلبل کیا بلکہ تمام باغ و بہار تا بہ خزاں نہیں نہیں بلکہ سارا جہاں اس طرح نغمہ ساز ہے ؎

وہ جملہ کائنات کا پروردگار ہے — ان قدرتوں پہ جانِ دو عالم نثار ہے

بلبل کے دل میں دردِ محبت اُسی کا ہے — گل میں اُسی کا رنگ اُسی کی بہار ہے

اور نغمۂ قُلقل بھی ساقی کو بے باقی شرابِ عمرِ رواں کا جواب صاف دے کر واعظانہ نعرہ زن ہے ؎

عیش و طرب و نغمہ و ساقی فانی — درد و مرض و صحت و چاقی باقی

---

(۲)، (۳) ''سوسن'' آسمانی رنگ کا ایک پھول ہے جسے شعراء زبان سے تشبیہ دیتے ہیں (فیروز اللغات صفحہ ۸۶۵ مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ، پاکستان ۲۰۰۵ء) (میثم قادری)

مخلوق میں کوئی نہ رہے گا باقی، خالق باقی ہے اور باقی فانی،

ربِّ سلّم علی رسول اللّٰہ۔ مرحبا مرحبا رسول اللّٰہ

اللّٰھم صلّ علٰی محمد وعلٰی اٰل محمد واصحاب محمد و بارك وسلم اے جنابِ باری درود بھیج اور رحمتِ کامل روانہ فرما اپنے حبیب محمد مصطفٰے صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ و آلہ واصحابہ وسلم پر اپنے محبوب احمد مجتبیٰ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ و آلہ واصحابہ وسلم پر اور یہ درود اور رحمت فائز فرما اور پر آلِ پاک حضور پر اور بعدہٗ اصحابِ باصفا کے مرقدِ مخزنِ نور پر۔ اے جلوۂ نورِ خدا اے مسند نشینِ بزمِ دَنٰی فَتَدَلّٰی ((ترجمہ: ''پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا''۔ پارہ: ۲۷، سورۂ نجم، آیت: ۹)) اے سورِ انعام فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی ((ترجمہ: ''اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی'' پارہ: ۲۷، سورۂ نجم، آیت: ۱۰))۔

اے مصدرِ اکرام مَازَاغَ الْبَصَرُ وَ مَاطَغٰی (۴)

کی ذاتِ اَحد نے ذات تیری یکتا
تجھ سا نہیں دوسرا وحید دوسرا
اس سے نہیں کم زیادہ رتبہ تیرا
اللہ سے کم، اُس کے سوا سب سے سوا

درو دیوار تجلی سے تیرے نور کی جگمگا رہے ہیں، سمک ((زمین کا سب سے نچلا طبقہ)) سے سماک تک، ارض و سما عالمِ بالا صلِّ علٰی محمد صلِّ علٰی محمد کا شور و غل مچا رہے ہیں۔ فلک بے سروپا ترا کشتۂ ناز و ادا ہو کر شب و روز تری تلاش میں خانہ بدوش ہے۔ کرۂ زمین تیری آتشِ فراق میں سوز و گداز شعلہ و شرارہ حسرت و فلق سے ہم دوش ہے۔ شمعِ فانوس تری تپشِ عشق سے خاموش جلتی ہے۔ لالۂ خونیں جگر کے دل پر خون سے فوارے خون کے جاری ہیں۔ آہِ سرد سینے سے نکلتی ہے۔ شاخ شاخ ہوا کے جھونکے سے آپس میں مل کر

(۴) ترجمہ: ''آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی'' ((ترجمہ کنز الایمان از امامِ اہل سنت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی علیہ رحمہ)) (میثم قادری)

تیرے صدمۂ ہجر کفِ افسوس مَلتا ہے

وہ تپش دل کی حضوری میں کہاں ہے لیکن　　درد ِالفت ہی تو ہے ہونے کو ہاں ہوتا ہے

مہرباں ہو کے یہی پوچھ تُو حافظ سے کبھی　　کیوں ہے بے تاب ترے درد کہاں ہوتا ہے

یا ربِّ صل وسلم دائمًا ابدا　　علی نبیّك خیر الخلقِ کُلّھِم

وہ نورِ مقدس جو شاہدِ بزمِ ازل کے تجلی سے جدا ہو کر سرِ بازار ظہور آ کر اپنے چاہنے والوں اور خریداروں کو مثلِ زلیخا مشتاق بنانے والا تھا۔ پیشانیِ آدم سے عبداللہ والدِ رسول اللہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کی پیشانی تک وقتاً فوقتاً چمکتا ہوا چلا آتا تھا اب اُس گوہرِ نورانی نے رحمِ آمنہ میں قرار پکڑا یعنی بی بی آمنہ حضرت کی ماں حاملہ ہوئیں اور بارہویں تاریخ ربیع الاول شریف کی جس کو بارہ وفات کا چاند کہتے ہیں پیر کے دن وقت صبح صادق کے اُسی طُور پر گرنے والی نور کی بجلی نے جس نے موسیٰ کو اپنی جگمگاتی ہوئی جھلک جھلک کرتی ہوئی چمک دمک سے کوند کر بے ہوش کر کے اپنی تجلیوں سے پہاڑ کو جلا کر سرمہ بنا دیا تھا۔ ہیولائے انسانی میں جامۂ ہستی بن کر نکھرے ہوئے چاند کے روپ میں بے داغ جوبن سے ظہور کر کے اپنے مشتاقانِ دیدار کو سمک سے سماک تک مکان سے لا مکان تک مست و مدہوش اور والہ و شیدا بنایا یعنی صبح کے سُہانے وقت میں محمد مصطفٰے صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم پیدا ہوئے

نورِ شمس الضحیٰ پیدا ہوئے　　رشکِ بدرالدجےٰ پیدا ہوئے

حضرِ راہِ ہُدا پیدا ہوئے　　رہبر و رہنما پیدا ہوئے

شاہِ کونین مونسِ فقر　　فخرِ شاہ و گدا پیدا ہوئے

کیوں نہ آساں ہو مشکلیں سب کی　　آج مشکل کشا پیدا ہوئے

جس کو کہنا ہو حالِ دل آؤ!　　کُل کے حاجت روا پیدا ہوئے

مانگو جو مانگنا ہے پاؤ گے　　مفلسو! مصطفٰے پیدا ہوئے

((حضور صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا))

جس وقت کہ حضور قبلۂ عالم نے خلوتِ شکمِ مادرِ مکرمہ سے بسیطِ ہستی پر قدم ناز رکھا، جبینِ نیاز سجدۂ شکر خلاق و معبودِ حقیقی کی طرف متوجہ فرما کر انگشتِ شہادت آسمان کی طرف اُٹھائی مراد اُس سے یہ تھی کہ پیدا ہوتے ہی جھنڈا شفاعتِ اُمت گناہ گار کا بلند کیا اور صاف صاف لبِ اقدس سے فرمایا امتی امتی۔

((حضور صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت ہونے والے عجائبات))

اُس شہنشاہِ زمین وزمان کے پیدا ہوتے ہی روے زمین پر اقالیمِ کفر میں کھلبلی پڑ گئی۔ شیطان ہنکائے گئے پہاڑوں اور سمندروں کی طرف نکالے گئے اور زمین کے سلاطین اور بادشاہ خوف سے گونگے اور بہرے ہو گئے۔ زبانیں منہ میں بند ہو گئیں ایسا رعب چڑھا کہ بول نہ سکے۔ سمندروں میں جوش پیدا ہوا۔ ابرِ رحمت کی گھٹا قلزمِ قدرت سے صفحۂ عالم پر گھر آئی اور فضل وکرم کی بدلیوں نے برسنا شروع کیا۔ قحط سالی دُور ہوئی باغِ عالم سرسبز وشاداب ہوا۔ بُت روے زمین کی قسمتِ برگشتہ کی طرح اُلٹ گئے کرۂ زمین رعبِ دستِ مقدم قبلۂ دو جہان سے زیروزبر تھا۔ بسیطِ خاک کے جسم پر ایسا لرزہ چڑھا کہ چودہ کنگرے قصرِ کسریٰ بادشاہِ ایران کے زمین پر گر پڑے اور سربسجود پڑے رہے۔ فَرّاش(۵) بادِصبا نے عالمِ ہستی کو جاروبِ رحمت سے جھاڑ کر صاف کیا۔ تمام حیوانات بولنے لگے نیرنگیِ قدرت نے یک رنگیِ وحدت کا ایسا سماں باندھا کہ سارے حجابِ حائل درمیان سے اُٹھ گئے۔ مشرق سے مغرب تک زمین سے آسمان تک ایک تجلیِ نوری تھی کہ ہر طرف پھیلی ہوئی تھی کوئی پردہ غیریت کا درمیان چشمِ تماشا اور جلوۂ محبوب دلارا کے پڑا نہ رہا سبحان اللّٰہ کیا شان ہے۔

ربِّ سلّم علی رسول اللّٰہ مرحبا مرحبا رسول اللّٰہ

---

(۵) ''فَرّاش''، یعنی فرش بچھانے والا وہ شخص جس کے ذِمّے فرش فروش، روشنی اور خیمے لگانے کا انتظام ہو (فیروزاللغات صفحہ ۹۸۲ مطبوعہ فیروزسنز لمیٹڈ، پاکستان ۲۰۰۵ء) (میثم قادری)

جب عمر شریف چالیس برس کی ہوئی مرتبۂ نبوت اور رسالت کا خلعتِ زیبا پہن کر مخلوق کو تمغائے اسلام سے مشرف فرمایا اور وہ چشمہ ہدایتِ برحق کا قلزمِ فطرت سے جاری کیا جس کا سیلان محض منجانب اللہ خالصاً لِلّٰہ اور بے غرض و بے طمع بموجب فرمانِ باری کے ظہور میں آیا اس سمندر کی موجیں روزِ قیامت تک برابر چڑھنے پر رہیں گی کبھی رُکاو ((رُکنا)) نہ ہو گا یہ دینِ اسلام وہ دینِ مقدس ہے جس کے پھریرے روزِ جزا تک ایسے ہی لہرائیں گے۔

((واقعہ معراج حضور صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے))

معجزات حضورِ اقدس صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کے بے شمار ہیں مراتب قُربِ الٰہی کا تو کچھ حد و حساب نہیں جو خدا نے آپ کو دیئے تھے۔ چنانچہ منجملہ اُنہیں مراتبِ محبوبیت کے واقعۂ معراج شریف ہے جس پر خاتمیت مراتب و مدارجِ قربت کی ہوئی ؎

معراج ہوئی جمالِ باری دیکھا رفرف پہ عجب لطفِ سواری دیکھا
آئے تو وضو کا آب جاری دیکھا نہ قلزم کے گردوں گئے پار نبی

بڑے بڑے راز و نیاز خدا اور رسول کے درمیان رہے بہشت دوزخ ملاحظہ فرمائے اور آن کی آن میں آئے گئے یہاں تک کہ بستر سے گرمی تک نہ گئی تھی۔

وہ سرعتِ رہوارِ جنابِ والا وہ برق وہ شے صل علیٰ صل علیٰ
کس گرم روی سے عرش تک آئے ہوا فرشِ راحت نہ ہونے پایا ٹھنڈا
رب سلّم علی رسول اللّٰہ مرحبا مرحبا رسول اللّٰہ

۲۶ ماہِ ذی الحجہ ۱۳۲۷ھ

تمام شد

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

(خدا فرماتا ہے) ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے

الحمد للہ کہ محض اس کے فضل و کرم سے یہ مختصر رسالہ

مُسمّٰی بہ

میلاد نامہ

مُلقّب بہ

شرح نٓ والقلم

فی

فضایل سیّد العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلّم

از افادات فیوض جناب قدوۃ السالکین زبدۃ الواصلین جناب حضرت مرشدنا

و مولانا میاں علی محمد صاحب مدظلہ۔ چشتی نظامی سجادہ نشین بسی شریف

شایع کردہ

سید مسلم نظامی دہلوی خواہرزادہ حضرت محبوب الٰہی

باہتمام جناب سیٹھ محمد صدیق صاحب محفوظ بیڑی والے متصل پیسہ اخبار سٹریٹ لاہور طبع شد

عرضِ حال

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

خاکپائے درویشاں سید مسلم نظامی خواہرزادہ حضرت محبوبِ الٰہی عرض پرداز ہے کہ یہ مختصر مگر جامع رسالہ میلاد نامہ المعروف بہ ''شرح ن والقلم فی فضائل سید العرب والعجم'' جامع منقول و معقول حضرت قبلہ میاں علی محمد صاحب چشتی نظامی سجادہ نشین بسّی شریف متع اللّٰہ المسلمین بطول بقائہٖ کے افاداتِ عالیہ سے ہے جس کو آج سے ۵۲ سال پیشتر حکیم غلام قادر صاحب مرحوم نے امرت سر سے شایع کیا تھا اور اب تقریباً نایاب تھا۔

پُرانی کتابوں کی تلاش میں اتفاقاً یہ رسالہ مجھے مل گیا۔ جس کو حضرت میاں صاحب کی اجازت سے چھپوایا جارہا ہے۔ تاکہ میرے سب ہم مسلک وہم مشرب دینی بھائی اس سے مستفید ہوں اور حضرت کی یہ ایک یادگار تحریر تبرکاً سب کے پاس پہنچ جائے۔

اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولاالضالین امین بحرمۃ طٰہٰ ویٰس صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم۔

سید مسلم نظامی دہلوی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيۡدًا وَتَبٰرَكَ الَّذِىۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰى عَبۡدِهٖ لِيَكُوۡنَ لِلۡعَالَمِيۡنَ نَذِيۡرًا وَالصَّلٰوةُ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الَّذِىۡ قَالَ فِىۡ حَقِّهٖ وَمَا اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا قُلۡ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ جَمِيۡعًا وَالسَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّهِ الَّذِىۡ اَيَّدَهٗ بِتَأۡيِيۡدِ الۡمُعۡجِزَاتِ الۡقَاهِرَةِ وَكَرَّمَهٗ بِالۡاَخۡلَاقِ الۡكَرِيۡمَةِ الۡمَوۡهُوۡبَةِ الۡبَاهِرَةِ. وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهِ الۡبَرَرَةِ الۡمُبَشَّرِيۡنَ بِجَنَّاتِ النَّعِيۡمِ وَعَلٰى اَوۡلِيَائِهٖ وَاَتۡبَاعِهِ السَّالِكِيۡنَ عَلَى الطَّرِيۡقِ الۡمُسۡتَقِيۡمِ الَّذِىۡ اَنۡعَمَ عَلٰى عِبَادِهِ الۡمُخۡلِصِيۡنَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ نَحۡنُ نُبَيِّنُ لَكُمۡ مَعَ قِلَّةِ الۡعِلۡمِ شَيۡئًا مِنۡ خُلُقِهِ الۡعَظِيۡمِ ط

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

امّا بعد !

حضور علیہ التحیۃ و التسلیم کے اخلاقِ حمیدہ کی حقیقت کا انکشاف (علی ماھو علیہ) تو اسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ وہ ذوقی طور پر اور عملی صورت میں انسان کے دل اور نفس میں پیدا ہو جائیں اور صورتِ عملیہ اسی وقت مرتب ہوگی جبکہ کیفیتِ علمیہ دل میں جاگزیں ہو۔ پس حضور صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کے اخلاقِ حمیدہ کی عظمت اس کلام پاک پر نظر کرتے ہوئے (جس کی معجز بیانی اور صداقت نشانی اور تفصیلِ حق عن الباطل بالکل روشن اور واضح ہے) بیان کردینی ضروری ہوئی۔

((نٓ وَالْقَلَمِ کی شرح:))

جیسے کہ باری عزّ اسمہ و جلّ ذکرہ نے اپنے نبی برحق اور حبیبِ پاک صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کی تعریف کرتے ہوئے اور اپنی نعمت کا اظہار فرماتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا ہے: وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ○

جس کی آیات ماقبل یہ ہیں: نٓ ○ وَالْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْنَ○ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ○ وَاِنَّ لَکَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ○ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ○

((پارہ:۲۹، سورۂ قلم، آیت:۱تا۴))

نون، اس کی حقیقت کو خدا خوب جانتا ہے۔ لیکن جو کچھ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو علم دیا ہے اس کے مطابق بطورِ احتمال قدر ے اس کی تفسیر کر دینا مناسب ہو گا۔ پس واضح ہو کہ بعض علماء کے نزدیک نون سے مراد مچھلی ہے جس کی دلیل قرآنِ کریم کے اندر حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے ذوالنون کے ساتھ یاد فرمایا ہے کیونکہ ذوالنون کے معنی مچھلی والا ہے۔ بناءً علیہ نون کے معنی ((قسم ہے مچھلی کی)) کہ جس کی پیٹھ پر زمین بچھائی گئی ہے۔'' ہوں گے بعضوں کے نزدیک نون سے وہ مچھلی مراد ہے کہ جس نے یونس علیہ السلام کو نگلا تھا۔

بعض دوسرے اہلِ علم اپنے دلائلِ نقلیہ بیان کرتے ہوئے یوں کہتے ہیں کہ نون سے مراد دوات ہے۔ تو گویا یہ قسم دوات اور قلم کے ساتھ ہو گی۔ قسم کھانے کی وجہ ان دونوں کی منفعت ہے۔ کیونکہ اس کے سبب سے کتابت وقوع میں آتی ہے جس کا بے شمار فائدہ ہر کوئی جانتا ہے۔ بعض کے نزدیک نون الرحمٰن کا ہے۔ اور اس سے مقصود اسم شریف الرحمٰن کے ساتھ قسم کھانا ہے۔ لیکن اقویٰ ترین قول یہ ہے کہ نون سورت کا نام ہے۔ یا اظہارِ معجزہ کے لیے لایا گیا ہے۔ اس لئے کہ اُمّی آدمی کا حروفِ مفردات کو اس طریق پر لانا غیر ممکن تھا۔ پس آپ کا حروفِ مقطعات کو بیان فرمانا صدقِ نبوّت کی دلیل ہو گی۔ وَالْقَلَم الخ ''قسم ہے قلم کی اور اس چیز کی جو لکھا گیا ہے۔ تُو بسبب اپنے رب کی نعمت کے مجنون نہیں ہے اور تحقیق تیرے لئے ثوابِ عظیم ہے کہ جس کا اندازہ نہیں ہو سکتا اور تحقیق تُو البتہ خلقِ عظیم پر ذوقاً وجبلۃً مخلوق و مبعوث ہے''۔ یعنی قسم نون کی اور قلم کی اور جو مسطور ہوا ہے۔ تُو جنون سے بری ہے کیونکہ تُو اللہ کی نعمت غیر مقطوعہ وغیر منقوصہ کے ساتھ متصف ہے۔ جس کی نعمت کا مفہوم نبوت و ریاستِ عامہ و ذوقِ عبودیتِ کاملہ وغیرہا الی ما لا نهاية له ہے۔ یہ تو ان آیاتِ شریفہ کا ترجمہ ہے۔ ہمارا مقصود بالذات تو اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ہے۔ لیکن اس کے ماقبل کی آیاتِ شریفہ اس آیتِ کریمہ سے متعلق ہیں۔ اس لیے اجمالاً ان کا کچھ مطلب بیان کر دینا ضروری ہے۔

پس واضح ہو کہ یہ قصہ جو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا ہے اس طرح واقع ہوا کہ:

"ایک دن جناب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام غارِ حرا کی طرف تشریف لے گئے تھے اور دیر تک واپس تشریف نہ لائے تو اُمّ المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللّٰہ عنہا آپ کی تلاش میں گئیں۔ لیکن نہ پایا۔ پس ناگاہ آپ تشریف لے آئے تو آپ کے چہرہ مبارک کا رنگ متغیّر دیکھ کر حضرت اُم المومنین ممدوحہ رضی اللّٰہ عنہا نے عرض کی کہ یہ کیا حال ہے؟ تو حضور صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور مجھ کو یہ کہا۔ کہ پڑھ، میں نے کہا، پڑھنا نہیں جانتا ہوں۔ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ کو اپنے سینے سے زور سے دبا کر کہا کہ پڑھ اسی طرح تین دفعہ کے بعد میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، کیا پڑھوں؟ تو انہوں نے کہا کہ اقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ"۔ الخ (رواہ البخاری)

اس مقام پر صاحبِ "تفسیر کبیر" یوں تحریر فرماتے ہیں کہ پھر فرشِ زمین پر جبرائیل علیہ السلام ظاہر ہوئے اُنہوں نے وضو کیا اور میں نے بھی وضو کیا۔ پھر انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی۔ اور میں نے بھی ساتھ ان کے دو رکعتیں پڑھیں۔ اور کہا کہ یَا محمد نماز اس طرح ہوتی ہے حضرت اُم المومنین رضی اللّٰہ عنہا یہ سن کر اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس تشریف لے گئیں، جو دیناً نصرانی تھا۔ آپ نے اس قصہ کے متعلق دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟۔

اس نے کہا کہ حضرت محمد کو میرے پاس بھیج دو۔ چنانچہ آپ تشریف لے گئے۔ اس نے پوچھا کیا جبرائیل علیہ السلام نے یہ بھی کہا کہ اللہ کی طرف لوگوں کو دعوت دو تو آپ نے فرمایا۔ نہیں۔ پس اُس نے کہا کہ قسم ہے خدا کی اگر میں تیری دعوت کے وقت تک زندہ رہا۔ تو دل و جان سے تیری مدد کروں گا۔ مشیتِ ایزدی سے وہ قبل از وقت فوت ہو گیا۔ اور یہ قصہ حرازبانِ زد کفارِ قریش ہوا۔ اور کہنے لگے کہ مجنون ہے اللہ تعالیٰ نے قسم

کھا کرفرمایا کہ تُو مجنون نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت اور عقلِ سلیم اور خلقِ عظیم آپ کوایسا بخشا ہے کہ جس کی تحصیل سے کُل مخلوق قاصر ہے گویایوں فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تُو عاقل ہے مجنون نہیں ہے۔ اللہ کی نعمت کے ساتھ منعم ہے۔ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ صفاتِ محمودہ آپ کو حاصل ہو چکے ہیں اور صفاتِ ذمیمہ بواسطہ انعام و اکرام ولطفِ الٰہی آپ سے زائل ہو چکے ہیں۔

((اللہ تعالیٰ نے تین قسم کی صفات کے ساتھ حضور کی توصیف فرمائی:))

جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے تین قسم کی صفات کے ساتھ آپ کی توصیف فرمائی ہے۔

صفت نمبر ۱: آپ سے جنون کو نفی کیا اور اس دعویٰ کی صحت پر قوله تعالیٰ: بِنِعْمَةِ رَبِّكَ دلیلِ قاطع اور برہانِ ساطع بیان فرمائی۔ اس لیے کہ یہ قول اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یعنی فصاحتِ تامہ اور سیرتِ پسندیدہ اور ہر عیب سے بَری ہونا اور ہر خوبی کے ساتھ متصف ہونا آپ کے حق میں ظاہر ہے۔ پس جس وقت یہ نعمتیں ظاہر اور باہر ہیں۔ تو ان کا وجود ضرور ہے کہ حصولِ جنون کو منافی ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسی دقیقہ پر تنبیہ فرمائی ہے۔ تاکہ دلالتِ یقینیہ کے طور پر مقولہ کاذبہ اِنَّهٗ مَجْنُوْنٌ کے کذب کو ظاہر کر دے۔

صفت نمبر ۲: قوله تعالیٰ: وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ (یعنی) ''اور اس لیے کہ تیرے واسطے ثوابِ عظیم غیر مقطوع ہے''۔ یہ آیۃ کریمہ اس صورت سے ان کے کذبِ قول پر دلیل ہے کہ جبکہ آپ نے اس طعن اور قولِ قبیح پر تحمل فرمایا۔ اور اظہارِ نبوّت اور معجزات اور دعوتِ خلق الی اللّٰہ اور تعلیمِ شریعتِ بیضا کے اندر سعی بلیغ فرمائی تو اس پر اجرِ عظیم اور مرتبۂ عالیہ عنداللہ مترتب ہونا ضرور ہے پس جس کے لیے یہ صفات متحقق ہوں اس کی طرف جنون کو نسبت کرنا خود قائل کے اپنے ہی جنون کی دلیلِ واضح ہے۔

صفت نمبر ۳۔ قوله تعالیٰ: وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (یعنی) ''اور تحقیق تُو البتہ خُلقِ عظیم پر ہے''۔ اس میں کئی مسائل ہیں:

۱۔ **مسئلۂ اولیٰ**: سامعین ذرا غور فرمائیں کہ یہ آیۂ شریفہ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ کی ایک طرح تفسیر ہے اور جس شخص نے حضور صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کی طرف جنون کو منسوب کیا اس کی تردید ہے اس طرح پر کہ یہ جھوٹا اور خاطی ہے کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اخلاقِ حمیدہ اور افعالِ پسندیدہ سے متصف فرمایا تھا اور جس ذاتِ مقدسہ کے یہ صفات اور افعال ہوں اس کی طرف نسبت جنون کی کیسے جائز ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اخلاق اہلِ جنون تو بَد ہوتے ہیں اور چونکہ آپ کے اخلاقِ حمیدہ اکمل اور اعظم صورت میں واقع ہوئے تھے۔ اس لیے یہ ضرور ہوا کہ اخلاق کی صفت عظمت کے ساتھ کی جائے چنانچہ فرمایا: خُلُقٍ عَظِيمٍ اور آیۂ شریفہ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ((پارہ:۷، سورۂ انعام، آیت:۹۰)) (اور) مَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ((پارہ:۲۳، سورۂ ص، آیت:۸۶)) (یعنی) میں تم سے کوئی بدلہ نہیں مانگتا کہ بناوٹ کا احتمال ہو اور میرا یہ معاملہ اور اخلاق جو تمہارے سامنے ظاہر ہوتے ہیں۔ ان میں کوئی تکلیف نہیں ہے۔ کیونکہ تکلیف کرنے والے کو اپنے معاملہ پر دوام اور ہمیشگی نہیں ہوتی بلکہ اپنی طبیعتِ اصلیہ کی طرف رجوع کر جاتا ہے۔

بعض دانشمند علماء نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے خُلق کی تعریف عظمت کے ساتھ اسی بناء پر بیان فرمائی ہے کہ جس کا تقاضا آیۂ کریمہ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ((پارہ:۷، سورۂ انعام، آیت:۹۰)) کر رہی ہے۔ کیونکہ یہ ہدایت کہ جس کی اقتدا کا حکم جنابِ باری عزّ شانہ و جلّ برھانہ نے حضور صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کو فرمایا ہے وہ معرفت اللہ کی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ تقلید ہے اور تقلید ایسے اولوالعزم پیغمبر کے لیے معرفت کے اندر مناسب نہیں ہے اور نہ اس ہدایت سے شرائع مراد ہیں کیونکہ آپ کی شریعتِ بیضا شرائع ماقبل سے مخالف ہے تو پس مقرر و معیّن ہوا کہ جس امر کے ساتھ اقتدا کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ اخلاقِ کریمہ انبیاء متقدمین علیہم السلام ہیں اور ہر ایک نبی ایک نوع خلقِ کریم کے ساتھ مختص تھا۔ جبکہ حضور صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کو کُل ساتھ اقتدا کا حکم دیا گیا تو گویا مجموع اخلاق میں کہ جو ان کے

اندر متفرقاً پائے جاتے تھے پیروی کرنے کا ارشاد فرمایا۔

اور چونکہ یہ درجۂ عالیہ انبیاء ماسبق میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوا تو ضرور ہے کہ خُلق کی تخصیص وتعریف وصفِ عظیم کے ساتھ کی جائے۔

نیز اس میں ایک اور دقیقہ قابلِ غور ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ فرمایا ہے اور کلمہ علٰی غلبہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ تو پس یہ لفظ اس امر پر دلالت کرے گا کہ آپ اخلاق پر غلبہ اور استیلا رکھتے ہیں گویا ان اخلاق جمیلہ کی نسبت سے ایسے ہیں جیسے آقا غلام کی نسبت سے یا حاکم محکوم کی نسبت سے ہوتا ہے۔

۲: **مسئلۂ ثانیہ**: علماء محققین نے خُلق کی تعریف اس طرح بیان فرمائی ہے۔ خُلق ایک ایسی ہیئت اور کیفیتِ راسخۂ نفس کا نام ہے کہ جس کی جہت سے افعال بغیر کسی تکلّف اور ریا کاری کے آسانی کے ساتھ صادر ہوں پس اگر یہ کیفیت اس حیثیت کے ساتھ ہے کہ اس کی وجہ سے افعالِ جمیلہ عقلاً وشرعاً سہولیت کے ساتھ بلا تکلّف صادر ہوتے ہیں تو یہ کیفیتِ راسخہ خُلقِ حَسَن کے ساتھ موسوم ہوتی ہے اور اگر اِسی انداز کے ساتھ افعالِ قبیحہ صادر ہوں تو اس کا نام خلقِ ذمیم (بَد) ہے چنانچہ اگر کوئی شخص نادر طور پر کسی عارضی حالت کی جہت سے مال کو خرچ کرے تو اس کا نام سخی نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وہ کیفیت و ہیئت اُس کے دل میں راسخ نہ ہو جائے۔ اور اسی طرح جو شخص غصہ کے وقت کوشش اور ریا کاری اور تکلیف سے سکوت کرے گا اُس کو حلیم نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ محض افعالِ جمیلہ کا ظاہر ہونا اور چیز ہے اور سہولیت کی قید دوسری چیز ہے۔ پس جس فعلِ جمیل کے اندر سہولیت مفقود ہوا اور تکلّف موجود وہ کیونکر خُلقِ جمیل سے تعبیر کیا جائے گا۔ علاوہ اس کے ہم نے تعریفِ خُلق کے اندر یہ کہا ہے کہ وہ ایک ملکۂ نفسانیہ ہوتا ہے کہ جس کے سبب سے سہولیت کے ساتھ افعال صادر ہوں یہ تو نہیں کہا کہ محض صدورِ افعال کا نام خُلق ہے۔

۳: **مسئلۂ ثالثہ**: سعید بن ہشام رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے روایت

ہے کہ انہوں نے ایک دن اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا سے عرض کی کہ مجھے خُلقِ نبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے خبردار کیجیے تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ بس قرآن ہی آپ کا خُلق ہے۔ اور کسی دوسرے موقعہ پر حضرت ممدوحہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا گیا۔ تو بھی یہی جواب دے کر قرآن مجید کی دس آیات قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الخ پڑھ دیں کہ جن کا مضمون خلاصۃً یہ ہے:

''تحقیق یقین کرنے والے لوگ کامیاب ہوئے اور وہ لوگ وہ ہیں جو اپنی نماز کے اندر حضورِ قلب کے ساتھ بوجہ غلبۂ خوف اور ہیبت کہ جس کی علت نورِ عظمت کی تجلی ہوتی ہے سر جھکانے والے ہیں اور وہ وہ لوگ ہیں جو فضول کاموں سے بوجہ اشتغالِ حق کے منہ پھیرنے والے ہیں اور وہ وہ لوگ ہیں کہ جو بسبب تجرّد از صفاتِ ذمیمہ ((یعنی بُری صفات)) زکوٰۃ کے دینے والے ہیں یعنی تزکیۂ نفس کرنے والے ہیں اور وہ وہ لوگ ہیں جو اپنی شرمگاہوں یعنی اسبابِ لذّات اور شہوت کی حفاظت ترکِ حظوظ کے ساتھ اور حقوق پر ٹھہرنے کے ساتھ کرتے ہیں پس جو شخص اس کے سوا خواہش کرے گا یعنی اپنے حظوظ کے ساتھ رغبت کرے گا وہی تو ہے کہ جو حد سے تجاوز کرنے والا اور اپنی جان کے ساتھ دشمنی کرنے والا ہے اور وہ وہ لوگ ہیں جو اسرارِ الٰہی کی امانت کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اِن کے باطن میں رکھا ہے محفوظ رکھتے ہیں اور اپنے عہد کو جو ابتدائے فطرت میں انہوں نے اللہ کے ساتھ کیا تھا پورا کرنے میں رعایت کرنے والے ہیں اور وہ لوگ جو ان صفات کے ساتھ موصوف ہیں وہی تو ورثہ پانے والے ہیں. کہ جو مقامِ مقدس کے اندر جنّتِ روحانی کا ورثہ پائیں گے''۔

اس ذکر کے اندر حضور صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نفسِ مقدسہ کی طرف اشارہ ہے کہ بالطبع عالمِ غیب اور اس کے متعلقات کی طرف کھینچنے والا تھا اور طبعاً اور ابتداءً فطرت کی جہت سے عروجِ دنیوی اور لذاتِ بدنی سے سخت متنفر تھا۔ یا اللہ اس حالت سے کچھ ہمیں بھی روزی فرما۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص آنحضرت صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وعلٰی آله وسلم سے اچھے اخلاق والا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جب کبھی صحابہ یا اہل بیت رضوان اللّٰہ تعالٰی علیھم اجمعین میں سے کوئی آپ کو پکارتا تھا تو ہمیشہ لبیك سے جواب دیتے تھے۔ اسی بناء پر آپ کو اللہ تعالٰی نے اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ سے خطاب فرمایا ہے۔ حضرت انس رضی اللّٰہ تعالٰی عنه بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وعلٰی آله وسلم کی ۱۰ ربرس خدمت کی مگر مجھے کبھی کسی کام کرنے پر یہ نہیں فرمایا کہ کیوں کیا، یا نہ کرنے پر یہ نہیں کہا کہ کیوں نہیں کیا!۔

اس کے اندر ایک اور لطیفہ قابلِ ذکر ہے وہ یہ ہے کہ جنابِ باری جلّ جلاله وعمّ نواله اپنے کلامِ قدیم کے اندر فرماتے ہیں: وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا۔ یعنی "تجھ کو وہ چیز سکھائی جو تجھے نہیں آتی تھی یہ تجھ پر اللہ تعالٰی کا فضلِ عظیم ہے"۔

یہ آپ کی قوتِ علمیہ کے کمال کی طرف اشارہ ہے اور پھر فرمایا: اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اس میں آپ کی قوتِ عملیہ کے درجۂ اعظم واکمل پر پہنچنے کی طرف ایما ہے۔ پس انسان کے لیے ان دونوں قوتوں کے بعد کوئی کمال باقی نہیں رہتا۔ لہٰذا مجموعہ ان ہر دو آیت کا اس امر پر دلالت کرے گا کہ آپ کی روحِ مقدس ارواحِ بشریہ کے درمیان درجۂ بے نظیر اور مقامِ بے عدیل رکھتی ہے گویا ع:

"آنچه خوبان همه دارند تو تنها داری"

خلاصہ یہ کہ تین باتیں تین ہی چیزوں کی قسم کھا کر بیان فرمائیں۔ جن میں سے ہر ایک کو دوسری سے مناسبتِ تامّہ ہے۔ پھر ہر ایک کو ہر ایک چیز سے کہ جس کی قسم کھائی ہے عجیب مناسبت ہے اور مجموعہ کو مجموعہ سے مناسبت ہے اور لطف یہ ہے کہ یہ تینوں باتیں جدا جدا بھی آنحضرت صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وعلٰی آله وسلم کی نبوّت کی دلیل ہیں

اور مجموعہ مرکّب ہوکر بھی جس کی تقریر اذہانِ صافیہ پر واضح ہے۔

اس برہانِ قاطع کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ برحق صلی اللّٰہ تعالٰی علیہٗ وعلٰی آلہ وسلم کو اطمینان دلانے کے لیے بطور پیشین گوئی فرماتے ہیں جس کا مضمون ایجازاً یہ ہے کہ ''تُو بھی دیکھ لے گا اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ مجنون کون ہے اور گمراہ کون ہیں اور ہدایت پر کون ہے''۔ یعنی وہی مجنون ہیں اور وہی گمراہ ہیں اور اُن سے بڑھ کر گمراہ ہو ہی کون سکتا ہے کہ گمراہی کو ہدایت سمجھ لیں اور عقلمند کو مجنون سمجھ لیں۔ اور آپ اور آپ کے متبعین کے ہدایت پر ہونے کی وجہ سے آپ کی عقلمندی میں کوئی شبہ نہیں۔ پھر ایسی باتوں سے آپ کو ہرگز متاثر نہیں ہونا چاہیے'' (تفسیر حقانی)

حضراتِ سامعین! اب ذرا ساداتِ صوفیہ کی تحقیق کے مطابق (رضوان اللّٰہ علیھم کہ جس کی بناء کشف وشہود پر ہے) ان آیاتِ شریفہ کی تفسیر کا مطالعہ فرمائیں۔ چنانچہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ نون نفسِ کلیّہ سے مراد ہے اور قلم عقلِ کلی سے ارادہ کیا گیا ہے یعنی نون نفس سے کنایہ کیا ہے کیونکہ کنایہ کے یہی معنی ہیں کہ اصل حقیقت مستور اور پوشیدہ ہو اور کسی قرینہ کے ساتھ سمجھ میں آسکے۔ پس نون اسی طرح نفس کا پہلا حرف ہے اور قلم کے قرینہ سے کہ جس کے معنی عقلِ کُلّی کے ہیں سمجھ میں آسکتا ہے۔ والقلم ایک قِسم کی تشبیہ ہے کیونکہ جس طرح کہ قلم کے ساتھ کاغذ پر نقوش پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح تاثیرِ عقل کے ساتھ نفس میں نقوشِ علوم وحقایق منقش ہوتے ہیں۔ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ''قسم ہے اُس چیز کی کہ جو وہ لکھتے ہیں'' یعنی صُوَرِ اشیاء اور ان کی ماھیات اور ان کے احوالِ مقدّرہ جو کہ ظاہر اور واقع ہونے والے ہیں لکھنے والے عقولِ متوسّطہ یعنی فرشتگان اور ارواحِ مقدسہ یعنی ارواح عبادِ مکملین بحالتِ تجرّد عن الابدان ہیں۔ کاتب اگرچہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہے یعنی جو کچھ کہ علوم اور اصنافِ حقائق نفسِ انسانی کے اندر منقش ہوتے ہیں۔ حقیقت میں ان کے نقش کرنے والا خود حق جلّ شانہ ہے لیکن جبکہ یہ عقولِ متوسطہ اور ارواحِ مقدسہ حضرات اسمائے الٰہیہ

کے مظہر اور مقامِ ظہور ہیں تو ہوسکتا ہے کہ مجازاً لکھنے کی نسبت ملائکہ علّیین وارواحِ کاملین کی طرف کی جائے جبکہ مبداء امر وجود اور تقدیرِ الٰہی کی صورتیں اور مخزن غیبِ الٰہی اور منشا تاثیر و تاثر مرتبہ اول میں اسی نفسِ کلّیہ اور عقلِ کلّی اور فعلِ کلّی پر مبنی تھا۔ تو اس شرف کی جہت سے لکھنے والے اور لکھے گئے اور عقل (کلّی) اور نفس (کلّی) کے ساتھ جناب باری نے قسم کھائی (۱)۔

---

(۱) اللہ تعالیٰ کے لئے قسم ''کھانا'' کہنا کیسا ہے؟: امام اہل سنت امام احمد رضا خان کا فتویٰ: حضرت مولانا عرفان علی قادری رضوی بیسلپوری نے اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت مجدد دین وملت فاضلِ بریلوی مولانا شاہ عبدالمصطفٰے احمد رضا خان صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے منسوب فتاویٰ کو ''عرفانِ شریعت'' کے نام سے تین حصوں میں جمع کر کے شائع کروایا اس کے حصہ دوم مسئلہ نمبر آٹھ میں لکھا ہے۔ ''جن کی ہر چیز کی مولیٰ نے قسم کھائی ہو، میں مولیٰ کی طرف کھانے کی نسبت صحیح ہے یا نہیں۔ بیّنوا توجروا۔ الجواب: اللہ عزّ وجلّ کی طرف ''کھانے'' کی نسبت صحیح نہیں مولیٰ کی جگہ قرآن بنا دیا گیا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم'' (عرفان شریعت، حصہ دوم صفحہ ۷ مطبوعہ رضوی کتب خانہ، محلّہ بہاری پور، بریلی، بار دوم۔ ایضاً، حصہ دوم صفحہ ۸ مطبوعہ کتب خانہ سمنانی، اندرکوٹ، میرٹھ نے محبوب المطابع برقی پریس، دہلی میں چھپوا کر شائع کیا) یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر ''قسم کھانے'' کی جگہ کیا کہا جائے گا اس کا جواب اسی کتاب ''عرفانِ شریعت'' حصہ اوّل سے پیش کیا جاتا ہے امام اہلِ سنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی سے پوچھا گیا کہ ''اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں قسم کیوں اٹھائی ہے؟'' اس کا جواب دیتے ہوئے آپ نے فرمایا ''قرآنِ عظیم محاورۂ عرب پر اُترا ہے عرب کی عادت تھی کہ جس امر کا اہتمام منظور ہوتا اسے مؤکد بقسم کرتے معہٰذا کفارِ مکہ کو حضور پُر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے صدق پر یقینِ کامل تھا بعثت سے پہلے حضور کا نام ہی صادق امین کہا کرتے اور ایسا کامل الصدق جس بات کو قسم مؤکد کر کے ''ذکر'' فرمائے خواہی نہ خواہی اس پر اعتبار آئے گا تو اُن پر اتمام حجت کے لئے قسم ''ذِکر'' فرمائی گئی۔ واللہ تعالٰی اعلم (عرفان شریعت، حصہ اوّل صفحہ ۱۲، ۱۳ جماعت رضائے مصطفٰی، بریلی نے نعیمی پریس، مراد آباد میں چھپوا کر شائع کیا۔ ایضاً، حصہ دوم صفحہ ۱۲، ۱۳ کتب خانہ سمنانی، اندرکوٹ، میرٹھ نے محبوب المطابع برقی پریس، دہلی میں چھپوا کر شائع کیا) اعلیٰ حضرت کے ان فتاویٰ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ عزّ وجلّ کے لیے ''قسم کھانا'' کی بجائے ''قسم ذکر فرمانا'' جیسے باادب الفاظ استعمال کیے جائیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کھانے پینے سے پاک ہے۔ (میثم قادری)

ایک دوسری لطافت اس میں اور ہے کہ عقل اور فعلِ عقل کی قسم کھانا جنون کو نفی کرنے کے لیے مناسب بھی تھا۔ وَمَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ (یعنی) تیری عقل پرسرِّ قدر اور جو کچھ کہ لوحِ محفوظ میں منقش ہے واضح اور روشن ہے نیز حقائقِ اشیاء کو جو نفس الامر میں واقع ہیں تجھ پر کھول دیئے گئے ہیں پس جبکہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اس نعمت کے ساتھ منعم فرمایا ہے تو جنون کی نسبت تیری طرف کیوں کر درست آئے گی اِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ (یعنی) تحقیق تیرے لیے انوار مشاہدات اور مکاشفات ثابت اور محقق ہیں جو کہ عقولِ متوسّطہ اور ارواحِ مقدسہ سے تیرے واسطے اجزاً واضح ہوئے ہیں بحالیکہ وہ غیر مقطوع اور سرمدی اور غیر مادی اور بے نہایت بھی ہیں اور جو لوگ کہ تیری طرف جنون کو نسبت کرتے ہیں وہ خود محجوب عن الحق اور تیرے حال اور تیری ذات سے متضاد اور محض ظاہر کے اندر گرفتار اور باطن سے بے بہرہ ہیں اور ان کی عقول و افکار محض مادیات میں مبتلا ہیں پس ان کا تیری طرف جنون کو نسبت کرنا خود اپنے ہی جنون کا ثبوت دینا ہے۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ اور ''تحقیق تو البتہ خُلقِ عظیم پر ہے'' کیونکہ تو اخلاقِ الٰہی کے ساتھ متخلق اور تائیدِ قُدسی کے ساتھ متأیّد ہے۔ یعنی تُو اخلاقِ الٰہی کا ایک نقشہ ہے اور ان کی پائیداری اور ہمیشگی کے ساتھ پائیداری اور دوام رکھتا ہے۔ پس کفار کی جھوٹی باتوں کے ساتھ تُو متاثر نہیں ہوسکتا اور ان کی ایذاؤں سے تجھے نقصان اور ضرر نہیں ہوسکتا۔ تیرا صبر صبرِ نفس نہیں ہے بلکہ حلم وصبرِ الٰہی کا عکسِ تامّ ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں جنابِ باری عزّشانہ وجلّ برھانہ: وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ صبر باللّٰہ صوفیائے کرام علیھم الرحمۃ کے نزدیک بقا کے معنیٰ رکھتا ہے کہ جو فنا پذیر نہیں۔ نیز اہلِ اطمینان کا صبر مقامِ شکر میں قائم ہے اس لیے جو کچھ بھی ان پر نازل ہوتا ہے وہ دوست کی طرف سے ہے وہ محبوب اور مشکور ہے خواہ بلا ہو یا نعمت ورنہ دعویٰ دوستی ثابت نہیں ہوسکتا چنانچہ قصۂ آئندہ اس کا شاہد ہے۔

((حضرت شیخ شبلی علیہ رحمہ کا واقعہ :))

حضرت شیخ شبلی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ مارستان کے اندر محبوس ہوئے آپ کی زیارت کے لیے چند لوگ حاضر ہوئے آپ نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو انہوں نے کہا ہم تیرے دوست ہیں پس آپ نے پتھر مارنے شروع کئے اور انہوں نے بھاگنا شروع کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اے جھوٹو! اگر تم دوست ہوتے تو میری بلا پر بھی صبر کرتے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَاِلَیْہِ الْمَرْجَعُ وَالْمَاٰبُ.

((حضور کے فضائل کا بیان مولانا عین القضاۃ حیدر آبادی کی کتاب سے:))

حضراتِ سامعین اس مجلس کی غایت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل بیان کرنا ہے اب غایت الغایات یعنی جو کچھ کہ ان فضائل کے سننے سے قلب اور روح پر آثار مترتب ہوتے ہیں ان کا تذکرہ کر دینا بھی ضروری ہے۔ پس اس کے لیے مولانا عین القضاۃ کی کتاب ''نہایت الارشاد الی احتفال المیلاد'' میں سے چند سطریں بیان کرنی میرے خیال میں کافی ہوں گی:

۱۔ فاعلم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما کان باعثاً لایجاد العٰلمین۔

((ترجمہ)) ''جاننا چاہیے کہ نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم چونکہ باعثِ ایجادِ عالم ہیں''۔

۲۔ لما ورد من أحادیث لولاك وكان رحمةً لهم۔

((ترجمہ)) ''چنانچہ حدیث میں لفظ لولاک وارد ہے اور جہان کے لیے رحمت ہیں''۔

۳۔ ولِمَا قال اللہ تعالیٰ۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔

۴۔ لكان نعمة عظمى فائقة على نعم العالمين كُلِّها۔۔۔

((ترجمہ))''اس لیے آپ نعمتِ عظمٰی جہانوں کی تمام نعمتوں پر فائق ہیں''

۵۔ ثم لما تولد ووصل إلينا من العالم النوراني لكان تحديثه ببيان يظهر به انه صلى الله عليه وسلم نعمة ربنا العظمٰى الواصلة إلينا الفائقة على نعم العلمين كلها واجبا بالوجوب الاستحساني بالطريق الاولٰى۔

((ترجمہ))''پھر آپ جب پیدا ہوئے اور عالمِ نورانی سے ہماری طرف تشریف لائے تو ان کی تشریف آوری کا ذکر ایسے بیان سے جس سے ظاہر ہو کہ حضور علیه الصلوٰة والسلام ہمارے پروردگار کی نعمتِ عظمٰی ہیں، جو ہمیں ملی اور جہانوں کی تمام نعمتوں پر فائق ہے بطریقِ اولٰی واجب بالوجوب استحسانی ہے''۔

((محفل میلاد شریف کے چودہ فوائد:))

اب سمجھنا چاہیئے کہ ذکر بیانِ ولادت شریف میں کیا کچھ حکمتیں اور فوائد ہیں۔ پس واضح ہو کہ جیسا مولانا موصوف نے ایک تمہیدِ لطیف کے بعد فرمایا ہے کہ حاصلِ کلام اس مقام میں یہ ہے کہ محفل میلاد ایک ایسی محفل ہوتی ہے کہ جس کے اجزا و مقاصد احکامِ فائقہ شرعیہ اور احکامِ شرعیہ عالیہ و غایاتِ دینیہ فاضلہ کو شامل ہیں۔ چنانچہ جس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

اول: تعظیمِ نبوی۔

دوم: نعمتِ عظمٰی فائقہ دینیہ یعنی دین کی ایک بڑی نعمت کا ذکر۔

تیسرے: اس نعمت کا ادائے شکر۔

چوتھے: دینی و دنیاوی نصیحت۔

پانچویں: ایک بڑی دین کی مسرّت کا اظہار کرنا ہے۔

چھٹے: عظمتِ نبویہ ان کے دلوں میں بٹھانا جو اس سے متخلّق ہیں۔

ساتویں: محبتِ نبویہ کی کشش ان دلوں کی طرف جو اس محبت سے عاری ہیں۔

آٹھویں: محبتِ نبویہ کی تجدید جس سے ایمان قوی ہو جاتا ہے۔

نویں: محبتِ نبویہ کو زیادہ کرنا جس سے ایمان معراجِ کمال پر پہنچتا ہے اور ترقی کرتا ہے۔

دسویں: نبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کے ساتھ ارتباط کہ جس کے سبب سے اللہ تعالٰی سے رابطہ پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالٰی کے ساتھ بندہ کا ربط باعتبار رابطۂ حادث بالقدیم محالات سے تھا کہ جس کو اس ذات جامع کمالات نے ممکن بنا دیا۔ پس جس قدر آنخضرت صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کی ذات سے رابطہ مستحکم ہوگا۔ اسی قدر اللہ تعالٰی کی ذات سے استحکام ربط ثابت ہوگا۔ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ((پارہ:۳، سورۂ آل عمران، آیت:۳۱))۔

گیارھویں: نبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کی رضاء ومسرّت اس محفل کے ساتھ۔ یہ امر منامی ہے۔ یعنی معاملہ رویائے صادقہ کے ساتھ جو اجزائے نبوت میں سے ایک جُز ہے ثابت ہے چنانچہ اس کی تصریح علامہ ابن جوزی وغیرہ نے فرمائی ہے۔ بعد میں اللہ تعالٰی کے اہلِ محفل کے ساتھ رضا اور ان پر رحمتِ خاصہ کے ساتھ توجہ۔ کیونکہ اس محفل میں اس کے حبیب کا ذکر اور اس کے حبیب کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے۔

بارھویں: ملائکۂ رحمت کا اہلِ محفل پر نزول۔

تیرھویں: برکاتِ بے شمار کا حصول اور یہ امر تجربی ہے یعنی تجربہ سے ثابت ہے جس کی شہادت اکثر پائی جاتی ہے۔

چودھویں: علمِ خاص کی اشاعت۔

حضرت صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کے کمالات اور فضائل ہم سے کیا بیان ہو سکتے ہیں۔ پس امام الائمہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ کے شعر پر اس تقریر کو ختم کرتے ہیں ؎

وَالْاَنْبِیَاءُ وَ کُلُّ خَلْقٍ فِی الْوَرٰی

وَالرُّسُلُ وَالْاَمْلَاكُ تَحْتَ لِوَاکَا

ذلك فضل اللّٰہ یؤتیه من یشاء واللّٰہ ذوالفضل العظیم ۔ وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقه محمد وآله واتباعه اجمعین برحمتك یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن ۔

تمّت بالخیر

مقبول اے خدا یہ مرا سلسبیل ہو
جنت میں مجکو نہر عطا سلسبیل ہو

سلسبیل فی مولد الہادی السبیل

سلم وصل الہنا - ابداً علی خیر الوریٰ - من وجہہ بدر الدجیٰ - من ذاتہ نور الہدیٰ
من کفہ بحر العطا - کانت علیہ من السما - صلوات ربی دائما - طول الدہور والزمن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ای بدیل شیرین سخن - ای طوطی شکر شکن - لے پہلے نام ذوالمنن - کر نطق کو شیرین دہن
چُنکر روایاتِ حسن - مقبولۂ اہل سنن - لکھہ مولدِ شاہِ زمن - ہو تازہ جس سے جان و تن

اوّل میں وہ ہی ایک تھا - مولیٰ و والی ایک تھا - وہ ذی تجلی ایک تھا - وہ سرِ معنی ایک تھا
وہ گنج ہستی ایک تھا - وہ کنز مخفی ایک تھا - پیدا نہ کوئی ایک تھا - جز ذات رب ذوالمنن

کب تھی یہ پھولونکی مہک - کب تھی یہ کلیونکی چٹک - نسرین میں تھی کب یہ چمک - چمپا میں تھی کب جھلک
لالہ میں تھی کب یہ دمک - کانٹے سے لے گلبرگ تک - معدوم تھے سب یک بیک - گل تھا نہ گلبن نے چمن

تحت الثریٰ سی عرش تک - سجین سے علیین تلک - گر ن لو یہ عالم یک بیک - جن و بشر حور و ملک
مار و حمل طیر و سمک - آب و ہوا ارض و فلک - تھا حرف ہستی سب سے حک - سب کا عدم میں تھا وطن

پھر عزم خلاق وری - اسبات پر محکم ہوا - جلوہ صفات و اسم کا - کبتک رہیگا یون چھپا
کبتک یہ جلباب خفا - کبتک یہ پردہ مین ادا - اب جلوہ سب دیجو دکھا - سِرِّ خفی کیجے عَلَن

خالق نے تب پیدا کیا - نور محمد مصطفےٰ - وہ نور خوب اونچا اوٹھا جیسے ستون اک نور کا
تعظیم کو پھر جھک گیا - اور جھک کے سجدہ مین گرا - حمد خدا لایا بجا - تا خوش ہو خلاق زمن

مولے نے خوش ہو کر کہا - کی حمد تمنے خوب ادا - ہمنے بھی اب تمکو کیا - اپنا محمد مصطفےٰ
تحمید و توصیف و ثنا - ہوگی تمہاری جابجا - ہو آپ کا مدحت سرا - ہر نطق ہر لب ہر دہن

القصہ نور مصطفےٰ - دربار حق مین سالہا - لاتا رہا طاعت بجا - با عشق و صدق و التجا
اور دیکھتا مولےٰ رہا - محبوب کی طرز و ادا - شوق دعا ذوق رجا - طور ادب طرز سخن

پھر امڈا دریای کرم - اوٹھنے لگین موجین بہم - چلنے لگی لوح و قلم - بننے لگی ہر کیف و کم
مٹنے لگا حرف عدم - ہر نقش ہستی مرتسم - ہونے لگا بے بیش و کم - سب جن و چند اور ماروں من

سب بن چکے کون جب - پہنچا یہ حکم آدم کو تب - تو اور تری اولاد سب - اس نور کا کیجو ادب
آدم نے با ذوق و طرب - سر پر لیا فرمان رب - یون نور سلطان عرب - آدم مین اوترا جلوہ زن

اُس نور سے اللہ نے - کیا رتبے آدم کو دیئے - چھانٹا خلافت کے لئے - تعلیم کُل اسما کیئے
بندھکر فرشتو نکے پرے - سب جھک کے سجدے مین گرے - تعظیم کی انکار سے - شیطان گیا ملعون بن

آدم کو جنت گھر دیا - سامان دیا کُل عیش کا - پر کوئی ہم پہلو نہ تھا - ہمجنس و ہمدرد آشنا
تب حق نے دی حوّا بنا خوش پیکر و زیبا لقا - عقد نکاح اُنکا کیا - دولھا بنا وہ یہ دلھن

آدم نے نورِ مصطفٰے - تحویل حوّا کو کیا - حوّا سے پھر آگے بڑھا - ارحام طاہر میں گیا
اِسنے لیا اُسنے لیا - یوں منتقل ہوتا ہوا - تا بطنِ پاکِ آمنہ - آپہنچا وہ دُرِّ عدن

ساقی وہ جوہر آج دے - وہ لعلِ احمر آج دے - وہ بادۂ تر آج دے - وہ آبِ کوثر آج دے
وہ روح پرور آج دے - خم و سبو بھر آج دے - بھر بھر کے ساغر آج دے - ہے جشنِ سلطانِ زمن

ساقی مئی گلفام دے - جو دلمیں نورِ تام دے - جو جوہرِ الہام دے - روح القدس کا کام دے
وہ یخ میں ڈوبا جام دے - جو روح کو آرام دے - سوزِ جگر کو تھام دے - دلکی بجھا دی سب جلن

اے ابر تو پانی چھڑک - گلشن کی ہو ٹھنڈی سڑک - خُمِ مئی وحدت چھلک - مینا دکھا اپنی جھلک
اے بلبلِ شیدا چہک - اے غنچہ کھل اے گل مہک - چل اے صبا جلدی لپک - آتا ہے اک گل پیرہن

رخصت خزاں ہونیکو ہے - وہ گل عیاں ہونیکو ہے - گلشن جواں ہونیکو ہے - گل زرفشاں ہونیکو ہے
حق مہرباں ہونیکو ہے - خوشنود جاں ہونیکو ہے - دل شادماں ہونیکو ہے - مٹنے کو ہیں رنج و محن

عشرت کو غم سے جنگ ہے - غم شادیوں سے تنگ ہے - عیش و طرب کا ڈھنگ ہے - ناہید خوش آہنگ ہے
ہر گل کھلا خوشرنگ ہے - نرگس بھی شوخ و شنگ ہے - آئی بہار اب رنگ ہے - ہے چرخ زن چرخِ کہن

گلزار ادھر سر سبز ہے - کہسار اُدھر سر سبز ہے - ہر بحر و بر سر سبز ہے - ہر خشک و تر سر سبز ہے
ہر رہگذر سر سبز ہے - تارِ نظر سر سبز ہے - دیکھو جدھر سر سبز ہے - لیکر چمن سے تا دمن

گلبن کہیں سبزہ کہیں - بیلا کہیں لالہ کہیں - سنبل کہیں چمپا کہیں - یلین کہیں بوٹا کہیں
گل ہے کہیں غنچہ کہیں - پھل ہے کہیں پتا کہیں - ہے صحنِ گلشن باکہیں - قدرت کی ہے رنگیں پھبن

اللہ رے اصحاب چمن - کیا خوش ہین ساب چمن - سبزہ ہی سنجاب چمن - نسترن ہی کمخواب چمن
غنچے ہین اکواب چمن - گل ہین مئی ناب چمن - پی پی کے احباب چمن - مستی مین ہین کیا نعرہ زن

باغ جہان مین دھوم ہی - ہر بوستان مین دھوم ہی - ہر بحر و کان مین دھوم ہی - ہر ملین جان مین دھوم ہی
ہر ہر زبان مین دھوم ہی - کون و مکان مین دھوم ہی - ساری جہان مین دھوم ہی - دلشاد ہین ہر مرد و زن

کیا رحمت معبود ہی - کیا دورہ محمود ہی - ہر ہر گھڑی مسعود ہی - مطلوب دل موجود ہی
موجود ہر مقصود ہی - شیطان پہ در مسدود ہے - دیو لعین مردود ہی - ہین بند ابواب فتن

کردو خبر جلدی چلین - افلاک کے قدسی چلین - لے سے تا ماہی چلین - اشجار روحانی چلین
جنت سے حورین بھی چلین - ہی مولد سامی چلین - رحمت جو لین حقکی چلین - بحر کرم ہی موج زن

حورین بھی آئیں مہ لقا - باندھا فرشتون نے پرا - ہونے لگی یہ التجا - ظاہر ہوا ہی نور خدا
ظاہر ہو ختم الانبیا - ظاہر ہوا احمد مجتبےٰ - آخر کو ظاہر ہوگیا - وہ نور ربی دفعۃً

نور خدا پیدا ہوا - شمع ہدا پیدا ہوا - وہ مصطفےٰ پیدا ہوا - وہ مجتبےٰ پیدا ہوا
وہ رہنما پیدا ہوا - وہ پیشوا پیدا ہوا - وہ خوش لقا پیدا ہوا - شمشاد قد نسرین بدن

ابر کرم پیدا ہوا - بحر ہمم پیدا ہوا - کان نعم پیدا ہوا - کہف الامم پیدا ہوا
قدسی خدم پیدا ہوا - انجم حشم پیدا ہوا - جوزا علم پیدا ہوا - لشکر شکن اعدا فگن

خیر الوریٰ صدر العلیٰ - رہن الوفا وجہ الصفا - شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ - نجم الہدیٰ نور الندیٰ
عین التقیٰ زین التقیٰ - کنز العطا کشف الغطا - روح البہا سر النہیٰ - نہر المنن بحر السنن

احسان ہی حق کا بڑا۔ بھیجا جو ایسا رہنما۔ کیا شکر ہم لائیں بجا۔ کیا نذر دیں ہم بینوا
کیا تحفہ دیں شہ کو گدا۔ کیا چیز دے مہ کو سُہا۔ کر دیجے اُس شہ پر فدا۔ سب مال و زر اور جان و تن

مدح رسول پاک کا۔ کرتے رہو چرچا سدا۔ لیکن روایت ہو بجا۔ ہون شعر سب شستہ عاروا
آداب شان مصطفٰے۔ ہو جان و دل مین بھرا۔ ایسی مجالس باصفا۔ ہین شرع مین بیشک حسن

جب مجلس مولود ہو۔ ایدل تو حاضر زود ہو۔ وہان سر کے بل موجود ہو۔ راضی ترا معبود ہو
خوش احمد محمود ہو۔ طالع ترا مسعود ہو۔ دارین مین بہبود ہو۔ اور کام بگڑی جائین بن

پیدا ہوئے جب مصطفٰی۔ ایک نور تیز ایسا اوٹھا۔ ہر ہر طرف کو بڑھ گیا۔ ہر ہر مکان روشن ہوا
کہنے لگی فکر رسا۔ گر ہی یہی موج ضیا۔ اب خاک سے سبزہ کی جا۔ پھوٹیگی سورج کی کرن

میلاد حضرت جب ہوا۔ ہوتے ہی جھٹ سجدہ کیا۔ امت کے حق مین کی دعا۔ دیکھا فلک کو سر اوٹھا
کلمہ شہادت کا پڑہا۔ جو سا انگھوٹھا ہاتھہ کا۔ دُودہ اسمین جاری ہوگیا۔ تھا شیر شیرین موج زن

کیا کیا نشان ظاہر ہوئے۔ کعبہ جھکا تعظیم سے۔ ایوان کسریٰ سے گرے۔ شق ہو کے چودہ[۱۴] کنگرے
قلعون مین آئی زلزلے۔ سب بجھ گئے آتشکدے۔ بت سر کے بل گر گر گئے۔ تھرا گئی چشم شمن[۱]

جس دم حلیمہ نے لیا۔ اُس شہ کو مرکب پر بٹھا۔ مرکب نے جھک سجدہ کیا۔ لایا بجا شکر خدا
جس جس منازل مین چلا۔ ہوتا گیا جنگل ہرا۔ موسم بہار ابلی ہوا۔ حاصل ہوا عیش و سکن[۲]

اُس ابر رحمت کے سبب۔ رحمت ہوئی عالم پہ سب۔ عشرت میں ہیں سب روز و شب۔ فتنے گئے عالم کے دب
سب مٹ گئے شور و شغب۔ جاتے رہے رنج و تعب۔ اب ہنگیا دار الطرب۔ آگے تھا جو بیت الحزن

۱ شمن بمعنی بت پرست ۱۲ ۲ سکن آرام ۱۲

قد آپ کا وہ پُر اثر۔ اوڑتا نہ اوپر جا نور۔ تشریف لیجاتے جدھر۔ گلیان مہکتین سربسر
چلتے جدھر خیر البشر۔ سایہ نہ گرتا خاک پر۔ تھا جان سے شفاف تر۔ اُس جانِ پاکان کا بدن

تھا رنگ گورا پُر نمک۔ تھی جسمین سرخی کی دمک۔ رخ پر جھلکتی تھی جھلک۔ تن مین مہکتی تھی مہک
آنکھوں کی الکحل مردمک۔ ابرو کمان لمبی پلک۔ دانتوں مین موتی کی چمک۔ تھے سرخ لب لعلِ یمن

تھے موم زیر پا حجر۔ کرتے سلام اُنکو شجر۔ بول اُٹھتی سب دیوار و در۔ مکھی نہ آتی جسم پر
دم مین کیا شق القمر۔ سورج پھر ابھر ڈوبکر۔ کرتے تھے سجدہ جانور۔ کون ایسا ہی اعجاز فن

آیا براق برق رم۔ لے برق بھی جسکے قدم۔ ہستی سے تا ملک عدم۔ اُسکی روش تھی ایکدم
تھا زم رچون موج یم۔ گرمی مین بجلی اُس سے کم۔ تھی شان ربِّ ذو الکرم۔ اُسکی روش اُسکا چلن

توسن مین یہ جدت کہان۔ آہو مین یہ جودت کہان۔ شہباز مین رفعت کہان۔ جن مین ہی یہ طاقت کہان
یہ برق مین صولت کہان۔ صرصر مین یہ عسرت کہان۔ گھوڑون کی یہ صورت کہان۔ پریونکا منہ ریشم سا تن

لے شہ کو مرکب یون اوڑا۔ دل لیکے جیسے دلربا۔ اور جوہری جوہر اوٹھا۔ پا کر مہوس کیمیا
لیکر خضر آب بقا۔ گوہر کو لیکر شہ چرا۔ لیکر اوڑے جیسے صبا۔ بوی عبیر و یاسمن

صدر العلےٰ بالا چلا۔ آقا چلا مولےٰ چلا۔ عالی سوی اعلےٰ چلا۔ ماہ جہان آرا چلا
وہ عرش کا تارا چلا۔ اللہ کا پیارا چلا۔ پیاری ادا والا چلا۔ حورین تکین جسکی پھبن

جب رکب خیر الوریٰ۔ بیت المقدس مین گیا۔ روح الامین نے یہہ کہا۔ کیجے نماز اسدم ادا
حاضر ہین املاک السما۔ صف بستہ ہین کُل انبیا۔ ہو جی امام اے پیشوا۔ ہین آپ صدر انجمن

آئے مرصع نردبان ۔ اُسپر چلے شاہ زمان ۔ بیحد گروہ قدسیان ۔ تھی دہنے اور بائیں اُ روان

پر نور تھے کون و مکان ۔ انجم ہوئے گوہر فشان ۔ نثرہ عطارد کہکشان ۔ زہرہ قمر کیوان پرن

کی خوب سیر ہر فلک ۔ دیکھے فلک اور سب ملک ۔ جا پہنچے آخر عرش تک ۔ پردے گئے اوٹھ یک بیک

کچھ اور ہی پائی چمک ۔ کچھ اور ہی دیکھی جھلک ۔ اللہ کو بے شبہ و شک ۔ اس آنکھ سے دیکھا عیان

جنت میں فرمایا گذر ۔ اک باغ دیکھا سبز و تر ۔ پھرتی ہیں حورعین ادھر ۔ غلمان خوش منظر ادھر

رہنے کو نورانی وہ گھر ۔ اک خشت سیم اک خشت زر ۔ نہرین روان شفاف تر ۔ خمر و عسل ماء و لبن

دوزخ کو دیکھا پر خطر ۔ ہیبت کی جا وحشت کا گھر ۔ نیچے شرر اوپر شرر ۔ جائی نکل مجرم کدھر

طوق اور زنجیرین ادھر ۔ سانپ اور بچھو بین ادھر ۔ ہین نیش کژدم نیشتر ۔ زہر غضب سانپ کے پھن

وہانکی سب اشیا دیکھکر ۔ جنت کا جلوہ دیکھکر ۔ عرش معلےٰ دیکھکر ۔ دیدار مولےٰ دیکھکر

وہ بیت اقصےٰ دیکھکر ۔ وہ طور سینا دیکھکر ۔ آئے وہ کیا کیا دیکھکر ۔ دم بھر مین لے رنج و محن

حضرت کی توصیف و ثنا ۔ والنجم مین ہی قدر اعلیٰ ۔ مازاغ پڑہ اور ماطغےٰ ۔ پھر قاب قوسین اور دنےٰ

پھر جتنے ما اوحےٰ کہا ۔ اوس وحی کو مجمل کیا ۔ مجمل کرے جسکو خدا ۔ وہان پہنچے کسکا وہم و ظن

اس پل سے ہو کیونکر گذر ۔ یہان علم و دانش بیخبر ۔ ہے فکر کو کلی خطر ۔ کہتا ہے ملہم الحذر

بیدل یہ قصہ ختم کر ۔ پڑہ اب سلام اُس شاہ پر ۔ سلّم علےٰ خیر البشر ۔ سلّم سلاماً طیباً

ای نور سبحان السلام ۔ ای روح ایمان السلام ۔ ای چارہ جان السلام ۔ ای دلکے درمان السلام

ای ختم دوران السلام ۔ ای فیض رحمان السلام ۔ ای بحر احسان السلام ۔ ای ابر بدر المنن

(۱) یہ چار نہریں جنت میں ہوں گی، ایک خمر یعنی شراب طہور، جو دل کو پاک کردے، دوسری عَسَلِ مُصَفّا شہد، تیسرے پانی خوشگوار لطیف، چوتھے لَبَن یعنی دودھ کی نہر۔۱۲۔ (۲) اَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی یعنی ''وحی کی اللہ نے اپنے بندے کی طرف جو وحی کی''۔ اس وحی کو بیان نہ فرمایا بلکہ مجمل رکھا، ٹھیک اللہ جانے کہ وہ کیا اسرار تھے۔۱۲۔

ای رب اکبر رحم کر - ای بندہ پرور رحم کر - بہر پیمبر رحم کر - تا زیست مجہپر رحم کر
تربت کے اندر رحم کر - پھر روز محشر رحم کر - لطف و کرم کر رحم کر - کر رحم ای مولای من

طالع مرا منصور کر - جان شاد و دل مسرور کر - جام طلب معمور کر - خم طرب بھرپور کر
ہر رنج ہر غم دور کر - ہر ہر خطا مغفور کر - پھر حشر مین محشور کر - با چاریار و پنجتن

چلنا ہی ایکدن بالیقین - اور پاس کچھ توشہ نہین - کوئی نہ ہمدم نہ قرین - دل ہی ہبت اندوہگین
تھرائی ہی جان حزین حیران ہون رب العالمین - طی ہوگی کیونکر یہ زمین - رستہ کڑا منزل کٹھن

جسدم ملائک آن کے - قابض ہون روح و جان کے - بگڑین حواس انسان کے - ڈھیلی ہون بند ابدان کے
تب بیدل حیران کے - بدلین نہ طور اوسان کے - اوٹھ جای سلتہ ایمان کے - ہو کلمہ گو دل اور دہن

جب گرم ہو نار سقر - تھرائین ہیبت سے بشر - این المعاذ این المفر - ہووین بشر آسیمہ سر
بگڑین دل اور تھا ہین جگر - حامی مرا اوسوقت پر - ہووی وہ شاہ نامور - جد الحسین والحسن

تاریخ تصنیف این نظم منیف چکیدۂ کلک مداح حضرت نبی قرشی مولوی حکیم میان محمد صاحب متخلص بہ عرشی ساکن رامپور صانہ اللہ عن الشرور

یہ سلسبیل سوز العطش کو ہی کفیل	پیاسو چلو یہہ نام پیمبر کی ہی سبیل
عرشی نے کہدیا کہ طرب بخش سلسبیل ۱۲	حورون مین ذکر تھا کہ یہ تاریخ اسکی کیا

صد ہزار شکر کہ قصیدہ سلسبیل مصنفہ حامی شرع متین رشید الملت والدین فاضل کامل حضرت مولنا مولوی عبد السمیع صاحب بیدل رحمۃ اللہ علیہ باجازت حکیم مولوی میان محمد صاحب فرزند رشید حضرت مولانا ممدوح بسعی بلیغ شیخ وزیر محمد صاحب خلف شیخ منشی ولی محمد صاحب بار سوم در مطبع قاسمی حلیہ طبع پوشیدہ مقبول خلائق گردید

مثنوی جوہر لطیف

فی

میلاد الحنیف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کرکے مالک کا شکر پڑھ کے درود | کرتا ہون ذکر مولدِ مسعود

مومنو یان ادب سے آؤ تم | عطر خلت بسا کے لاؤ تم

ذکر خیرالورا کی محفل ہے | مولدِ مصطفیٰ کی محفل ہے

اوسکی محفل ہی یہ کہ جسکے لئے | دونو عالم عیان خدا نے کیے

محفل اوس شاہ ذی حشم کی ہے | محفل اوس شافع امم کی ہے

پہیلا آفاق مین ہے جسکا نور | اوسی نورِ خدا کا ہے مذکور

ہوگی جنسے نجات عالم کی | ہے خوشی اونکی خیر مقدم کی

جنکو سب انبیا نے مانا ہے | اونکے مولد کا شادیانہ ہے

جہان یہ ذکر خیر پاتے ہین | لیکے رحمت فرشتے آتے ہین

پڑہتے کثرت سے ہین درود اسمین | کیون نہ رحمت کا ہو ورود اسمین

لکہتے ہین اولیائے روشندل | جو کرے صدق دل سے یہ محفل

اوسپہ نازل خدا کی رحمت ہو
سال بھر گھر مین خیر و برکت ہو

صدق نیت سے جو کرے میلاد
حقتعالیٰ سے پائے دلکی مراد

فقہا اور محدثین بہت
گذرے اسپر ہین اہل دین بہت

کل عرب اور کل عجم دیکھو
خاص اللہ کا حرم دیکھو

حکم ہے سید دو عالم کا
اتباع سواد اعظم کا

نور ایمان ہے جسکے سینہ مین
دیکھہ لے مکہ اور مدینہ مین

فقہا سب وہان موافق ہین
ایک سے ایک سب مطابق ہین

حنفی اور شافعی کی ثقات
مالکی اور حنبلی کے رُوات

چارون مذہب کا ہی یہی ارشاد
مستحب ہے یہ محفل میلاد

الغرض بزم مولدِ پُر نور
مستحب ہے بمذہب جمہور

عشق ہے جنکو ذکر حضرت سے
دوڑے آتے ہین یان محبت سے

دین و ایمان اوسکا ہی کامل
جسکو ہی عشق مصطفےٰ حاصل

عشق احمد خدا نصیب کرے
اپنے محبوب سے قریب کرے

آؤ آداب سے مسلمانو
شان اپنے نبی کی پہچانو

وصف حضرت کا جان سے دلسے
سنو اگر زبان بیدل سے

پہلے کچھہ بھی نہ تھے یہ ارض و سما
جلوہ فرما تھا بس خدا ہی خدا

تہا وہی ایک لاشریک لہٗ
وحدہٗ لا الٰہ الا ہو

چاہا اوسنے کہ اب ظہور کرون
سب پہ ظاہر مین اپنا نور کرون

پہلے پیدا نبی کا نور کیا
پہر سب اوس نور سے ظہور کیا

گر نہ کرتا وہ نور جلوہ گری ہوتے کب جن و انس حور و پری
برگ ہے یا شگوفہ یا گل ہے جلوہ حضرت کے نور کا کل ہے
مدتون تک وہ نور فیض نشور عالم قدس مین رہا معمور
تھا کبھی ساق عرش پر روشن اور کبھی لوح پر تھا نور افگن
پھر وہ نور آیا پشت آدم مین اوتری رحمت خدا کی عالم مین
پشت آدم مین جب وہ نور اوترا بنگیا جسم نور کا پتلا
صلب آدم سے پھر ہوا جو نزول کیا ارحام طیبہ نے قبول
جس بدن مین وہ نور اوترتا تھا جلوۂ حق ظہور کرتا تھا
پہونچا آدم سے تا بہ عبداللہ نقل ہوتا ہوا وہ نور اللہ
عمدہ انصاب مین ظہور کیا پاک اصلاب مین عبور کیا
کسنے اجداد پائے ایسے حسیب ایک سے ایک ہین اصیل و نجیب
سب کے سب آفتاب ہین گویا خلق کے انتخاب ہین گویا
نسل حضرت کی پاک ہے ایسی سچے موتی کی آب ہو جیسی
الغرض کر کے طے منازل دور پہونچا تا بطن آمنہ وہ نور
پہونچا برج حمل مین ماہ منیر ناف غنچہ مین گل ہوا جاگیر
سچا موتی صدف مین آٹھیرا چاند بیت الشرف مین آٹھیرا
کیا لکھون شان قدرت بیچون دیکھی تھین جو آمنہ خاتون
نیند آئی بشارتین دیکھین آنکھ کھولی کرامتین دیکھین
دیکھے کیا کیا کرشمۂ غیبی بطن مین تھا جو نور لاریبی

نیک ایّام تھین اور دن تھے سعید — رنگ ہر دم نیا بہار جدید
نو مہینے گذر چکے جو تمام — آئے ماہِ ربیع کے ایام
باغ پھولے پھلے بہار آئی — گل نے پہنا لباس دارائی
طوطیون کا کہین ترانہ تھا — کہین بلبل کا شادیانہ تھا
شاخِ گلبن پہ گل مہکتے تھے — طائرانِ چمن چہکتے تھے
ابر رحمت اودھر تھا گوہر بار — کان یاقوت ادھر بنا گلزار
کشت سرسبز بوستان سرسبز — الغرض ہوگیا جہان سرسبز
دھوم تھی ہر طرف خوشی کی دھوم — دھوم تھی مقدم نبی کی دھوم
دار دنیا مین آنا حضرت کا — تھا نہایت جلال و عظمت کا
لکھتے راوی ہین اُس گھڑی کا حال — کیا حورون نے آکے استقبال
تھے فرشتے کھڑے ادب کے ساتھ — تھا ادب سیّد عرب کے ساتھ
سامنے آمنہ کے تھے جبریل — دہنی جانب کھڑے تھے میکائیل
ایک فرشتہ جمیل و خوش پیکر — ہو گیا ظاہر اک قدح لیکر
آمنہ سے کہا کہ لیجے حضور — ذوق سے پیجیے یہ جام طہور
آپ نے نوش جان وہ جام کیا — پھر فرشتہ نے یہ کلام کیا
ہو جیے ظاہر اے امامِ سُبل — ہو جیے ظاہر اے ختام رُسل
جانِ اسلام و روح دین اظہر — اظہر اے شاہ مرسلین اظہر
الغرض التجا جو حد سے بڑھی — ہوئے پیدا وہ سیّد عربی
لب ہاتف پہ ہر طرف تھی ندا — القیام — آج احمد نبی ہوئے پیدا

۵

شاہِ دنیا و دین ہوئے پیدا	سیّد المرسلین ہوئے پیدا
کیون نہ عالم مین ہو خوشی پیدا	ایسے اعلیٰ ہوئے نبی پیدا
وہ حبیب خدا ہوئے پیدا	زیبِ ارض و سما ہوئے پیدا
کیون فرشتے ندین مبارکباد	اشرف الانبیا کا ہے میلاد
آپکی ذات ازل مین تہی اک نور	اور حجابون مین تہ بتہ مستور
پھر جو اوترا وہ نور دنیا مین	تہا چھپا امہات و آبا مین
اب وہ نور آیا قطع کرکے حجاب	نکلے بدلی سے جسطرح مہتاب
نکلے پردون سے یون نبی کریم	جیسے نکلے صدف سے دُرِّ یتیم
فرض ہے شکر بہیجنا ہم کو	حق نے ایسا نبی دیا ہمکو
اکرم الخلق السلام علیک	اعظم الخلق السلام علیک
لے مرے شاہ باوقار سلام	دین و دنیا کے تاجدار سلام
اے دوعالم کے شہریار سلام	خاص مقبول کردگار سلام
اے غریبونکے غمگسار سلام	بیکسون کے کفیل کار سلام
آپکے نام پر ہزار درود	زلفِ مشکین پہ بیشمار سلام
ہے یہہ کافی نجات امت کو	ہو قبول اون کا ایکبار سلام
جس قدر ہو سکے مسلمانو	بھیجو باعجز و انکسار سلام
چاند سے منہ پہ بے حساب درود	زلف مشکین پہ بیشمار سلام
آپ ہین شاہ کیون نہ عرض کرین	ہم غلامان جان نثار سلام
ہمنے محبوب ایسا پایا ہے	کیون نہ ہم بہیجین باربار سلام

جاتے ہین وان ملائکہ لیکر — جب پڑہین عاشقانِ زار سلام
ہوکے حاضر جناب اقدس مین — عرض کر بیدل نزار سلام
الغرض جبکہ وہ حبیبِ خدا — ہوئے جاہ و جلال سے پیدا
ایسا حضرت کا دبدبہ چھایا — قصر کسرا مین زلزلہ آیا
جب قدم آئے اوس شہ دین کے — رنگ فق ہوگئے سلاطین کے
آئے جب وہ حبیب سبحانی — دبگئی سب کی شان سلطانی
ہوئے بے نور بادشہ سارے — چاند کے آگے جسطرح تارے
نور احمد کی جب تجلی ہو — کیون عجم کی نہ آگ ٹھنڈی ہو
کیون نہ بت سر کے بل اولٹ جائین — ایسے جب شاہ بت شکن آئین
کیا کعبہ نے سجدہ باتکریم — جھک کے سوئے مقام ابراہیم
ایسے پیدا ہوئے لطیف و نظیف — تھی بدن پر نہ کوئی چیز کثیف
ہوئے جسدم وہ ذی شرف پیدا — نور ربی تھا ہر طرف پیدا
دور اوس نور کی چمک پہونچی — روشنی روم و شام تک پہونچی
حق نے ہمپر کیا بڑا احسان — بھیجا ایسا رسول عالی شان
حشر تک بہی نہو گا ہم سے ادا — شکر حضرت کے خیر مقدم کا
پہر حلیمہ کے گہر گئے جو حضور — اوسکا گہر نور سے ہوا معمور
جلوہ گر جب وہ نونہال ہوا — کل حلیمہ کا گھر نہال ہوا
ہے روایت فرشتے آتے تہے — مہد مین آپ کو جہلاتے تھے
تھی کرامت یہ آپ کی ظاہر — ستر ہوتا نہ تھا کبھی ظاہر

گر فرشتے بدن کہلا پاتے   آکے جھٹ غیب سے چھپا جاتی
چوتھے سن مین ہوا جو سینہ چاک   دل ہوا کل کدورتوں سے پاک
آئے جبریل اور میکائیل   نور سینہ مین کر گئے تحویل
سینہ دہو دہو کے آب رحمت سے   بہر دیا دل کو نورِ حکمت سے
عالمِ خاک وباد مین آکر   پڑ گئی تھی جو گرد موتی پر
اب فرشتون نے دہو کے گرد وغبار   کر دیا اوسکو مطلع الانوار
صاف پہلے سے تھا وہ درِیتیم   ہو گئی اب اور بہی شعاع عظیم
چاند مین داغ کا نشان نہ رہا   شمع مین نام کو دہوان نہ رہا
حق نے اپنے حبیب کا سینہ   کر کے صیقل بنایا آئینہ
واہ کیا مصطفےٰ کا سینہ ہے   سر بسر نور کا خزینہ ہے
آتی خوشبو تھی آپکے تن سے   تھے عیان معجزے لڑکپن سے
دھوپ آتی نہ جسم اقدس پر   کھولدیتے ملائکہ شہ پر
کبھی گرمی مین ابر کا ٹکڑا   سائبان بنکے سر پہ آجاتا
آپ جس راستہ مین کرتے خرام   بھیجتے تھے شجر حجر بہی سلام
ہوئے چالیس سال جب کامل   شان پیغمبری ہوئی حاصل
وحی لے آئے جبرئیل امین   نور سے بہر گئے زمان وزمین
اب اوترنے لگا خدا کا کلام   ہونے باہم لگے سلام وپیام
جبرئیل آسمان سے آنے لگے   حق کا پیغام خاص لانے لگے
الحذا دمبدم درود وسلام   اپنے پیارے نبی پہ بہیج مدام

وہ نبی پاک ذات پاک صفات
جسکے دم سے ہے امتوں کی نجات

وہ نبی جو شفیعِ کل ٹھیرے
سیدا ور خاتم الرسل ٹھیرے

وہ پیغمبر وہ پیشوائے سبیل
شکل وصورت کے خوبروی وجمیل

وہ حبیبِ خدا بشیر و نذیر
آبِ جنت سے جسکا ہووے خمیر

حق نے کیا کیا نہ انکو دی خوبی
ختم کی اونپہ شان محبوبی

قامت خوشنما میانہ تھا
چست اور خوشخرام ورعنا تھا

موئے سر رشکِ سنبلستان تھے
نہ بہت سیدھے اور نہ پیچان تھے

رہتے حضرتکے بال ای ذی ہوش
تابن گوش اور کبھی تا دوش

سر مین ایک معتدل کلانی تہی
سروری کی کھلی نشانی تھی

کیا ہی پیاری تھی چوڑی پیشانی
چاند کی طرح صاف نورانی

پتلی پتلی بھوین وہ خوش منظر
ہووے قربان ہلال عید اونپر

ناک آلایشون سے پاک ایسی
شمع کی لو بلند ہو جیسی

دونون آنکھوںمین سرخ ڈورے تھے
اور رخسار گورے گورے تھے

رہتین آنکھین بغیر سرمہ سیاہ
کثرتِ شرم سے زمین پہ نگاہ

گول چہرہ تہا پیاری صورت تہی
سرخی آمیز گوری رنگت تھی

خط مشکین تھا آپکا گنجان
اور کشادہ تھے آپکے دندان

لب سے گویا ٹپکتی رحمت تھی
پشت پر خاتم نبوت تھی

خوشنما ایسی صاف تھی گردن
گویا چاندی کی تھی ڈھلی گردن

سینہ چوڑا تھا آپکا ہموار
اور شکم صاف مطلع الانوار

۹

تھا بدن صاف آپ کا سیمو | تھی پسینہ مین عطر کی خوشبو
جوڑ اعضا کے تھے بہت مضبوط | ایک سے ایک خوشنما مربوط
لمبی لمبی تھین اونگلیان زیبا | ہاتھ نرمی مین غیرتِ دیبا
تلوا پاؤن کا تھا بہت گہرا | رہتا چلتے مین خاک سے اونچا
ہے یہ حلیہ جناب عالی کا | امتِ مذنبہ کے والی کا
جسکے تابع ہین کل زمان و زمین | جسکا صدقہ ہے کل مکان و مکین
ایخدا دمبدم درود و سلام | اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
یارب اپنے رسول کا صدقہ | اور آل بتول کا صدقہ
دل سے پردہ اٹھادے غفلت کا | جلوہ دکھلادے اپنی رحمت کا
اپنے در کا مجھے بنا بندا | مت پھرا دربدر خداوندا
مشکلون مین میری مدد کیجو | کل بلیّات مجھ سے رد کیجو
جسم کو صحت و شفا دیجو | دل مین نور یقین عطا کیجو
دین و دنیا مین آبرو دیجو | دونون عالم مین سرخرو کیجو
رکھیو اپنی مجھے حمایت مین | زیست مین موت مین قیامت مین
اپنے بندو نپہ کیجو فضل و کرم | دور رکھیو وبا و قحط و الم
ابر رحمت کو درفشان رکھیو | تازہ ہر کشت و بوستان رکھیو
سیدھا رستہ چلائیو ہمکو | پیچ و خم سے بچائیو ہمکو
مرتے دم غیب سے مدد کیجو | ساتھ ایمان کے اوٹھا لیجو
جب دم آخرین ہو یا اللہ | لب پہ ہو لا الہ الا اللہ

کل مریضون کو تندرستی دے	ناتوانون کے تئین چستی دے
دَفِ حَصِّلْ مُرَادَنَا اَبَدًا	اٰتِنَا مِنْ اُمُوْرِنَا رَشَدًا

تمام شد

اشعار سلام وقت قیام محفل مولد خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم

اوٹھو وقت تعظیم احمد ہے یہ	بیانِ ظہور محمد ہے یہ
پڑہون کیون نہ ہو کر ادب سے کہڑا	مدیح جناب شفیع الورا
کہڑے ہو کے حسان پڑہتے مدام	مدیح پیمبر علیہ السلام
یہ بیدل بھی ہے قوم انصار سے	تناسب یہ حسان سے ہے اوسے
ہوا ہے یہ طینت مین میرے خمیر	کہ ہوں مدح گوے بشیر و نذیر
ولادت کی تشبیہ دون فی المثل	اندھیرے مین چاند آیا گویا نکل
بشارت یہ ہاتف نے دی ہر طرف	کہ پیدا ہوئے سید ذی شرف
رسالت پناہا سلام علیک	امام البرایا سلام علیک
جمیل البہا یا سلام علیک	جزیل العطا یا سلام علیک
حبیب دو عالم سلام علیک	رسول مکرم سلام علیک
دو عالم کے سلطان سلام علیک	شہ جن و انسان سلام علیک
ملائک جو جاتے ہین لیکر سلام	یہ پہونچا دین اے کاش میرا پیام
کہ اے فخر عالم حبیبِ خدا	غریبون کے حامی شفیع الورا
عنایت کی ہمپر نظر کیجے	مدینہ مین ہمکو بلا لیجے
کٹی ہاے غفلت مین عمر عزیز	نہ کی نیک و بد مین ذرا کچھ تمیز

دکھاتا ہے شیطان ادہر اپنا رنگ — اودھر نفس امارہ کرتا ہے تنگ

بچھے ہر طرف نفس شیطانکے جال — بچا اپنی قدرت سے اے ذوالجلال

کئے فعل ہمنے بہت ناسزا — ہوئی ہمسے واقع خطا پر خطا

ہے افسوس پاس ایک خوشہ نہین — سفر ایسا دور اور توشہ نہین

نہ نالان ہو کیون بیدل خستہ تن — یہ سامان اور منزل ایسی کٹھن

مدد میری اے میرے رحمان کر — مری سخت منزل کو آسان کر

ہین دنیا مین جو مہربان اور شفیق — یہ سب جیتے دم تک ہین اپنے رفیق

پھر انجام جسدن دم آخر ہوا — ہون سب قبر مین رکھکے اک اک جدا

نہ پوچھے گا تربت پہ آکر کوئی — کہ اے خستہ تن کیا ہی حالت تری

مگر تجھہ سے امید ہے ایخدا — کہ ہر حال مین تو ہو مونس مرا

بچون مرتے دم مکر شیطان سے — مین دنیا سے اوٹھ جاؤن ایمان سے

مرا دین پوچھین جو منکر نکیر — الٰہی تو ہی ہوجیو دستگیر

الٰہی جہنم سے مجھکو بچا — قیامت مین دیدار اپنا دکھا

عمل پر نہین زعم بالکل مجھے — ہے خیر الوریٰ کا توسل مجھے

قیامت تلک بھیج یارب مدام
پیمبر پہ اپنے درود وسلام

تاریخ مثنوی جوہر لطیف فی میلاد الخنیف چکیدہ قلم معجز رقم دُرِ درج فصاحت
نیر برج بلاغت بلبل بوستان صمدیت صلصل چمنستان احدیت رشد آئین
جناب شیخ محمد رشید الدین احمد صاحب خلف الرشید کریم ابن کریم عالیجناب خان بہادر

شیخ محمد وحید الدین صاحب رئیس اعظم میرٹھ زاد اللہ درجاتہم و اقبالہم

کیا خالق نے جب نعما کو تقسیم — ملا ہر اک کو جو جسکا تھا مقسوم
حضور بیدل مرحوم پر خوب — ہوا نعت نبی کا شرف مختوم
خلوص قلب ہے اور حسن نیت — کلام اقدس بیدل کا مفہوم
نہ کچھہ شہرت اونہین مد نظر تھی — نہ تھی دل مین تعلی اون کے مزعوم
سراپا محو تھے عشق نبی مین — ریا کو جانتے تھے سخت مذموم
بنے تھے عشق احمد سے مخمر — یہی آگ اونکے عنصر مین تھی مکتوم
فصاحت اور بلاغت کی ہر اک شان — ہوئی انداز بیدل سے ہے معلوم
کہی ملہم نے خوش ہوکر یہ تاریخ — ہے صبح زندگی میلاد منظوم

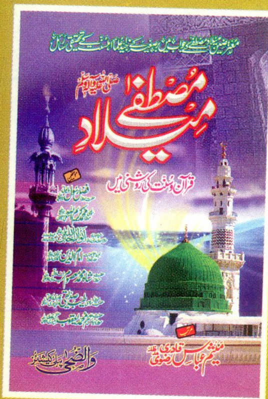
۱۳۲۷ھ

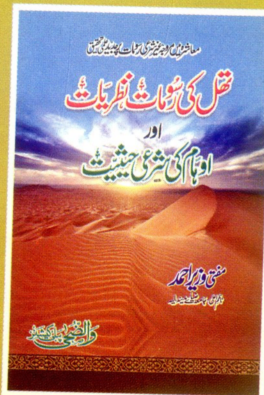
خاتمۃ الطبع

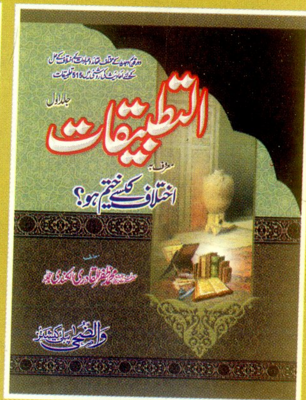
نحمد اللہ الکریم الرشید السمیع ونصلی علی سیدنا محمدن الشفیع مجمع البرکات والکرامات الرفیع منبع الحسنات الوسیع والکمالات الوقیع وعلی الہ واصحابہ واولیاء امتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین اما بعد - این مثنوی مسمی بہ جوہر لطیف فی میلاد الحنیف کہ از تالیف شریف زبدۃ الکملاء عمدۃ الفضلاء حضرت مولانا مولوی محمد عبد السمیع صاحب بیدل رحمۃ اللہ علیہ کہ ہنوز بروئے طبع آزمایان آفرینش طرازی حلیہ طبع نہ پوشیدہ و ہیچ چشم شاہد بخش پردازی آن جرعۂ شہادت نہ نوشیدہ بود حالا بسازوسعی دلنوازی بصد جانفشانی و دلگدازی شیخ وزیر محمد سعید خلف الرشید شیخ منشی ولی محمد صاحب حسب فرمایش جناب مولوی حکیم میان محمد صاحب زیبقہ سرفرازی سرفراز آمدہ حلیہ طبع بمطبع قاسمی میرٹھہ در سنہ ۱۳۲۷ھ پوشیدہ مقبول اہل راز گردید

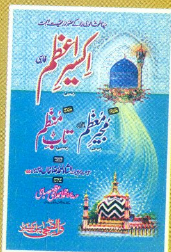
کتبہ خاکسار عبد الرحمن خان امروہوی

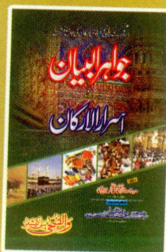
مطبع قاسمی میرٹھہ مین جلال الدین کے اہتمام سے اہتمام پریس مین چھپا

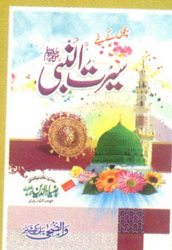


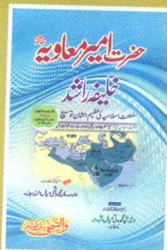


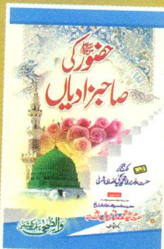


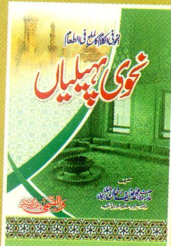


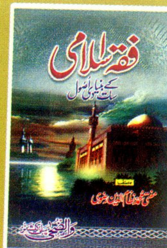


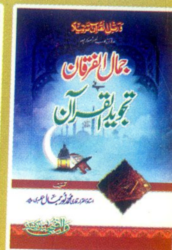


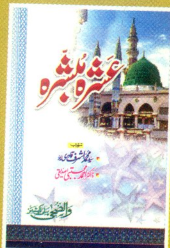


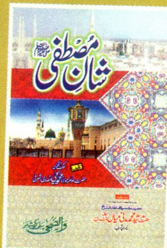


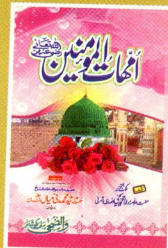


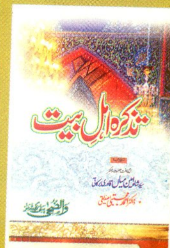












والضحیٰ پبلی کیشنز

ہادیہ حلیمیہ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان

Ph:042-37361363